مکتبہ اسلامیہ

لاہور | بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد | بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

فہرست عناوین

انتساب

محدثین کرام کے نام جن کی شب وروز کی کاوشوں نے دین اسلام کو تحریف وتبدل تغیر اور ہر قسم کی غلط بیانی سے محفوظ فرمایا۔

از مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

اس کتاب کے لکھنے کا بنیادی مقصد عوام میں پھیلی ہوئی ضعیف اور موضوع روایات کو صحیح احادیث سے الگ کرنا ہے تاکہ جو رسول اللہ ﷺ کا قول یا فعل نہیں وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو اور لوگ اسے حدیث رسول ﷺ سمجھ کر اس پر عمل نہ کریں۔ کیونکہ صحیح حدیث دین ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جبکہ موضوع روایات نہ دین ہے اور نہ کلام رسول بنا بریں ان پر عمل کرنا حرام ہے اسی طرح ضعیف روایت اصل کے اعتبار سے مشکوک ہوتی ہے اور دین کی بنیاد یقین پر ہے شک پر نہیں جس سے اجتناب ضروری ہے۔

ہمارے ماحول میں مذہبی جہالت کا غلبہ ہے اور عوام کی اکثریت میں صحیح اور غیر صحیح میں تمیز کی صلاحیت نہیں ہے وہ تو بلا تحقیق ہر روایت جو جناب رسول مکرم ﷺ کی طرف منسوب ہو اسے حدیث سمجھتے ہیں گو نفس امر میں وہ فرمان رسول نہ بھی ہو۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیروکار ہے ان کے نزدیک حنفیت ہی دین ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس مذہب کی تائید میں صحیح احادیث کم ہیں اور زیادہ تر دار ومدار ضعیف روایات پر ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ برصغیر میں بدعات صوفیہ حضرات کی طرف سے پھیلی ہیں جن میں اکثریت ظاہراً حنفی مذہب کی پیروکار تھی اور کچھ صوفیہ کا تعلق شیعت سے تھا چونکہ لوگ انہیں کے پیروکار ہیں جس کی وجہ سے کتاب وسنت کے مقابلہ میں صوفی ازم زیادہ مقبول ہے۔

برصغیر میں تقسیم سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کوئی بہتر اور مؤثر طریق سے نہ تھی صرف چند اہل حدیث مدارس تھے جن کے منہج میں حدیث کو اولیت حاصل تھی جیسا کہ شیخ الکل الامام سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا مدرسہ تھا یا حضرت نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کا اشاعتی پروگرام تھا عام حنفی مدارس میں حدیث صرف دورہ کی شکل میں پڑھائی جاتی ہے اور بحث صرف ان روایات کے رد کرنے میں ہوتی ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں اور پھر ان میں ناروا تاویلیں ہوتی ہیں اگر پھر بھی بات بنتی نظر نہ آئے تو تقلید کے ہتھیار کو استعمال کیا جاتا ہے ''**نحن مقلدون**

یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفة" (تقریر ترمذی ص ۳۷)

بلکہ حدیث کی قبولیت کا معیار امام کا عمل ہے اگر امام نے کسی حدیث پر عمل کیا ہے تو خواہ وہ سنداً نا قابل حجت ہے برملا قبول ہے اور اگر امام نے کسی حدیث پر عمل نہیں کیا ہے تو خواہ وہ اعلی درجہ کی صحیح ہو جیسا کہ رفع یدین کرنے اور امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی متواتر احادیث ہیں تو قابل عمل نہیں ہیں گویا کہ حدیث رسول یعنی اصلی دین کو امام کے تابع اور محتاج بنا دیا گیا۔ تو ظاہر ہے اس سے حدیث میں تحقیق اور اس پر عمل کی پیش رفت کیسے ہو سکتی ہے؟

نیز ہمارے معاشرے میں صحیح احادیث پر عمل کم اور ضعیف احادیث پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں کے اکثر واعظین اور خطباء صوفیہ حضرات کے افکار کے حامل ہیں بلکہ ان کے بارہ میں ایسے غالیانہ خیال رکھتے ہیں جن کے سامنے اہل کتاب کا غلو ہیچ نظر آتا ہے جس سے شرک و بدعت کو خوب پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ان کا تمام تر سرمایہ صوفیاء حضرات کی کتابیں ہیں جن میں ضعیف اور من گھڑت روایات کا ایک سمندر موجزن ہے۔

ضعیف اور موضوع روایات کے پھیلنے سے امت مسلمہ میں بہت سے مفاسد پیدا ہوئے اور صحیح احادیث کی اہمیت باقی نہ رہی۔ اور اب ایسی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ اگر کسی روایت کو ضعیف یا من گھڑت کہا جائے تو طرح طرح کے طعن سننے پڑتے ہیں اور پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ:۔

جو حدیث ہم پیش کرتے ہیں وہابی اسے ضعیف کہہ دیتے ہیں اور جو حدیث یہ پیش کرتے ہیں اسے وہ صحیح کہتے ہیں اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو ضعیف کہتے ہیں بھلا رسول اکرم ﷺ کا فرمان کیسے ضعیف ہو سکتا ہے؟ اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ سے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ روایت ضعیف ہونے کا تعلق فرمان رسول ﷺ سے نہیں بلکہ اس سند سے ہے جس کے ذریعے فرمان رسول ﷺ تک پہنچا جاتا ہے اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ کے پیچھے دراصل بدعتی اور میلاد خواہ مولویوں کا ہاتھ ہے ان کو معلوم ہے کہ اگر لوگوں میں ضعیف روایات کے رد کرنے کا شعور بیدار ہو گیا تو ہماری بدعات ختم ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ برصغیر میں حدیث کی حفاظت اور اس پر عمل میں علماء اہل حدیث کا بڑا مؤثر کردار ہے مگر اہل بدعت اور مقلدین حضرات اپنے عقیدہ و مذہب کی اشاعت میں پوری توانائی صرف کر رہے ہیں اور منصوبہ بندی

کے تحت اپنے موقف کی حمایت میں ضعیف یا من گھڑت روایات عوام میں پھیلا رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح احادیث کی اشاعت اور اس پر عمل کے لیے اپنی توانائیاں صرف کی جائیں اور عوام میں صحیح اور ضعیف کے فرق کا شعور بیدار کیا جائے اور عملاً اس مفروضے کو غلط ثابت کیا جائے کہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین ہیں تا کہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین کا حصہ تصور نہ ہونے لگیں۔

اہل بدعت اور حنفی مقلدین پوری ڈھٹائی سے ضعیف اور من گھڑت روایات کی اشاعت پر کمربستہ ہیں جس کا خاکہ ان حضرات کی کتابوں سے نظر آ جاتا ہے اگر ان کی کتابوں کو عمومی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ضعیف اور موضوع روایات کا ایک سمندر امنڈ آیا ہے اور پھر یہی بس نہیں بلکہ صحیح احادیث کو نہایت دیدہ دلیری اور بے شرمی سے رد کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ متفق علیہ احادیث جن کی صحت پر پوری امت کا اجماع ہے ان کو بھی ناقابل عمل بنانے کی سعی نا مشکور کی جا رہی ہے اور ضعیف اور من گھڑت روایات کو عوام میں اسلام کے نام پر ہی پیش کیا جا رہا ہے والی اللہ المشتکی۔

راقم نے ان وجوہ کو محسوس کرتے ہوئے اخی فی اللہ حسن اللہ بن محمد عبد اللہ بدخشانی کے مشورہ اور تعاون سے ضعیف اور موضوع روایات کو الگ کرنے کا عزم کیا ابھی کام کا آغاز کیا ہی تھا کہ مولانا حسن اللہ شہید ہوگئے ''اللھم اغفرلہ وارحمہ'' تاہم راقم نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور بحمد اللہ اس میں جتنی پیش رفت ہوئی اس کا کچھ حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور میں نے اس کاوش کا نام ''ضعیف اور موضوع روایات'' تجویز کیا ہے۔

عملی نوعیت

راقم الحروف کی نظر میں ''ضعیف اور موضوع روایات'' اپنی نوعیت کی اردو زبان میں پہلی مستقل اور منفرد کتاب ہے اس سے پہلے موضوع روایات پر بعض عربی کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے ضرور ہوئے ہیں مگر ان کا رنگ اور ڈھنگ برصغیر کے انداز اور اسلوب سے قدرے مختلف ہے۔

برصغیر میں ایک فقہی مسلک کی کثرت کے ساتھ صوفیہ حضرات کے بہت سے سلاسل بھی ہیں جن کا حدیث کی

بجائے اپنے ائمہ کے اقوال پر عمل زیادہ ہے اس لیے حدیث فقہی پر زیادہ توجہ نہیں ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا اسلوب عام فہم ہو اور ترتیب بھی آسان سی ہو اور علم حدیث کی فنی اصطلاحات جنہیں عوام سمجھنے سے قاصر ہیں کو آسان انداز میں پیش کیا جائے تاکہ عام حضرات بھی مستفید ہو سکیں۔

(۱) ہر حدیث کے عموماً مجروح راوی پر مفسر جرح ہے۔

(۲) راوی پر جرح اس کے حسب حال نقل کی ہے۔

(۳) ضعیف وغیرہ کا حکم ائمہ نقاد کے اقوال کی روشنی میں لگایا ہے۔

(۴) بعض روایات حکم کے لحاظ سے مختلف فیہ ہیں ان روایات میں قوی قرائن کو مدنظر رکھا ہے۔

(۵) بسا اوقات حدیث صحیح ہوتی ہے مگر کوئی ضعیف راوی جب اس کو روایت کرتا ہے تو اپنی طرف سے اصل حدیث میں چند الفاظ بڑھا دیتا ہے یا کوئی اور تغیر کر دیتا ہے اس روایت کو بھی ضعیف میں شامل کیا ہے اور عموماً واضح کیا ہے کہ اصل حدیث صحیح ہے مگر ضعیف راوی نے جن الفاظ کا اضافہ کیا ہے یہ الفاظ غیر ثابت ہیں۔

(۶) جو روایت مشہور کتابوں میں نہیں یا اس کی سند نہیں وہ بے اصل ہے کیونکہ جس روایت کی سند موجود نہیں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۷) راویوں پر جرح بحوالہ نقل کی ہے اور جس محدث نے راوی پر جرح کی ہے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

(۸) اگر مختلف ائمہ کرام کے اقوال کا ماخذ ایک ہی ہے تو ان تمام اقوال کو ایک ہی ماٴخذ سے ذکر کیا ہے۔

(۹) ہر راوی پر مفسر جرح عموماً اس کی پہلی روایت کے ضمن میں کی گئی ہے اس راوی کے واسطہ سے دوبارہ روایت آنے کی صورت میں تفصیلی جرح کے لیے پہلی روایت کے حوالہ (دیکھئے نمبر) کی طرف اشارہ کیا ہے۔

''ضعیف اور موضوع روایات'' کا تمام تر تنقیدی مواد ائمہ محدثین کرام کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے اس میں سوائے ترتیب اسلوب اور ترجمہ کے باقی سب محدثین کرام کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور روایات پر حکم بھی ائمہ کرام کے

اقوال کی روشنی میں لگایا گیا ہے اگر اس میں درستی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اس کا کریڈٹ حضرات محدثین کرام کو جاتا ہے اور اگر خطأ اور غلطی ہے تو یہ راقم الحروف کی کم فہمی اور علمی کم مائیگی کی وجہ سے ہے بنا بریں اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور اپنی قیمتی آراء سے نوازیں تا کہ اس میں جو کمیاں، کوتاہیاں اور خامیاں رہ گئی ہیں وہ دوسری جلدوں میں دور کر دی جائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے مولف کو اشاعت حق اور دمغ باطل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کتبہ ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی

فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ و متخصص ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

۹/۹/۱۹۹۸ء

موضوع روایات
تاریخ واسباب

الحمد لله الذی نزل احسن الحدیث کتابا والصلوة والسلام علی من جاء ببیان ما نزل الیه سکوتا وفعلا وخطابا وعلی آله واصحابه ناقلی اخباره صدقا وامانة وعلی مدونی آثاره واحادیثه وممیزی الخبیث ما خلط فی حدیثه حفظا لدینه اما بعد فقد قال الله تعالی ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا اولئك یعرضون علی ربهم ویقول الاشهاد هولاء الذین کذبوا علی ربهم ان لعنة الله علی الظالمین۔

معزز قارئین کرام!

عام گفتگو اور معاملات میں لوگوں نے جھوٹ کو کسی بھی دور میں پسند نہیں کیا بلکہ تمام قومیں اس کی برائی اور مذمت پر متفق رہی ہیں حتی کہ جاہلیت کے معاشرہ میں بھی جھوٹ کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ہر عقل مند شخص جھوٹ کے الزام سے بچنے کی کوشش کرتا تھا مگر پھر بھی ہر معاشرہ میں ایسے افراد موجود رہے ہیں اور رہیں گے جن کے ہاں جھوٹ کا الزام کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اسلام نے جھوٹ کی بیخکنی کے لئے بہت سی ترغیب وترہیب دی ہے حتی کہ جھوٹ کو منافقت کی ایک علامت قرار دیا ہے ''واذا حدث کذب'' (بخاری ص ۱۰ ج ۱)۔

عام گفتگو میں جھوٹ بولنے والے کاذب کی مروت اور دیانت مجروح ہوتی ہے ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے اور قابل اعتماد نہیں رہتا۔

دین میں جھوٹ بولنا

مگر دین میں جھوٹ عام جھوٹ کی نسبت بہت سنگین جرم ہے جو نہایت خوفناک نتائج کا حامل ہے جس سے دین میں تغیر وتبدل کا عمل جاری ہوتا ہے اور محفوظ دین تحریف کا شکار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے کذاب کی سزا

بھی عام مجرموں سے قدرے سخت اور تکلیف دہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بآياته انه لا يفلح الظالمون﴾[۱]۔

''اور اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے بلاشبہ ظالم نجات نہیں پائینگے۔''

﴿فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلك فاولئك هم الظالمون﴾[۲]۔

''جو شخص اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے پس وہ لوگ ظالم ہیں۔''

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کو ظالم اور نجات نہ پانے والے قرار دیا گیا ہے دین میں جھوٹ بولنے کا اصل مقصد رلوگوں کو گمراہ کرنا ہوتا ہے بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ان کے پروگرام کو بھی واضح کیا ہے تا کہ یہ لوگ جھوٹ سے باز رہ کر جہنم کی ابدی سزا سے بچ جائیں۔ فرمایا:۔

﴿ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا ليضل الناس بغير علم ان الله لا يهدى القوم الظالمين﴾[۳]۔

''اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

شدید وعید کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے مفتری علی اللہ کی سزا اتنی سخت کیوں مقرر کی ہے اس کی وجہ مذکورہ بالا آیت سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دین میں جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کی وجہ سے لوگوں کو صحیح رستہ سے گمراہ کرتا ہے اور محفوظ و مصفی دین کو غیر محفوظ اور گندلا کرتا ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے نام سے دھوکہ دینا چاہتا ہے حلال اور حرام کے معاملات میں دست درازی کی کوشش کرتا ہے۔ یقیناً یہ بڑا جرم ہے جس کی سزا بھی جرم کے برابر ہی ہے۔

۱- الانعام: ۲۱۔ ۲- آل عمران: ۹۴۔ ۳- الانعام ۴۴۔

تاریخ افتراء

یہاں تک حقائق کا ادراک ہے ہمیں معلوم ہے کہ دین میں کذب اور افترا کی ابتدا یہود کی طرف سے ہوئی پھر ان کی تقلید میں عیسائیوں نے بھی دین میں جھوٹ کو روا سمجھا جس وجہ سے دین میں تحریف کا عمل جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے یہود کے محرفانہ کردار کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿وان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون﴾ (۴)۔

"ان میں ایک گروہ ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کی قرأت کے وقت) موڑتے ہیں تاکہ (سننے والے) اس کو کتاب سے گمان کریں۔ حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے وہ جانتے ہوئے بھی اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔"

اس آیت نے یہود کے تحریفی طریقہ کار اور ان کے مقصد پر روشنی ڈالی ہے کہ وہ اللہ اور اس کی کتاب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے یہ تو زبانی تحریف تھی دوسرے مقام پر ان کی تحریری تحریف کو بیان فرمایا ہے۔

﴿فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمناً قليلاً فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون﴾ (۵)۔

"ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اپنی طرف سے کتاب لکھ کر اسے اللہ کے نام منسوب کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی دولت حاصل کریں ان کے ہاتھوں پر ہلاکت ہے جن سے انہوں نے لکھا اور جو وہ کماتے ہیں اس پر بھی ہلاکت ہے۔"

موجودہ مسیحیت کا بانی اور موجد پولس جسے عیسائی رسول کا درجہ دیتے ہیں وہ دین کی اشاعت کی خاطر جھوٹ کو جائز قرار دیتا ہے اور جھوٹ بولنے کے باوجود وہ خود کو جھوٹ کے نتائج سے بری بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ رومیوں کے نام اپنے مکتوب میں لکھتا ہے:۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی

۴- آل عمران: ۷۸۔ ۵- البقرہ: ۷۹۔

طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تا کہ بھلائی پیدا ہو۔"(۶)

اس تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ یہود نے دین میں تحریف دنیا کمانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر کی اور عیسائیوں نے دین میں جھوٹ کو نیکی پھیلانے کی غرض سے جائز قرار دیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ برائی سے نیکی نہیں پھیلتی کیونکہ شر سے خیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے دین میں جھوٹ کے جواز کا مذکورہ مفروضہ محض غلط اور باطل ہے۔

اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا

یہ بات کسی شک وشبہ سے بالا تر ہے کہ اسلام اپنے دور ابتداء (اھ نبوت) سے لے کر تکمیل کے آخری مرحلہ (۱۱ھ) تک ہر قسم کے جھوٹ اور افترا سے مبرأ اور پاک تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں منافق اور یہود کثیر تعداد میں آباد تھے جو اسلام کے خلاف ہمہ وقت مکر وفریب اور دجل کاری کرتے رہتے تھے مگر ان میں یہ جرأت اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کے نام کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں میں مشہور کر سکیں اس لئے کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ نزول وحی کا زمانہ ہے اگر ہم نے کوئی ایسی حرکت کی تو وحی کے ذریعہ ہمارا پول کھل جائے گا جس سے ہمیں رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑے گی اور لوگ بھی ہم سے بدظن ہونگے۔

اگر کسی فرد نے اپنے ذاتی مقصد کے حصول کے لئے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کی کوشش کارگر نہ ہوسکی بلکہ وہ اس کی ہلاکت اور بربادی کا باعث بنی جیسا کہ عہد رسالت میں ایک واقعہ پیش آیا مدینہ منورہ کے متصل باہر ہی بنولیث قبیلہ آباد تھا ان سے ایک شخص کہنے لگا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم مجھ سے فلاں عورت کا نکاح کر دو۔

اس قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اس آدمی کے بارہ میں دریافت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر تو اسے زندہ پائے تو قتل کر دینا اور اگر مر چکا ہو تو اس کی لاش کو جلا دینا جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو جھوٹ بولنے والا سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا جسے جلا دیا گیا۔(۷)

۶- رومیوں باب ۳، فقرہ ۷-۸۔ ۷- الموضوعات الکبیر ص ۹ بتصرف۔

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی ایسے کاذب کی نشاندہی نہیں ہوتی جس نے دین میں تحریف کی غرض سے کسی حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو بلاشبہ رسول مکرم ﷺ کا عہد مبارک دین میں جھوٹ کی آمیزش سے قطعی پاک تھا۔

عہد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

رسول مکرم علیہ التحیہ والسلام کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی حفاظت کا پورا پورا اہتمام کیا یہ وہ دور تھا جب عرب قبائل میں ارتداد کی آندھی پوری رفتار سے چل رہی تھی لیکن خلیفہ راشد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال نے اس آندھی کے سامنے بند باندھ دیا پھر اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے جن کا شب وروز رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ صحبت میں گزرا تھا اور ان کی تربیت ایمانی خو اور خصلت پر ہوئی تھی وہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال سے اتم درجہ واقف تھے ایمانی جذبہ اور ترویج اسلام کا ہدف جوش وارتقاء کی صورت میں موجزن تھا وہ دوست اور دشمن کو بخوبی جانتے تھے دشمن بھی ان سے اچھی طرح واقف تھا جن بنا پر کوئی دشمن اسلام میں دخل اندازی یا تحریف کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار ثلاثہ میں فتوحات کی وجہ سے اسلامی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا تھا اور اسلام حدود عرب سے تجاوز کر کے عجم کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا کفر کی شان وشوکت خاک میں مل چکی تھی اب کفر میں اسلام کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہ تھی کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسلام کو شکست دے سکے۔ جن کے ہاتھ سے اقتدار نکل چکا تھا بھلا وہ اسلام کے خیر خواہ کیسے ہو سکتے تھے وہ تو اسلام کے خلاف اپنے دلوں میں حسد اور کینہ چھپائے ہوئے تھے ان کی اسلام کے بارہ میں سوچ منفی اور خطرناک تھی ان کا غیظ وغضب پورے جوبن اور شباب پر تھا وہ انتظار میں تھے کہ کوئی موقعہ ہاتھ میں آئے جس سے وہ اسلام کو نقصان پہنچا سکیں مگر فی الوقت خلفاء ثلاثہ کے ادوار میں ان کے لئے ایسے ممکن نہ تھا۔

خطرناک چال

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور اور خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدا میں کچھ اسلام دشمنوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا جس سے مقصد مسلمانوں میں شامل ہو کر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تھا

انہوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے عوامل واسباب کا گہرا جائزہ لیا اور مسلمانوں کی مذہبی نفسیات کو معلوم کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمان اہل بیت کی محبت پر مر مٹنے کو تیار ہیں ہر شخص اہل بیت سے محبت رکھتا ہے لہذا مسلمانوں میں اثر ورسوخ قائم کرنے کے لیے اہل بیت سے محبت کا دعوی کیا اور دوسری طرف خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے غلط الزام لگانے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مسلمانوں میں شدید اختلافات کی صورت میں نکلا۔ مگر اس کے باوجود وہ لوگ ان ادوار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط حدیثیں منسوب کرنے سے خوف کھاتے تھے اس کی عام وجہ یہ تھی کہ ابھی علماء وفقہاء کثرت تعداد سے بقید حیات تھے جن کا خوف دشمنان اسلام کے دلوں پر طاری تھا کہ اگر ہم نے دین کے بارہ میں جھوٹ سے کام لیا تو ہمارا راز فاش ہو جائے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا مقصد تو دین میں خرابی پیدا کرنا ہے جس سے وہ عام مسلمانوں کی نظروں میں گر جائینگے اور مشن کی تکمیل تشنہ رہ جائے گی کیونکہ رسول اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

لہذا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار کذب علی الرسول کے فعل شنیع سے محفوظ تھے کوئی واضح طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

خلافت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما

امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان سخت ابتلاء اور آزمائش میں گرفتار ہو گئے ملت واحدہ فرقوں میں تقسیم ہوگئی دشمنان اسلام بھی یہی کچھ چاہتے تھے چنانچہ انہیں اپنی کوششیں ثمر آور نظر آنے لگیں مسلمانوں کے باہمی مناقشات نے ان کے پست حوصلوں کو بلند کیا جس سے یہ لوگ برسر عام اسلام کے بنیادی اصولوں کی تضحیک وتذلیل پر اتر آئے عبد اللہ بن سباء جو در اصل یہودی تھا اس نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی خاطر اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھا تھا مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے میں اس کی پارٹی کا ہاتھ تھا اب وہ پارٹی بھی مستحکم ہو چکی تھی اور اہل بیت کی محبت کے پردہ میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سرعام تنقید کرتے تھے کہ خلافت کے اصل حق دار آل رسول تھے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبردستی غصب کر لیا ظاہر ہے اس قسم کے الزامات کے لئے مواد کی ضرورت تھی

مگر ان کے پاس مواد کہاں سے آتا لہٰذا انہوں نے دین میں جھوٹ کو داخل کیا اور پوری گرم جوشی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف من گھڑت روایات منسوب کیں۔

موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سبائیوں نے اس منحوس امر کے آغاز کے لئے حالات کو ساز گار پایا اس لئے کہ اکثر صحابہ کرام دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور جو باقی زندہ تھے ان میں اکثر مدینہ منورہ میں مقیم مسندِ علمی بچھوائے ہوئے تھے اور اسلام کی حفاظت میں انہیں نقوش پر گامزن تھے جن پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اکابر کو پایا تھا لہٰذا ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سبائیوں کے اس ہلاکت خیز فتنے پر خاموش تماشائی بنے رہتے چنانچہ انہوں نے ان حالات میں اسلام کی حفاظت کا فریضہ اس طرح انجام دیا کہ کذب پردازوں کی کوششیں ان کی موجودگی میں ناکام ثابت ہوئیں۔

تحقیق حدیث کا اہتمام

وہ ایسے کہ اہل علم صحابہ کرام نے روایت کے قبول کرنے کے لئے تحقیق کو لازم قرار دیا اور حدیث کے قبول کرنے کا ایک معیار مقرر کیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی من گھڑت بات منسوب نہ ہو جائے۔ جس کی توضیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ اس اصول سے ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں:۔

"انا كنا مرة اذا سمعنا رجلاً يقول قال رسول الله ﷺ ابتدرته ابصارنا اليه واصغينا اليه بآذاننا فلما ركب الناس الصعب لم نأخذ من الناس الا ما نعرف"[۸]

''ہم جب کسی آدمی سے سنتے کہ وہ قال رسول اللہ کہتا ہے تو ہماری نظریں فوراً اس کی طرف اٹھ جاتیں اور ہم کانوں کو اس کی طرف جھکا دیتے مگر جب لوگوں نے ہر طرح کی حدیثیں روایت کرنا شروع کریں تو ہم انہیں حضرات سے حدیث قبول کرتے جن کو ہم جانتے تھے۔''

صحابہ کرام کے اس موقف کی ترجمانی اور توضیح مشہور تابعی امام محمد بن سیرین نے کی ہے فرماتے ہیں:۔

"لم يكونوا يسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالكم

۸۔ مسلم ص ۱۰۔

فینظر الی اھل السنۃ فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدعۃ فلا یؤخذ حدیثھم"[۹]

"لوگ سند طلب نہیں کرتے تھے مگر جب (عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) فتنہ رونما ہوا (تو حدیث کے بارہ میں سختی کی گئی اور سند کا مطالبہ شروع ہو گیا) وہ کہتے ہمیں بتاؤ یہ حدیث کس نے روایت کی ہے پھر دیکھا جاتا اگر اس حدیث کے راوی کا تعلق اہل سنت سے ہے تو اس کی حدیث قبول کر لی جاتی اہل بدعت کو دیکھا جاتا اگر حدیث کا راوی اہل بدعت سے ہوتا تو اس کی حدیث رد کر دی جاتی۔

یہ اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام نے وضع کئے تھے بعد والوں نے علم حدیث کو انہیں اصولوں پر مرتب کیا۔

جھوٹ سے نفرت

یہ اصول اسکی غمازی کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت حدیث کے بارہ میں بڑے محتاط تھے وہ قطعاً پسند نہیں کرتے تھے کہ جھوٹ کو دین میں کچھ دخل ہو وہ ہر حال میں دین کو انہیں خطوط پر برقرار رکھتے تھے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا تھا یہی وجہ ہے کہ صحیح دین کے خلاف کسی امر کو پاتے تو فوراً اس کا تدارک چاہتے اور ایسے کرنے والے کو روک دیتے (جس کی متعدد مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں) اس لئے کہ انہوں نے دین براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا تھا اور ان کی تربیت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی تھی اس لئے ان کی جھوٹ سے نفرت بجا آور قرین قیاس تھی پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل دین سمجھتے تھے اور دین کے لئے انہوں نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں بھلا وہ جھوٹ بول کر صحیح دین کو باطل سے مکدر کیسے کر سکتے تھے بلکہ وہ حدیث پورے حزم واحتیاط سے روایت کرتے جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا مشہور تابعی حمید فرماتے ہیں ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا:۔

"واللہ ما کل ما نحدثکم عن رسول اللہ ﷺ سمعناہ منہ ولکن لم یکن یکذب بعضنا بعضاً"[۱۰]

"ہم آپ سے جو حدیثیں روایت کرتے ہیں وہ تمام ہم نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہوتیں

۹۔ مسلم ص ۱۱ ج ۱۔ ۱۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۶ ج ۱۔

لیکن ہم ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولتے۔"

حضرت براء فرماتے ہیں:۔

"لیس کلنا سمع حدیث رسول الله ﷺ کانت لنا ضیعة واشغال ولکن الناس کانوا لا یکذبون یومئذ ویحدث الشاهد الغائب"[۱۱]

"ہمارے تمام حضرات رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں سنتے تھے کیونکہ ہمارا کاروبار تھا جس میں ہم مشغول رہتے لیکن بات یہ ہے کہ لوگ اس وقت جھوٹ نہیں بولتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا وہ اس تک حدیث پہنچا جیتا جو غائب ہوتا۔"

مشہور تابعی حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ایک شخص نے حدیث بیان کی تو کسی نے اس سے پوچھا کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے" وہ فرمانے لگے:۔

"نعم او حدثنی من لم یکذب والله ما کنا نکذب ولا ندری ما الکذب"[۱۲]

"جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا اللہ کی قسم نہ ہم جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی ہم جھوٹ سے واقف ہیں۔"

ان آثار سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن کذب سے پاک تھا بلا شبہ کسی صحابی سے بصحت سند معلوم نہیں کہ اس نے عمداً کسی جھوٹی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے اور اس عدالت سے کوئی ایک بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

روایت حدیث میں احتیاط

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جھوٹ کے قریب جانا تو ابعد الابعاد تھا وہ تو اس حدیث کی روایت میں بھی بڑی احتیاط کرتے تھے جو انہوں نے رسول مکرم ﷺ سے براہ راست سنی ہوتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان "من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" ان کی آنکھوں کے سامنے تھا جس کا خوف انہیں بسا اوقات

۱۱۔ المستدرک ص ۱۲۷ ج ۱۔ ۱۲۔ مفتاح الجنۃ ص ۳۷۔

اصل حدیث کی روایت میں بھی محتاط کر دیتا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ جو اصحاب مکثرین میں سے ہیں روایت حدیث میں اپنی احتیاط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انه ليمنعني أن احدثكم حديثاً كثيراً أن رسول الله ﷺ قال من تعمد علي كذباً فليتبوأ مقعده من النار"(۱۳)

"مجھے تم سے بکثرت حدیثیں بیان کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روکتا ہے کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔"

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم جناب زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ:۔

"اني لا اسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ كما يحدث فلان وفلان قال أما اني لم أفارقه ولكن سمعته يقول: من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار"(۱۴)

"میں نہیں سنتا کہ آپ بھی (اتنی کثرت سے) رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتے ہوں جیسا کہ فلاں اور فلاں بیان کرتا ہے۔ وہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ ﷺ سے جدا تو نہیں ہوا لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: "جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانا آگ ہے۔"

معروف تابعی عبد الرحمٰن بن ابی لیلی اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار وما منهم من يحدث بحديث الا ود أن أخاه كفاه"(۱۵)

"میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس (۱۲۰) انصار صحابہ کو پایا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث بیان کرنے کو تیار نہ ہوتا بلکہ ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا بھائی بیان کرے۔"

صحابہ کرام جیسا کہ خود حدیث روایت کرنے میں احتیاط سے کام لیتے اسی طرح کسی دوسرے سے یعنی روایت لینے میں پوری احتیاط کرتے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"كنت اذا سمعت من رسول الله ﷺ حديثا نفعني الله بما شاء أن ينفعني به

۱۳- بخاری ص ۲۱ ج ۱، مسلم ص ۷ ج ۱۔ ۱۴- بخاری ص ۲۱ ج ۱۔ ۱۵- دارمی۔

و کان اذا حدثنی غیرہ استحلفتہ فاذا حلف صدقتہ۔"[16]

"میں جب رسول اللہ ﷺ سے براہ راست کوئی حدیث سنتا تو اللہ مجھے اس حدیث سے جو نفع پہنچانا چاہتا پہنچا دیتا اور جب کوئی غیر مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم اٹھواتا اگر وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔"

مراکز وضع

سابقہ سطور میں گذر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء سبائی پارٹی کی طرف سے ہوئی تھی یہ لوگ مختلف بلاد اسلامیہ میں پھیل گئے تھے البتہ حجاز ان کی سرگرمیوں سے کسی حد تک محفوظ تھا اس لئے حجاز خصوصاً حرمین شریفین وضع حدیث کے فتنہ سے کافی حد تک محفوظ رہے ہیں باقی تقریباً تمام قابل ذکر علاقوں میں خال خال وضع حدیث کے جراثیم پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کا اصل مرکز سرزمین عراق تھی اس لئے کہ یہ علاقہ ابتداء سے ہی فتنوں کا گڑھ اور مرکز چلا آ رہا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس علاقہ کو فتنوں اور شیطان کے سینگ کی زمین قرار دیا تھا جس کی تفصیل حدیث کی عام کتابوں میں موجود ہے۔ فتنہ گروں کو اپنے پروگرام کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے کسی مرکز کی ضرورت تھی اس کے لئے ان کی نگاہ انتخاب سرزمین عراق پر پڑی اور اسے اپنے مشن کی آبیاری کے لئے موزوں خیال کیا۔

آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اس صورت حال کو بھانپ لیا اور اس فتنے کے تدارک کے لئے مستعد ہو گئے روایات میں تحقیق و تفتیش کا عمل تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شروع ہو چکا تھا مگر جب اہل عراق سے کوئی روایت نقل ہو کر آتی تو اس میں مزید احتیاط ملحوظ رکھی جاتی۔ صرف ان آئمہ کرام کی روایت قبول کی جاتی جن کی امانت، صداقت اور عدالت اظہر من الشمس تھی اور عام روایات سے اجتناب کیا جاتا، اور یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری عہد میں ہی شروع ہو چکا تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عراقیوں کی ایک جماعت نے کسی حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا:۔

"أن من العراق قوماً یکذبون ویسخرون۔"[17]

'بلا شبہ عراق میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو جھوٹ بولتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔"

۱۶- مسند احمد ص ۲ ج ۱۔ ۱۷- طبقات ابن سعد ص ۱۳ ج ۹۔

تابعین نے بھی تجربہ سے معلوم کیا تھا کہ اہل عراق حدیث روایت کرنے کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی روایت قابل قبول ہے معروف تابعی حضرت طاؤس فرماتے ہیں:۔

"اذا حدثك العراقی مائة حديث فاطرح تسعة و تسعين۔"

''جب کوئی عراقی سو حدیثیں روایت کرے تو ان میں سے ننانوے (۹۹) کو پھینک دو۔''

امام ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:۔

"اذا حدثك العراقی بألف حديث فالق تسعمائة و تسعين و كن من الباقی فی الشك"(۱۸)

''عراقی اگر ہزار حدیث روایت کے تو ان میں سے نو سو نوے (۹۹۰) کو پھینک دو اور جو باقی (دس) ہیں ان کے بارہ میں بھی شک میں رہو۔'' امام المحدثین امام زہری فرماتے ہیں:۔

"و اخرج الحديث من عندنا شبراً فيرجع الينا من العراق زراعاً۔"(۱۹)

''ہمارے پاس (حجاز) سے حدیث ایک بالشت نکلتی ہے مگر جب عراق سے ہو کر واپس ہماری طرف پہنچتی ہے تو ایک بازو ہو جاتی ہے۔'' یعنی اصل حدیث میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان آئمہ عظام کے مذکورہ اقوال و تجربات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے رواۃ الحدیث پر لکھی گئی کتابوں کی اوراق گردانی ضروری ہے ان کتابوں میں آپ عراقی راویوں کا جم غفیر پائیں گے جنہوں نے اپنی طرف سے روایات بنانے اور پھر ان کو لوگوں میں پھیلانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے ثبوت دعوی کے لئے قارئین کرام کے سامنے ان کذابین کی ہلکی سی فہرست پیش خدمت ہے جنہیں عراقی ہونے کا شرف حاصل ہے:۔

داؤد بن زبرقان بن سفیان، داؤد بن یزید، جابر جعفی، کلبی، سدی، داؤد بصری، ابو سمع، براء بن سفیان، سعد بن عمر، حسن بن زیاد لولوی، اباہ بن جعفر، ابراہیم بن اسماعیل، ابراہیم بن زکریا، ابراہیم بن عبد الواحد، زیاد بن میمون، زیاد بن ابی زیاد، احمد بن عبد اللہ الکندی، ابو عمرو زیاد، ابو داؤد نخعی، اسحاق بن نجیح، وہب بن وہب، محمد بن القاسم، اور

۱۸ و ۱۹- تدریب الراوی ص۶۴ ج۱۔

محمد بن زیاد وغیرھم۔[۴۰]

موضوع حدیث کے مختلف دور

وضع حدیث کا دھندہ کرنے والوں کے پیش نظر کئی مقاصد تھے ان مقاصد کو سامنے رکھ کر اگر موضوع روایات کی تاریخ پر ہم نظر دوڑائیں تو اس کو پانچ مختلف دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

☆ پہلا دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر اموی حکومت کے خاتمے تک کا ہے اس دور میں موضوع روایات سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے وضع کی گئیں۔

☆ دوسرا دور خلافت عباسیہ کا ابتدائی دور ہے اس میں معتزلہ اور دیگر باطل فرقوں نے لا یعنی مباحث کے میدانوں کو گرم رکھنے کے لئے بعض روایات وضع کیں خلق قرآن اور دیگر خلاف شرع مسائل اسی دور کے پیدا شدہ ہیں۔

☆ تیسرا دور تقلید اور مذہبی تعصب کا ظہور ہے جس میں فروعی مسائل کی تائید میں روایات وضع ہوئیں۔

☆ چوتھا دور متصوفین حضرات کا ہے جنہوں نے فضائل اعمال کے سلسلے میں موضوع روایات کے انبار لگا دیئے۔

☆ پانچواں دور جس کا تعلق برصغیر سے بہت گہرا ہے یہاں ہندو اور مسلم کے اختلاط نے ایک نام نہاد مصلحین گروہ کو جنم دیا جس گروہ نے اسلام کی بجائے بدعات اور غلو کو رواج دیا اس سلسلہ میں ان کا مواد اکثر موضوع یا ضعیف روایات پر مبنی ہے۔ یہ ترتیب راقم الحروف نے مختلف روایات اور واضعین کے عقائد کو سامنے رکھ کر دی ہے۔

واضعین حدیث کا تعارف

۱- شیعہ اور روافض

اجمالاً گزر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا سبائیوں نے کی تھی بعد میں یہی لوگ شیعہ[☆] کے نام

۴۰- ان تمام کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان ودیگر کتب رجال۔

(☆) ان کو رافضی بھی کہا جاتا ہے۔

سے مستقل مذہبی طائفہ کی صورت اختیار کر گئے اب انہوں نے جو کچھ کیا وہ سیاست کی بجائے مذہب کے نام سے کیا حب آل بیت کا نعرہ پہلے ہی لگا رہے تھے اب اس کے ساتھ خلافت، امامت اور وراثت کا بھی اضافہ کر لیا عام مسلمانوں کی مخالفت سے بچنے کے لئے تقیہ جیسے مفروضہ کو مذہب کا حصہ بنایا جس کے ذریعے ہر قسم کے جھوٹ کو جائز قرار دیا۔ پس پھر کیا تھا! انہوں نے مطلب براری اور مشن کی تکمیل کے لئے موضوع روایات کے انبار لگا دیئے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوئیں مگر جلد ہی محدثین کرام اور ائمہ عظام ان کی ایسی حرکات سے واقف ہو گئے انہوں نے کمال جرأت کے ساتھ شیعوں کے اس گھناؤنے اور اسلام شکن کردار سے پردہ اٹھایا اور واضح کیا کہ اس طائفہ سے تعلق رکھنے والے اکثر راوی قابل اعتماد نہیں ہیں اور ان میں جو غلو پسند ہیں وہ ہر اعتبار سے اسلام دشمن ناقابل حجت ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث، رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں بلکہ جھوٹ کا پلندا ہیں جو قابل تسلیم کی بجائے نامقبول اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہیں۔ امام مالک نے ان کے بارہ میں بڑا جامع تجزیہ کیا ہے فرماتے ہیں:۔

”لا تکلمھم ولا ترو عنھم فانھم یکذبون۔“(۲۱)

”تم ان سے نہ کلام کرو اور نہ ان سے روایت لو بلاشبہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔“

امام شافعی عراق میں کئی دفعہ تشریف لے گئے جس وجہ سے انہوں نے اس طائفہ کا قریب سے مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

”ما رایت فی اھل الاھواء قوماً اشد بالزور من الرافضۃ۔“(۲۲)

”میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔“

امام شریک رحمہ اللہ جن کی تمام تر زندگی عراق میں گزری وہیں پروان چڑھے اور بالآخر مسند قضا پر براجمان ہوئے قاضی ہونے کے ناطے سے تحقیق وتفتیش ان کی ذمہ داری تھی انہوں نے پوری تحقیق سے یہ معلوم کیا تھا کہ یہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

”احمل العلم عن کل من لقیتہ الا الرافضۃ فانھم یضعون الحدیث ویتخذونہ دیناً۔“(۲۳)

۲۱- میزان الاعتدال ص۱۵ ج۱۔ ۲۲- الباعث الحثیث ص۸۴۔ ۲۳- منہاج السنہ ص۱۶ ج۱۔

"ہر شخص سے علم حاصل کرو مگر رافضیوں سے نہیں کیونکہ یہ لوگ حدیث وضع کر کے پھر اس کو دین بنا لیتے ہیں۔"

بلا شبہ قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کا تجزیہ سو فیصد (۱۰۰%) درست ہے ان کے مذہب کی بنیادی روایات اکثر وضع کے قبیل سے ہیں جو ان کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

معروف محدث امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"يكتب عن كل صاحب بدعة اذا لم يكن داعية إلى الرافضة فانهم يكذبون۔"(۲۴)

"ہر اس بدعتی کی روایت لکھ لیا کرو جو بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو مگر رافضیوں سے روایت نہ لکھا کرو کیونکہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔"

الامام المحقق العلامہ حافظ ابن القیم تو ان کے بارہ میں اس نتیجہ پر پہنچے تھے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔

"انهم اكذب خلق الله۔"(۲۵)

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ (رافضی) سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔"

ان محدثین عظام نے شیعہ اور رافضیوں کے بارہ میں مذکورہ خیالات کا اظہار تعصب اور عناد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک چشم دید گواہ کی طرح ان کے کذب کا مشاہدہ کیا تھا جس کا اعتراف خود ارباب شیعہ نے بھی کیا ہے۔

امام حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے رافضیوں کے ایک شیخ نے بتایا کہ:۔

"كانوا يجتمعون على وضع الاحاديث۔"(۲۶)

"وہ حدیث کے وضع پر جمع ہوتے تھے۔"

یعنی یہ ایک یا دو کا معاملہ نہیں تھا بلکہ وضع حدیث کے بارہ میں ان کی سوچ اور کردار اجتماعی ہے۔ حافظ ابن حبان نے بھی ایک ایسا واقعہ امام عبد اللہ بن یزید مقری کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ اہل بدعت میں سے ایک آدمی نے بدعت سے توبہ کی تو وہ کہنے لگا:۔

۲۴- میزان الاعتدال ص ۲۸ ج ۱۔ ۲۵- المنار المنیف ص ۵۲۔ ۲۶- تدریب الراوی ص ۲۴۱ ج ۱۔

"انظروا هذا الحديث عمن تاخذونه فانا كنا اذا رأينا رأيا جعلنا له حديثاً۔"(۲۷)

"تم حدیث قبول کرتے وقت تحقیق کیا کرو ہم جب کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے لئے حدیث وضع کر لیے تھے۔"

ابن ابی الحدید کا شمار معتدل اور محققین شیعہ میں سے ہے وہ بھی وضع حدیث کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان اصل الكذب فی حديث الفضائل جاء من جهة الشيعة۔"(۲۸)

"بلا شبہ فضائل کی حدیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی طرف سے آیا ہے۔"

وضع کا خطرناک انداز

ویسے تو شیعہ حضرات نے ہر پہلو سے روایات وضع کی ہیں مگر ان کے وضع کا ایک نہایت خطرناک انداز ہے وہ یہ کہ یہ کسی ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے ہی مشہور ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسے کمال طریقہ سے جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں جس سے گمان ہوتا ہے کہ واقعہ بالکل درست ہے چنانچہ دورِ قریب کے معروف محقق علامہ محب الدین الخطیب ان کی اس تلبیسانہ چال کو طشت ازبام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انهم كانوا يعمدون الى حادثة وقعت بالفعل فيور دون منها ما كان يعرفه الناس ثم يلصقون بها لصيقا من الكذب والافك يوهمون انه اصل الخبر ومن جملة عناصره۔"(۲۹)

"رافضی ایک ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے سے مشہور ہوتا ہے پھر اس واقعہ کے ساتھ جھوٹ ملا دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے جو اپنی طرف سے آمیزش کی ہے وہ بھی اصل واقعہ میں سے ہے۔"

موصوف کا ان کے بارہ میں یہ تبصرہ بڑا پرمغز ہے جس سے رافضیوں کے وضع حدیث کے انداز پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اس کی مثالیں دیکھنی ہوں تو ایسے واقعات جو حدیث کی معروف کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں کو ان کی کتابوں میں سے ملاحظہ کریں تو آپ ان میں بعد المشرقین پائیں گے غدیر خم کا واقعہ ہی لیجئے جس کو انہوں

۲۷- تدریب الراوی ص ۲۴۱۔ ۲۸- شرح نہج البلاغہ ص ۱۳۴ ج ۲۔ ۲۹- حملۃ رسالۃ الاسلام ص ۳۴۔

نے ایک لمبی چوڑی داستان بنا دیا ہے اس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دیکھ لیں اس پر داستان کا رنگ کتنا غالب ہے کہ اصل حقیقت پرائی ہو کر رہ گئی ہے۔

مقدار وضع

انہوں نے کتنی مقدار میں روایات وضع کی ہیں اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے ہاں البتہ وہ اتنی زیادہ مقدار میں ہیں شاید ان کا کما حقہ علم وضع کرنے والوں کو بھی نہ ہو، تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ان کی وضع کردہ روایات کی تعداد دیگر فرقوں کی موضوع روایات کی تعداد سے کئی گناہ زیادہ ہے جس قدر انہوں نے اس میدان میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا ہے اس میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں ہے حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:۔

"وما وضعه الرافضة في فضائل علي فاكثر من ان يعد۔"(۳۰)

"رافضیوں کی فضائل علی رضی اللہ عنہ میں وضع کردہ روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جو گنی نہیں جا سکتیں۔

حافظ ابو یعلی خلیلی نے ان کی وضع کردہ روایات کا ایک محتاط اندازہ یوں بیان فرمایا ہے:۔

"وضعت الرافضة في فضائل علي واهل البيت نحو ثلاث مائة الف حديث۔"

"ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے۔"

امام ابن القیم مذکورہ تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ولا تستبعد هذا فانك لو تتبعت ما عندهم من ذلك لوجدت الامر كما قال"(۳۱)

"آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں اس بارہ میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں اگر آپ ان کی تتبع اور جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے جیسا کہ حافظ خلیلی نے فرمایا ہے۔"

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ تعداد صرف فضائل کی بیان کی ہے اگر اس کے ساتھ ان روایات کو بھی شامل کیا جائے جو مثالب صحابہ رضی اللہ عنہ میں انہوں نے وضع کی ہیں تو تعداد یقیناً دوگنا زیادہ ہو جائے گی کیونکہ انہوں نے جیسے اہل بیت کے فضائل میں دل کھول کر روایتیں گھڑی ہیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قدغن اور عیب لگانے کے لئے

۳۰- المنار المنیف ص ۱۱۶۔ ۳۱- المنار المنیف ص ۱۱۶۔

بھی اس بارہ میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔

پھر حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا تین لاکھ کا اندازہ چوتھی صدی ہجری کے آخر کا ہے ان کے بعد کے ہزار سالہ دور میں روافض نے جس قدر موضوع روایات کے انبار لگائے ہیں وہ پہلے چار سو سالہ دور سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں کیونکہ ان حضرات میں وضع حدیث کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ قدرے پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے ان کی چند عزائی مجالس سنی ہیں اور یوں محسوس کیا ہے کہ ان کے ذاکروں اور مجتہدین کے ہاں صحیح واقعات وروایات کو کوئی اہمیت ہی نہیں فضائل ومصائب میں نوے فیصد جھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ ایسا کیوں نہ کریں جھوٹ سے کام لینا تو ان کے دین اور مذہب کا ایک حصہ ہے جو ان کے نزدیک کار ثواب ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے جیسا کہ اس پارٹی کے ایک فرد میسرہ بن عبد ربہ نے احادیث روایت کیں تو امام عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا تیرے پاس یہ احادیث کہاں سے آ گئی ہیں۔ وہ کہنے لگا میں نے لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے گھڑی ہیں جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس سے پوچھا گیا کیا تو اچھے ظن کے ساتھ ہے؟ وہ کہنے لگا اچھا ظن کیوں نہ ہو جبکہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت میں (۷۰) روایات گھڑی ہیں۔[۳۲]

۲- اہل سنت

شیعہ و روافض کے مقابلہ میں بعض سنی حضرات نے بھی فضائل خصوصاً حضرات خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارہ میں یہ روایات وضع کی تھیں جن کا مقصد شیعہ حضرات کا رد یا مقابلہ تھا جیسا کہ شیعہ حضرات نے یہ روایت گھڑی کہ "اذا رایتم معاويه يخطب على منبرى فاقتلوه" تو کسی نادان سنی نے اس کے مقابلہ میں روایت گھڑی "اذا رایتم معاوية على منبرى فاقبلوه"۔

اہل سنت میں سے وضع کے مرتکب وہی لوگ ہیں جن کی ثقاہت اور عدالت پر محدثین نے کبھی گواہی نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کو بھی عام کذابین اور وضاعین کی صف میں ہی سمجھا تھا محدثین کرام نے جیسے اہل شیعہ کے کذابوں کا کھوج لگایا تھا ایسے ہی اہل سنت میں سے کذابین وواضعین کو بھی لوگوں کے سامنے طشت ازبام کیا تا کہ لوگ ان

۳۲- تدریب الراوی ص۲۳۹ ج۱۔

نام نہاد اہل سنت سے بھی ہوشیار رہیں کیونکہ وضع حدیث کا مرتکب خواہ شیعہ ہو یا سنی جرم دونوں کا ایک جیسا ہی ہے اس لئے محدثین کرام نے بغیر کسی پرواہ کے ہر اس شخص پر وضع اور افترا کا حکم صادر فرمایا جس نے بھی وضع حدیث کا ارتکاب کیا تھا اور اس بارہ میں کسی جانبداری یا مداہنت کا مظاہرہ نہیں کیا جو محدثین کی امانت وثقاہت اور عدالت کا بیّن ثبوت ہے۔

۳- زنادقہ

زندیق کی جمع زنادقہ ہے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف ایسے کی ہے:۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو بے دینی اور کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں یہ مختلف شہروں میں اہل علم کے بھیس میں داخل ہوتے ہیں اور ثقہ علماء کے نام پر روایات وضع کرتے ہیں ان کا مقصد رلوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے یہ خود بھی گمراہ ہیں اور عام لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ثقہ لوگ ان سے روایات سنتے ہیں پھر وہ آگے لوگوں میں روایت کر دیتے ہیں جس سے وہ روایتیں لوگوں میں پھیل جاتی ہیں۔''[۳۳]

دراصل ایسے لوگوں کا مقصد اسلام کے نام پر لوگوں میں الحاد اور بے دینی پھیلانا ہوتا ہے اس کے لئے وہ بہروپیوں کا انداز اختیار کرتے ہیں لوگوں میں اثر ورسوخ پیدا کرکے پھر ان کو گمراہ کرتے ہیں ان لوگوں کی آج بھی کافی تعداد موجود ہے گو طریقہ کار مختلف ہوگیا ہے یہ لوگ اپنی بے دینی کی وجہ سے بسا اوقات موخوذ بھی کیئے جاتے اور کئی ایک کو حکومت وقت نے قتل جیسی سزائیں بھی دیں ان میں مشہور زندیق بیان بن سمعان اور مغیرہ بن سعید تھا مؤخر الذکر جادوگر ماہر شعبدہ باز تھا۔ ان دونوں کو امیر خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کرکے آگ میں جلا دیا تھا۔[۳۴]

تعداد وضع

شیعہ حضرات اور زنادقہ کا مشن قریب قریب ایک تھا کہ لوگوں کو اصل دین سے منحرف کرکے بے دینی کے سیلاب میں بہا دیا جائے اس لئے یہ حضرات بھی وضع حدیث میں شیعہ کے طریق کار پر چلے جس طرح انہوں نے

۳۳- کتاب المجروحین ص ۶۳ ج ۱۔ ۳۴- کتاب المجروحین ص ۶۳ ج ۱۔

من گھڑت روایات کے انبار لگائے تھے اسی طرح زنادقہ نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں کی گو ان کی روایات کی تعداد شیعہ کی تعداد سے کم ہی رہی ہیں مگر پھر بھی انہوں نے جو روایات وضع کیں وہ ہزاروں کی تعداد میں تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک زندیق کے قتل کا حکم جاری فرمایا جس پر وہ زندیق خلیفہ سے کہنے لگا آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خلیفہ فرمانے لگے لوگ تیرے شر سے محفوظ ہو جائیں گے وہ کہنے لگا آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے خلیفہ فرمانے لگے:۔

تو ابو اسحٰق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تیری روایات کو چھانی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔ (۳۵)

اسی طرح خلیفہ مہدی نے اس دور کے زنادقہ کے سرغنہ عبد الکریم بن ابی العوجاء کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھانے کا حکم جاری کیا تو اس وقت عبد الکریم نے اقرار کیا کہ میں نے چار ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال سے بدلا ہے۔ (۳۶)

امیر المومنین خلیفہ مہدی فرماتے ہیں:۔

"اقر عندی من الزنادقة انه وضع اربعمائة حدیث فهی تجول فی ایدی الناس۔" (۳۷)

"ایک زندیق نے میرے پاس اقرار کیا کہ میں نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں جو عام لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔"

ان واقعات سے واضح ہو جاتا ہے کہ زنادقہ نے بڑی کثرت سے حدیثیں وضع کر کے لوگوں میں پھیلا دی تھیں۔ محدثین کرام نے انکی وضع کردہ روایات کا کھوج لگانے کی جستجو اور کوشش فرمائی تھی امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ جو دوسری صدی ہجری کے مشہور ثقہ محدث ہیں ان کی تحقیق کے مطابق زنادقہ نے بارہ ہزار روایتیں وضع کی ہیں۔ (۳۸)

یہ تعداد تو دوسری صدی ہجری کی ہے بعد کی تعداد کا تو اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ ان دشمنان اسلام نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے رسول ﷺ اور اسلام کی طرف کتنے ہزار جھوٹ منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

۳۵- تاریخ الخلفاء سیوطی ص۲۲۳۔ ۳۶- میزان الاعتدال ص۶۴۴ ج۲۔ ۳۷- الکامل ص۱۶۲۔ ۳۸- کتاب الضعفاء عقیلی ص۱۴ ج۱۔

۴- سیاسی گروہ

بنو امیہ کے آخری دور میں جب کہ خلافت کے محل میں دراڑیں پڑ رہی تھیں ایک منظم سیاسی گروہ میدان میں کودا جن کے پیش نظر حکومت اسلامیہ کو خانوادہ اموی سے کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنا تھا اس کے لئے انہوں نے اولاً زمین دوز تحریک کا آغاز کیا اور اس کے لئے مختلف قسم کے محاذ زیر نظر رکھے ان میں ایک محاذ یہ تھا کہ لوگوں کو حکومت وقت کے خلاف مشتعل کیا جائے حج کے موقعہ پر جب عالم اسلام کے اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوتے تو یہ اپنی کوششیں تیز کر دیتے اس طرح انہوں نے اپنے مشن کو کافی حد تک کامیابی سے ہمکنار کیا اور ۱۲۷ھ کو اس پارٹی کے سرغنہ ابو مسلم خراسانی نے اموی خلافت کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا جس سے ان کی حکومت سے ترک وتازی شروع ہوگئی ابھی پانچ سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ۱۳۲ھ میں اموی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کی اس کامیابی کے پیچھے دیگر اسباب کے ساتھ ایک اہم سبب اموی خاندان کے خلاف نفرت اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار جس کو انہوں نے پورے منصوبہ کے ساتھ بنو امیہ کے خلاف اور بنو عباسیہ کے فضائل ومناقب میں کثیر تعداد میں روایات وضع کیں۔ جس سے لوگ ان کے حب اہل بیت کے دلفریب نعرہ میں آگئے نتیجہ اموی حکومت کے خاتمہ اور بنو عباسیہ کی حکومت کے قیام میں نکلا بنو امیہ کی خلافت کے رد میں اور بنو عباسیہ کے اقتدار کے حق میں جتنی روایات ہیں وہ سب اسی دور میں وضع کی گئیں۔

امام ابن القیم ان روایات کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"کل حدیث فی ذم بنی امیة فھو کذب۔ و کذا کل حدیث فی ذکر الخلافة فی ولد العباس فھو کذب۔"(۳۹)

"ہر وہ حدیث جو بنو امیہ کی مذمت میں ہے وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح ہر وہ حدیث بھی جھوٹی ہے جس میں بنو عباسیہ کی خلافت کا ذکر ہے۔"

۵- واعظین وخطباء حضرات

وضع حدیث میں واعظین اور خطباء حضرات کا بھی بڑا ہاتھ ہے ان حضرات نے بھی اس منحوس امر میں بڑی

۳۹- المنار المنیف ص ۱۱۴۔

گرمجوشی سے حصہ لیا ان کا مقصد عوام میں شہرت، طلب جاہ اور حب الدنیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر لوگوں کے دلوں میں اپنی خطابت کا سکہ بٹھانا ہے تا کہ لوگ انکی طرف جھک جائیں یہ بڑے ماہر اور زیرک نبض شناس اور نفسیات کے ماہر ہوتے ہیں لوگوں کی چوائس اور رغبت کے مطابق سامان مہیا کرتے ہیں اور اس کے لئے ایسے واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جو بڑے دلفریب اور خوش کن دلچسپ ہوتے ہیں ان کے بیان کردہ واقعات میں غرابت اور ندرت ہوتی ہے جنہیں لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور عش عش کر کے داد تحسین دیتے ہیں اور ایسی حیران کن روایات پیش کرتے ہیں جن سے لوگ ان کی علمیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قوم حملهم على الوضع قصد الاغراب والاعجاب وهو كثير في القصاص والوعاظ الذين لا نصيب لهم من العلم ولا حظ لهم من الفهم۔"(۴۰)

"ایسے لوگ جن کو وضع حدیث پر عجیب وغریب واقعات بیان کرنے نے ابھارا یہ بہت سے قصہ گو اور واعظین حضرات ہیں جن کا علم اور فہم سے کوئی حصہ نہیں۔"

واعظین اور قصہ گو حضرات کی موضوع روایات کا سلسلہ تابعین کے آخری دور میں شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی رکنے کا کوئی امکان نہیں۔

یہ حضرات جھوٹی روایات پھیلانے میں زنادقہ اور شیعہ حضرات سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں کیونکہ عوام کا ان پر اندھا اعتماد ہوتا ہے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو لوگ دین اور سچ سمجھتے ہیں حافظ ابن حبان ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"قصہ گو حضرات خود روایات وضع کر کے پھر ان کو ثقہ راویوں کے نام سے روایت کر دیتے ہیں تو سننے والا وقتاً فوقتاً ان سے حسب تعجب روایات لیتا ہے جس سے وہ لوگوں کے ہاتھوں لگ جاتی ہیں اور لوگ ان کو آپس میں مشہور کر دیتے ہیں۔ پھر ان کے کچھ واقعات بیان کر کے تین صفحات کے بعد فرماتے ہیں:۔

جب یہ لوگ جامع مسجد قبائل کی محافل اور جاہل عوام میں ہوتے ہیں تو بلا خوف وخطر کسی کی پرواہ کیئے بغیر بڑی جسارت اور ڈھٹائی سے حدیث وضع کر کے ثقہ راویوں کے نام سے روایت کرتے ہیں تو سننے والا تعجب کی بنا پر اسے

۴۰- الآثار المرفوعہ ص ۱۳۔

آگے روایت کر دیتا ہے جس سے وہ روایت لوگوں میں پھیل جاتی ہے۔ (۴۱)

امام ابن حبان نے ان کے وضع کا جو انداز بیان فرمایا ہے اگر آپ اس کا نمونہ ملاحظہ کرنا چاہیں تو خطبات کے موضوع پر مارکیٹ میں آئی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں آپ پر ساری حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ہم نے بھی اپنی زندگی کے بیالیس سالہ دور میں بڑے قریب سے ہر فرقے کے خطباء حضرات کو سنا ہے چند ہی ایسے افراد سنے ہیں جن کا خطاب ضعیف اور من گھڑت روایات سے پاک ہوگا ورنہ اکثر نامور خطباء تو صرف لوگوں کے ذوق کو سامنے رکھتے ہیں اور ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں جن سے عوام خوش ہو کر ان کے حق میں نعرے لگائیں فلاں مولانا زندہ باد جس سے اسلام کی تبلیغ تو شاید کم ہوتی ہے اور خطباء کا مقصد زیادہ پورا ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی بلا تردد کہا جا سکتا ہے کہ علماء راسخین کی نسبت عوام میں ان کی مقبولیت بہت زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عوام کا رجحان علماء کی طرف کم اور خطباء کی طرف زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں عالم وہ ہوتا ہے جو بڑے جوش کا مقرر ہو جس کی عام سی ایک مثال یہ ملاحظہ فرمائیں کہ:۔

امام ابو حنیفہ کے دور میں زرعہ نامی مشہور قصہ گو خطیب تھا امام صاحب کی والدہ محترمہ کو ایک مسئلہ پیش آ گیا جس کا حل حضرت امام صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کو بتا دیا۔ مگر وہ اس پر مطمئن نہ ہوئی اور کہنے لگی میں تو زرعہ سے فتوی پوچھوں گی۔ امام صاحب اپنی والدہ کو زرعہ کے پاس لے آئے اور فرمانے لگے یہ میری والدہ ہیں جو فلاں مسئلہ کے بارہ میں آپ سے فتوی دریافت کرنے کے لئے آئی ہیں زرعہ کہنے لگا آپ خود ہی ان کو فتوی دے دیں آپ تو مجھ سے بڑے عالم ہیں امام صاحب فرمانے لگے میں تو اس بارہ میں ان کو ایسے فتوی دیا ہے مگر وہ میرے فتوی کو تسلیم نہیں کرتیں زرعہ کہنے لگا ابو حنیفہ کا فتوی درست ہے تب مطمئن اور راضی ہو کر واپس لوٹیں۔ (۴۲)

ایسے ہی ایک واقعہ راقم الحروف کے مشاہد میں آیا غالباً ۱۹۸۴ء کی بات ہے جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کی سالانہ کانفرنس ہو رہی تھی نماز عصر کے بعد ایک کمرہ میں چند علماء کرام تشریف فرما تھے اور راقم بھی وہاں موجود تھا ایک آدمی آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا وہ کہنے لگا میں ضلع سرگودھا سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ پیدا ہوتے وقت بغیر چیخ مارے مر جائے تو کیا اس کو غسل دینا چاہیے یا نہیں؟

میں نے حضرت شیخ العلامہ استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ جھال خانوالے فیصل آبادی رحمہ اللہ تعالی

۴۱- کتاب المجروحین ص ۸۵ وص ۸۸۔

۴۲- کتاب القصاص والمذکرین ص ۱۰۸۔

کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ ہماری جماعت کے بہت بڑے عالم ہیں آپ ان سے مسئلہ دریافت کریں۔ وہ کہنے لگا نہیں میں تو فلاں صاحب (ایک نامور خطیب کا نام لیا) سے پوچھنے آیا ہوں ہم تو اسے بڑا عالم مانتے ہیں وہ صاحب بھی مجلس میں موجود تھے اتنی بات کہہ کر وہ ان کے قریب پہنچ گیا اور ان سے مسئلہ بیان کر دیا اتفاق یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب اس سائل کو مطمئن نہ کر سکے اور فرمانے لگے آپ ڈاک کا پتہ مجھے دے دیں میں فلاں مفتی صاحب سے پوچھ کر جواب آپ کو خط کے ذریعہ ارسال کر دوں گا۔

اس قسم کے واقعات روزانہ وقوع پزیر ہوتے رہتے ہیں جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ عوام میں بڑی مقبولیت کے حامل ہوتے ہیں اگر کوئی عالم ان کی جہالت سے پردہ اٹھانا چاہے تو وہ الٹا عوام کے غیظ وغضب کا شکار ہو جاتا ہے جس کی تاریخ اسلام کے اوراق میں متعدد مثالیں موجود ہیں، اس بارہ میں امام شعبیؒ سے ایک واقعہ پیش آیا جس کو آپ ان کی زبان سے سنئے فرماتے ہیں:۔

''میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی داڑھی بڑی گھنی تھی لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے اور وہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مجھے فلاں صاحب نے فلاں صاحب سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

”ان اللہ خلق صورین له فی کل صور نفختان نفخة الصعق و نفخة القیامة“

''اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا کئے ہیں ہر صور میں دو نفخے ہونگے ایک نفخہ موت کا اور دوسرا نفخہ قیامت کے قائم ہونے کا۔''

امام شعبیؒ فرماتے ہیں اس کی یہ روایت سن کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیر کر کہا اے بوڑھے ایسی غلط بیانی سے اللہ کا خوف کر و اللہ تعالیٰ نے تو صرف ایک ہی صور پیدا کیا ہے اور دو نفخے ایک نفخہ موت کا ہے اور دوسرا نفخہ قیامت کا ہے وہ مجھے کہنے لگا اے فاجر مجھے فلاں نے یہ حدیث بیان کی ہے اور تو اس کو رد کرتا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنا جوتا اٹھایا اور مجھے دے مارا بس پھر کیا تھا لوگ بھی مجھے مارنے پیٹنے لگے اور اس وقت تک وہ مارنے سے رکے نہیں تھے جب تک کہ میں نے ان سے قسم اٹھا کر اقرار نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک نفخہ ہے۔ (۴۳)

۴۳۔ الموضوعات الکبیر ص ۱۸۔

شیخ جعفر بن حجاج موصلی فرماتے ہیں ہمارے پاس موصل شہر میں محمد بن عبد اللہ سمرقندی آیا اور اس نے منکر حدیثیں روایت کرنا شروع کر دیں شیوخ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی اور ہم بھی اس کے پاس گئے تاکہ اس کی بیان کردہ روایات کی تردید کریں جب ہم پہنچے تو وہاں لوگوں کا بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا سمرقندی نے ہمیں دور سے آتے دیکھ لیا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ میری تردید کر دیں گے (چور کے پاؤں نہیں ہوتے) تو اس نے فی الفور یہ روایت سنا دی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے عوام کے خوف کی وجہ سے ہم اس تک جانے کی جسارت نہ کر سکے اور واپس لوٹ آئے۔(۴۴)

آج بھی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کسی خطیب کی غلط بات پر تنقید کرنے والے کو عوام معاف نہیں کرتے امام ابن جوزی نے شاید انہی حالات کے پیش نظر فیصلہ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جاہل عوام کے وجد اور شوق کو ذریعہ بناتے ہیں نتیجتاً بہت سے مفاسد اور بدعتیں جنم لیتی ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"ثم ما زالت بدعهم تزيد في تفاقم الامر فاتوا بالمنكرات في الافعال والاقوال و المقاصد"(۴۵)

"ان کی بدعات ترقی پزیر ہیں جن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ اپنے افعال اور اقوال اور مقاصد میں منکرات کو لے آتے ہیں۔"

بلا شبہ عوام میں اکثر بدعات اور دین کے نام پر غیر شرعی امور پھیلانے میں ان کا بہت بڑا دخل ہے امام ابن جوزی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ عام طور پر جاہل ہوتے ہیں اور لاعلمی کی بنا پر اپنی تحریروں میں من گھڑت روایات درج کر دیتے ہیں۔

نیز بسا اوقات کوئی من گھڑت روایت سنی جس کے من گھڑت ہونے کا انہیں علم نہیں ہوتا (کیونکہ اس شعبہ میں تحقیق کی ضرورت نہیں) اسے بغیر تحقیق کے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا بسا اوقات امام حسن بصری اور سری سقطی کے کلام کو حدیث رسول بنا کر پیش کر دیا۔(۴۶)

امام احمد بن حنبل نے شاید اس بنا پر ان کے بارہ میں تجزیہ فرمایا ہے کہ:۔

۴۴۔ الموضوعات الکبیر ص ۱۸۔ ۴۵۔ کتاب القصاص والمذکرین ص ۹۳۔ ۴۶۔ کتاب القصاص ص ۱۰۲۔

''قصہ گو تمام لوگوں سے زیادہ جھوٹے ہیں۔''(۴۷)

اور ان کے بارہ میں یہی تجزیہ محمد بن کثیر صنعانی کا ہے فرماتے ہیں:۔

''ھم اکذب الخلق علی اللہ وعلی انبیائہ۔''(۴۸)

''یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور انبیاء پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں۔''

انہیں اسباب وحالات کی بنا پر محدثین کرام نے ان حضرات پر بھی کڑی نظر رکھی ہے تا کہ دین ان کی دست درازیوں سے محفوظ رہے ابو الولید طیالسی فرماتے ہیں میں امام شعبہ کے ساتھ تھا ان سے ایک نوجوان نے کسی حدیث کے بارہ میں استفسار کیا تو امام شعبہ فرمانے لگے تو قصہ گو تو نہیں۔ وہ کہنے لگا جی ہاں میں قصہ گو ہوں فرمایا آپ واپس تشریف لے جائیں ہم قصہ گو حضرات سے حدیث بیان نہیں کرتے۔ ابو الولید فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیوں؟ امام شعبہ نے فرمایا:۔

''یاخذون الحدیث منا شبراً فیجعلونہ ذراعاً۔''(۵۰)

''یہ ہم سے ایک بالشت روایت لیتے ہیں پھر اس کو ایک بازو بنا دیتے ہیں۔''

امام شعبہ رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اصل روایت میں اپنی طرف سے کئی گنا اضافہ کر دیتے ہیں۔

امام شعبہ کا یہ مشاہدہ حرف بحرف صحیح ہے آپ اپنے اس دور کے نامور اور معروف خطباء اور واعظین کے خطابات کی تحقیق کر کے دیکھ لیں آپ امام شعبہ کے مشاہدہ کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے امام ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''ما افسد علی الناس حدیثھم الا القصاص۔''(۵۱)

''قصہ گو حضرات نے لوگوں پر حدیث کو کس قدر خراب کر دیا ہے۔''

نوٹ: ایسے خطباء وواعظین جو حقیقۃً دین حق کی تبلیغ خالص قرآن وحدیث کے دلائل سے کرتے ہیں اور تقریر کو لچھے دار بنانے کے لئے ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا نہیں لیتے ان کا ان خطباء سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کے بارہ میں آپ نے مذکورہ بالا تصریح ملاحظہ فرمائی ہے۔

۴۷- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔ ۴۸- کتاب القصاص ص ۱۰۱۔ ۴۹- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔
۵۰- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔ ۵۱- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔

۶- مقلدین حضرات

وضع حدیث کا ایک اہم سبب تقلید بھی ہے چوتھی صدی ہجری میں تقلید نے جب مسلمانوں کو اپنے گھیرے اور احاطہ میں لے لیا تو مسلمانوں کی اکثریت مستقل طور پر تقلیدی مذاہب میں بھٹ گئی چند ہی لوگ ایسے بچے جنہوں نے کتاب وسنت پر تمسک قائم رکھا اور آراء الرجال پر اپنا مذہب قائم نہ کیا۔ ان تقلیدی مذاہب کی بنیاد آراء الرجال پر رکھی گئی تھی اور ظاہر ہے کہ افراد کے ذہنوں کے تفاوت سے آراء کا مختلف ہونا بدیہی امر ہے۔ چنانچہ آراء الرجال میں اختلاف کی لہر اٹھی جو امت مسلمہ کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گئی۔ ہر ایک نے اپنے امام کے قول کو حجت اور حرف آخر مانا اسلام کو اپنے امام کی شخصیت کے ترازو میں تولا اور مخالف کے قول کو غلط قرار دیا جس سے مناقشات اور مناظرات کا میدان گرم ہوگیا بسا اوقات آراء کے درست ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تھی جس کے لئے انہیں روایات وضع کرنا پڑیں۔ امام ربانی محمد بن علی الشوکانی اس نقطہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”ومن اسباب الوضع ما يقع ممن لا دين له عند المناظرة في المجامع استدلالاً على ما يقوله بما يطابق هواه تنفيقا لجداله وتقويما بمقاله واستطالة على خصمه ومحبة للقلب وطلبا للرياسة وفراراً من الفضيحة“[۵۲]

”وضع کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ مجمع عام میں مناظرے کے وقت جس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس سے وہ اپنے مذہب کے درست ہونے پر استدلال کر سکے تو وہ اپنے جھگڑے اور مقالے کو تقویت دینے اور مخالف پر غلبہ پانے اور دل کی چاہت اور طلب ریاست اور رسوائی سے بچنے کی خاطر روایتیں وضع کرتا ہے۔“

اگر امام شوکانی رحمہ اللہ کے اس حقیقت خیز بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو فقہ کی کتابوں کی ورق گردانی کیجئے آپ پر ساری حقیقت کھل جائے گی دور نہ جائیے صرف ھدایہ پر ایک نظر دوڑائیے تو اس میں آپ کو متعدد مقامات ایسے ملیں گے جہاں مخالف کے قول کو رد کرنے کے لئے کسی غیر کے قول کو قولہ علیہ السلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔[☆]

امام قرطبی نے فقہاء کے اصول پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:۔

”استجاز بعض فقهاء أهل الراى نسبة الحكم الذى دل عليه القياس الجلى

۵۲- الفوائد المجموعہ ص ۴۲۷۔

(☆) اس کے لئے راقم کی کتاب ”احادیث ھدایہ احناف کی نظر میں“ زیر طبع ہے۔ (گوندلوی)

إلی رسول الله نسبة قولية فيقولون قال رسول الله كذا ولهذا ترى كتبهم مشحونة۔ تشهد متونها بانها موضوعة تشبه فتاوى فقهاء ولانهم لا يقيمون لها سنداً لبعض فقهاء اهل الرأى۔"(۵۳)

اہل الرائے (احناف) نے اس حکم کی نسبت جس پر قیاس جلی دلالت کرے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کو جائز قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں:۔

"وہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے اگر آپ فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی روایات سے بھری ہوئی ہیں جن کے متن من گھڑت ہونے پر گواہی دیتے ہیں وہ متن اس لئے ان کتابوں میں درج ہیں کہ وہ فقہاء کے فتوؤں کے موافق مشابہت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان کی سند بھی نہیں پاتے۔"

امام قرطبی کے اس پرمغز تبصرہ کی تائید معروف حنفی محقق مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی کی ہے فرماتے ہیں:۔

"قوم حملهم على الوضع التعصب المذهبى والتجمد التقليدى كما وضع مامون الهروى حديث من رفع يديه فلا صلوة له۔ ووضع حديث من قراء خلف الامام فلا صلوة له۔"(۵۴)

"حدیث ان لوگوں نے بھی وضع کی ہے جن کو مذہبی تعصب اور تقلیدی جمود نے وضع پر ابھارا ہے جیسا کہ مامون ہروی نے یہ روایتیں جو رفع یدین کرے اسکی نماز نہیں۔ ☆ اور جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز نہیں ☆ وضع کی ہیں۔

(رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں روایتیں وضع کرنا اللہ کے دین میں کمال درجہ جرأت ہے)۔

۷- صوفیہ حضرات

قدامت کے اعتبار سے صوفیہ حضرات کا شمار دوسرے دور والوں کے ساتھ ہے عباسی دور میں فلسفہ اور منطق کی کتابوں کے ترجمہ سے ایک بہت بڑے فتنے کا آغاز ہوا جس سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا۔ وہ یہ کہ مختلف قسم

۵۳- الباعث الحثیث ص ۸۵۔ ۵۴- الآثار المرفوعہ ص ۱۲۔

کے نظریات کے اجتماع سے ایک نئے مذہب نے جنم لیا جو اسلام سے کم اور غیر مذاہب سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے یہی مذہب ان لوگوں کا تھا جو بعد میں صوفیہ کے لقب سے ملقب ہوئے ان لوگوں نے اپنے علم وعمل کی بنیاد کتاب وسنت کے برخلاف اپنے اسرار ورموز پر رکھی جسے طریقت کے نام سے موسوم کیا۔ وحی کے مقابلہ میں کشف وخوابوں کو حجت مانا زندہ علماء سے علم حاصل کرنے کے بجائے فوت شدگان سے کسب فیض کا دعویٰ کیا اور پانچویں صدی ہجری کے بھی بعض کذابوں اور دجالوں کو صحابی رسول تسلیم کیا۔ ویسے اپنے مزعومہ عقیدہ کے اعتبار سے ہر صوفی صحابی ہے وہ جب چاہتا ہے بس ذرا گردن جھکائی (صوفیاء کی اصطلاح میں مراقبے میں گئے) تو رسول اللہ ﷺ سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی براہ راست ملاقات کر لی۔

اگر آپ صوفیہ کے اعتقادات پر نظر ڈالیں تو آپ کو گندگی کا بہت بڑا ڈھیر نظر آئے گا طریقت بھی ان کی مذعومہ اصطلاح ہے جس کے اعتبار سے ان کا علم انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے ان کے خیال میں انبیاء تو علم کے ساحل پر رک گئے تھے مگر انہوں نے علم کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے خضنا بحرا ووقف الانبیاء بساحلہ۔

ان لوگوں نے اپنے وجود کو منوانے کے لئے ایک داستان وضع کی پھر اس کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی طرف منسوب کر دیا۔ (☆)

ان حضرات کی موضوع روایات کا دائرہ عقائد اور عبادات میں ترغیب وترہیب تک ہے۔ یہ لوگ ثواب سمجھ کر روایات وضع کرتے تھے بظاہر نیکی کی طرف رغبت مگر نتیجتاً اسلام کی مصفی تعلیم مکدر ہوئی۔

برصغیر میں اعتقادی اور عملی بدعات اکثر انہیں حضرات کی وجہ سے پھیلی ہیں۔ اس کے لئے وضع حدیث میں وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں ان کی کتابوں میں صحیح احادیث کا وجود کم ہے اور من گھڑت روایات زیادہ ہیں یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام کے نزدیک ان کی کتابوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے امام ابوزرعہ سے حارث محاسبی کی کتابوں کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔

''اس کی کتابوں سے بچو یہ بدعات اور گمراہی کی کتابیں ہیں تم حدیث کو لازم پکڑو تمہیں ضرورت کے مطابق وہاں سے ہی مسائل کا حل مل جائے گا۔

(☆) اس کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب ''دین تصوف''۔

امام ذہبی امام ابو زرعہ کے اس قول پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”حارث ۲۴۳ھ کو فوت ہوا اگر امام ابو زرعہ متأخرین حضرات کی کتب جیسا کہ قوت القلوب ابو طالب کی بھجتہ الاسرار ابن جھضم کی، حقائق التفسیر سلمی کی دیکھ لیتے تو ان کے حواس گم ہو جاتے اور اگر ابو حامد طوسی کی احیاء العلوم اور غنیۃ شیخ عبد القادر کی اور فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ ابن عربی کی دیکھ لیتے تو پھر کیا حالت ہوتی؟[۵۵]

دکتور ضیاء الدین اعظمی نے صوفیہ کی کتابوں پر بڑا سیر حاصل اور جامع تبصرہ کیا ہے فرماتے ہیں:۔

”ولا شك ان الكتب الصوفية احدث في الامة انواعاً من البدع والخرافات وما ابتلي المسلمون اشد من ابتلائهم بطريق الصوفية و كتبها۔“[۵۶]

”اس میں شک نہیں کہ صوفیوں کی کتابوں نے امت میں بہت سی بدعات اور خرافات کو جنم دیا ہے اور مسلمان ان صوفیوں کے سلسلوں اور کتابوں کی وجہ سے سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے ہیں۔“

امام نووی نے بھی ان کو امت کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

”الواضعون اقسام اعظمهم ضرراً قوم ينسبون الى الزهد وضعوه حسبة“[۵۷]

”حدیث وضع کرنے والے کئی قسم کے لوگ ہیں ان میں سب سے زیادہ نقصان دہ وہ لوگ ہیں جو زھد کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ وضع حدیث کا دھندہ کار خیر سمجھ کر کرتے تھے۔“

ان کی ضرر کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا بھی خطباء کی طرح عوام میں بڑا اثر و رسوخ ہے لوگ ان کے ظاہری تزھد اور تورع سے مرعوب ہوتے ہیں ان کی اکثریت جبوں قبوں میں ملبوس شعبدہ بازی کے ماہر ہیں بسا اوقات اپنی شعبدہ بازیوں سے جاہل عوام کو بڑا مبہوت کر دیتے ہیں اور ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا کرتب کرتے ہیں جس سے عوام انکو بڑی کرنی والے اور تصرف والے سمجھتے ہیں حتی کہ حوائج اور مشکلات کے وقت ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مزاروں میں غیر اللہ کی نذر و نیاز، نداء و پکار اور دیگر غیر شرعی حرکات قوالی، رقص اور حجروں میں مجرے ان کے دم بقدم ہیں۔

عقائد میں خرابی اور شرک و بدعات کا جو رواج ان کے ذریعہ ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ دوسرے واضعین سے نہیں ہوا اس لئے مذکورہ ائمہ کرام کے ان کے بارہ میں تجزیات بالکل درست ہیں ان حضرات نے کتنی تعداد میں روایات

۵۵- میزان الاعتدال ص ۴۳۱ ج ۱۔ ۵۶- دراسات فی الجرح والتعدیل ص ۱۱۲۔ ۵۷- تقریب مع التدریب ص ۲۲۸ ج ۱

وضع کی ہیں ان کا احاطہ طویل سفر ہے البتہ یہ حقیقت ہے کہ ان کی تعداد جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ہزاروں سے متجاوز ہے۔

۸- صالحین کی جماعت

بعض صالحین حضرات بھی وضع حدیث کا شکار ہوئے ہیں گو ان کا مقصد روایات وضع کرنا یا لوگوں میں انکو پھیلانا نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے عمداً یہ ارتکاب کیا ہے بلکہ جہالت اور غفلت کی وجہ سے ان سے اس قسم کی روایات کا صدور ہوگیا تھا امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:۔

”لم تر الصالحين في شيء اكذب منهم في الحديث“(۵۸)

”آپ صالحین کو حدیث میں بہت جھوٹ بولنے والے پائیں گے۔“

اس کے قریب قریب امام ابو عاصم نبیل کا مشاہدہ ہے فرماتے ہیں:۔

”ما رأيت الصالح يكذب في شيء أكثر من الحديث“(۵۹)

میں نے صالحین کو حدیث میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے پایا ہے۔“

امام مسلم نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے:۔

”يجري الكذب على لسانهم ولا يعتمدون الكذب“(۶۰)

”جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے وہ عمداً ایسا نہیں کرتے۔“

ابو عبید نے ابراہیم بن ہراسہ پر کذاب کا اطلاق کیا ہے امام ابن حبان اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”هو من النوع الذي غلب عليهاالتقشف والعبادة وغفل عن تعاهد حفظ الحديث حتى صار كانه يكذب“(۶۱)

”ان پر پراگندگی اور عبادت کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے حدیث یاد کرنے سے غافل ہو گئے اور ایسے ہو گئے جیسا کہ جھوٹ بولتے تھے۔“

اسی طرح عباد بن کثیر اپنے دور کے نہایت صالح بزرگ تھے مگر حدیث ان کا فن نہیں تھا اور لاعلمی کی وجہ سے

۵۸- مسلم ص ۱۴ ج ۱۔ ۵۹- کامل ص ۱۵۱ ج ۱۔ ۶۰- مسلم ص ۱۴ ج ۱۔ ۶۱- کتاب المجروحین ص ۱۱۱ ج ۱۔

انہوں نے موضوع حدیثیں روایت کر دیں۔ (۶۲)

ان کی ایسی غفلت کی وجہ سے محدثین کرام نے ان سے روایات لیتے وقت سخت احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ذریعہ لوگوں میں روایات پھیلنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لوگوں کی نظروں میں قابل احترام ہوتے ہیں اور لوگ ان کے زھد اور ورع کی وجہ سے ان کی صدق وامانت پر اعتماد کرتے ہیں امام مالک حقیقت افروز تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"لا یوخذ العلم من اربعة ویوخذ ممن سوی ذلك والنوع الرابع هو رجل له فضل وصلاح وعبادة ولكنه لا یعرف ما یحدث" (۶۳)

"چار قسم کے آدمیوں سے علم حاصل نہ کیا جائے اور ان کے علاوہ باقی لوگوں سے لے لیا جائے ان میں چوتھا آدمی وہ ہے جو فضل اور صلاح اور عبادت کا خوگر ہے مگر جو حدیث بیان کرتا ہے اسے اسکی تحقیق نہیں ہوتی۔"

حافظ ابن مندہ فرماتے ہیں:۔

"اذا رأیت فی حدیث حدثنا فلان الزاهد فاغسل یدك منه" (۶۴)

"جب تم حدیث کی سند میں کسی زاہد راوی کو دیکھو تو اس حدیث سے اپنے ہاتھ دھو لو۔"

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:۔

"هولاء المشتغلون بالتعبد"

"یہ لوگ عبادت میں مشغول تھے حدیث کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایات میں وہم غالب آ گیا موقوف کو مرفوع اور مرسل کو متصل روایت کر دیا۔" (۶۵)

گویا کہ محدثین نے ان کی دیانت پر انگشت نمائی نہیں کی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ حدیث ان کا فن نہیں تھا کہ وہ حدیث کی کما حقہ حفاظت کر سکتے بنا بریں انہوں نے بغیر تحقیق وتفحص کے حدیثیں روایت کر دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی روایات میں جھوٹ جیسی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اس جیسی خرابیوں کو دیکھ کر محدثین کرام نے ان کے بارہ میں احتیاط کی اور ان کی خرابیوں کو واضح کرنا اپنا منصب سمجھا۔

۶۲- تہذیب التہذیب ص۱۰۰ ج۵۔
۶۳- دراسات فی الجرح والتعدیل ص۱۱۱۔
۶۴- شرح علل الترمذی ص۱۱۵۔
۶۵- شرح علل الترمذی ص۱۱۵۔

امام عبد الرحمٰن بن مھدی فرماتے ہیں میں نے شعبہ، ابن مبارک، ثوری اور مالک رحمھم اللہ سے متھم بالکذب راوی کے بارہ میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے انشرہ فانہ دین۔ (٦٦)

''اس کو عوام کے سامنے نشر کرنا چاہیئے کیونکہ روایت حدیث دین ہے۔''

امام حماد بن زید فرماتے ہیں ہم نے امام شعبہ سے ابان بن ابی عیاش کے بارہ میں پوچھا کیا اس کی عمر اور اہل خانہ کی توقیر کے تحت اس کی عیب جوئی سے رک جانا چاہیئے فرمانے لگے:۔

''لا یحل الکف عنہ لانہ الامر دین'' (٦٧)

''رکنا حلال نہیں اس لئے کہ حدیث دین ہے۔''

۹- بدعتی اور قبوری حضرات

بدعت اسلام میں ناپسندیدہ اور شنیع امر ہے جب سے اسلام میں بدعات کا پھیلاؤ ہوا ہے بہت سے مفاسد نے جنم لیا ہے اکثر احادیث اور سنت صحیحہ متروک ہو کر رہ گئی ہیں بدعتی کے پاس بدعت کے جواز کے لئے دلیل تو ہوتی نہیں جس کی بنا پر اسے لایعنی اور من گھڑت روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان حضرات سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور اب حالت تو یہ ہو گئی ہے کہ ان کی لغویات اور بدعات کو اصل اسلام سمجھا جانے لگا ہے ان حضرات کا زیادہ تر تعلق عجمی علاقوں سے ہے عوام سے ان کا رابطہ پیری مریدی کی سطح پر قائم ہے ان میں جو پیری کے مقام پر فائم ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں بڑی کرنی والے بلکہ صفات الٰہی کے حامل ہیں۔ استمداد، حاضر وناظر، علم غیب نور، اور دیگر شرکیہ عقائد ان کے ایجاد کردہ ہیں۔

ان لوگوں نے غلو کو بہت رواج دیا ہے اور عقیدت کے رنگ میں ہر قسم کے خرافات کو جائز قرار دیے دیتے ہیں انبیاء علیہ السلام کو ما فوق الفطرت ہستیاں کہتے ہیں اور اپنے پیروں کے بارہ میں ان کے خیالات غلو اور مبالغہ امیزی پر مبنی ہیں جن کو بقاعدہ اس پروگرام کے تحت عوام میں پھیلایا گیا ہے۔

برصغیر میں ان لوگوں کا کردار بڑا گھناؤنا اور اسلام شکن رہا ہے اہل سنت کے ٹائیٹل اور لیبل پر شیعیت کے لئے کام کیا ہے آج عوام میں جتنی شیعیت طرز کی روایات پھیلی ہوئی ہیں وہ ان حضرات کی مرہون منت ہیں۔

٦٦- التمہید شرح مؤطا ص ٤٧ ج ١۔ ٦٧- التمہید ص ٤٧۔

مزاروں کے طواف اور نذر و نیاز ان لوگوں کا بنیادی عقیدہ ہے بلکہ پیر حضرات کی معیشت ہی مزاروں سے منسلک ہے ظاہر ہے ایسے خرافات کی اسلام میں تو قطعاً گنجائش نہیں مگر ان حضرات نے اپنا کاروبار چلانے کے لئے موضوع روایات کا سہارا لیا ہے امام ابن القیم فرماتے ہیں:۔

”ولا ريب ان الحامل لهولاء على هذا الغلو انما هو اعتقادهم انه يكفر عنهم سيآتهم ويدخلهم الجنة وكلما غلوا وزادوا غلوا فيه كانوا اقرب اليه واخص به فهم أعصى الناس لأمره وأشدهم مخالفة لسنته وهولاء فيهم شبه ظاهر من النصارى الذين غلوا فى المسيح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودينه اعظم المخالفة۔ والمقصود ان هولاء يصدقون بالاحاديث المكذوبة الصريحة ويحرفون الاحاديث الصحيحة عن مواضعها لترويج معتقداتهم“(٦٨)

”اس میں شک نہیں کہ ان کی غلو پسندی کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غلو کو گناہوں کا کفارہ اور جنت میں داخلے کا سبب سمجھتے ہیں جب یہ لوگ غلو میں زیادتی کرتے ہیں تو ان کے خیال میں اتنا ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب اور آپ کے خواص سے ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ نافرمانی اور سنت کی سخت مخالفت کرتے ہیں ان لوگوں کی شباہت عیسائیوں سے ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں سب سے زیادہ غلو کیا اور ان کے دین اور شریعت کی سخت مخالفت کی۔ ایسے ہی یہ لوگ صحیح احادیث کو جھٹلاتے ہیں اور جھوٹی روایات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے اعتقادات کی اشاعت و ترویج کے لئے صحیح احادیث میں تحریف کرتے ہیں۔“(☆) ان کے ایک بڑے سرغنہ کا عقیدہ ہے کہ:۔

رسول اللہ ﷺ کو صرف اللہ نہ کہو باقی جو چاہو کہو۔

یعنی ان کے عقیدہ میں غلو معیوب نہیں بلکہ کار ثواب ہے۔

قبر پرستی کے جواز میں ان حضرات نے بہت سی روایات گھڑی ہیں جن میں ایک روایت یہ ہے:۔

”اذا اعيتكم الامور فعليكم باصحاب القبور“ (دیکھئے نمبر ۸۳)

”جب تمہیں امور عاجز کر دیں تو تم قبروں والوں کو لازم پکڑو۔“

٦٨۔ المنار المنیف ص ۸۴۔ (☆) ان کے ایسے اعتقادات و عمل کے بارہ میں راقم کی کتاب ”عقید اہل بدعت“ زیر تکمیل ہے۔

اس روایت کے وضع کرنے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ فوت شدگان بھی مدد کرتے ہیں، لہذا مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اسباب وضع

واضعین حضرات کے تفصیلی تعارف کے بعد آپ وضع حدیث کے اسباب بھی ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ ان حضرات کے گھناؤنے مقاصد کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

وضع کے اسباب مختلف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض واضعین حضرات کے اعتقادات اور نظریات اور پروگرام ایک دوسرے سے مختلف تھے جس بنا پر انکے وضع کے اسباب میں بھی اختلاف ہونا بدیہی امر تھا ان اسباب کی اجمالی تفصیل یہ ہے:۔

۱- سیاسی مقاصد کا حصول

۲-تقلید اور تعصب اور فقہی مذاہب کی تائید

۳- ارباب اقتدار کی خوشنودی

۴- اسلام دشمنی

۵- ترغیب وترہیب کے لئے

۶- اپنے اپنے علاقوں کی برتری ثابت کرنا

۷- عزت وعلمی جاہ اور مناظرہ وغیرہ

۸- خوش اعتقادی

۹- اپنے آئمہ اور مقتدا کی مدح سرائی

۱۰- ثواب کی خاطر

۱۱- قصہ گوئی اور واعظ وتقریر کی دلنشینی اور جاذبیت

۱۲- قوم کی محبت

۱۳- غفلت

۱۴- بدعات کی ترویج

۱۵-علم حدیث سے جہالت کے باوجود شوق تحدیث کا غالب ہونا۔

حفاظت حدیث اور محدثین کی ثمر آور جد وجہد

اللہ تعالی نے دین اسلام کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾۔
اگر کوئی شخص اسلام کو متحرف کرنے یا اس کو مکدر کرنے کی ہزار کوشش بھی کرے وہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ حدیث وضع کرنے والوں کے پروگرام میں اسلام میں تحریفی عمل جاری کرنا اور اسے غیر محفوظ بنانا تھا مگر اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کے لئے اپنے ایسے بندے پیدا کئے جنھوں نے حفاظت حدیث بلکہ دین میں وہ متحیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ جن کی مثالیں مذاہب عالم کے تاریخی اوراق میں تلاش کرنا ناممکن اور محال ہیں۔
محدثین کرام نے جس حدیث کو سنایا پڑھا اس کی تحقیق میں تہہ تک پہنچے اور ہر جعلی اور من گھڑت حدیث بلکہ ایک ایک حرف کو الفاظ نبوی سے جدا اور الگ کیا۔ امام ثوری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

"ان هم الرجل ان یکتب فی الحدیث وهو فی جوف بیت اظهر الله"(۶۹)(☆)

"اگر کوئی اپنے گھر بیٹھ کر من گھڑت روایت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے ظاہر کردیتا ہے۔"

محدثین کی ان کاوشوں کا تذکرہ ایوان خلافت میں بھی ہوتا تھا خلیفہ ہارون الرشید ایک زندیق کو قتل کرنے لگا تو وہ زندیق کہنے لگا امیر المومنین میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں ان کو آپ کیسے ختم کریں گے خلیفہ جواب میں فرمانے لگے:۔

"این انت یا زندیق عن عبد الله بن المبارك وابن اسحاق الفرازی ینخلانه

۶۹- الموضوعات الکبیر ص۱۹۔

(☆) حال ہی میں اہل بدعت نے اپنی طرف سے ایک خط "الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق" شائع کی ہے جس میں انہوں نے "اول ما خلق الله نور نبيك" کو ثابت کرنے کی سعی نامشکور کی ہے جس کا رد علماء اہل حدیث نے دلائل سے کردیا ہے کہ یہ کتاب امام عبد الرزاق کی نہیں بلکہ بدعتیوں نے اپنی طرف سے لکھ کر ناحق امام عبد الرزاق کی طرف منسوب کر دی ہے رد لکھنے والوں میں محدث جلیل زبیر علیزئی، محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری، مصنف ناقد مولانا ابوصہیب داود ارشد اور راقم الحروف ہیں۔ مختلف رسائل میں یہ مقالات طبع ہو چکے ہیں والحمد للہ علی ذلک۔

فیحز جانه حرفا حرفا"(۷۰)

''اے زندیق! تو عبد اللہ بن مبارک اور ابن اسحاق فرازی رحمہم اللہ سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تو تیری وضع کی ہوئی روایات کا ایک ایک حرف باہر نکال پھینکیں گے۔''

خلیفہ ہارون الرشید کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جو کام حکومت کا رعب دبدبہ اور تلوار نہ کر سکی وہ کام محدثین کی کاوش نے کر دکھایا اور ان کذابوں کی پھیلائی ہوئی روایات کو صحیح احادیث سے الگ کر دیا اگر کسی محدث سے کسی روایت کی جانچ و پرکھ اور تحقیق وتحیص میں تساہل ہوگیا تو دوسرے محدث نے اس روایت کو تنقید وتحقیق کے ترازو میں تول دیا۔ ورنہ جس قدر واضعین حدیث نے اسلام کو من گھڑت روایات سے پراگندہ کرنے کی ناپاک سعی کی تھی اس سے اسلام محفوظ نہ رہ جاتا بلکہ یہ ایک مرکب مغلوب ہوتا۔ جس میں ہر کسی کو تصرف وتحرف کا اختیار حاصل ہوتا مگر محدثین نے حدیث کی حفاظت کر کے ان کے تمام تشکیکی اور تحریفی حربوں کو ناکام بنا دیا ہے یہ سب کچھ محدثین کرام کی ثمر آور کوششوں سے ممکن ہوا امام ابن القیم فرماتے ہیں:۔

''یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو سنن پر حاوی ہو اور وہ اس کے خون اور گوشت میں مخلوط ہوگئی ہوں اور ان پر اسے ملکہ حاصل ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور افعال کے پہچاننے میں پوری مہارت ہو گویا کہ اسکی ملابست رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے۔(۷۱)

اس میں شک نہیں کہ محدثین کرام کے شب وروز حدیث کی حفاظت واشاعت کے لئے وقف تھے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

موضوع روایات کی شناخت

محدثین کرام نے کمال جستجو سے موضوع روایات کی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اور اسکی شناخت کے لئے چند ضابطے اور اصول مقرر فرمائے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۔ وضع کا اعتراف مفتری اور کذاب خود کرے جیسا کہ نوح بن ابی مریم نے فضائل سور کی روایات وضع کرنے کا اعتراف واقرار کیا۔

۷۰۔ الموضوعات الکبیر ص۱۹۔ ۷۱۔ المنار المنیف ملخصاً ص۴۴۔

۲- حدیث مشاہدہ اور عقل کے صریحا خلاف ہو جیسا کہ روایت حضرت نوح کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔

۳- عمل چھوٹا ثواب بہت زیادہ جیسا کہ صوفیہ حضرات کی خود ساختہ نمازیں ہیں۔

۴- گناہ ہلکا اور وعید سخت ہو۔

۵- حادثہ بہت بڑا اور راوی صرف ایک ہو جیسا کہ ردشمس والی حدیث ہے۔

۶- آئمہ ناقدین کی نظر میں راوی کذاب اور واضع ہو۔

۷- کسی مجہول اور نا معلوم راوی کی حدیث کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہو جیسا کہ: ''جب تمہیں عاجزی پیش آئے تو اصحاب القبور سے مدد طلب کرو'' ہے۔

۸- حدیث میں جو واقعہ بیان ہو اس کے متعلقہ افراد اس واقعہ میں موجود نہ ہوں یعنی واقعہ رونما ہونے سے پہلے فوت ہو چکا ہو یا بعد میں پیدا ہوا ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے خیبر کے موقعہ پر جزیہ معاف کیا تھا کی روایت کے راوی حضرت سعد بن معاذ ہیں اور گواہ حضرت معاویہ ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ خیبر سے پہلے غزوہ خندق میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت معاویہ خیبر کے بعد فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے۔

۹- حدیث حس کے خلاف ہو جیسا کہ یہ روایت اگر گفتگو کے دوران آدمی چھینک مارے تو وہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰- روایت قابل تمسخر ہو۔

۱۱- ایسی روایت جس کے چھپانے پر صحابہ کا اجماع ہوا ہو جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے وصی اور میرے بعد خلیفہ ہونگے۔

۱۲- روایت کے الفاظ سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو جیسا کہ صحبت کرنے والا صحبت کے وقت نیت کرے کہ اگر اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گا تو یقیناً بچہ پیدا ہوگا۔

۱۳- روایت کے الفاظ منصب نبوت کے منافی ہوں جیسا کہ خوبصورت چہرے کا دیکھنا عبادت ہے۔

۱۴- آئندہ پیش آنے والے واقعہ کو کسی خاص دن تاریخ اور وقت کے ساتھ متعین کیا جائے۔

۱۵- حدیث ظلم، فساد اور فضول مدح پر مشتمل ہو جیسا کہ بچے کا نام محمد اور احمد رکھنے کی فضیلت پر روایات ہیں۔

موضوع روایات کا اجمالی خاکہ

امام ابن القیم نے المنار المنیف میں موضوع روایات کے بارہ میں قواعد وضوابط تحریر کئے ہیں اور پھر ان روایات کی تفصیل بیان کی ہے جن کو واضعین حدیث نے وضع کیا ہے اور پھر ان کے من گھڑت ہونے پر علمی محاسبہ ومحاکمہ فرمایا ہے جس سے موضوع روایات کی حقیقت دوپہر کی طرح عیاں ہوگئی ہے ہم نے اختصار کے طور پر ان روایات کی اجمالی فہرست تیار کی ہے جس سے قارئین کرام کے سامنے من گھڑت روایات کا ایک خاکہ آجاتا ہے۔ ترتیب وہی رہنے دی ہے جو امام ابن القیم کی ہے مراجعت کے لئے المنار المنیف کے صفحات حوالہ قرطاس کئے ہیں اور جس نمبر میں حوالہ نہیں وہ اضافہ شدہ ہے۔

۱- مرغ کے بارہ میں تمام روایات جھوٹ ہیں سوائے ایک روایت کے (المنار ص ۵۶)

۲- خلافت علی کی تمام روایات جھوٹ ہیں۔

۳- ہر حدیث جس میں حضرت عائشہ کو حمیرا کہا گیا ہے من گھڑت ہے۔ (المنار ص ۶۰)

۴- ہر حدیث جس میں خوبصورت چہرے کی تعریف اور ان کے دیکھنے کی طرف رغبت اور خوبصورت چہرے والوں کو آگ کا نہ چھونا کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۳)

۵- ہر حدیث جس میں آنے والے واقعات کو کسی تاریخ اور دن کے ساتھ متعین کیا گیا ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۴)

۶- ہر حدیث جس میں کان کے گونجنے کا ذکر ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۵)

۷- عقل کی مدح کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۶)

۸- حیات خضر کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۷)

۹- عوج بن عنق کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۷۶)

۱۰- ہامہ بن الہیم بن لاقیس بن ابلیس کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۷۹)

۱۱- زریب بن برثملی وصی مسیح علیہ السلام کے بارہ میں جملہ روایات باطل ہیں۔ (ص ۷۹)

۱۲- قس بن ساعدہ کے بارہ میں روایات بے بنیاد ہیں۔

۱۳- بیت المقدس میں صخرہ میں قدم کے نشانات کی فضیلت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ سوائے ابن ماجہ کی روایت کے کہ یہ جنت سے ہے۔ (ص ۸۷)

۱۴- بیت المقدس کی فضیلت میں اور نماز کی فضیلت میں اکثر روایات بے بنیاد ہیں البتہ شد رحال اور اس کا مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونا کی حدیثیں متفق علیہ ہیں۔

۱۵- صوفیہ کی ہفتے بھر کی نمازیں تمام من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)

۱۶- نماز رغائب کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)

۱۷- رجب میں روزہ رکھنے یا منع کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۸)

۱۸- شب برات میں نماز کی فضیلت کی تصوف کی کتابوں میں مذکور تمام روایات بے اصل ہیں۔

۱۹- جولاہوں، موچیوں اور انگریزوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)

۲۰- حبشیوں اور سوڈانیوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)

۲۱- ترکوں کی مذمت کی روایات باطل ہیں۔

۲۲- غلاموں کی مذمت کی روایات بے اصل ہیں

۲۳- کبوتر کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۰۶)

۲۴- سوائے اس روایت کے کہ ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے دیکھا تو فرمایا شیطان شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔

۲۵- اولاد کی مذمت کی جملہ روایات جھوٹ ہیں۔ (ص ۱۰۹)

۲۶- عاشوراء کے دن سرمہ اور زینت لگانا وغیرہ کی فضائل کی جملہ روایات غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۱۱)

۲۷- فضائل سور کی اکثر حدیثیں من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۳)

۲۸- فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۱۶)

(بعض حسن درجہ کی روایات ہیں۔ (گوندلوی)

۲۹- فضائل ابوحنیفہ و مذمت شافعی کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۹)

۳۰- مذمت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)

۳۱- مذمت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)

۳۲- بنی امیہ کی مذمت کی جملہ روایات اور انکی تعداد کی جملہ روایات

☆☆☆☆☆

ضعیف روایات پر عمل

موضوع روایت پر عمل تمام محدثین کے نزدیک حرام ہے البتہ ضعیف روایات پر عمل میں معمولی سا اختلاف ہے اکثر محدثین کا یہی خیال ہے کہ ضعیف روایات بھی قابل عمل نہیں ہیں البتہ بعض ائمہ نے صرف ترغیب وترہیب اور فضائل اعمال میں عمل کو جائز قرار دیا ہے مگر یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ حدیث خواہ کسی بھی باب سے تعلق رکھتی ہو وہ دین ہے اس لئے کہ وہ فرمودہ رسول ہے اور وہ بھی "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" میں شامل ہے اور اس آیت کریمہ کی روشنی میں احکام وفضائل میں تفریق نہیں ہے بلکہ تمام کا ایک جیسا ہی درجہ ہے لہذا جتنا ثبوت احکام کے لئے درکار ہے اتنا ہی ثبوت فضائل کے لئے بھی چاہئے۔ محدثین کرام اور ائمہ عظام ہر قسم کی حدیث کو دین سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابن سیرین فرماتے تھے:۔

"ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔"(۷۱)

"اور امام انس بن سیرین فرماتے ہیں:۔

"اتقوا یا معشر الشباب فانظروا عمن تاخذون ھذہ الاحادیث فانھا دینکم"(۷۲)

"اے نو جوانوں تم احتیاط کرو۔ اور جس سے یہ حدیثیں حاصل کرتے ہو اسے دیکھو (کہ یہ اس لائق بھی ہے یا کہ نہیں) کیونکہ یہ احادیث تمہارا دین ہیں۔"

امام مالک فرماتے ہیں:۔

"حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو دین کس سے حاصل کرتے ہو میں نے ستر ایسے لوگ پائے ہیں جو مسجد نبوی میں بیٹھ کر کہتے تھے مجھ سے فلاں نے روایت کی رسول اللہ نے فرمایا: مگر میں نے ان کی روایات قبول نہیں کیں۔"(۷۳)

ان آثار سے ظاہر ہے کہ متقدمین محدثین ہر قسم کی روایات میں تحقیق کرتے تھے اور وہ صرف ثقہ راویوں کی روایات قبول کرتے تھے جیسا کہ امام سعید بن ابراہیم فرماتے ہیں:۔

"لا یحدث عن رسول اللہ الا الثقات"(۷۴)

"صرف ثقہ راویوں سے حدیث رسول لی جائے۔"

۷۱- مسلم ص ۱۱۔ ۷۲- التمہید شرح موطا ص ۱۷ ج ۱۔ ۷۳- التمہید ص ۱۷ ج ۱۔ ۷۴- دارمی ص ۹۳ ج ۱۔

امام مسلم فرماتے ہیں:۔

''محدثین نے خود پر راویوں کے عیوب ظاہر کرنے کو لازم کر رکھا ہے اس لئے کہ اس میں بہت سا خطرہ ہے کیونکہ دین کے بارہ میں جو خبریں (حدیثیں) ہیں وہ حلال، حرام، امر، نہی اور ترغیب وترہیب کو بیان کرتی ہیں ایسا راوی جو صدق وامانت کا خوگر نہیں اس کا لوگوں پر عیب ظاہر نہ کرنے والا شخص مسلمان عوام کو دھوکہ دیتا ہے۔''(۷۵)

یہی وجہ ہے کہ ائمہ نقاد بلاتفریق فضائل ودیگر معاملات میں ضعیف روایت کو قابل عمل نہیں سمجھتے تھے جن میں امام یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم اور ابوبکر العربی اور احمد شاکر مصری رحمھم اللہ اجمعین ہیں۔(۷۶)

ان ائمہ کا موقف ہی درست ہے کیونکہ روایت کے ضعیف ہونے سے اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہو جاتی ہے اور اس کی قبولیت میں تردد پیدا ہو جاتا ہے اگر ضعیف روایت کو قابل عمل سمجھا جائے تو اس سے محدثین کرام کی اس بارہ میں شب وروز کی محنتیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں اور صحت حدیث کے درجات کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔

پھر بحمد اللہ صحیح احادیث مکمل دین ہیں جن پر عمل کرنے سے ضعیف روایت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

موضوع روایات کے ما لھا وما علیھا کی تفصیل کے بعد اب ہم اصل مقصد ضعیف اور موضوع روایات کی تفصیل ضروری اصطلاحات کی توضیح وتشریح بیان کرتے ہیں۔

وباللہ التوفیق وعلیہ توکلت وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

کتبہ ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

۷۵۔ مسلم ص۲۰ ج۱۔ ۷۶۔ قواعد التحدیث للقاسمی ص۱۱۳، والباعث الحثیث ص۷۶۔

اصطلاحات ضروریہ

ایسی اصطلاحات جو ''ضعیف اور موضوع روایات'' میں حکم لگانے کے ضمن میں آئی ہیں ان کی مختصر تشریح و توضیح پیش خدمت ہے تاکہ جس روایت پر جو حکم لگایا ہے اس کی کیفیت اور نوعیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

ضعیف حدیث:

ضعیف حدیث وہ ہے جس کا راوی عادل اور ضابط اور متقن نہ ہو۔ بلکہ اس کے حافظہ میں کمی اور نقص ہو یا عقیدہ اور مروت کے لحاظ سے مجروح ہو۔ ضعف دو طرح سے ہوتا ہے:۔

۱- راوی کی وجہ سے۔ ۲- سند کی وجہ سے۔

راوی کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

۱- سوء حفظ: راوی کا حافظہ زیادہ قوی نہ ہو بلکہ خطاً کر جاتا ہو۔ اگر حافظہ مستقل خراب ہو گیا ہو تو ایسے راوی کو مختلط کہتے ہیں۔ اختلاط سے پہلے کی روایت قابل قبول ہے اور بعد والی مردود ہے۔

۲- کثرت غفلت: راوی حدیث کے بارہ میں اکثر غفلت کا شکار ہوا ہو۔

۳- فحش خطأ: راوی روایت حدیث میں اکثر غلطی کرتا ہو۔

۴- جہالت: راوی کے نام کا علم نہ ہو یا نام کا تو علم ہو مگر حال معلوم نہ ہو۔

۵- فسق: راوی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، بعض نے اس کے کبیرہ پر مصر ہونے کی شرط لگائی ہے۔

۶- وہم کی وجہ سے سند یا متن میں تبدیلی واقع ہو جائے۔

۷- کذب: راوی عمداً رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کر دے۔

۸- متہم بالکذب: جس کا حدیث کے بارہ میں جھوٹ ظاہر نہ ہو ہاں البتہ عام باتوں میں اس کا جھوٹ ثابت اور معلوم ہو۔

۹- بدعت: بدعتی راوی کی ایسی روایت مردود ہے جو اسکی بدعت سے موافقت کرتی ہو یا بدعتی بدعت مکفرہ کا مرتکب ہو۔

۱۰- اضطراب ایک راوی یا متعدد ایک ہی روایت کو مختلف اسناد یا متن سے روایت کریں جس میں ترجیح یا تطبیق ممکن نہ ہو۔

سند کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

۱- مرسل: تابعی صحابی کے واسطہ کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کرے۔

۲- معضل: سند سے کسی ایک جگہ سے مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۳- معلق: سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۴- منقطع: سند سے کسی بھی جگہ سے ایک راوی چھوٹ گیا ہو۔

۵- مدلس: راوی اپنے شیخ کے نام میں اخفاء کرے اور اس کا ذکر اس طریقہ سے کرے جس سے وہ لوگوں میں پہچانا نہ جائے یا لوگوں میں معروف نہ ہو یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جب راوی کا شیخ مجروح ہو۔ مدلس کی معنعن روایت ناقابل قبول ہے۔

۶- شاذ: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی یا بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔

۷- منکر: ضعیف اور مجروح راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

۸- موضوع: کذاب راوی نے اپنی بات یا کسی غیر کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو۔

۹- باطل: بے ثبوت روایت۔

۱۰- بے اصل: جس کی سند معلوم نہ ہو۔

١- کتاب الایمان

(١) الایمان بالنیة و اللسان (عمر رضی اللہ عنہ)۔

ایمان کا تعلق نیت اور زبان کے ساتھ ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نوح بن ابی مریم نے فضائل قرآن میں حدیث وضع کی ہے (حاکم) منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص۲۷۹ ج۴) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مبارک ☆ تاریخ الصغیر ص۱۸۹) کذاب تھا (ابوعلی نیشاپوری) موضوع روایات روایت کرتا تھا (نقاش ☆ تہذیب التہذیب ص۴۸۸ ج۱۰) مزید تفصیل داستان حنفیہ ص۱۸۷ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(٢) الیقین الایمان کله (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

یقین تمام کا تمام ایمان ہے۔☆

صغانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (تذکرۃ الموضوعات ص۱۱ والموضوعات الکبیر ص۱۴۶)، راوی محمد بن خالد مخرومی مجروح ہے (میزان الاعتدال ص۵۳۴ ج۳) اور اس روایت میں متفرد ہے (تاریخ بغداد ص۲۲۶ ج۱۲)۔

(٣) الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان وعمل بالارکان (علی رضی اللہ عنہ)۔

ایمان دل کی معرفت، زبان کا اقرار اور ارکان کے ساتھ عمل کا نام ہے۔☆

١- رواہ عبد الخالق الشحامی فی الأربعین ضعیف الجامع الصغیر ح۲۳۰۷، سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة ص۱۳۷ ج۲، ودیلمی ص۱٤۷ ج۱ ح۳٦۹.

٢- شرح السنة ص۳۹٦ ج۱، العلل المتناهیة ص۳۳۱ ج۲.

٣- ابن ماجة مقدمة ح٦٥، طبرانی اوسط ص۱٤۷ ج۷ ح۶۲۵۰، دیلمی ص۱٤۸ ج۱، تاریخ بغداد ص۳۸٦ ج۹ ص٤۷ ج۱۱، کتاب المجروحین ص۱۰٦ ج۲.

نوٹ 1: عربی متن کے ساتھ نام سے مراد وہ صحابی یا تابعی ہے جس سے یہ روایت مروی ہے۔

نوٹ 2: جرح کے بعد بریکٹ ( ) جیسا کہ حدیث نمبر 1 میں (حاکم) ہے سے مراد امام ناقد ہے جس کا جرح میں قول نقل کیا گیا ہے اور ( ) میں کتاب کا نام جیسا کہ (میزان الاعتدال) ہے سے مراد وہ کتاب ہے جس سے ناقد محدث کا قول نقل کیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں امام حاکم اور بخاری ہیں کہ ان کا قول میزان الاعتدال سے نقل کیا گیا ہے۔

من گھڑت ہے، راوی ابو صلت عبد السلام بن صالح وضع حدیث میں متھم ہے (دار قطنی ☆ کتاب الموضوعات ص۸۴ج۱)۔ رافضی خبیث ہے (عقیلی) متھم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۲۱٦ج۲)۔ اس کا دوسرا راوی علی بن موسیٰ الرضا ہے جو اپنے باپ سے عجائبات روایت کرتا تھا۔

ایمان میں کمی وبیشی

(٤) الایمان قول وعمل یزید وینقص ومن غیر ھذا فھو مبتدع (أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے اور جو اس میں تبدیلی کرے وہ بدعتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی احمد بن محمد بن حرب کذاب تھا حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۵۴ج۱) باطل روایتیں کرتا تھا (الکامل ص۲۰۵ج۱) نیز اس کا استاد ابن حمید واہ کذاب ہے (ابوزرعہ ☆ کتاب الموضوعات ص۸۵ج۱)۔

(٥) الایمان قول وعمل یزید وینقص لا یکون قولا بلا عمل ولا عملا بلا قول و علیکم بالسنۃ فالزموھا (واثلۃ رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے قول بغیر عمل کے نہیں اسی طرح عمل بغیر قول کے نہیں تم پر سنت لازم ہے کہ اسے لازم پکڑو۔☆

من گھڑت ہے، راوی معروف بن عبد اللہ بن خیاط سخت منکر الحدیث ہے (الکامل ص۲۳۲۸ج٦) نیز اس کی جملہ روایات پر متابعت نہیں اور مذکورہ روایت من گھڑت ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص۸۸ج۱)۔

(٦) الایمان قول والعمل شرائعہ لا یزید ولا ینقص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

٤- تاریخ بغداد ص۴۱۹ج۵، دیلمی ص۱٤۸ج۱ ح۳۷۳، الکامل ص۲۰٤ج۱، وکتاب الموضوعات ص۸۵ج۱، اللالی المصنوعۃ ص٤۰ج۱، تنزیہ الشریعۃ ص۱۵۰ج۱، میزان الاعتدال ص۱۳٤ج۱۔

٥- الکامل ص۲۳۲۷ج٦، کتاب الموضوعات ص۸۵ج۱، اللالی المصنوعۃ ص٤۰ج۱۔

٦- کتاب المجروحین ص۱٤۲ج۱ ص٤۵ج۳، لسان المیزان ص۱۹۳ج۱، میزان الاعتدال ص٤۲۹ج۳، کتاب الموضوعات ص۸۷ج۱، اللالی المصنوعۃ ص٤۳ج۱۔

ایمان قول (زبان کا اقرار) ہے اور عمل اس کے شرائع ہیں نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن عبد اللہ بن خالد جوئیباری دجال ہے (ابن حبانؒ) کذاب ہے (نسائی ودارقطنی وحاکم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی) اس نے ایک ہزار سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں (بیہقی) کذب میں ضرب المثل تھا (میزان ص۱۰۶ تا ص۱۰۸ج۱)۔

(۷) زيادة الايمان كفر ونقصانه شرك (أبي هريرة رضي الله عنه)۔

ایمان میں زیادتی کفر ہے اور کمی شرک ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی مرجی کذاب تھا (ابو حاتم) مذکورہ حدیث اسی کی گھڑی ہوئی ہے (ابن جوزی) نیز اس سند میں ابو المہزم راوی بھی کذاب ہے (کتاب الموضوعات ابن جوزی ص۸۶ج۱)۔

(۸) الايمان مثبت في القلوب كالجبال الرواسي زيادته ونقصانه كفر (أبي هريرة رضي الله عنه)۔

ایمان دلوں میں پہاڑوں کی طرح مضبوط ہے اس میں زیادتی اور کمی کفر ہے۔☆

من گھڑت ہے، اولا ابو المہزم راوی کذاب ہے۔ ثانیاً ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بھی کذاب ہے ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۸۶ج۱)۔

(۹) «الايمان لا يزيد ولا ينقص» (ابن عمر رضي الله عنه)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد جوئیباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر۶)۔

۷۔ كتاب المجروحين ص۲۵۰ج۱ وص۱۰۳ج۲، كتاب الموضوعات ص۸۵ج۱، اللالی ص۴۱ج۱، ميزان الاعتدال ص۵۷۴ج۱، لسان الميزان ص۳۳۴ج۱۔

۸۔ ميزان الاعتدال ص۴۲ج۳، كتاب المجروحين ص۱۰۳ج۲، كتاب الموضوعات ص۸۶ج۱، اللالی المصنوعة ص۴۱ج۱، لسان الميزان ص۳۳۲ج۴۔

۹۔ كتاب الموضوعات ص۸۶ج۱، ميزان الاعتدال ص۲۱ج۴، اللالی ص۴۲ج۱۔

(۱۰) الایمان لا یزید ولا ینقص (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔☆

من گھڑت ہے، ایک تو احمد جوئیباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر۶) اور دوسرا راوی مامون بن احمد سلمی دجال ہے (ابن حبان) اس نے ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں (کتاب الموضوعات ص۸۷ج۱)۔

(۱۱) جس کا یہ گمان ہے کہ ''ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے ایمان میں زیادتی نفاق ہے اور کمی کفر ہے پس اگر ایسے لوگ توبہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ انکی گردن اڑا دی جائے یہ اللہ کے دشمن، دین سے خارج اور کفر کو قبول کرنے والے ہیں اللہ کے معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے زمین کو پاک کرے ان کی نہ کوئی نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج اور نہ دیں۔ یہ رسول ﷺ سے بری ہیں اور رسول ﷺ ان سے بری ہیں۔'' (عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن قاسم طالقانی مرجیٔ کا سرغنہ تھا جو اپنے مذہب کی خاطر روایتیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم) اور ایسی خبریں لاتا تھا جن کے باطل ہونے کی گواہی مخلوق دیتی ہے۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۸۷ج۱)۔

نوٹ: ایمان میں کمی اور زیادتی کے نہ ہونے پر مرجئہ نے مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی متعدد روایات وضع کی ہیں مقصد صرف اپنے مذہب (کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں) کو تقویت پہنچانا ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات ایمان کے بڑھنے اور بہت سی صحیح احادیث ایمان کے بڑھنے اور کم ہونے پر نص قطعی ہیں تفصیل کے لئے ''عقیدہ اہل حدیث'' ص۷۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲) ان امتی علی الخیر ما لم یتحولوا عن القبلة ولم یستثنوا فی إیمانهم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱۰۔ کتاب الموضوعات ص۸۷ج۱۔

۱۱۔ کتاب المجروحین ص۳۱۱ج۲، کتاب الموضوعات ص۸۷ج۱، اللآلی المصنوعة ص۴۳ج۱،

۱۲۔ کتاب الموضوعات ص۸۸ج۱، فوائد المجموعة ص۴۵۳، تنزیه الشریعة ص۱۵۰ج۱، اللآلی ص۴۴ج۱۔

اس وقت تک میری امت بھلائی پر ہوگی جب تک قبلہ نہ بدلیں اور ایمان میں استثناء (ان شاء اللہ میں ایمان دار ہوں) نہ کریں۔☆

من گھڑت ہے، اس کو مرجہ نے گھڑا ہے اس میں بعض ضعیف اور اکثر مجہول راوی ہیں (کتاب الموضوعات ص۸۹ ج۱) اس کی سند میں ایک راوی جعفر بن ہارون موضوع روایات لاتا تھا (ذھبی ☆ میزان ص۴۲۰ ج۱) مذکورہ روایت کی طرف ذھبی نے من گھڑت ہونے کا اشارہ کیا ہے (الفوائد المجموعہ ص۴۵۳)۔

(۱۳) من قال انا مؤمن ان شاء الله فليس له في الاسلام نصيب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو کہے کہ میں ان شاء اللہ ایماندار ہوں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔☆

من گھڑت ہے، محمد بن تمیم سعدی روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۳۰۶ ج۲)۔

(١٤) من شك في ايمانه فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخسرين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اس کے عمل برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی غنیم بن یغنم بن سالم مشہور کذاب ہے جو روایتیں وضع کرتا تھا (میزان ص۳۳۷ ج۳) یہ روایت اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس کا شاگرد عثمان بن عبد اللہ اموی بھی متہم بالوضع ہے۔ (میزان ص۱۴۱ ج۳)۔

(۱۵) آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جب ان سے ایمان کے بارہ میں پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے ہم ان شاء اللہ ایماندار ہیں (ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا)۔

۱۳- كتاب الموضوعات ص۸۹ج۱، اللالی المصنوعة ص٤٤ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ج۱.

١٤- كتاب الموضوعات ص۸۹ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ج۱، الفوائد المجموعة ص٤٥٣، اللالی ص٤٤ج۱.

۱٥- اللالی المصنوعة ص٤٤ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ج۱، كتاب الموضوعات ص۸۸ج۱، الفوائد المجموعة ص٤٥٢.

من گھڑت ہے، راوی مامون سلمی کذاب ہے (دیکھئے نمبر۱۰) نیز اس کی سند میں راوی عبداللہ بن مالک بن سلیمان عن ابیہ ہے دونوں باپ بیٹا مرجئیوں میں سے تھے (ابن عدی) مالک ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۸۸ ج۱)۔

(۱۶) ان من تمام ایمان العبد الاستثناء ان یثتثنی فیه (أبی هریرة رضی اللہ عنہ)۔

بندے کا کامل ایمان یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں ان شاء اللہ کہے۔☆

باطل ہے، راوی معارک بن عباد منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبداللہ بن سعید مقبری بہت کمزور ہے اور یہ روایت باطل ہے (دارقطنی ☆ میزان ص۱۳۴ ج۴)۔

(۱۷) من لم یمیز ثلاثة فلیس له فی الجماعة نصیب ومن لم یمیز العمل من الایمان و الرزق من العمل و الموت من المرض (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو تین چیزوں کو تین چیزوں سے الگ نہ کرے اس کا جماعت میں کوئی حصہ نہیں ہے عمل کو ایمان سے، رزق کو عمل سے اور موت کو مرض سے۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند میں تین راوی سلمہ بن سلام بن بکر بن خنیس اور ابان متروک ہیں، اور تیسرا راوی احمد جوئیباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۸۸ ج۱)۔

(۱۸) کما لا ینفع من الشرك شیء و کذا لا یضر مع الایمان شیء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی شیٔ نقصان دہ نہیں۔☆

۱۶- میزان ص۱۳٤ ج٤، اللالی المصنوعة ص٤٥ ج۱، فوائد المجموعة ص٤٥٣ ج۱، تنزیه الشریعة ص۱٥۲ ج۱۔

۱۷- کتاب الموضوعات ص۸۷ ج۱، تنزیه الشریعة ص۱٤۹ ج۱ ح٥۔

۱۸- تاریخ بغداد ص۱۳٤ ج۷، تنزیه الشریعة ص۱٥۳ ج۱، کتاب الموضوعات ص۹۰ ج۱، فوائد المجموعة ص٤٥٤، الکامل ص٦٥٠ ج۲، اللالی المصنوعة ص٤٦ ج۱، کنز العمال ص٦۸ ج۱، المیزان ص۱۸۱ ج٤۔

منکر ہے، راوی منذر بن زیادہ طائی متروک ہے (دارقطنی) منکر ہے (ابن عدی) کذاب ہے (فلاس ☆ میزان ص۱۸۱ ج۴)۔

(۱۹) من اسلم علی یدیه رجل و جبت له الجنة (عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

جس کسی کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔☆

سخت منکر ہے، محمد بن معاویہ نیشاپوری راوی متروک ہے (مسلم، نسائی) کذاب ہے (ابن معین ودارقطنی) اور یہ روایت سخت منکر ہے (میزان ص۴۵ ج۴) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن معین وخطیب) من گھڑت ہے (امام احمد ☆ الفوائد ص۴۵۵) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (محمد بن معاویہ کی سعید بن کثیر نے متابعت کی ہے مگر سعید کا شاگرد عبد السلام بن محمد اموی منکر الحدیث ہے خطیب فرماتے ہیں صاحب المناکیر ہے (لسان المیزان ص۱۷ ج۴)۔

وطن سے محبت

(۲۰) حب الوطن من الایمان۔☆

وطن کی محبت ایمان ہے۔☆

یہ حدیث نبوی نہیں، سخاوی فرماتے ہیں میں نے اس پر اطلاع نہیں پائی (المقاصد الحسنہ ص۱۸۳ صفوی کہتے ہیں ثابت نہیں (الموضوعات الکبیر ص۱۶)۔

☆☆☆☆☆

۱۹۔ طبرانی کبیر ص۲۸۵ ج۱۹، طبرانی أوسط ص۳۳۱ ج٤ ح۳٥۷۰، کتاب الموضوعات ص۹۱ ج۱، تاریخ بغداد ص۲۷۱ ج۳، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۲٦۷ ج۱ ح٤۳۹۔

۲۰۔ ضعیفة ص٥٥ ج۱، المقاصد الحسنة ص۱۸۳، الموضوعات الکبیر ص۲۱٦۔

۲- کتاب التوحید

(۲۱) ان الله خلق خيلا واجراها فعرقت وخلق نفسه من ذلك العرق (أبي هريرة رضی اللہ عنہ)۔
اللہ تعالیٰ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا جس سے اسے پسینہ آ گیا اور اس سے اپنے نفس کو پیدا کیا۔☆
من گھڑت ہے، محمد بن شجاع راوی کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۱۴ ج۱)۔

(۲۲) كنت كنزا مخفيا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا وعرفتهم بي وعرفوني۔☆
میں پوشیدہ خزانہ تھا پہچانا نہیں جاتا تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا میں نے ان کو اپنی وجہ سے جانا اور انہوں نے مجھے پہچانا۔☆
جھوٹ ہے، جس کی کوئی سند موجود نہیں، کسی ملحد صوفی کا مقولہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳) من عرف نفسه عرف ربه۔(يحيى بن معاذ)
جس نے خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔☆
یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے (المقاصد الحسنہ ص۴۱۹) جسے جاہل صوفیوں نے حدیث بنا ڈالا۔

(۲٤) لما اسرى بي الى السماء فرأيت ربي بيني وبينه حجاب بارز فرأيت كل شيء منه حتى رأيت تاجا (أنس رضی اللہ عنہ)۔
مجھے جب آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو دیکھا میرے اور اس کے درمیان ظاہری پردہ تھا

۲۱۔ الأسماء والصفات ص۱۱۱ ج۲، كتاب الموضوعات ص٦٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص۱۳٤ ج۱، الكامل ص۲۲۹۲ ج٦، لسان ص۲۳۹ ج۲۔

۲۲۔ تذكرة الموضوعات ص۱۱، الدرر المنتشرة ص۱۲۵، مجموع الفتاوى ص۱۲۲ وص۳۷٦ ج۱۸۔

۲۳۔ مقاصد الحسنة ص٤۱۹، الدرر المنتشرة ص۱۵۲، كشف الخفاء ص۲٦۲ ج۲، الحاوى للفتاوى ص۲۳۸ ج۲۔

۲٤۔ ميزان ص۳٦۷ ج۳، الفوائد المجموعة ص٤٤۱، كتاب الموضوعات ص۷۲ ج۱، لسان ص٤۵٦ ج٤، تاريخ ص۱۳۵ ج۱۰، اللالى المصنوعة ص۲۰ ج۱۔

میں نے رب کی ہر چیز دیکھ لی حتی کہ موتیوں سے جڑا ہوا تاج بھی دیکھا۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن یسع ثقہ نہیں اور اس کا استاذ قاسم ملطی کذاب ہے (الآلی المصنوعہ ص۱۴ ج۱)۔

(۲۵) رأيت ربى فى المنام فى احسن صورة شابا موقرا رجلاه فى خضرة عليه نعلان من ذهب على وجهه فراش من ذهب (أم طفيل رضی اللہ عنہا)۔

میں نے بحالت خواب اپنے رب کو ایک خوبصورت اور معزز نوجوان کے روپ میں دیکھا اس کے پاؤں ایک سبزہ میں تھے اور سونے کا جوتا پہنا ہوا تھا اور چہرے پر سونے کا ہی پردہ تھا۔☆

من گھڑت ہے، راوی مروان بن عثمان یہ کون ہے جس کی روایت کی اللہ تعالیٰ کے بارہ میں تصدیق کی جائے۔ (نسائی ☆ میزان ص۲۷۹ ج۴)۔

(۲۶) رأيت ربى جعداً امرد عليه حلة خضراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے اپنے رب کو گھنگریلے بالوں والا بغیر داڑھی کے دیکھا اس پر سبز حلہ تھا۔☆

(۲۷) ان محمدا رأى ربه فى صورة شاب امرد دونه ستر من لؤلؤء قدميه فى خضرة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

محمد ﷺ نے اپنے رب کو نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کے درمیان موتیوں کا پردہ حائل تھا اور اس کے قدم سبزہ میں تھے۔☆

یہ دونوں روایتیں حماد بن سلمہ کی ان روایات میں سے ہیں جن کا محدثین نے انکار کیا ہے۔ (میزان ص۵۹۴ ج۱)۔

۲۵۔ تاريخ بغداد ص۳۱۱ ج۱۳، تنزيه الشريعة ص۱۴۵ ج۱، الفوائد المجموعة ص۴۴۸، اللالى المصنوعة ص۳۳ ج۱، كتاب الموضوعات ص۸۱ ج۱۔

۲۶۔ اللالى ص۳۴، كامل ابن عدى ص۶۷۷ ج۲، علل المتناهية ص۲۲ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۱۲، تاريخ بغداد ص۲۱۴ ج۱۱۔

۲۷۔ الكامل ص۲۷۷ ج۲، ميزان الاعتدال ص۵۹۴ ج۱۔

(۲۸) رأيت ربي بمنى على جمل عليه جبة (أبي رزين رضی اللہ عنہ)۔

میں نے اپنے رب کو منیٰ میں دیکھا جس پر جبہ تھا ☆

(۲۹) رأيت ربي بعزمات على جمل أحمر عليه أزار (أبو رزين رضی اللہ عنہ)

میں نے رب کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر دیکھا جس کے اوپر چادر تھی۔☆

یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں، ان دونوں روایتوں کا راوی حسن بن علی بن ابراہیم احوزی حدیث اور قرأت میں کذاب تھا (خطیب بغدادی) اس روایت میں جو متھم ہے یہ تمام لوگوں سے جھوٹا ہے جو قرأت کے بارہ میں روایات کا دعوی کرتا ہے۔ (ابن عساکر ☆ میزان ص۵۱۳ ج۱)۔

(۳۰) بين الله وبين الخلق سبعون الف حجاب (سهل بن سعد)۔

اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں (اور مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ ان کے درمیان چار پردے ہیں آگ کا پردہ، تاریکی کا پردہ، بادلوں کا پردہ اور پانی کا پردہ)۔☆

من گھڑت ہے، راوی حبیب بن ابی حبیب ثقہ نہیں کذاب تھا (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی)، اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱)۔

(۳۱) دون الله تعالى سبعون الف حجاب من نور وظلمة ومن ماء لا تسمع نفس شيئاً من حسن تلك الحجب الا زهقت نفسها (سهل رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے وراء ستر ہزار نور اور تاریکی اور پانی کے پردے ہیں کوئی نفس بھی ان پردوں کی خوبصورتی

۲۸۔ میزان ص۵۱۳ ج۱ ولسان ص۲۳۸ ج۲۔

۲۹۔ میزان الاعتدال ص۵۱۲ ج۱، لسان ص۲۳۸ ج۲۔

۳۰۔ كتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱، تنزيه الشريعة ص۱۴۲ ج۱، فوائد المجموعة ص۴۴۲، اللآلی ص۲۱ ج۱۔

۳۱۔ مجمع الزوائد ص۷۹ ج۱، عقیلی ص۱۵۲ ج۳، تنزيه الشريعة ص۱۴۲ ج۱، كتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱، أبو يعلى ح۷۴۸۷ ص۴۹۴ ج۶، طبرانی كبير ص۱۴۸ ج۶ ح۵۸۰۲۔

نہیں سنتا مگر اس کی جان نکل جاتی ہے۔☆ بے اصل ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ کی روایت لینا حلال نہیں (احمد) کوئی شیٔ نہیں (ابن معین) اس کا استاذ عمرو بن حکم بن ثوبان ذاھب الحدیث ہے۔ (کتاب الموضوعات ص۳۷ ج۱)۔

(۳۲) قال لجبریل هل تری ربك قال ان بینی وبینه سبعین حجابا من نار أو نور لو رأیت ادناها لاحترقت (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جبریل سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا میرے اور اللہ کے درمیان آگ یا نور کے ستر پردے ہیں اگر میں ان میں سے کسی ہلکے پردہ کو بھی دیکھ لوں تو جل جاؤں۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو مسلم قائد اعمش کی حدیث میں نظر ہے (بخاری) خطا کرتا ہے (ابن حبان) اس کے پاس من گھڑت حدیثیں ہیں (ابو داؤد ☆ میزان ص۹ ج۳)۔

نوٹ: حجاب الٰہی کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں اکثر من گھڑت اور باقی ضعیف ہیں (گوندلوی)۔

(۳۳) جناب علی سے پوچھا گیا کیا تم نے اللہ کو محمد ﷺ کے واسطہ سے پہچانا ہے یا اللہ کے واسطہ سے محمد ﷺ کو۔ فرمایا: میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی طرف محتاج نہیں ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نفس سے پہچانا ہے جیسے اس نے بلا کیف چاہا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، اس کا راوی محمد بن سعید ہروی اس روایت کے وضع میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۴۵۵)۔

(۳٤) ما وسعنی سمائی ولا ارضی ولكن وسعنی قلب عبد المومن۔☆

میری وسعت آسمان اور زمین سے زیادہ ہے مگر میں بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔☆

۳۲۔ طبرانی أوسط ص۱۰۱ ج۱، ح۶۲، واللالی المصنوعة ص۲۲ ج۱، ومجمع ص۷۹ ج۱۔

۳۳۔ الفوائد المجموعة ص٤٥٥۔

۳٤۔ مجموع الفتاوی ص۱۲۲ ج۱۸، كشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۳۰۔

بالکل بے اصل ہے (کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲)۔

(۳۵) ان السموات والأرض ضعفن عن ان یسعنی ووسعنی قلب عبد المومن (وھب بن منبہ)۔

تمام آسمان اور زمین میری وسعت سے عاجز ہیں مگر بندہ مومن کا دل وسیع ہے۔☆

باطل ہے جس کو بعض ملحدوں نے وضع کیا ہے اور علی بن وفی نے (اپنے صوفیانہ) مقاصد کی خاطر عام لوگوں کے سامنے روایت کیا ہے یہ وجد اور رقص کے وقت کہتا تھا اپنے رب کے گھر کا طواف کرو (کشف الخفاء ص۱۹٦ ج۲)۔ رب کے گھر سے مراد دل لیتا تھا۔

(۳٦) القلب بیت الرب۔☆

دل رب کا گھر ہے۔☆ حدیث نہیں کسی ملحد کا قول ہے۔

(۳۷) آنیة ربکم قلوب عبادہ الصالحین (أبی عتبة)۔

تمہارے رب کے برتن نیک بندوں کے دل ہیں۔☆

ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس روایت کا مدار بقیہ بن ولید پر ہے جو قابل حجت نہیں اسرائیلی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی معروف سند نہیں (کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲)۔

(۳۸) تفکروا فی کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم ہر چیز میں تفکر کرو مگر اللہ کی ذات میں نہیں۔

ضعیف ہے، عاصم اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں، عطاء مختلط ہے۔

(۳۹) تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق فانکم لا تدرون قدرہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۵۔ کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲۔

۳٦۔ تنزیہ الشریعة ص۱٤۸ ج۱، تذکرة الموضوعات ص۸۰۔

۳۷۔ کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲۔

۳۸۔ الاسماء والصفات ص٦ ج۲، کشف الخفاء ص۳۱۱ ج۱۔

۳۹۔ احیاء العلوم ص٤٤ ج٦، کنز العمال ص۱۰٦ ج۳، در المنثور ص۱۱۰ ج۲، ص۱۳۰ ج٦، المغنی عن حمل الأسفار ص۱۹۲ ج۲، تفسیر قرطبی آل عمران ص۱۹۱، ص۲۹٤ ج٤۔

تم مخلوق کے بارہ میں تفکر کرو اور خالق کے بارہ میں نہیں کیونکہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔☆
ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۹۲ ج۲ دیکھئے نمبر۴۲)۔

(٤٠) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله۔ (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)
تم ہر چیز کے بارہ میں غور وفکر کرو مگر اللہ کے بارہ میں نہیں۔☆ ضعیف، ان تینوں روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے اور ان پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔

(٤١) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله فتهلکوا (أبی ذر رضی اللہ عنہ)۔
تم اللہ کی مخلوق کے بارہ میں غور وفکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو ہلاک ہو جاؤ گے۔☆ اس کو بھی سیوطی نے ضعیف کہا ہے۔

(٤٢) تفکروا فی الاء الله ولا تفکروا فی الله (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو۔☆
سخت ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (نسائی)۔ ثقہ نہیں (ابن معین واحمد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص۳۲۷ ج۴)۔

(٤٣) کنا نعد الریا علي عهد رسول الله الشرك الاصغر (شداد بن أوس)۔
ہم ریا کاری کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھوٹا شرک کہتے تھے۔☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، صحیح الفاظ میں (ان أخوف ما أخاف - مسند احمد ص۴۲۸ ج۵ وشرح السنۃ)
ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص۴۷۵ ج۲ طبقات المدلسین ص۴۲)۔

(٤٤) نصرة الله للعبد خير من نصرته لنفسه۔

٤٠۔ احیاء العلوم ص٤٤ ج٦، کشف الخفاء ص٣١١ ج١، کنز العمال ص١٠٦ ج٣۔

٤١۔ ابو الشیخ فی العظمة جامع الصغیر مع فیض القدیر ص٢٦٢ ج١۔

٤٢۔ شعب الایمان ح١٢٠ ص١٣٦ ج١، کشف الخفاء ص٣١١ ج١، الکامل ص٢٥٥٦ ج٧، در المنثور ص١١٠ ج٢، طبرانی أوسط ص١٧١ ج٧ ح٦٣١٥، کتاب المجروحین ص٨٣ ج٣۔

٤٣۔ طبرانی کبیر ص٧١٦٠ ج٧ ح٧١٦٠۔

٤٤۔ کشف الخفاء ص٣١٦ ج٢، المقاصد الحسنة ص٤٤٦، موضوعات کبیر ص١٣٢۔

اللہ کی مدد اپنے بندے کے لئے بہتر ہے اپنے نفس کی مدد سے۔

حدیث نہیں ہے بلکہ کسی نا معلوم کا قول ہے۔

(٤٥) لیس علی اهل لا اله الا الله وحشة فی قبورهم ولا فی نشورهم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

توحید والوں پر قبر اور حشر میں وحشت نہیں ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی بہلول بن عبید کندی ضعیف الحدیث ذاہب ہے (ابو حاتم) کوئی شئ نہیں (ابو زرعہ) حدیث چور تھا (ابن حبان ☆ میزان ص٣٥٥ ج١) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم مجروح ہے۔ (دیکھئے نمبر ٦٨)۔

(٤٦) من قال لا اله الا الله قبل کل شیء ولا اله الا الله بعد کل شیء عوفی من الهم والحزن (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد لا الہ الا اللہ کہا تو وہ غم اور پریشانی سے محفوظ ہو گیا۔☆

من گھڑت ہے، راوی عباس بن بکار ضبی کذاب ہے (دارقطنی) ص٣٨٢ ج٢) یہ حدیث اس کی گھڑی ہوئی ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص٦ ج٤)۔

(٤٧) من خاف الله خوف الله منه کل شیء ومن لم یخف خوفه الله من کل شیء (واثله رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ سے ڈرے اللہ ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔☆

٤٥۔ شعب الایمان ص١١١ ج١ ح١٠٠، تاریخ بغداد ص٢٦٦ ج١، طبرانی أوسط ص٢١٦ ج١٠ ح٩٤٧٤، میزان الاعتدال ص٣٥٥ ج١، مجمع الزوائد ص٨٢ ج١٠، ص٣٣٣ ج١٠، تاریخ جرجان ح١٢٤، الکامل ص١٥٨٢ ج٤، کشف الخفاء ص١٧٠ ج٢، احیاء العلوم ص٣٩٤ ج١، المغنی عن حمل الاسفار ح٩٣٩۔

٤٦۔ الترغیب والترهیب ص٦١٧ ج٢، مجمع الزوائد ص١٣٧ ج١٠، طبرانی ص٢٩٠ ج١٠، ضعیفة ص٤٢٧ ج١، کنز العمال ص١٢٣ ج٢، مسند فردوس دیلمی ص٦ ج٤ ح٥٥١٣۔

٤٧۔ المغنی عن حمل الاسفار ص٤٥٥ ج١، ضعیفة ص٤٩٥ ج١، الترغیب والترهیب ص٢٦٧ ج٤، الفوائد المجموعة ص٢٨٦، کشف الخفاء ص٢٤٩ ج٢۔

منکر ہے، اس سند کے راوی سوائے سلیمان بن عمرو کے باقی تمام نامعلوم ہیں منذری کہتے ہیں اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔

(۴۸) حضرت ابو ہریرہ سے یہی روایت عقیلی نے ضعفاء میں روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں منکر ہیں (سلسلہ احادیث ضعیفہ ص۴۹۵ج۱)۔

(٤٩) الخلق كلهم عيال الله فاحب الخلق الى الله انفعهم لعياله (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی ابو ہارون عمیر قرشی متروک ہے (مجمع ص۱۹۱ج۸)۔

(٥٠) الخلق عيال الله فاحبهم الى الله انعمهم لعياله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆

راوی یوسف بن عطیہ صفار متروک ہے۔ (مجمع ص۱۹۱ج۸)۔

یہ روایت متعدد طریق سے مروی ہے مگر تمام ضعیف ہیں بعض میں الفاظ "الخلق كلهم عيال الله" ہیں اور بعض میں "تحت كنفه" کے ہیں (ابن حجر مکی ☆ کشف الخفاء ص۳۸۱ج۱)۔

(٥١) لو لا النساء لعبد الله حقا (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی کما حقہ عبادت کی جاتی۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحیم بن زید عمی کذاب ہے۔ (میزان ص۶۰۵ج۲) اور اس کا باپ اور استاد زید عمی ضعیف ہے۔ (میزان ص۱۰۲ج۲)۔

٤٨۔ ضعيفه ص٤٩٥ج١۔

٤٩۔ طبراني أوسط ص٢٥٢ج٦ ح٥٥٣٧، طبراني كبير ص٨٦ج١٠ ح١٠٠٣٣، تاريخ بغداد ص٣٣٤ج٦، مجمع الزوائد ص١٩١ج٨، كشف الخفاء ص٣٨١ج١۔

٥٠۔ مجمع ص١٩١ج٨۔

٥١۔ كتاب الموضوعات ص١٦٢ج٢، الفوئد المجموعة ص١١٩، تنزيه الشريعة ص٢٠٤ج٢، اللالىء المصنوعة ص١٣٤ج٢، ضعيفة ص٧٤ج١، كنز العمال ص٢٨٦ج١٦، كشف الخفاء ص١٦٥ج٢، الكامل ص١٩٢١ج٥۔

(٥٢) لو لا المرأة لدخل الرجل الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)

اگر عورت نہ ہوتی تو مرد جنت میں داخل ہوتے۔

من گھڑت ہے، راوی بشر بن حسین عن زبیر بن عدی متروک ہے (دارقطنی) اس میں نظر (قابل قبول نہیں) ہے (بخاری) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں پس (ابن عدی) یہ زبیر پر جھوٹ بولتا تھا (ابو حاتم) اس نے زبیر کے نام پر ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ سو روایات ہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۳۰۷ ج۱)۔

(٥٣) علیکم بدین العجائز۔

تم پر بوڑھی عورتوں کا دین لازم ہے۔☆ کسی ملحد کا قول ہے۔

(٥٤) اذا کان فی آخر الزمان واختلف الاھواء فعلیکم بدین اھل البادیة والنساء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آخر زمانہ میں جب اھواء میں اختلاف پیدا ہوگا تو تم پر بدویوں اور عورتوں کا دین لازم ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن حارث حارثی کوئی شیٔ نہیں محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے اور مذکورہ روایت اس کے عجائب میں سے ہے (میزان ص۵۰۴ ج۳) مگر اس روایت کو محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی نے وضع کیا ہے بخاری اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں اس نے اپنے باپ سے دو سو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو پورا ہی من گھڑت ہے (میزان ص۶۱۷ ج۳) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

٥٢۔ اللآلی المصنوعة ص١٣٤ج٢، تذکرة الموضوعات ص١٢٩، کنز العمال ص٢٨٥ج١٦ ح٤٤٤٩٧۔

٥٣۔ احیاء العلوم ص٢٠٨ج٣، ضعیفة ص٦٩ج١، فوائد المجموعة ص٥٠٥، تذکرة الموضوعات ص١٦، کشف الخفاء ص٧٠ج١، المقاصد ص٢٩٠، المغنی عن حمل الاسفار ص٧٤٥ج٢۔

٥٤۔ کتاب المجروحین ص٢٦٤ج٢، مغنی عن حمل الاسفار ص٧٤٥ج٢، الکامل ص٢١٨٥ج٦ مختصراً، اللآلی المصنوعة ص٢٣٢ج١، کتاب الموضوعات ص٢٠٠ج١۔

نداء وپکار

(۵۵) جنگ یمامہ میں صحابہ کرام کا شعار یا محمداہ تھا۔

من گھڑت ہے، یہ روایت طبری نے اپنی تاریخ میں اور اس کے طریق سے ابن کثیر نے البدایہ میں اور ابن اثیر نے الکامل میں نقل کی ہے اس کا ایک راوی شعیب بن ابراہیم مجہول ہے (میزان ص۲۷۵ج۲) اور اس کا استاد سیف بن عمر تیمی برجمی ضعیف ہے ابن معین کہتے ہیں اس سے تو ایک پیسہ بہتر ہے ابو داؤد کہتے ہیں کہ کوئی شئ نہیں ابو حاتم کہتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات منکر ہیں ابن نمیر کہتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۵ج۲) اس کے استاد ضحاک بن یربوع کی روایت درست نہیں (میزان ص۳۲۷ج۲) وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ بنی سہیم کے ایک آدمی سے روایت کرتا ہے اور یہ مجہول ہے۔

(۵۶) ابن عباس کے پاس ایک آدمی کا پاؤں سن ہو گیا، ابن عباس نے کہا جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کر تو وہ کہنے لگا محمد ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، راوی غیاث بن ابراہیم نخعی کی روایت ترک کر دی گئی تھی (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) محدثین نے ترک کر دیا تھا (بخاری) بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ حدیثیں وضع کرتا تھا (جوزجانی ☆ میزان ص۳۳۷ج۳)۔

(۵۷) ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے کہا اس کو یاد کر جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی ابو اسحاق سبیعی مدلس اور مختلط تھے (نھایہ الاغتباط ص۲۷۶ وطبقات المدلسین ص۱۰۶) مذکورہ روایت تین طرق سے مروی ہے مگر تمام طرق کا مدار ابو اسحاق پر ہے جو مختلط تھے اور اس روایت میں وہ مضطرب بھی ہیں کبھی انہوں نے اس روایت کو ہشیم بن حنش سے روایت کیا ہے اور کبھی عبد الرحمٰن

۵۵۔ تاریخ طبری ص۵۱۳ ج۲، اسی کے حوالہ سے الکامل لابن اثیر اور البدایہ میں ہے۔

۵۶۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص۱٤۱ح۱٦۹۔

۵۷۔ الأدب المفرد ص۲۵۰ ح٩٦٤، عمل الیوم واللیلۃ ص ۱٤۱ ح۱٦۸ وص ۱۷۰۔

بن سعد سے اور کبھی ابوسعید سے یہی اضطراب اس کے ضعیف ہونے کی مؤثر علت ہے۔

نوٹ: یہ روایت الادب المفرد بخاری کی ہے مگر الادب المفرد کے صحیح نسخوں میں لفظ ''محمد'' ہے ''یا محمد'' نہیں۔

(۵۸) قول عمر یا ساریة الجبل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان کو احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں سیٔ الحفظ ہے (الکاشف ص۶۹ ج۳) اور طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۰۶) اس نے مذکورہ حدیث نافع سے روایت کی ہے اور جب نافع سے روایت کرے تو مضطرب ہوتا ہے (تہذیب ص۳۴۳ ج۹) اس روایت میں تدلیس کے علاوہ اضطراب بھی ہے کیونکہ ابن عجلان اس حدیث کو کبھی نافع سے روایت کرتا ہے اور کبھی ایاس بن معاویہ سے (دلائل النبوۃ ص۳۷۰ ج۳)۔

اسی روایت کو ابونمیر بن خلاد نے الفوائد میں روایت کیا اس کا راوی ایوب بن خوط متروک ہے۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں اور نووی نے تہذیب ص۱۰ ج۲ میں بھی روایت کی ہے اس کا راوی فرت بن سائب متروک متھم ہے۔ اسی نے سیف بن عمر اور واقدی نے بھی روایت کی ہے اور یہ دونوں کذاب ہیں۔

(۵۹) اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلا فلیناد یا عباد الله احبسوه فان لله حاصرا فی الارض سیحبسه فان لله عبادا لا ترونهم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جب تم میں سے کسی ایک کی سواری جنگل میں بدک جائے تو تم آواز دو اللہ کے بندو اس کو روک دو۔ پس اللہ کی طرف سے اس کو زمین میں روکنے والا ہے جو اس کو روک دے گا، پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔☆

ضعیف ہے، معروف بن حسان راوی ضعیف ہے (مجمع ص۱۳۲ ج۱۰) منکر الحدیث ہے اس نے عمر بن زر سے ایک طویل نسخہ روایت کیا ہے جو تمام غیر محفوظ ہے۔ (ابن عدی ☆ میزان ص۱۴۳ ج۴)۔ نیز ابن مسعود سے راوی کا انقطاع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۱۰۹ ج۲)۔

۵۸۔ دلائل النبوۃ ص۳۷۰ ج۶، أسد الغابة ص۲٤٤ ج۲، تهذيب الاسماء نووی ص۱۰ ج۲۔

۵۹۔ طبرانی کبیر ص۲۱۷ ج۱۰، عمل اليوم والليلة ص٤٥٥ ح۵۰۸۔

(٦٠) اذا ضل احدكم شيئا واراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اعينوني فان لله عباداً لا تراهم (عتبة بن غزوان)۔

جب تم میں سے کسی کی چیز گم ہو جائے اور وہ اس زمین میں کسی مدد گار کو طلب کرنا چاہے جس میں اس کا کوئی ساتھی نہیں تو وہ آواز دے اے اللہ کے بندو تم میری مدد کرو۔ پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھتے۔☆

ضعیف ہے، اس کا راوی عبد الرحمٰن اور اس کا باپ شریک بن عبد اللہ دونوں ضعیف ہیں (مؤلف) شریک مدلس بھی ہیں (طبقات المدلس ص ٦٧) گویا کہ راویوں کے ضعف کے ساتھ انقطاع بھی ہے۔

علم غیب

(٦١) انه عرضت عليه الخلائق من لدن آدم الى قيام الساعة فعرفتهم كلهم۔

رسول اللہ ﷺ پر آدم سے لے کر قیامت تک آنے والی تمام مخلوق پیش کی گئی تو آپ نے تمام کو پہچان لیا۔☆ حدیث رسول نہیں گپ ہے۔

(٦٢) معراج کی رات عرش کے نیچے میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو جو گذشتہ ہو چکا تھا اور آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ معلوم ہو گیا۔☆ من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔

(٦٣) لقد تركنا رسول الله ﷺ وما يحرك طائر جناحيه الا ذكر لنا منه علما (أشياخ من تيم)۔

رسول اللہ ﷺ ہمیں اس حالت میں چھوڑ کر گئے کہ کوئی پرندہ اپنے پر نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں اس میں سے علم بتایا۔☆ ضعیف ہے، اشیاخ میں "من تیم" نا معلوم ہیں۔

٦٠۔ طبرانی كبير ص١١٧ ج١٧ ح ٢٩٠۔

٦١۔ حدیث رسول نہیں بعض متأخرین اہل بدعت کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

٦٢۔ اس کا وجود بھی بعض اہل بدعت کی کتب میں ہے۔

٦٣۔ مجمع الزوائد ص ٢٦٤ ج٨۔

وسیلہ

(٦٤) اللهم انی اسئلك بمعاقد العز من عرشك (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔☆

باطل ہے، راوی عمر بن ہارون کذاب ہے (ابن معین کتاب الموضوعات ص٦٣ ج٢)۔

(٦٥) بحق نبیك والانبیاء الذین من قبلی (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تیرے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔☆ ضعیف ہے، راوی روح بن صلاح سے منکر روایتیں کی گئی ہیں دارقطنی فرماتے ہیں حدیث ضعیف ہے ابن ماکولا کہتے ہیں محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے البانی کہتے ہیں ائمہ جرح کی عبارات اس کے ضعف پر متفق ہیں جس کا سبب اسکی منکر روایات ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص٣٣ ج١)۔

(٦٦) توسلوا بجاهی فان جاهی عند الله عظیم۔

تم میری جاہ سے وسیلہ پکڑو بلا شبہ اللہ کے نزدیک میری جاہ بہت بڑی ہے۔☆ باطل اور بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(٦٧) اذا سالتم الله فاسئلوا بجاهی۔

تم میری جاہ کے وسیلہ سے سوال کرو۔☆

من گھڑت ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص٤١٥) اس کا کوئی اصل نہیں۔

٦٤۔ تذکرة الموضوعات ص٥١، نصب الراية ص٢٧٢ ص٢٧٣ ج٤، الترغيب والترهيب ص٤٧٧ ج١، كتاب الموضوعات ص٦٣ ج١، كتاب الدعوات بيهقى، الترغيب للاصفهانى، اللالى ص٦٨ ج٢، تنزيه الشريعة ص١١٣ ج٢

٦٥۔ حلية الأولياء ص١٢١ ج٣، ضعيفة ص٣٣ ج١، طبرانى أوسط ص١٥٢ ص١٥٣ ج١۔

٦٦۔ التوصل إلى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٣٨

٦٧۔ اقتضاء الصراط المستقيم ص٤١٥، التوصل إلى حقيقة التوسل والمشروع الممنوع ص٢٣٨؟۔

(٦٨) دعائے آدم یا رب اسئلك بحق محمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے محمد کے وسیلہ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم سخت ضعیف ہے (مؤلف) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم ص۱۵۴) اس کا دوسرا راوی عبد اللہ بن مسلم بن رشید فہری وضع روایت میں متہم ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۳۹ ج۱) یہ روایت من گھڑت ہے (ذہبی ☆ تلخیص المستدرک ص۳۴۲ ج۳) اور باطل ہے (کتاب الموضوعات)۔

(٦٩) قال آدم اللهم انی اسئلك بحق محمد علیك (أبی الزناد رضی اللہ عنہ)۔

آدم نے فرمایا اے اللہ جو محمد کا تجھ پر حق ہے میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔☆

باطل ہے، راوی عثمان بن خالد عثمانی ضعیف ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری)۔ منکر الحدیث ہے (ابوحاتم)۔ اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۳۴ ج۳)۔ اس کا استاد عبد الرحمٰن بن ابی الزناد امام ترمذی وعجلی کے نزدیک ثقہ ہے مگر اکثر ائمہ جیسا کہ ابن معین، احمد، ابن مدینی اور نسائی کے نزدیک ضعیف ہے۔ خصوصاً جب اپنے باپ سے روایت کرے تو ضعیف قرار پاتا ہے (تہذیب ص۱۷۲ ج۶)۔ مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

(٧٠) یہودیوں کی دعاء اے اللہ ہم محمد نبی امی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں۔

من گھڑت ہے، راوی عبد الملک بن ہارون بن عنترہ متروک ذاھب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ کذاب ہے (ابن معین)۔ دجال ہے (سعدی)۔ روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان)۔ اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد ☆ لسان ص۷۲ ج۴)۔ اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل ص۱۷۰)۔

٦٨۔ المستدرك ص٦١٥ج٢، دلائل النبوة ص٤٨٩ج٥، طبرانی أوسط ص٢٥٩ج٧ ح٦٤٩٨، طبرانی صغير مع الروض الدانی ص١٨٢ج٢ ح٩٩٢۔

٦٩۔ ضعيفه ص٤٠ج١۔

٧٠۔ التوصل إلى حقيقة التوصل المشروع والممنوع ص٣١٦۔

(۷۱) انك ادنی المرسلين و سيلة (سواد بن قارب رضی اللہ عنہ)۔

آپ تمام رسولوں میں وسیلہ کے زیادہ قریب ہیں۔☆

باطل ہے، اس کے چند طرق ہیں ایک طریق میں زیاد بن یزید بن بادویہ اور محمد بن نواس دونوں مجہول ہیں خدشہ ہے کہ یہ روایت ابوبکر بن عباس کی وضع کردہ ہو۔

دوسرے طریق میں ابوعبدالرحمٰن عثمان بن عبدالرحمٰن الوقاص کے ترک پر تمام کا اتفاق ہے اور اسی طریق کے دوسرے راوی علی بن منصور میں جہالت ہے اور پھر یہ روایت اس طریق سے منقطع بھی ہے۔

تیسرے طریق میں محمد بن سائب کلبی رافضی متہم بالکذب ہے۔

چوتھے طریق میں علاء بن یزید منکر الحدیث ہے (بخاری)۔ حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدینی)۔ اس نے ایک من گھرت نسخہ روایت کیا ہے (ابن حبان)۔

پانچویں طریق میں حسن بن عمارہ سخت ضعیف ہے (التوصل ص۳۰۰)۔

(۷۲) انی فرار الخلق الا الی الرسل۔

مخلوق کی دوڑ تو صرف رسولوں کی طرف ہے۔☆

یہ حدیث نہیں بلکہ کسی شاعر کا شعر ہے جس کا راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)۔ اس میں کلام ہے (بخاری)۔ مختلط ہو گیا تھا (ابن معین)۔ متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۱۰۷ ج۴)۔

(۷۳) کسی اعرابی کا رسول اللہ ﷺ کی قبر پر کھڑے ہو کر کہنا اے اللہ یہ تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں لمبا واقعہ ہے، جس کے آخر میں ہے "اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرا حبیب ناراض ہو جائے گا اور تیرا دشمن راضی ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

۷۱۔ طبرانی کبیر ص۹۴ج۷، مجمع الزوائد ص۲۵۰ج۸، دلائل النبوة للبيهقی ص۲۵۱ج۲، مستدرك حاكم ص۶۱۰ج۳، قال الذهبی الاسناد منقطع (تلخيص)، دلائل النبوة أبو نعيم اصفهانی ص۱۱۴ج۱ ح۶۲۔

۷۲۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۹۲۔

۷۳۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۶۶۔

سفید جھوٹ ہے جس کی دنیا میں کوئی معقول سند نہیں ہے۔

(۷۴) ایک اعرابی نے آپ کی قبر مبارک پر خود کو پھینکا اور سر پر مٹی ڈالی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں قرآن میں فرمایا ہے: ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ تو میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس آ گیا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر سے آواز آئی جا تجھے معاف کیا۔

من گھڑت ہے، اس کا راوی ھیثم بن عدی ثقہ نہیں کذاب تھا (بخاری وابو داؤد ☆ میزان ص۳۲۴ ج۴)۔ھیثم سے روایت کرنے والے محمد بن ھیثم اور احمد بن محمد یعنی اس کا بیٹا اور پوتا ہیں جن کا کوئی حال معلوم نہیں۔

(۷۵) اللهم انی اسئلك بحق السائلين عليك واسئلك بحق ممشائی فانی لم اخرج شرا وبطرا (أبی سعيد خدری رضی اللہ عنہ – ابن ماجة)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے جو تجھ پر سوال کرنے والوں کا ہے کہ میں شر اور تکبر کے ساتھ نہیں نکلا۔ ☆

ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی کے ضعیف ہونے پر تمام کا اجماع ہے (المغنی ص۴۳۶ ج۲) اور مدلس تھا (تقریب ص۲۴۰)۔

(۷۶) اللهم بحق السائلين عليك وبحق مخرجی هذا (بلال رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق اور اپنے نکلنے کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔☆

باطل ہے، راوی وازع بن نافع متروک منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر۴۲)۔

(۷۷) اسئلك بنور وجهك الذی اشرقت له السموات والارض وبكل حق هو

۷۴۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۶۵۔

۷۵۔ مسند أحمد ص۲۱ ج۳، المغنی عن حمل الاسفار ص۳۲۶ ج۱، ترغيب الترهيب ص۴۵۸ ج۲، ابن ماجة ح۷۷۸ باب المشی الی الصلاة، ميزان ص۴۴۷ ج۲، عمل اليوم والليلة ص۷۶ ح۸۵۔

۷۶۔ عمل اليوم والليلة ص۷۵ ح۸۴۔

۷۷۔ طبرانی كبير ص۲۶۴ ج۸ ح۸۰۲۷۔

لك و بحق السائلين عليك (أبي أمامة رضي الله عنه)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے آسمان اور زمین کو روشن کیا ہے اور اس حق کے واسطہ ہر جو تیرے لئے ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے حق سے جو تجھ پر ہے سے سوال کرتا ہوں۔☆

بے اصل ہے، راوی فضال بن جبیر کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایات محفوظ نہیں ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے۔ یہ ایسی روایت کرتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں (میزان ص ۳۴۷ ج ۳)۔

(۷۸) يستفتح بصعاليك المهاجرين (أمية بن خالد)۔

آپ فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔☆

مرسل ہے، اولاً راوی ابو اسحاق مختلط اور مدلس ہے (تقریب ص ۲۶۱ وطبقات المدلسین ص ۱۰۱)۔ اور امیہ بن خالد صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے (اصابہ ص ۱۲۸ ج ۱)۔

(۷۹) جناب عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عباس کے لئے ایسے حق دیکھتے تھے جیسا کہ بیٹے پر باپ کا حق ہو تم بھی رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو (عمر رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن عطاء کوئی شئ نہیں (احمد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۱۲ ج ۲)۔

(۸۰) عہد فاروقی میں قحط پڑ گیا تو ایک آدمی قبر رسول پر آیا اور کہنے لگا آپ ﷺ امت کے لئے بارش کی دعاء کریں لوگ ہلاک ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اس کو خواب میں فرمایا کہ تو عمر کے پاس جا (مالک الدار)۔

ضعیف ہے، مالک الدار مجہول ہے (مجمع الزوائد ص ۱۳۵ ج ۳)۔

۷۸۔ شرح السنة ص٦٢ ج٧، طبراني كبير ص٢٩٢ ج١، مشكاة للألباني ص١٤٤٤ ج٣.

۷۹۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٥٣.

۸۰۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٩٠.

(۸۱) ایک روایت میں ہے کہ قبر پر فریاد کرنے والا بلال بن حارث صحابی تھے۔

باطل ہے، راوی سیف بن عمر ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۳۴۵ج۱)۔

(۸۲) لو لا عباد رکع وصبية رضع وبهائم رتع لصبت عليكم البلايا صبا (مالك بن عبيد عن أبيه عن جده)۔

اگر عبادت گزار بندے اور دودھ پیتے بچے اور چرنے والے چارپائے نہ ہوتے تو تم پر بہت مصیبتیں آتیں۔☆

ضعیف ہے، راوی مالک اور اس کا باپ عبید دونوں مجہول ہیں (التوصل ص ۳۰۸ ومیزان ص ۴۲۸ ج ۳)۔

(۸۳) اذا اعيتكم الامور فعليكم باصحاب القبور۔

جب تمہیں امور عاجز کر دیں تو تم قبر والوں کا وسیلہ طلب کرو۔☆

من گھڑت ہے، جس کا حدیث کی کتابوں میں کوئی وجود نہیں بلکہ یہ کسی مشرک ملحد کا قول ہے۔ جسے بدعتیوں نے حدیث کا درجہ دے دیا ہے (العیاذ باللہ)۔

(۸٤) قال داؤد عليه السلام اسئلك بحق آبائى ابراهيم واسحاق ويعقوب (عباس رضی اللہ عنہ)۔

داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے حق اور واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔☆

بے اصل ہے، راوی ابوسعید حسن بن دینار بصری متروک ہے اور اس کا استاد علی بن زید بن جدعان منکر الحدیث ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۳۴۳ ج۱)۔

۸۱۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٤٨۔

۸۲۔ الكامل ص١٦٢٢ج٤ ص٢٣٨٨ج٦، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع الممنوع ص٣٠٨۔

۸۳۔ التوصل الى حقيقة التوصل ص٢٤٤۔

۸٤۔ ضعيفة ص٣٤٢ج١ مجمع الزوائد ص٢٠٢ج٨۔

(۸۵) دعائے حفظ قرآن کے الفاظ اللهم انی اسئلك بانك مسؤل لم یسئل مثلك واسئلك بمحمد نبیك وابراهیم خلیلك وموسی نجیئك وعیسی روحك وكلمتك ووجيهك (أبي بكر صديق رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھ سے ہی سوال کیا جاتا ہے تیری مثل کسی اور سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ میں تجھ سے محمد، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی ابن عبد الرحمٰن صنعانی کذاب ہے (ابن تیمیہ) دجال ہے حدیث وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۲۴۳ ج ۲ والتوصل ص۳۱۵) نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الملک بن ہارون بن عنترہ کذاب دجال ذاهب الحدیث وضاع ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔

(۸۶) مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قبر رسول کی چھت پھاڑ کر آسمان کی طرف روشندان بنا لو، تو ایسا کرنے سے بارش ہو گی (اوس بن عبد اللہ)۔

ضعیف ہے، راوی سعید بن زید ضعیف ہے (یحییٰ بن سعید) قابل حجت نہیں ضعیف ہے (سعدی)۔ قوی نہیں (نسائی ومیزان ص۱۳۸ ج ۲)۔

(۸۷) جوف کعبہ میں عبد اللہ بن زبیر کی دعاء "اسئلك بحرمة عرشك وحرمة نبيك" اور عبد الملک بن مروان کی دعاء "اسئلك بحقك على خلقك وبحق الطائفين بحول عرشك"۔

من گھڑت ہے، ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس واقع کا راوی اسماعیل بن ابان کذاب ہے احمد فرماتے ہیں اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں خلیفہ مامون کے سبز لباس کی تعریف پر اس نے روایت گھڑی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابو زرعہ، ابو حاتم اور دارقطنی فرماتے ہیں کذاب ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں اس کا جھوٹ ظاہر ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر

۸۵۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۳۱۲۔

۸۶۔ دارمی ص۴۳ج۱ ح۹۳، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۵۹، التوصل الباني ص۱۲۹۔

۸۷۔ رواه ابن عساكر القاعدة الجليلة ص۱۲۲۔

حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ دوسرا راوی طارق بن عبد العزیز مجہول ہے (القاعدۃ الجلیلۃ ص۱۲۲ ملخصاً)۔

(۸۸) هو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم الى يوم القيامة (قول إمام مالك)۔

رسول اللہ تیرا اور تیرے باپ آدم کا قیامت تک کے لئے وسیلہ ہیں۔☆

من گھڑت ہے، امام مالک اس سے بری ہیں۔ اس کا راوی محمد بن حمید رازی کا امام مالک سے سماع نہیں خصوصاً خلیفہ منصور کے زمانہ تک تو قطعاً حدیث ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے علاوہ ازیں محمد بن حمید کثیر المناکیر ہے (یعقوب سدوسی)، اس میں نظر ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، بقسم خدا کذاب ہے (خراش)، جھوٹ بولنے کا بڑا ماہر تھا (صالح جزرہ)، میں اس کے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہوں (علی بن مہران ☆ میزان ص۵۳۰ ج۳)۔

(۸۹) امام شافعی کا ابو حنیفہ کی قبر سے وسیلہ پکڑنا ناقابل ثبوت ہے اس کا راوی اسحاق بن ابراہیم مجہول ہے ابن تیمیہ فرماتے ہیں جھوٹ ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص۳۴۴)۔

۸۸۔ التوصل الى حقيقة التوسل ص۲۲۲۔

۸۹۔ رواه ابن حجر المكى فى الخيرات الحسان، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۳۳۱۔

۳-کتاب العلم

(۹۰) فضل العالم علي العابد كفضلي على أدناكم (أبو أمامة باهلی)۔

عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسا کہ میری تمہارے ادنی پر فضیلت ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ولید بن جمیل صدوق خطا کرتا تھا (تقریب ص۳۶۹)۔ اس کی روایت قاسم ابو عبد الرحمٰن سے منکر ہے (میزان ص۳۳۷ ج۴)۔ یہ روایت قاسم کے طریق سے ہے۔

(۹۱) ليوم واحد من العالم الذى يعلم الناس الخير افضل عند الله واعظم اجرا من عبادة العابد مائة سنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

عالم کا ایک دن جس میں وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اللہ کے نزدیک عابد کی سو سالہ عبادت سے بہتر ہے اور بڑے اجر والا ہے۔☆ سند نا معلوم ہے۔

(۹۲) عالم ينتفع بعلمه خير من الف عابد (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو عالم اپنے علم سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ ہزار عابد سے بہتر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن جمیع ہے حدیث کے وضع کرنے میں متہم ہے (المغنی فی الضعفاء ص۴۸۳ ج۲)۔ ابن معین کہتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص۲۵۱ ج۲)۔

(۹۳) من جاء ه اجله وهو يطلب العلم ليحيي به الاسلام لم يفضله النبيون الا بدرجة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

(جس کو علم طلب کرتے موت آ جائے اور اس کا ارادہ اسلام کو زندہ کرنے کا ہو نبی اس سے صرف ایک

۹۰۔ طبرانی کبیر ح۷۹۱۱ ص۲۳۳ ج۸، ترغيب الترهيب ص۱۰۱ ج۱، علل المتناهية ص۶۹ ج۱، ترمذی ح۲۶۸۵ باب ما جاء فی فضل الفقه على العبادة، در المنثور ص۲۵۱ ج۵۔

۹۱۔ دیلمی ص ۵۰۵ ج ۳ ح ۵۴۴۸۔

۹۲۔ كنز العمال ص۱۴۳ ج۱۰۔

۹۳۔ دارمی ص۸۵ ج۱ ح۳۶۰، كشف الخفاء ص۲۴۳ ج۲، كنز العمال ص۱۶۰ ج۱۰۔

درجہ فضیلت رکھیں گے۔☆ ضعیف ہے، راوی ابو العلاء مجہول ہے۔ دارمی میں یہ روایت حسن بصری کی مرسل ہے۔

(٩٤) طالب العلم بين الجهال كالحي بين الاموات (حسان بن أبي سنان)۔

جاہلوں کے درمیان طالب علم ایسے ہے جیسا کہ زندہ مردوں کے درمیان ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی حسان کی روایت منقطع ہے۔

(٩٥) طالب العلم رحمة طالب العلم ركن الاسلام ويعطى أجره مع النبيين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

طالب علم رحمت ہے اور اسلام کا رکن ہے اس کو نبیوں کے ساتھ اجر دیا جائے گا۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (جامع الصغیر ص ۵۲۹)۔

(٩٦) العلم خليل المومن فالعقل دليله والعمل قيمه والحلم وزيره والصبر أمير جنوده والرفق والده واللين أخوه (حسن بصری)۔

علم ایماندار کا دوست ہے عقل اس کی راہنما ہے عمل اس کا قیم ہے حلم اس کا وزیر ہے صبر اس کے لشکروں کا امیر ہے رفق اس کا والد ہے اور نرمی اس کا بھائی ہے۔☆

مرسل اور ضعیف ہے، راوی سوار بن عبد اللہ عنبری کوئی شئ نہیں (ثوری)۔ اور دوسرا راوی عبد الرحمٰن بن عثمان بکراوی کی لوگوں نے حدیث چھوڑ دی تھی (احمد ☆ فیض القدیر ص ۳۸۹ ج ۴)۔

☆☆ یہی روایت حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع متصل بھی مروی ہے۔

راوی محمد بن فوز بن عبد اللہ نے معاذ بن عیسیٰ سے روایت کی ہے ذھبی فرماتے ہیں یہ حدیث من گھڑت ہے جس کو محمد بن فوز یا اس کے استاذ معاذ نے وضع کیا ہے (میزان ص ۱۰ ج ۴)۔

☆☆ اور حضرت انس سے بھی مروی ہے حافظ عراقی فرماتے ہیں ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار

٩٤۔ كنز العمال ص ١٤٣ ج ١٠، كشف الخفاء ص ٤٣ ج ٢۔

٩٥۔ كنز العمال ص ١٤٣ ج ١٠۔

٩٦۔ كنز العمال ص ١٣٣ ج ١٠۔

ص۱۶۲۴ ج۲)۔ طبرانی کی سند میں یحییٰ بن ھاشم السمسار کذاب ہے (مجمع ص۱۲۰ ج۱)۔

(۹۷) من طلب العلم كان كفارة لما مضي (سخبره الازدی)۔

جس نے علم حاصل کیا ہے وہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔☆

باطل ہے، راوی ابو داؤد نفیع بن حارث متروک ہے ابن معین نے اس کو جھوٹا کہا ہے (تقریب ص۳۵۹)۔

(۹۸) طلب العلم فريضة علي كل مسلم (علی رضی اللہ عنہ)۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔☆

اس روایت کے متعدد طرق ہیں مگر تمام ضعیف ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں محمد بن ایوب اور جعفر بن محمد سخت ضعیف ہیں اور ایک راوی منکر روایتیں روایت کرتا ہے یعنی اس سند میں تین علتیں ہیں اس روایت کی دوسری سند میں خوارزمی متروک ہے اور تیسری سند میں ایک تو عباد بن یعقوب منکر روایات کرتا تھا جو ترک کا مستحق ہے اور دوسرا راوی عیسیٰ بن عبد اللہ ضعیف ہے۔

(۹۹) یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کا ایک راوی عثمان بن عبد الرحمٰن قابل حجت نہیں اور دوسرا راوی ہزیل غیر معروف ہے۔

(۱۰۰) ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں محمد بن عبد الملک کذاب حدیث وضع کرتا تھا دوسری سند میں احمد بن ابراہیم بن موسیٰ امام مالک سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو امام مالک نے کبھی روایت نہیں کیا (اور یہ حدیث بھی امام مالک کی روایت سے ہے) تیسری سند میں محمد بن ابی حمید کوئی شئ نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے۔ چوتھی سند میں لیث بن ابی سلیم آخری عمر میں مختلط ہوگیا تھا سند کو بدل دیتا اور مرسل کو مرفوع روایت کر دیتا تھا امام ابن مھدی، یحییٰ اور امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا

۹۷۔ ترمذی ح۲٦٤٨ باب فضل طلب العلم، سنن دارمی ص١١٤ ج١۔

۹۸۔ عقیلی ص٥٨ ج٢، ص٤١٠ ج٣، ص٢٥٠ ج٤، علل المتناهية ص٥٤ إلى ص٦٢، ص١٥٥ ج١۔

۹۹۔ طبرانی کبیر ص١٩٥ ج١٠ ح١٠٤٣٩

۱۰۰۔ كتاب المجروحين ص١٤١ ج١، لسان ص١٣٢ ج١، عقیلی ص٥٨ ج٢، العلل المتناهية ص٥٥ ج١

الغرض ابن عمر سے اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔

(۱۰۱) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے اس کا ایک راوی عائذ بن ایوب مجہول اور دوسرا عبد اللہ بن عبد العزیز ایک پیسے کے برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔

(۱۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی سند میں ایک تو محمد بن عبد الملک کذاب حدیث وضع کرتا تھا اور دوسرا راوی عباس بن ولید مطعون ہے۔

(۱۰۳) اس روایت کی نسبت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی کی جاتی ہے جس کی مختلف سندیں ہیں ایک میں مثنی بن دینار حدیث میں قابل نظر ہے۔ دوسری سند میں راوی عبد القدوس کذاب ہے (تعلیق علی العلل المتناھیہ)۔ تیسری سند میں عبد اللہ بن خراش کوئی شئ نہیں۔ چوتھی سند میں موسی بن داؤد مجہول ہے۔ پانچویں سند میں ایک تو عثمان بن عبد الرحمٰن کذاب ہے، اور دوسرا راوی حفص بن سلیمان متروک ہے، تیسرا اور چوتھا راوی اسماعیل بن عمر اور اسماعیل بن عیاش دونوں ضعیف ہیں۔ چھٹی سند میں سلیمان بن قرم کوئی شئ نہیں۔ ساتویں سند میں حسان بن سیاہ ضعیف ہے۔ آٹھویں سند میں زیاد بن میمون کذاب ہے۔ نویں سند میں احمد بن صلت حدیثیں وضع کرتا تھا۔ اور پھر یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی حضرت انس سے ہے حالانکہ ابو حنیفہ کا کسی صحابی سے بھی سماع اور رؤیت ثابت نہیں۔ دسویں سند میں عمران بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ گیارھویں سند میں معان بن رفاعہ ضعیف ہے جو ترک کا مستحق ہے بارھویں سند میں ایک تو سلمان بن کران مقدوح اور ضعیف ہے اور دوسرا راوی ابو النضر مجہول ہے۔ تیرھویں سند میں ایک تو مسلم ملائی سخت منکر الحدیث کوئی شئ نہیں ہے، اور دوسرا راوی حسان بن مصک کی روایت کوئی شئ نہیں ہے، اور اس میں تیسرا راوی عبد الوہاب بن ضحاک کذاب ہے۔ چودھویں سند میں الخبائزی متروک الحدیث ہے۔

۱۰۱۔ عقیلی ص۴۱۰ ج۳، طبرانی اوسط ص۶۲ ج۵ ح۴۱۰۸، لسان ص۲۲۵ ج۳۔

۱۰۲۔ العلل المتناھیۃ ص۵۷ ج۱۔

۱۰۳۔ طبرانی أوسط ص۲۷۸ ج۹ ح۸۶۰۶، میزان ص۴۳۵ ج۳ وص۹۵ ج۲، جامع بیان العلم ص۸۰۷ ج۱، تاریخ بغداد ص۱۵۶ وص۲۰۷ ج۴ وص۱۱۱ ج۹ وص۲۲۲ ج۱۳ وص۲۰۴ ج۵، وشعب الایمان ص۲۵۴ وص۲۵۶ ج۲، تاریخ اصفھان ص۵۲ ج۲۔

(۱۰۴) یہ روایت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اس کے راوی اسماعیل بن عمرو اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ملخصا ص ۵۴ تا ۶۶ ج ۱)۔

نوٹ: بعض حضرات لفظ مسلمہ کا بھی اضافہ کرتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۵) اطلبوا العلم ولو كان بالصين۔

تم علم حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہو۔☆

باطل ہے، راوی طریف بن سلیمان یا سلمان بن طریف منکر الحدیث ہے (بخاری)۔ ذاھب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ ثقہ نہیں (نسائی)۔ ضعیف ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۳۵ ج ۲)، یہ روایت باطل ہے جس کا کوئی اصل نہیں (ابن حبان ☆ القاصد الحسنہ ص ۶۳)۔

(۱۰۶) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے جس کا راوی احمد جویباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

(۱۰۷) تعلموا العلم وتعلموا للعلم السكينة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تم علم سیکھو اور اس کے لئے اطمینان اور وقار بھی سیکھو اور جس سے علم حاصل کرتے ہو اس کے لئے تواضع اور عاجزی کرو۔☆ سخت ضعیف ہے، عباد بن کثیر راوی متروک الحدیث ہے (مجمع الزوائد ص ۱۳۰ ج ۱)۔

۱۰۴۔ طبرانی أوسط ص۲۵۸ ج۹ ح ۸۵۶۲، العلل المتناهية ص۶۲ ج۱۔

۱۰۵۔ ميزان الاعتدال ص۳۳۵ ج۲، اللالی المصنوعة ص۱۷۵ ج۱، اتحاف ص۹۸ ج۱، المغنی عن حمل الاسفار ص۱٦ ج۱، كتاب المجروحين ص۳۸۲ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲۵۸ ج۱، موضوعات ص۱٥٤ ج۱، كنز العمال ص۱۳۸ ج۱۰، كامل ابن عدی ص۱۸۲ ج۱، عقيلی ص۲۳۰ ج۱، تاريخ اصفهان ص۱٥٦ ج۱، فوائد المجموعة ص۲۷۲۔

۱۰۶۔ اللالی المصنوعة ص۱۷٦ ج۱۔

۱۰۷۔ طبرانی أوسط ص۱۰۵ ج۷ ح ٦۱۸۰، مجمع الزوائد ص۱۲۹ ج۱، ص۲۷ ص۳۲ ج۸، الترغيب والترهيب ص۱۱٤ ج۱، كامل ابن عدی ص۱٤٤۲ ج٤۔

(۱۰۸) تعلموا العلم و تعلموا للعلم الوقار (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم علم حاصل کرو اور علم کی خاطر وقار سیکھو۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی حبوش مجہول ہے اور اس کا استاذ عبدالمنعم بن بشیر سخت منکر الحدیث نا قابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص۱۵۸ ج۲)۔

(۱۰۹) من طلب العلم للہ لم یصب منہ بابا الا ازداد بہ فی نفسہ ذلا وفی الناس تواضعا (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کی خاطر علم حاصل کرتا ہے وہ اس سے ایک باب حاصل نہیں کرتا مگر وہ اپنے نفس میں ذلیل اور لوگوں میں متواضع اور خدا کا خوف رکھنے والا اور دنیا میں اجتہاد کرنے والا ہو جاتا ہے۔

ایک لمبی من گھڑت روایت کا حصہ ہے جس کا گھڑنے والا عمر بن صبح کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۱۶۷ ج۱)۔ حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۸۸ ج۲)۔

(۱۱۰) العلم خزائن ومفاتیحها السوال (علی رضی اللہ عنہ)۔

علم خزانے ہیں اور ان کی چابیاں سوال ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی داؤد بن سلیمان جرجانی کذاب ہے ذہبی کہتے ہیں اس نے علی رضا کے نام پر ایک من گھڑت مجموعہ تیار کیا ہے ہر حال میں شیخ کذاب ہے (میزان ص۸ ج۲)، مذکورہ روایت بھی علی رضا کے طریق سے ہے۔

(۱۱۱) الکلمة الحکمة ضالة المومن (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

حکمت ایماندار کی گمشدہ ہے۔☆

غریب ہے، راوی ابراہیم بن فضل مخزومی حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص۳۸۳ ج۳)۔ متروک ہے (نسائی میزان ص۵۲ ج۱)۔

۱۰۸۔ اسکی تخریج حدیث نمبر ۱۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۹۔ اللالی المصنوعة ص۱۸۹ ج۱، کنز العمال ص۲۶۰ ج۱۰، ضعیفة ص۲۹۶ ج۱۔

۱۱۰۔ کشف الخفاء ص۶۵ ج۲، حلیة الأولیاء ص۱۹۲ ج۳، کنز العمال ص۱۳۳ ج۱۰۔

۱۱۱۔ ترمذی ح۲۶۸۷، ابن ماجة ح۴۱۶۹، کشف الخفاء ص۳۶۳ ج۱، المقاصد الحسنة ص۱۹۱۔

(۱۱۲) العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر (حسن بصری)۔

بچپن میں علم سیکھنا ایسے ہے جیسا کہ پتھر پر لکیر ہو۔☆ حدیث رسول نہیں حسن بصری کا قول ہے۔

(۱۱۳) خذوا شطر دینکم عن الحمیراء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم نصف دین حمیراء (عائشہ) سے سیکھو۔ بعض روایات میں ثلث کے الفاظ بھی ہیں۔☆

یہ ان واھیات روایات میں سے ہے جن کی کوئی سند معلوم نہیں ہے (کشف الخفاء ص۳۷۵ ج۱)۔ ہر وہ حدیث جس میں حمیراء کا ذکر ہے محض جھوٹ ہے (المنار المنیف ص۶۰)۔

(۱۱۴) چار چیزیں چار سے سیر نہیں ہوتیں زمین بارش سے، عورت مرد سے، آنکھ نظر سے اور عالم علم سے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ کذاب ہے (ابن معین، بخاری، مسلم اور فلاس) اس کی حدیث کذابوں کی حدیث ہے (احمد)۔ نیز اسکو حسین بن علوان کلبی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کذاب ہے (میزان ص۷ ج۴ وص۵۴۲ ج۱)، نیز عبد السلام بن عبد القدوس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے اور یہ ہشام سے موضوع چیزیں روایت کرتا تھا یہ اس لائق نہیں کہ اس سے کسی بھی حالت میں حجت پکڑی جائے (کتاب المجروحین ص۱۵۱ ج۲)۔

(۱۱۵) انا والاتقیاء برئیون من التکلف (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

میں اور متقی لوگ تکلف سے بری ہیں۔☆

نووی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے (الفوائد المجموعہ ص۱۸۶)۔

۱۱۲۔ المدخل للبیهقی ص۱٦۰ ج۲، کشف الخفاء ص٦٦ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۲۲۔

۱۱۳۔ الفوائد المجموعة ص۳۹۹، تذكرة الموضوعات ص۱۰۰، كشف الخفاء ص۳۷٤ ج۱، وديلمی ص۲٦٥ ج۲ ح۲٦٥۰۔

۱۱٤۔ حلية الأولياء ص۲۸۱ ج۲، كتاب المجروحين ص۱٥۱ ج۲، عقيلی ص۲۹۷ ج۲، كامل ابن عدی ص۱۹٦۷ ج٥، كتاب الموضوعات ص۱۷۰ ج۱، اللالی ص؟؟ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲٦۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷٥۔

۱۱٥۔ كشف الخفاء ص۲۰٥ ج۱، فوائد المجموعة ص۱۸٦۔

(١١٦) اتقوا زلة العالم و انتظروا فيئه (كثر بن عبد الله عن ابيه عن جده)۔

تم عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کر لینے کا انتظار کرو۔☆

من گھڑت ہے، کثیر بن عبد اللہ بن عمرو جھوٹ کا ایک رکن تھا (شافعی وابوداؤد)۔ اس کے پاس عن ابیہ وعن جدہ کے طریق سے من گھڑت مجموعہ ہے (میزان ص۴۰۷ ج ۳)۔

(١١٧) جالس الكبراء و خالط الحكماء و سائل العلماء (ابو جحيفة)۔

بڑوں کی مجلس کر حکما سے مل جل کر رہ اور علماء سے سوال کر۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المالک بن حسین نخعی کوئی شئ نہیں (ابن معین)۔ قوی نہیں (بخاری)۔ ضعیف ہے (ابو زرعہ ودار قطنی میزان ص۶۵۳ ج ۲)۔

(١١٨) لكل شيء عماد وعماد هذا الدين الفقه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

ہر چیز کا ستون ہے اور اسلام کا ستون فقہ ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کی تین سندیں ہیں ایک میں راوی یزید بن عیاض منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی)، کذاب کا الزام ہے (مالک ☆ میزان ص۴۷۴ ج ۴)۔ دوسری سند میں خلف بن یحییٰ کی ابو حاتم نے تکذیب کی ہے (میزان ص۶۶۳ ج۱) اور اس کا استاذ ابراہیم بن محمد متروک ہے (العلل المتناہیہ ص۱۲۷ ج۱)۔ اور تیسری سند کا راوی ابو الربیع کذاب ہے (ھیثم)، ثقہ نہیں ابن معین متروک ہے (دارقطنی)، آئمہ کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناھیہ ص۱۲۸ ج۱)۔

١١٦۔ ديلمي ص١٣٢ ج١ ح٣٠٧، بيهقي ص٢١١ ج١٠، والمدخل ص٢٨٤ ج٢ ح٨٣١، كشف الخفاء ص٤١ ج١، كامل ابن عدى ص٢٠٨١ ج٦، ميزان الاعتدال ص٤٠٧ ج٣، كنز العمال ص١٣٥ ج١٠، المقاصد الحسنة ص١٩، فيض القدير ص١١٤ ج١۔

١١٧۔ المدخل ص٢١ ج١، طبراني كبير ص١٢٥ ج٢٢ ح٣٢٣، ميزان الاعتدال ص٦٥٣ ج٢، الكامل ص١٩٤١ ج٥ ص١٩٤٢ ج٥۔

١١٨۔ جامع بيان العلم ص٢٦ ج١، شعب الايمان ص٢٦٦ ج٢ ح١٧١٢، طبراني أوسط ص٩٦ ج٧ ح٦١٦٢، تاريخ بغداد ص٤٠٢ ج٢، در المنثور ص٣٥٠ ج١، تذكرة الموضوعات ص٢٠۔

(۱۱۹) فقیہ واحد أشد علی الشیطان من الف عابد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عبادت گزار سے سخت ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی روح بن جناح قوی نہیں (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابو حاتم)، اس کے معاملہ میں نظر ہے (ابوعلی نیشاپوری ☆ میزان ص ۵۷ ج ۲)۔

(۱۲۰) مذکورہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی یزید بن عیاض کذاب ہے (مشکوۃ بتحقیق البانی ص ۷۵ ج ۱)۔

(۱۲۱) اذا کان یوم القیامۃ وضعت منابر من نور علیها قباب من در ثم ینادی مناد این الفقهاء واین الائمۃ والمؤذنون اجلسوهم علي هذه (أبو سعید وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

قیامت کے روز نور کے منبر رکھے جائے گے جن پر موتیوں کے قبے ہوں گے پھر آواز دینے والا کہے گا فقہاء، آئمہ اور مؤذن کہاں ہیں ان کو ان قبوں پر بٹھا دو۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن یحیٰی ابو یحیٰی تیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزرہ)، کذاب ہے (ابوعلی نیشاپوری - دارقطنی - حاکم)، اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

۱۱۹۔ ترمذی ح ۲٦٨١ باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ابن ماجة ح ۲۲۲ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ترغیب الترهیب ص ۱۰۲ ج ۱، طبرانی کبیر ص ٦٥ ج ۱۱ ح ۱۱۰۹۹، كنز العمال ص ٤٨٥ ج ۹، جامع بیان العلم لابن عبد البر ص ۲٦ ج ۱، امالی الشجری ص ٤١ ج ۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ١٤ ج ۱ للعراقی ص ۷ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۸٥، تهذیب تاریخ دمشق ص ۳۳۹ ج ٥، تذکرة الموضوعات لابن القیرانی ص ٥۲۹، احیاء العلوم ص ١٤ ج ۱۔

۱۲۰۔ جامع بیان العلم ص ۲٦ ج ۱، مشکوة البانی ص ۷٥ ج ۱۔

۱۲۱۔ حلیة الأولیاء ص ۲٥٥ ج ۷، کتاب الموضوعات ص ١٦٦ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۸۸ ج ۱، تنزیه الشریعة المرفوعة ص ۲٥۹ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ٥٠٥، العلل المتناهية ص ۱۰۱ ج ۱۔

(۱۲۲) علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔☆

بالکل بے اصل ہے، جو حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے، خدشہ ہے کہ کسی ملحد صوفی نے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہو کیونکہ اس کا اکثر وجود صوفیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

(۱۲۳) العالم فی الأرض یدعو له کل شیء حتي الحوت فی جوف البحر (علی رضی اللہ عنہ)۔

عالم کے لئے ہر چیز حتی کہ مچھلی سمند کے اندر دعا کرتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن خالد قرشی حدیثیں وضع کرتا تھا (وکیع ☆ میزان ص۲۵۷ ج۳)۔

(۱۲٤) اکثر الناس علما اهل العراق وأقلهم انتفاعا به (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عراقی تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور علم سے سب سے کم فائدہ اٹھانے والے ہیں۔☆

باطل ہے، راوی صہیب بن شریک متروک الحدیث ہے (نسائی)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، قابل حجت نہیں (ابن حبان) اور دوسرا راوی جعفر بن عباس مجہول ہے (ابوحاتم) اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۱۵۵ ج۱)۔

(۱۲۵) استاذ تمام لوگوں سے بہتر ہیں تم ان کی تعظیم کرو، اور مزدوری پر نہ رکھو کہ تم ان کو نکال دو، استاذ جب بچے کو بسم اللہ پڑھاتا ہے اور بچہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو استاذ اور بچے اور اس کے والدین کے لئے آگ سے خلاصی لکھی جاتی ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۲۔ المقاصد الحسنة ص۲۸٦، تذکرة الموضوعات ص۲۰، کشف الخفاء ص٦٤ ج۲، الفوائد المجموعة ص۲۸٦، الدرر ص۱۱۳، ضعیفة ص٤۸۰ ج۱۔

۱۲۳۔ الکامل ص۱۷۷٦ ج٥، میزان الاعتدال ص۲٥۸ ج۳۔

۱۲٤۔ کتاب الموضوعات ص۱٥٥ ج۱، تنزیه الشریعة ص۲٥۱ ج۱، اللالی المصنوعة ص۱۹۳ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷٥۔

۱۲٥۔ کتاب الموضوعات ص۱٥۸ ج۱، تنزیه الشریعة ص۲٥۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷٦، اللالی ص۱۸۰ ج۱۔

من گھڑت ہے، اس کو احمد جوئیباری کذاب نے وضع کیا ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

(۱۲۶) اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ اساتذہ کو بخش دے اور ان کی عمریں لمبی کر۔☆ من گھڑت ہے، راوی نھشل بن سعید اور اس کا شاگرد ابن حوشب دونوں کذاب ہیں (الموضوعات ص۱۵۹ ج۱)۔

(۱۲۷) معلم الصبيان إذا لم يعدل بينهم كتب يوم القيامة مع الظلمة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

استاذ جب شاگردوں کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ظالموں کے ساتھ لکھا جائے گا۔☆ باطل ہے، راوی ابو الھزم کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷) اور اس کا شاگرد عبدالرحمن بن القطامی بھی کذاب ہے (الموضوعات ص۱۶۰ ج۱)۔

(۱۲۸) اللهم افقر معلمين كيلا يذهب القرآن واغن العلماء كيلا يذهب الدين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ تو استاذوں کو فقیر کر دے تا کہ قرآن ختم نہ ہو جائے اور علماء کو غنی کر دے تا کہ دین ختم نہ ہو جائے۔☆

من گھڑت ہے، سعدان بن عبدۃ القراحی اور اس کا شاگرد احمد بن اسحاق بن یونس دونوں مجہول ہیں۔ اور تیسرا راوی محمد بن داؤد کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۱۶۰ ج۱)۔

(۱۲۹) شراركم معلموكم اقلهم رحمة علي اليتيم وأغلظهم علي المسكين

۱۲۶۔ تاريخ بغداد ص۶۳ ج۳، كتاب الموضوعات ص۱۵۹ ج۱، اللالى ص۱۸۱ ج۱، تنزيه ص۲۵۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷۶۔

۱۲۷۔ كتاب الموضوعات ص۱۵۹ ج۱، اللالى ص۱۸۱ ج۱، تنزيه ص۲۵۲ ج۱، تنكرة الموضوعات ص۱۹۔

۱۲۸۔ كتاب الموضوعات ص۱۶۰ ج۱، ميزان الاعتدال ص۱۰ ج۳، لسان الميزان ص۱۶۱ ج۵، اللالى ص۱۸۱ ج۱، الكامل ص۱۶۳۹ ج٤۔

۱۲۹۔ كامل ابن عدى ص۱۲۷۱ ج۳ وص۱۹۸۶ ج۵، كتاب المجروحين ص۳۵۷ ج۱، كتاب الموضوعات ص۱۶۰ ج۱، اللالى المصنوعة ص۱۸۱، تنزيه الشريعة ص۲۵۳ ج۱، فوائد المجموعة ص۲۷۶۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمہارے شریر تمہارے استاذ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر زیادہ سختی کرتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند میں مجروحین کی ایک جماعت ہے مگر سیف بن عمر تیمی اور اس کا استاذ سعد بن طریف الاسکاف دونوں وضع حدیث میں متہم ہیں سعد فی الفور حدیث وضع کر لیتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۱۶۱ و کتاب المجروحین ص ۳۵۷ ج ۱)۔

(۱۳۰) لا تشيروا الحاكة والمعلمين (أبو أمامه رضی اللہ عنہ)۔

جولاہے اور استاذوں سے مشورہ طلب نہ کرو، کیونکہ اللہ نے ان کی عقلیں چھین لی ہیں اور ان کی کمائی میں سے برکت ختم کر دی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن غالب غلام خلیل متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس نے حدیث کے وضع کا اقرار کیا ہے نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں عبید اللہ بن زحر کوئی شئ نہیں (ابن معین)، صاحب معضل ہے (ابو مسہر) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا خصوصاً جب علی بن یزید سے روایت کرے تو طامات لاتا ہے جس سند میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید اور ابو عبد الرحمٰن قاسم جمع ہوں تو یہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۲ ج ۱)۔

(۱۳۱) أجر المعلمين والموذنين والائمة حرام (انس رضی اللہ عنہ)۔

استاذوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرانے والوں کی اجرت حرام ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کے راوی حضرمی اس کا استاذ محمد اور اس کا استاذ حسان تینوں مجہول ہیں اور زیاد بن ابی زیاد کوئی شئ نہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱)، نیز حسن بصری مدلس ہیں (مؤلف)۔

۱۳۰۔ كتاب الموضوعات ص١٦١ج١، اللالى المصنوعة ص١٨٢ج١، تنزيه الشريعة ص٢٥٤ج١، فوائد المجموعة ص٢٣٦۔

۱۳۱۔ كتاب الموضوعات ص١٦٥ج١، تنزيه الشريعة المرفوعة ص٢٥٥ج١، فوائد المجموعة ص٢٧٧، اللالى المصنوعة ص١٨٨ج١۔

(۱۳۲) إياك والشرط على كتاب الله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم کتاب اللہ پر اجرت لینے کی شرط سے پرہیز کرو۔☆

من گھڑت ہے، راوی نھشل کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۲۶)۔

(۱۳۳) نهى عن التعليم والاذان بالأجرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تعلیم دینے اور اذان کہنے پر اجرت لینے سے منع فرمایا۔☆

غیر صحیح ہے، راوی صالح بن بیان اور اس کا استاذ فرات بن سائب دونوں متروک ہیں (دارقطنی ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱)۔

(۱۳۴) ارحموا من الناس ثلاثة عزيز قوم ذل، وغنى قوم افتقر وعالما بين الجهال (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تین آدمیوں پر رحم کھاؤ، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے، مالدار جو فقیر ہو جائے اور وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان ہو۔☆

من گھڑت ہے، راوی عیسیٰ بن طھمان انس رضی اللہ عنہ سے منکر روایتیں کرنے میں متفرد ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے ایسی روایتیں کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اور یزید رقاشی سے تدلیس کرتا ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۱۱۸ ج ۲)۔

(۱۳۵) ارحموا ثلاثة غني قوم افتقر وعزيز قوم قد ذل وفقيها تتلاعب به الجهال (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم تین افراد پر رحم کھاؤ غنی آدمی جو فقیر ہو جائے، با عزت جو ذلیل ہو جائے اور وہ فقیہ جس سے جاہل

۱۳۲۔ كتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱، تنزيه الشريعة ص ۲۵۵ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۷۷، اللالى ص ۱۸۷ ج ۱۔

۱۳۳۔ كتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱، اللالى ص ۱۸۸ ج ۱، تنزيه ص ۲۵۵ ج ۱۔

۱۳۴۔ كتاب المجروحين ص ۱۱۸ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۲، كشف الخفاء ص ۱۱۵ ج ۱۔

۱۳۵۔ كتاب المجروحين ص ۷۴ ج ۳، كتاب الموضوعات ص ۱۷۱ ج ۱، المنار المنيف ص ۱۰۰، اللالى ص ۱۹۳، تنزيه ص ۲۶۳ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۷۸۔

مذاق کریں۔☆

من گھڑت ہے، راوی وھب بن وھب اکذب الناس ہے (کتاب الموضوعات ص۲۷۱ج۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد)، قیامت کو دجال بن کر اٹھے گا (عثمان بن ابی شیبہ☆ میزان ص۳۵۴ج۴)۔

(۱۳۶) ضاع العلم فی أفخاذ النساء۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہوگیا۔☆

کسی صوفی کا قول ہے جسے حدیث بنا دیا گیا ہے۔

(۱۳۷) آفة العلم النسیان واضاعته أن تحدث به غیر أهله (أعمش)۔

علم کی آفت بھولنا ہے اور اس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ نا اہل کو بیان کیا جائے۔☆

معضل ہے، اعمش اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کئی واسطے ہیں جو اس روایت میں مفقود ہیں۔

(۱۳۸) علیکم بالعلم قبل أن یقبض وقبل أن یرفع (أبو أمامه)۔

علم کے قبض ہونے اور اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کرنا لازم ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی علی بن یزید الہانی منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص۱۶۱ج۳)۔

(۱۳۹) آفة الحدیث الکذب وآفة العلم النسیان (علی رضی اللہ عنہ)۔

حدیث کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت بھول ہے۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ الخبطی ضعیف ہے (اشب ص۱۵۶ج۴)۔

(۱۴۰) العلم خیر من العبادة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۶۔ کشف الخفاء ص۳۴ج۲، موضوعات کبیر ص۷۹ج۸۔

۱۳۷۔ دارمی ص۱۲۱ج۱، کشف الخفاء ص۱۷ج۱، مشکوۃ ص۸۸ج۱۔

۱۳۸۔ کامل ابن عدی ص۱۸۱۳ج۵۔

۱۳۹۔ شعب الایمان ص۱۵۷ج۴ ح۴۶۴۷، کنز العمال ص۱۱۳ج۱۶، کشف الخفاء ص۱۸ج۱۔

۱۴۰۔ الکامل ص۱۲۹۳ج۳، تاریخ بغداد ص۴۳۶ج۴، مجمع ص۱۲۰ج۱، جامع بیان العلم ص۲۳ج۱، کشف الخفاء ص۶۵ج۲۔

علم عبادت سے بہتر ہے۔

ضعیف ہے، راوی سواد بن مصعب ضعیف ہے اور اس کا استاذ لیث مختلط ہے۔

(۱۴۱) العلم خير من العبادة وملاك الدين الورع والعالم حق يعمل بعلمه (عبادة)۔

علم عبادت سے بہتر ہے اور دین کا بقا پرہیز گاری ہے اور عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۶۵)، راقم کے سامنے اس کی سند نہیں ہے۔

(۱۴۲) طالب العلم أفضل عند الله عز وجل من الصلوة والصيام والحج والجهاد في سبيل الله (انس رضی اللہ عنہ)۔

علم کا طلب کرنے والا اللہ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد سے افضل ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن تمیم السعدی حدیث وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۳۰۶ ج ۲)۔

(۱۴۳) طلب العلم ساعة خير من قيام ليلة وطلب العلم يوما خير من صيام ثلاثة أشهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک گھڑی علم کا طلب رات کے قیام سے بہتر ہے اور ایک دن طلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نہشل بن سعید کذاب ہے (ابن راہویہ)، یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا تھا جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں (کتاب المجروحین ص ۵۲ ج ۳ ☆ دیکھئے نمبر ۱۲۶)۔

(۱۴٤) طالب العلم لله أفضل عند الله من المجاهد في سبيل الله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱٤۱۔ کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ٦٥ ج ۲، ضعیف الجامع ص ٥٦٥۔

۱٤۲۔ جامع بیان العلم ص ؟؟، کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰، دیلمی ص ۱٦ ج ۳ عن ابن عباس۔

۱٤۳۔ دیلمی ص ۱۷ ج ۳ ح ۳۷۳۰، تنزیه الشریعة ص ۲۷۸ ج ۱، تذکرة الموضوعات ص ۱۸، کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰۔

۱٤٤۔ کنز العمال ص ۱٤۳ ج ۱۰۔

طالب علم اللہ کے ہاں مجاہد سے افضل ہے۔☆ البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے۔

(١٤٥) طالب العلم لله كالغازى والرائح فى سبيل الله عز وجل (عمار وأنس رضی اللہ عنہما)۔

طالب علم اس مجاہد کی طرح ہے جو صبح اور شام کو اللہ کے رستہ میں جائے۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص۵۶۴)۔

(١٤٦) العلم أفضل من العمل وخير الأعمال أوسطها (بعض الصحابة رضی اللہ عنہم)۔

علم عمل سے بہتر ہے اور بہتر اعمال درمیانے ہیں۔☆

البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص۵۶۴)۔

(١٤٧) نوم العالم عبادة (عبد الله بن أبى أوفى)۔

عالم کی نیند عبادت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمر نخعی کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص۲۸۲ ج۱)، عراقی فرماتے ہیں سلیمان کذابوں میں سے ایک ہے (المغنی حمل الاسفار ص۱۸۲ ج۱)۔

(١٤٨) نوم العالم عبادة ونفسه تسبيح (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کی سانس تسبیح ہے۔☆

ضعیف ہے، عراقی فرماتے ہیں معروف روایت کے الفاظ عالم کے بجائے الصائم کے ہیں (المغنی عن حمل الاسفار ص۳۲۵ ج۱)، اور یہ روایت ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۸۲ ج۱)۔

(١٤٩) موت العالم مصيبة لا تجبر وثلمة لا تسد وموت قبيلة أيسر من موت

١٤٥۔ دیلمی ص١٦ ج٣، كنز العمال ص١٤٣ ج١٠، ضعيف الجامع ص٥٢٩۔

١٤٦۔ در منثور ص١٩٣ ج١، كنز العمال ص١٣٣ ج١٠، ضعيف الجامع ص٥٦٤۔

١٤٧۔ احياء العلوم ص٢٢ ج٢، موضوعات كبير ص١٣٣، المغنى عن حمل الاسفار ص٣٢٥ ج١، كشف الخفاء ٣٢٥ ج٢۔

١٤٨۔ احياء العلوم ص٢٢ ج٢، كشف الخفاء ص٣٢٩ ج٢، المغنى عن حمل الاسفار ص٣٢٥ ج١۔

١٤٩۔ ديلمى ص٤٣٦ ج٤ ح٤٧٧١، مجمع الزوائد ص٢٠١ ج١ بحوالة طبرانى كبير۔

عالم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

عالم کی موت مصیبت ہے جو نا قابل تلافی ہے اور ایسی دراڑ ہے جو بند نہیں کی جا سکتی۔ قبیلہ کی موت عالم کی موت سے ہلکی ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علتیں ہیں ایک علت راوی ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا قائل تھا (تقریب) اور یہ روایت معنعن ہے دوسرا راوی خالد بن یزید بن ابی مالک کوئی شئ نہیں (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، اس کی کتاب ''الدیات'' دفن کرنے کے قابل ہے اس نے اپنے باپ پر ہی جھوٹ بولنے پر اکتفا نہیں کیا حتی کہ صحابہ کرام پر جھوٹ بولا ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۶۴۵ ج ۱)۔

(۱۵۰) موت العالم ثلمة فی الاسلام لا تسد ما اختلف اللیل والنهار (عائشة وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

عالم کی موت اسلام میں دراڑ ہے جو بند نہیں کی جا سکتی جب تک رات اور دن کا نظام موجود ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی یزید کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۷۵۳ ج ۲)، روایت من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۸۵۰)، دراصل یہ حسن بصری کا قول ہے (دارمی ص ۸۰ ج ۱)، جسے کذاب راویوں نے مرفوع بنا دیا ہے۔

(۱۵۱) موت العالم موت العالم۔

عالم کی موت جہان کی موت ہے۔☆ اس کا اصل معلوم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆☆☆

۱۵۰۔ مجمع الزوائد ص۲۰۱ ج۱، دیلمی ص۴۳٦ ج٤ ح٦٧٧٢، کنز العمال ص۱٤۹ ج۱۰، کشف الخفاء ص۲۸۹ ج۲، دارمی ص۸۰ ج۱۔

۱۵۱۔ کسی نا معلوم کا قول ہے حدیث نہیں۔

۴- کتاب الاعتصام بالسنة

(۱۵۲) ما جاء من الله فهو حق وما جاء منى فهو سنة وما جاء من أصحابى فهو سعة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ حق ہے اور جو میری طرف سے آئے وہ سنت ہے اور جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ہے اس میں وسعت ہے۔

ضعیف ہے۔☆ راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید مقبری کوئی شیٔ نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ہے (احمد و بخاری ودارقطنی)، اس کا ایک جھوٹ بھی واضح ہوا ہے (یحییٰ بن سعید ☆ میزان ص۴۲۹ ج۲)۔

(۱۵۳) اذا حدثتم عنى حديثا يوافق الحق فخذوه به حدثت به أو لم أحدث (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب میرے نام سے تمہیں کوئی حدیث بیان کی جائے جو حق کے ساتھ موافقت رکھے خواہ میں نے وہ حدیث بیان کی ہو یا نہ تم اس پر عمل کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز ہجیمی منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ میزان ص۲۶۲ ج۱)۔

(۱۵٤) لا أعرفن ما حدث أحدكم عنى الحديث وهو متكئى على أريكته فيقول اقرأ قرآنا ما قيل من قول حسن فأنا قلته (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۱۵۲۔ الكامل ص۱۰۷۵ ج۲ وص۱۱۹۱ ج۳.

۱۵۳۔ كتاب الموضوعات ص۱۸۷ ج۱، اللالى المصنوعة ص۱۹۵ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲٦٤ ج۱، كنز العمال ص۲۳۰ ج۱۰، الفوائد المجموعة ص۲۷۸، عقيلى ص۳۳ ج۱، ميزان ص۲٦۳ ج۱، لسان ص٤٥٥ ج۱، المقاصد الحسنة ص۵۹، كشف الخفاء ص۲۲۰ ج۱.

۱۵٤۔ تاريخ بغداد ص٤٤ ج١٤ مختصراً

تم میں سے کوئی بھی میری حدیث سے اعراض نہ کرے درانحالیکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور کہے میں تو قرآن پڑھتا ہوں (یاد رکھو) جو بھی اچھی بات ہے وہ میری فرمودہ ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)۔

(۱۵۵) اذا حدثتم عنی بحدیث تعرفونه ولا تنكرونه قلته أو لم أقله فصدقوا به فإني أقول ما يعرف ولا ينكر وإذا حدثتم بحديث تنكرونه ولا تعرفونه فإني لا أقول ما ينكر ولا يعرف (سعيد المقبرى وأبوهريرة رضی اللہ عنہما)۔

تم سے جب بھی میری حدیث بیان کی جائے جس کو تم پہچانتے ہو اور انکار نہیں کرتے ہو خواہ وہ میری فرمودہ ہو یا نہ ہو تم اس کی تصدیق کرو کیونکہ میں تو وہی کہتا ہوں جو معروف ہوتی ہے منکر نہیں ہوتی۔ اور جب تمہیں ایسی حدیث بیان کی جائے جس کا تم انکار کرو اور پہچانو نہ، تو ایسی حدیث میری نہیں ہوتی، کیونکہ میں منکر نہیں ہتا جو پہچانی نہ جائے۔☆

مرسل ہے، ابن ابی ذئب نے سعید المقبری سے مرسل روایت کی ہے یحیٰی بن آدم نے ابوہریرہ سے متصل روایت کی ہے مگر وہ منکر ہے کیونکہ ثقہ راوی اس کو مرفوع روایت نہیں کرتے (ابوحاتم)۔

(۱۵۶) ما جاء كم عنى من خير قلته أو لم أقله فأنا أقول وما أتاكم من شر فإني لا أقول الشر (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری طرف سے تمہارے پاس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ میں نے بیان کی ہو یا نہ وہ حدیث میری ہوتی ہے۔ اور جو میری طرف سے تمہارے پاس شر کی خبر پہنچے تو میں شر نہیں کہتا۔☆

عبداللہ بن سعید راوی متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، مقبری اور نافع سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے (میزان ص ۲۴۶ ج ۴) مذکورہ روایت بھی مقبری کے واسطہ سے ہے۔

(۱۵۷) ما حدثتم عنى مما تعرفونه فخذوه وما حدثتم عنى مما تنكرونه فلا

۱۵۵۔ الكامل ص۲۶ ج۱، دار قطنی ص۲۰۸ ج۲، تاريخ بغداد ص۳۹۱ ج۱۱، كنز العمال ص۱۳۴ ج۱۰۔

۱۵۶۔ مسند أحمد ص۴۸۳ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۲۷۔

۱۵۷۔ الكامل ص۱۱۶۶ ج۳۔

تأخذوا به فإني لا أقول المنكر (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری ایسی حدیث روایت کی جائے جس کو تم پہچانتے ہو تو اس پر عمل کرلو، اگر ایسی حدیث بیان کی جائے جس کو تم اوپرا جانتے ہو تو اس پر عمل نہ کرو، کیونکہ میں منکر نہیں کہتا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلم بن مسلم مکی خشاب جہمی خبیث ہے (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، اس کی روایت کی قیمت ایک پیسہ بھی نہیں ہے (احمد ☆ میزان ص۱۳۲ ج۲)۔

(۱۵۸) من حدث عني حديثا هو لله رضى فأنا قلته و به أرسلت (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو مجھ سے ایسی حدیث روایت کرے جس میں اللہ کی رضا ہو وہ میری فرمودہ ہے اور میں اس کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔☆

من گھڑت ہے، راوی بختری بن عبید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور یہ اپنے باپ کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابونعیم ☆ میزان ص۲۹۹ ج۱)، اور اس کا باپ مجہول ہے (میزان ص۱۹ ج۳)۔

(۱۵۹) ستشفوا عني أحاديث فما آتاكم من حديثي فاقرء وا كتاب الله واعتبروا فما وافق كتاب الله فأنا قلته وما لم يوافق فلم أقله (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ)۔

میری حدیثیں عام پھیل جائیں گی جب تمہارے پاس میری حدیث پہنچے تو اللہ کی کتاب پڑھو اور حدیثوں کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو کتاب اللہ کے موافق ہے وہ میری فرمودہ ہے اور جو موافق نہ ہو تو میں نے اسے نہیں کہا۔☆

ضعیف ہے، راوی ابوحاضر عبدالملک بن عبد ربہ منکر الحدیث ہے (مجمع ص۱۷۰)۔

(۱۶۰) وانی لا ادری لعلكم أن تقولو علی بعدی مالم اقل ما حدثتم عنی مما يوافق القرآن فصدقوا به، وما حدثتم عنی مما لا يوفق القرآن فلا تصدقوا به، وما

۱۵۸۔ الكامل ص۴۹۱ ج۲، كنز العمال ص۲۳۰ ج۱۰۔

۱۵۹۔ مجمع ص۱۷۰ ج۱، والتعليق المغنى ص۲۰۸ ج۴۔

۱۶۰۔ الاحكام فی اصول الاحكام ص ۷۷ ج ۲

لرسول الله ﷺ حتى يقول مالا يوافق القرآن۔ (حسن بصرى مرفوعاً)

مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد مجھ پر وہ بات کہو گے جو میں نے نہیں کہی تم سے میری جو حدیث بیان کی جائے اگر وہ قرآن کے موافق ہوتو اس کی تصدیق کرو اور جو قرآن کے موافق نہ ہو تو تم اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کرے جو قرآن کے موافق نہیں ہے☆

ضعیف ہے مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے راوی عمرو بن ابی عمرو ضعیف ہے اور اسکا استاد مجہول ہے۔ (الاحکام ص ۷۷ ج ۲)

(١٦١) سيأتي عني أحاديث مختلفة قد جاء كم موافقا بكتاب الله وسنتي فهو مني وما جاء كم مخالفا لكتاب الله وسنتي فليس هو مني (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تمہارے پاس میری مختلف حدیثیں آئیں گی ان میں جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں وہ میری حدیثیں ہیں اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے مخالف ہوں پس وہ میری حدیث نہیں ہے۔☆

باطل ہے، راوی صالح بن موسی کوئی شئ نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۳۰۲ ج ۲)۔

(١٦٢) اعرضوا حديثي على الكتاب فما وافقه فهو شيء مني (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

تم میری حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو وہ میری حدیث ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یزید بن ربیعہ متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ میزان ص ۴۲۰ ج ۲)۔

(١٦٣) أنها تكون بعدى رواة يروون عني الحديث فاعرضوا حديثهم على القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم يوافق القرآن فلا تأخذوا به (علي بن حسين رضی اللہ عنہ)۔

میرے بعد ایسے راوی ہونگے جو مجھ سے حدیث بیان کریں گے تم ان کی حدیث کو قرآن پر پیش کرو جو

١٦١۔ دار قطني ص٢٠٨ ج٤۔

١٦٢۔ طبراني كبير ص٩٧ ج٢، كنز العمال ص١٧٩ ج١، مجمع ص١٧٠ ج١۔

١٦٣۔ دارقطني ص٢٠٩ ج٤، ذم الكلام ص٧٨ ج٢۔

قرأت کے موافق ہو اس پر عمل کرلو اور جو نا موافق ہو اس پر عمل نہ کرو۔☆

مرسل ہے، راوی علی بن حسین تابعی ہیں، راوی ابوبکر بن عیاش نے حضرت علی سے مرفوع روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں مرفوع روایت کرنا وہم ہے درست مرسل ہے (دارقطنی ص۲۰۹ ج۴)۔

(١٦٤) من حفظ على أمتي حديثا واحداً كان له أجر أحد وسبعين نبي صديقا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے ایک ہی حدیث یاد کی اس کے لئے (۷۱) نبیوں صدیقوں کا اجر ہے۔☆

من گھڑت ہے، ابن رزام کذاب ہے اور ممکن ہے کہ یہ روایت اسی کی گھڑی ہو (تذکرۃ الحفاظ ص۱۲۳۹ ج۴)۔

(١٦٥) من حفظ على أمتي أربعين حديثا في أمر دينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے اپنے دین کے معاملہ میں چالیس حدیثیں یاد کیں اللہ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کے لئے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔

(١٦٦) من حفظ على أمتي أربعين حديثاً ينفعون بها بعثه الله يوم القيامة فقيها عالما (علی رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے چالیس حدیثیں فائدہ مند یاد کیں قیامت کے دن اللہ اسے فقیہ اور عالم اٹھائے گا۔☆

باطل ہے، راوی عبداللہ بن احمد بن عامر طائی اپنے باپ کے طریق سے اہل بیت کی طرف منسوب باطل نسخہ روایت کرتا تھا (میزان ص۳۹۰ ج۲)۔

(١٦٧) من حفظ –إلى– أدخل من أى أبواب الجنة شئت (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

١٦٤۔ اتحاف ص۷۵ ج۱، تذکرة الحفاظ ص۱۲۳۹ ج٤۔

١٦٥۔ كتاب المجروحين ص١٣٢ ج٢، العلل المتناهية ص١١٣ ج١، اتحاف ص٧٥ ج١۔

١٦٦۔ العلل المتناهية ص١١٢ ج١، اتحاف ص٧٧ ج١، كنز العمال ص٢٩٤ ج١٠۔

جس نے چالیس حدیثیں یاد کیں، قیامت کے روز اس کو کہا جائے گا تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن حفص الحزامی متفرد ہے اور یہ روایت اس کی یا اس کے استاد کی وضع کردہ ہے (میزان ص۵۸۸ و ص۵۲۶ ج۲)۔

(۱۶۸) علاوہ ازیں اس موضوع کی روایات بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی جاتی ہیں جن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کی تین سندیں ہیں، ایک سند میں محمد بن ابراہیم کذاب ہے، اور دوسری سند میں حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۵۴۲ ج۱)، اور تیسری سند میں اسماعیل بن ابی زیاد کذاب ہے اور دجال ہے (میزان ص۲۳۰ ج۱ ترجمہ نمبر۸۸۱)۔

(۱۶۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی سند مظلم ہے محمد بن یزید دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں اور ایک راوی عبدالرحمٰن بن معاویہ ناقابل حجت ہے۔

(۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت چار اسناد سے مروی ہے پہلی سند میں ابن علاثہ راوی موضوع روایات کرتا تھا، اور دوسرا راوی عمرو بن حصین کوئی شئ نہیں متروک ہے، دوسری سند میں خالد بن اسماعیل وضاع ہے، تیسری سند میں ابو البختری کذاب ہے چوتھی سند میں اسحاق بن نجیح معروف کذاب حدیثیں وضع کرنے والا ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو غالب حزور قابل حجت نہیں۔

(۱۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کی تین سندیں ہیں ایک میں حسن بن قتیبہ متروک الحدیث ہے،

۱۶۷۔ حلية الأولياء ص۱۸۹ج٤، در المنثور ص۳٤۳ج٥، العلل المتناهية ص۱۱۲ج۱، شرف أصحاب الحديث ص۱۱ و میزان ص٥۸۸ج۲، ص٥۲٦ج۳۔

۱٦۸۔ العلل المتناهية ص۱۱۲ج۱، المحدث الفاصل ص۱۷۳، جامع بيان العلم ص٤٤ج۱۔

۱٦۹۔ العلل المتناهية ص۱۱۳ج۱۔

۱۷۰۔ العلل المتناهية ص۱۱٤ج۱، میزان ص۲٥۳ج۳، جامع بيان العلم ص٤۲ج۱، المحدث الفاصل ص۱۷۳۔

۱۷۱۔ العلل المتناهية ص۱۱٥ج۱، میزان ص۱۲۱ج۳۔

دوسری سند میں اسحاق بن نجیح کذاب ہے اور تیسری سند میں احمد بن بکر ہے جس کی روایات منکر ہیں۔

(۱۷۳) روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے نیز یعقوب بن اسحاق عسقلانی کذاب ہے۔

(۱۷۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس میں ایک تو حسن بصری مدلس ہیں اور دوسرا اس میں ایک مجہول راوی ہے جس نے اس روایت کو اپنے جیسے ہی مجہول راوی سے مرفوع روایت کیا ہے۔

(۱۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں حصن بن جمیع نا قابل حجت ہے اور دوسرا راوی ابان متروک ہے، دوسری سند میں سلیمان بن سلمہ جھوٹا ہے، تیسری سند میں ابو داؤد نفیع بن حارث کذاب ہے اور چوتھی سند میں سدی ہے جس کو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے۔

(۱۷۶) اسی طرح یہ روایت نویرہ سے بھی مروی ہے جس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور صحابہ میں نویرہ نام کا کوئی معروف آدمی نہیں، اور عمر بن ہارون کذاب خبیث ہے (مذکورہ تمام روایات کی تفصیل وحوالہ جات کے لئے العلل المتناہیہ ص۱۱۱ تا ص۱۲۱ ج۱) ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۷۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کی روایت میں محمد بن مضر بن معن انماطی اور اس کا استاذ بوری بن فضل ہرمزی ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک نے اس روایت کو وضع کیا ہے (میزان الاعتدال ص۳۵۶ ج۱)۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام طرق ضعیف ہیں کوئی شئ ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص۱۲۱ ج۱)۔

(۱۷۸) من أحب سنتي فقد أحبني ومن أحبني كان معي في الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ

۱۷۲۔ العلل المتناهية ص۱۱٦ ج۱، جامع بيان العلم ص۱٤٤ ج۱، ميزان ص۲۰۱ ج۱۔

۱۷۳۔ العلل المتناهية ص۱۱۷ ج۱، جامع بيان العلم ص٤۳ ج۱، ميزان ص٤٤۹ ج٤۔

۱۷٤۔ العلل ص۱۱۷ ج۱۔

۱۷٥۔ العلل ص۱۱۹ ج۱، شرف أصحاب الحديث ص۱۱۔

۱۷٦۔ العلل ص۱۱۸ ج۱، الاصابة ص٥۷۸ ج۳ فی ترجمة نويره من القسم الأول۔

۱۷۷۔ العلل ص۱۱۷ ج۱، ميزان ص۳٥٦ ج۱۔

۱۷۸۔ اطراف الحديث ۳۰ ج۸ بحوالة ابن عساكر ۱٤٥ ج۳۔

جنت میں ہوگا۔☆

ضعیف ہے، علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے (تقریب ص۲۴۶ - مزید دیکھئے نمبر۸۴)۔

(۱۷۹) من أحيى سنة من سنتي قد أميتت بعدي فإن له من الأجر مثل أجور من عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيئا (بلال بن حارث مزنی)۔

جس نے میرے بعد میری مردہ سنت کو زندہ کیا اس کے لئے اتنا اجر ہے جتنا کہ اس پر ہر عمل کرنے والا کا ہے عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔☆ سخت ضعیف ہے۔

(۱۸۰) طوبى للغرباء وهم الذين يصلحون ما أفسد الناس من بعدي من سنتي (كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده)۔

غرباء کے لئے مبارک ہے یہ وہ لوگ ہیں جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگ میرے بعد خراب کریں گے۔☆

سخت ضعیف ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی کثیر بن عبد اللہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک رکن ہے (دیکھئے نمبر۱۱۶)۔

(۱۸۱) من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لئے سو (۱۰۰) شہید کا ثواب ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن قتیبہ متروک ہے (دارقطنی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، کثیر الوہم (العقیلی)، ھالک ہے (میزان ص۵۱۹ ج۱)۔

(۱۸۲) التمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امت میں فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرنے والے کے لئے شہید کا اجر ہے۔☆

۱۷۹۔ ترمذی ح۲۶۷۹، ابن ماجة ح۲۰۹ و ۲۱۰، شرح السنة ص۲۳۳ ج۱، طبرانی کبیر ص۱۶ ج۱۷۔

۱۸۰۔ ترمذی ح۲۷٦٥، طبرانی کبیر ص۱۶ ج۱۷۔

۱۸۱۔ الکامل ص۷۳۹ ج۲، ترغيب الترهيب ص۸۰ ج۱، مشكاة ص٦۲ ج۱، ضعيفة ص۳۳۳ ج۱۔

۱۸۲۔ طبرانی أوسط ص۱۹۷ ج٦ ح٥٤١۰، حلية الأولياء ص۲۰۰ ج۸، مجمع ص۱۷۲ ج۱۔

ضعیف ہے، ایک تو راوی عبد العزیز بن ابی رواد ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمود بن صالح الندری مجہول ہے (ہیثمی، مشکواۃ البانی ص۶۲ ج۱)۔

(۱۸۳) کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی (جابر رضی اللہ عنہ)۔

میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی جبرون بن واقد افریقی متہم ہے اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۳۸۸ ج ۱)۔

(۱۸٤) إن أحادیثنا ینسخ بعضها بعضا کنسخ القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

احادیث ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں۔☆

من گھڑت ہے، محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی راوی کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے اپنے باپ سے تقریباً دو صد من گھڑت روایات کا مجموعہ روایت کیا ہے (کتاب المجروحین ص۲۶۴ ج۲، دیکھئے نمبر۵۴)۔

(۱۸۵) لا تسئلوا عن أهل الکتاب فانهم لن یهدوکم وقد ضلوا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا)۔

تم یہود و نصاریٰ سے سوال نہ کیا کرو وہ تمہاری ہرگز راہنمائی نہیں کریں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں۔☆

باطل ہے، راوی جابر جعفی متروک ہے (نسائی)، کذاب ہے (لیث بن ابی سلیم و ابن معین اور جوزجانی ☆ (میزان ص۱۸۰ ج۱) ہاں موقوفاً صحیح ہے۔

(۱۸٦) أبی اللہ أن یصح إلا کتابه۔

۱۸۳۔ دارقطنی ص۱٤٥ ج۱، میزان الاعتدال ص۳۸۸ ج۱، مشکاة ص٦۸ ج۱۔

۱۸٤۔ دارقطنی ص۱٤٥ ج٤، علل المتناهیة ص۱۲٥ ج۱، مشکاة ص٦۸ ج۱۔

۱۸٥۔ مصنف عبد الرزاق ص۱۱۰ ج٦، مسند أحمد ص۳۳۸ ج۳، بیهقی ص۱۱ ج۲، مجمع الزوائد ص۱۷۳ ص۱۷٤ ج۱ ص۱٥۸ ج۱۰ ، در منثور ص۱٤۷ ج٥، کنز العمال ص۲۰۰ ج۱، فتح الباری ص۳۳٤ ج۱۳۔

اللہ سوائے قرآن کے کسی اور کتاب کی صحت کا انکار کرتا ہے۔☆ کسی ملحد کا قول ہے۔

(۱۸۷) حدثوا الناس بما يعرفون ولا تحدثوهم بما ينكرون فيكذبون الله ورسوله (حسين بن علي رضی اللہ عنہ)۔

تم لوگوں سے وہ بیان کرو جس کو وہ جانتے ہیں اور تم وہ نہ بیان کرو جس کا وہ انکار کرتے ہیں پس وہ اللہ اور رسول کو جھٹلائیں۔☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے ابن الفرس فرماتے ہیں اس کی سند واہ ہے بلکہ کہا گیا ہے موضوع ہے (کشف الخفاء ص۳۵۲ ج۱)، اصل روایت بخاری میں حضرت علی سے موقوف ہے۔

(۱۸۸) ما نسمع منك نحدث به كله فقال نعم الا أن تحدث قوما حديثا لا تضبطه عقولهم فيكون على بعضهم فتنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ سے جو ہم سنتے ہیں کیا وہ تمام کا تمام لوگوں کو بیان کر دیا کریں فرمایا جی ہاں مگر یہ کہ تم ایسی قوم کو بیان کرو جن کی عقلیں محفوظ نہیں رکھ سکتیں تو بعض کے لئے فتنہ ہوگا۔☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ سے صحیح ثابت نہیں اس کا راوی عمر بن داؤد مجہول ہے اور یہ حدیث صرف اسی سے پہچانی جاتی ہے (العلل المتناہیہ ص۱۲۳ ج۱)۔

(۱۸۹) إذا كان يوم القيامة جاء أصحاب الحديث بأيديهم المحابر الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جب قیامت کا دن ہوگا اہل حدیث آئیں گے ان کے طریقوں میں رواقلمیں ہونگیں اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کریں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور پوچھو تم کون ہو حالانکہ وہ انہیں زیادہ جانتا ہے وہ کہیں گے ہم اصحاب الحدیث ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن یوسف بن یعقوب الرقی کذاب ہے (خطیب)، اس نے مذکورہ باطل

۱۸۶۔ کشف الخفاء ص۳۵ ج۱، تذکرۃ الموضوعات ص۷۷۔

۱۸۷۔ دیلمی ص۲۰۵ ج۲ ح۲۴۷۸، کنز العمال ص۲۴۷ ج۱۰، کشف الخفاء ص۳۵۲ ج۱، المقاصد الحسنۃ ص۹۳۔

۱۸۸۔ العلل المتناھیۃ ص۱۲۳ ج۱، میزان ص۱۹۳ ج۳۔

۱۸۹۔ کتاب الموضوعات ص۱۸۹ ج۱، اللالی المصنوعۃ ص۱۹۸ ج۱، تاریخ بغداد ص۴۱۰ ج۳، میزان ص۷۳ ج۴، لسان المیزان ص۴۳۶ ج۵، فوائد المجموعۃ ص۲۹۱، دیلمی ص۳۱۵ ج۱ ح۹۸۹۔

حدیث گھڑی ہے (میزان ص ۳۰۷ ج ۴)۔

(۱۹۰) إذا کتبتم الحدیث فاکتبوه بأسناده (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب تم حدیث لکھو تو سند سمیت لکھو۔☆

من گھڑت ہے، راوی مسعدہ بن صدقہ متروک ہے (دارقطنی) اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۹۸ ج ۴)۔

(۱۹۱) إن هذا العلم دین فلینظر أحدکم عمن یأخذ دینه (أنس)۔

حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو کس سے دین حاصل کرتے ہو۔☆

منکر ہے، راوی خلید بن دعلج قوی نہیں (المغنی فی الضعفاء ص ۲۱۳ ج ۱)، ضعیف ہے (احمد)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں متین نہیں قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (ابو حاتم)، اس کے ضعف پر اجماع ہے (ساجی ☆ تہذیب ص ۱۵۹ ج ۳)، مذکورہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

(۱۹۲) مذکورہ حدیث حضرت علی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت بھی قتادہ سے ہے، اصل میں یہ امام ابن سیرین کا قول ہے (مسلم ص ۱۴ ج ۱)۔

(۱۹۳) دینك إنما هو لحمك ودمك وأنظر عمن تأخذ خذ عن الذین استقاموا ولا تأخذ عن الذین مالوا (ابن عمر)۔

اے ابن عمر تیرا دین تیرا گوشت اور خون ہے تو دیکھ کس سے دین حاصل کرتا ہے ان سے دین حاصل کرو جو درست ہیں اور جو ٹیڑھے ہیں ان سے حاصل نہ کرو۔☆

غیر صحیح ہے، راوی عطاف بن خالد مجروح ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں قابل حجت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۲۴ ج ۱)۔

(۱۹٤) إذا فرغ أحدکم فلا یکتب علیه بلغ فإن بلغ اسم شیطان ولکن یکتب علیه الله (أبو هریرة رضی اللہ عنہ)۔

۱۹۰۔ میزان ص۹۸ ج٤، ضعیف الجامع ص۹۹، ضعیفة ص۲۲٥ ج۲۔

۱۹۱۔ تاریخ جرجان (٤۳۰) الالماع ص۱۰ ج۲، العلل المتناهیة ص۱۲٤، ضعیفة ص۳۰۵ ج٥، ضعیف الجامع ص۲۹٤۔

۱۹۲۔ کنز العمال ص۲٤۰ ج۱۔

۱۹۳۔ العلل المتناهیة ص۱۲۳ ج۱، الکفایة ص۱۹٥۔

جب تم میں سے کوئی لکھنے سے فارغ ہو تو آخر میں لفظ بلغ کا نہ لکھے کیونکہ بلغ شیطان کا نام ہے لیکن اس پر لفظ اللہ لکھے۔☆

من گھڑت ہے، راوی مسلم بن عبد اللہ من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا اس روایت کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۱۸۹ ج۱)۔

(۱۹۵) عليكم بالعلم فإن الرجل من أمتي في آخر الزمان يروى الحديث ويرفعه إلي الحديث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر علم لازم ہے میری امت کا آدمی آخری زمانہ میں حدیث روایت کرے گا اور اس کی نسبت میری طرف کرے گا وہ سند میں کسی راوی کا ذکر نہیں کرے گا مگر فرشتوں کی طرف سے خوشخبری دینے والا اس کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ فلاں نے تجھ سے تیرے مرنے کے بعد ایسے ایسے حدیث روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز فرمائیں گے اے اللہ مجھے قدرت دے کہ میں اس کو آگ سے رہائی دلاؤں جیسا کہ اس نے مجھے میرے مرنے کے بعد یاد کیا ☆

بے اصل ہے راقم کو سند نہیں ملی (فردوس الاخبار ص۴۸ ج۳)۔

(۱۹۶) لا تأخذوا الحديث إلا ممن تجوز شهادته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم اس شخص کی حدیث قبول کرو جس کی شہادت قابل قبول ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی صالح بن حسان نضری منکر الحدیث ضعیف ہے (ابو حاتم)، کوئی شئ نہیں (احمد)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۲۹۱ ج۲)۔

☆☆☆☆☆

۱۹٤۔ كتاب المجروحين ص۹ ج۳، لسان الميزان ص۱۱۲ ج٦، الفوائد المجموعة ص۲۹۱، كتاب الموضوعات ص۱۸۸ ج۱، اللالی المصنوعة ص۱۹۷ ج۱، تنزيه الشريعة المرفوعة ص۲۵۷ ج۱۔

۱۹۵۔ ديلمی ص٤۷ ج۳ ح۳۸۳۵۔

۱۹٦۔ تاريخ بغداد ص۳۰۱ ج۹، الكفاية ص۹۵، كنز العمال ص۲۲٤ ج۱۰، العلل المتناهية ص۱۲٤ ج۱، المحدث الفاصل ص٤۱۱۔

۵- کتاب البدعات

(۱۹۷) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله الحديث (كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده)۔

جس نے کوئی ایسی بدعت جاری کی جسے اللہ اور رسول پسند نہ کریں تو اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے جو اس بدعت پر عمل کرتے ہیں اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔☆

باطل ہے، راوی کثیر بن عبد اللہ متروک بلکہ متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)۔

(۱۹۸) كل بدعة ضلالة إلا بدعة في عبادة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

عبادت میں بدعت کے علاوہ باقی ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ہیثم بن عدی طائی ثقہ نہیں کذاب ہے (میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

(۱۹۹) ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة (غضيف بن حارث رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جو قوم ایک بدعت جاری کرتی ہے تو اس کے بدلے ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی بقیہ بن ولید بالاجماع قابل حجت نہیں (بیہقی)، ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن القطان ☆ تذہیب ص ۴۷۴ ج ۱) اور اس کا استاذ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی بھی ضعیف اور ردی الحفظ ہے جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوئی شئ نہیں (احمد ☆ میزان ص ۴۹۸ ج ۱)۔

۱۹۷۔ ابن ماجة ح ۲۱۰ باب من احياء سنة قد اميت، سنن ترمذی ح ۲۶۷۷ باب ما جاء الخذ بالسنة واجتناب البدعة، طبرانی ص ۱۶ ج ۱۔

۱۹۸۔ دیلمی ص ۳۱۰ ج ۳ ح ۴۸۰۸، الموضوعات كبير ص ۹۲، تذكرة الموضوعات ص ۱۶، تنزيه الشريعة ص ۳۲۰ ج ۱۔

۱۹۹۔ مسند أحمد ص ۱۰۵ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۱۸۸ ج ۱، مشكاة ص ۱۸۶ ج ۱، كنز العمال ص ۲۱۹ ج ۱، ترغيب الترهيب ص ۸۶ ج ۱، فتح الباری ص ۲۵۴ ج ۱۳۔

واضح رہے کہ ابن عباس سے موقوفاً روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۰۰) لا يذهب من السنة شيء حتي يظهر من البدعة مثله وتظهر البدعة حتي ينشأ في البدعة من لا يعرف السنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سنت تب ختم ہوتی ہے جب اس کی مثل بدعت ظاہر ہو جاتی ہے اور بدعت اس سے پیدا ہوتی ہے جو سنت کو نہیں جانتا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی کادح بن رحمۃ الزاھدی ثقہ راویوں سے مقلوب روایتیں کرتا تھا خیال یہی ہے کہ یہ عمداً ایسے کرتا تھا اس کی اکثر روایات موضوع اور مقلوب ہیں (کتاب المجروحین ص۲۳۰ ج۲)۔

(۲۰۱) أبى الله أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بدعتی کے عملوں کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت کو چھوڑ نہیں دیتا۔☆

غیر صحیح ہے، اس کی سند کے راوی ابو زید، ابو مغیرہ اور بشر بن منصور تینوں مجہول ہیں (العلل المتناہیہ ص۱۳۸ ج۱ و میزان ص۵۲۷ ج۴)۔

(۲۰۲) لا يقبل الله لصاحب بدعة صوماً ولا صلوة ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولا جهاد... الحديث (حذیفہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، صدقہ (زکوۃ)، حج، عمرہ، جہاد، نفل، اور فرض کچھ بھی قبول نہیں کرتا یہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسا کہ آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن محصن عکاشی کذاب ہے (تقریب ص۳۱۴)۔

(۲۰۳) أهل البدع شر الخلق والخليقة (أنس رضی اللہ عنہ)

۲۰۰۔ العلل المتناهية ص۱۳۵ ج۱، كنز العمال ص۲۲۲ ج۱۔

۲۰۱۔ ابن ماجة ح۵۰، باب اجتناب البدع والجدل، تاريخ بغداد ص۱۸۶ ج۱۳، الترغيب الترهيب ص۸۶ ج۱، كشف الخفاء ص۳۶ ج۱، السنة لابن ابى عاصم ص۲۲ ج۱، كنز العمال ص۲۱۹ ج۱، علل المتناهية ص۱۳۸ ج۱۔

۲۰۲۔ ابن ماجة ح۴۹، باب اجتناب البدع والجدل، ترغيب الترهيب ص۸۷ ج۱، كنز العمال ص۲۲۰ ج۱۔

۲۰۳۔ حلية الأولياء ص۲۹۱ ج۸، تاريخ اصفهان ص۹۰ ج۲، كنز العمال ص۲۱۸ ص۲۲۳ ج۱،

بدعتی مخلوق میں بدترین ہیں۔☆ البانی کہتے ہیں ضعیف ہے (جامع الضعیف ص ۳۰۷)۔

(٢٠٤) ليس من أمتى أهل البدع (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بدعتی میری امت میں سے نہیں ہیں۔☆

سند نامعلوم ہے، دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ (فردوس الاخبار ص ۴۲۹ ج ۳)۔

(٢٠٥) إذا مات صاحب بدعة فتح فى الإسلام فتح (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو فتح ہوتی ہے۔☆

البانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۹۹)، خطیب فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اور متن منکر ہے (تاریخ بغداد ص ۱۵۹ ج ۴)۔

(٢٠٦) ما تحت ظل السماء من اله يعبد من دون الله اعظم عندالله من هوى متبع (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

آسمان کے نیچے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو اللہ کے ہاں بڑا ہو اس خواہش سے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔☆ سخت ضعیف ہے، حسن بن دینار متروک ہے جسے امام بخاری عبدالرحمان ابن مبارک اور وکیع نے ترک کر دیا تھا (میزان ص ۴۸۷ ج ۱)۔

(٢٠٧) من أعرض عن صاحب بدعة بوجهه بغضاله فى الله ملاء الله قلبه أما وإيمانا ومن انتهر صاحب بدعة أمنه الله يوم الفزع الأكبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ميزان الاعتدال ص٢٧ ج٤، لسان الميزان ص ٣٦٠ ج٥.

٢٠٤۔ ديلمى ص٤٢٩ ج٣ ح٥٢٠٧.

٢٠٥۔ تاريخ بغداد ص١٥٩ ج٤، العلل المتناهية ص١٣٩ ج١، كنز العمال ص٢١٩ ج١، تذكرة الموضوعات ص١٦، كشف الخفاء ص٩٩ ج١، ضعيفة ص٢٢٩ ج٦، وضعيف الجامع ص٩٩ وقال موضوع، ديلمى ص٣٥١ ج١ ح١١٢٥.

٢٠٦۔ طبرانى كبير ص ١٠٣ ج ٨ ح ٧٥٠٢.

٢٠٧۔ حلية الأولياء ص٢٠٠ ج٨، تنزيه الشريعة ص٣١٤ ج١، اللالى ص٢٣٠ ج١، الفوائد المجموعة ص ٥٠٤.

جو بدعتی سے بغض کی وجہ سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو بدعتی سے ناراض ہو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا، اور جو بدعتی کو سلام کہتا ہے اور خوش روئی سے ملتا ہے جس سے وہ خوش ہو تو جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر اتارا ہے اس کی توہین کی ہے۔☆ باطل ہے، راوی عبد العزیز بن ابی رواد وہم پر روایت بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱)، اس پر تقشف غالب تھا جو روایت کرتا اسے جانتا نہ تھا نافع سے ایسی روایتیں کرتا گویا کہ موضوع ہیں یہ وہم کی بنا پر تھا عمداً ایسے نہ کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۳۷ج۲)، مذکورہ حدیث بھی عبد العزیز نے نافع سے روایت کی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت میں خرابی حسین کی وجہ سے ہے اس کا غیر اس سے زیادہ ثقہ ہے (اللآلی المصنوعہ ص۲۳۱ج۱)۔

(۲۰۸) من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔☆ باطل ہے، راوی بھلول بن عبید حدیث چور نا قابل احتجاج ہے (کتاب المجروحین ص۲۰۲ج۱)۔

(۲۰۹) یہ روایت حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے جو باطل ہے راوی حسن بن یحییٰ خشنی ثقہ راویوں سے بے اصل حدیثیں روایت کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ حدیث باطل موضوع ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱)۔

(۲۱۰) من مشى إلى صاحب بدعة ليوقره فقد أعان علي هدم الإسلام (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جو بدعتی کی طرف جائے تا کہ اس کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔☆ ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف نا قابل حجت ہے (دیکھئے نمبر۲۰۶)۔

۲۰۸۔ تفسير قرطبی ص۱۳ج۷، حلية الأولياء ص۲۱۸ج۵، تذكرة الموضوعات ص۱۹۹ج۱، فوائد المجموعة ص۲۱۱، اللالی المصنوعة ص۲۳۱ج۱، الكامل ص۳۳٦ج۲، تنزيه ص۳۱٤ج۱۔

۲۰۹۔ الكامل ص۷۳٦ج۲، كتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱، اللالی ص۲۳۱ج۱، ميزان ص۵۲۵ج۱۔

۲۱۰۔ مجمع الزوائد ص۱۸۸ج۱، كنز العمال ص۲۲۲ج۱، حلية الأولياء ص۹۷ج٦، اللالی المصنوعة ص۲۳۲ج۱۔

۲۱۱۔ تاريخ بغداد ص۲۹٦ج۸، كنز العمال ص۷۹۱ ج۱۵، تذكرة الموضوعات ص۲۸، كتاب الموضوعات ص۱۸۸ج۱، كشف الخفاء ص۲۳٦ج۲، موضوعات كبير ص۱۱۵، ضعيفة ص٤۵۳ج۱، اللالی ص۱۹٦ج۱۔

(۲۱۱) من بلغه عن الله عز وجل شيء فيه فضيلة فاخذ به إيمانا ورجاءاً وثعابا أعطاه الله ذلك وإن لم يكن كذلك (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

جس کو اللہ کی طرف سے کوئی فضیلت والی چیز پہنچے تو وہ اس پر ایمان وامید اور ثواب کی خاطر عمل کرے تو اللہ اس کو اجر دے گا اگرچہ وہ حقیقت میں ایسے نہ ہو۔☆ من گھڑت ہے، راوی ابو جابر بیاضی متروک الحدیث ہے (نسائی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص۱۸۸ ج۱)۔

(۲۱۲) مذکورہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کے آخر میں ہے اسے جو خبر پہنچی ہے خواہ وہ جھوٹ ہی ہو۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی ابو معمر عباد بن عبد الصمد منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس نے حضرت انس سے ایک نسخہ روایت کیا ہے جس کا اکثر حصہ من گھڑت ہے (ابن حبان ☆ میزان ص۳۶۹ ج۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں چند الفاظ کا اضافہ ہے اس کا راوی ابو الخلیل بزیع بن حسان متہم ہے (میزان ص۳۰۶ ج۱)، جو ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۹۹ ج۱)۔

(۲۱۳) اور یہی روایت ابن عمر کے طریق سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب تھا (حاکم ودارقطنی)، جو حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۳)، نیز اس کے دونوں شاگرد علاء بن مسلمہ اور عبد الرحیم بن حبیب بھی کذاب ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص۴۱۰ ج۲)۔

(۲۱٤) من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها (أنس رضی اللہ عنہ)

جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت والی بات پہنچے وہ اس کی تصدیق نہ کرے تو وہ اس کو حاصل نہیں کرسکتا۔☆

۲۱۲۔ كتاب المجروحين ص١٩٩ ج١، اللالی ص١٩٦ ج١

۲۱۳۔ اللالی ص١٩٦ ج١، تنزيه ص٢٦٥ ج١.

۲۱٤۔ طبرانی أوسط ح٥١٢٥ ص٦٠ ج٦، أبو يعلى ص٣٨٧ ج٣ ح٣٤٣٠، الكامل ص٤٩٣ ج٢، كنز العمال ص٢٦٢ ج١، ضعيفة ص٤٥٨ ج١، تنزيه ص٢٦٥ ج١.

من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل بزیع بن حسان متھم ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۲)۔

(۲۱۵) من أدي إلى أمتي حديثا يقيم به سنة أو يثلم به بدعة فله الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو میری امت تک ایسی حدیث پہنچائے جس سے سنت کو قائم کرے اور بدعت کو گرائے تو اس کے لئے جنت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (سلسلہ ضعیفہ ص ۴۱۰ ج ۲)۔

(۲۱۶) إذا ظهر البدع فی أمتی وشتم أصحابی فليظهر العالم علمه فإن لم يفعل فعليه لعنة الله (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری امت میں جب بدعتیں ظاہر ہوں اور صحابہ کو گالیاں دی جائیں تو عالم اپنا علم ظاہر کرے اگر وہ ایسے نہ کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔☆ سند نا معلوم ہے۔

(۲۱۷) إذا ظهرت البدع ولعن آخر هذه الأمة أولها فمن كان عنده علم فلينشره (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتیں ظاہر ہوں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت بھیجیں تو جس کے پاس علم ہو وہ اسے پھیلائے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن رمل دمشقی کی جرح وتعدیل معلوم نہیں اس کا استاذ ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا قائل تھا اور یہ روایت معنعن ہے عبد الرحمٰن کی متابعت محمد بن عبد المجید نے کی ہے اور وہ ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۴ ج ۴)۔

(۲۱۸) اياكم والركون الى أصحاب الهوى فانهم بطروا النعمة وأظهروا البدعة

۲۱۵۔ حلية الأولياء ص ٤٤ ج ١٠، ضعيفة ص ٤١٠ ج ٢، شرف أصحاب الحديث. ضعيف الجامع ص ٧٧٥.

۲۱۶۔ ميزان ص ٦٣٠ ج ٣، ضعيفة ص ١٤ ج ٤.

۲۱۷۔ سلسلة الضعيفة ص ١٤ ج ٤.

۲۱۸۔ الكامل ص ٢٠٨ ج ١، كتاب الموضوعات ص ١٩٧ ج ١، تنزيه الشريعة ص ٣١٠ ج ١، الفوائد المجموعة ص ٥٠٤، اللالى المصنوعة ص ٢٢٨ ج ١.

وخالفوا السنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اہل اھواء سے سکون نہ پکڑو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تکبر کیا ہے اور بدعت کو ظاہر کیا ہے اور سنت کی مخالفت کی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن علی حدیث وضع کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۸ج۱ والکامل ص۲۰۸ج۱)۔

(۲۱۹) إن لله عز وجل عند كل بدعة كيد بها للإسلام وليا من أوليائه يذب عن دينه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں جو ہر بدعت کے وقت جس سے اسلام کے خلاف تدبیر کی جاتی ہے اس کے دین کا دفاع کرتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الغفار المدینی مجہول بالنقل ہے اور اس کی مذکورہ حدیث غیر محفوظ ہے (عقیلی ص۱۰۰ج۳)، ذہبی فرماتے ہیں عبد الغفار نا معلوم ہے گویا کہ یہ ابو مریم ہے اس کی حدیث من گھڑت ہے (میزان ص۶۴۱ج۲)، ابو مریم کہہ کر جس راوی کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مراد عبد الغفار بن قاسم انصاری رافضی غیر ثقہ ہے (ذہبی)، حدیث وضع کرتا تھا (علی بن مدینی ☆ میزان ص۶۴۰ج۲)۔

۲۱۹۔ عقیلی ص۱۰۰ج۳۔

٦- کتاب الطھارۃ والوضوء

(٢٢٠) إن الله نظيف يحب النظافة (سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ صاف ستھرا ہے وہ ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس کوئی شئ نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا جنہیں وہ خود وضع کرتا تھا (ابن حبان - تحفۃ الاحوذی ص٢٠ ج٤)۔

(٢٢١) بنى الإسلام على النظافة۔☆

دین کی بنیاد نظافت پر ہے۔☆

حدیث رسول نہیں کسی کا قول ہے، جس کو غزالی نے احیاء ص٦٦ ج١ میں مرفوعاً ذکر کیا ہے علم حدیث سے سخت نادانی ہے۔

(٢٢٢) تنظفوا فإن الإسلام نظيف ولا يدخل الجنة إلا نظيف (عائشه رضی اللہ عنہا)

صاف ستھرے رہا کرو اسلام صاف ستھرا دین ہے اور جنت میں صرف صاف ستھرا داخل ہوگا۔☆

ضعیف ہے، راوی نعیم بن مورع بن توبۃ الغبری ناقابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص٥٧ ج٣)۔

(٢٢٣) إن الله طيب يحب الطيب (سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک کو پسند کرتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک ہے (احمد و نسائی)، کوئی شئ نہیں (بخاری ☆ ابن معین ☆ میزان ص٦٢٨ ج١)، صحیح حدیث "ان الله طيب لا يقبل إلا طيبا" (مسلم) ہے۔

٢٢٠۔ ترمذی ح٢٧٩٩ باب ما جاء فی النظافة، العلل المتناهية ص٢٢٤ج٢، کامل ابن عدی ص٨٧٨ج٣۔

٢٢١۔ احیاء العلوم ص٦٦ ج١۔

٢٢٢۔ مغنی عن حمل الاسفار ص٣٤ ج١۔

٢٢٣۔ ترمذی ح٢٧٩٩ باب ما جاء فی النظافة، العلل المتناهية ص٢٢٤ ج٢، کامل ابن عدی ص٨٧٨ج٣۔

(۲۲۴) إن من كرامة المؤمن على الله عز وجل نقاء ثوبه ورضاه باليسير۔☆

مومن کی کرامت اور عزت اس کے لباس کے صاف ہونے اور تھوڑی چیز پر راضی ہونے میں ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی عباد بن کثیر ثقفی متروک ہے (ابن حجر)، اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں

(امام احمد☆ تقریب ص۱۶۳)۔

(۲۲۵) زكوة الأرض يبسها (باقر رضی اللہ عنہ)۔

زمین کی پاکیزگی اس کا خشک ہونا ہے۔☆ حدیث رسول نہیں امام باقر کا قول ہے۔

(۲۲۶) إذا جفت الأرض فقد ذكيت (محمد بن حنفية)۔

زمین جب خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔☆ حدیث رسول نہیں محمد بن حنفیہ کا قول ہے۔

(۲۲۷) زمین کا خشک ہونا ہی اس کا پاک ہونا ہے۔☆

ابو قلابہ کا قول ہے حدیث رسول نہیں (تینوں آثار کے حوالے درایہ ص۹۲ ج۱)۔

(۲۲۸) إذا ولغ الكلب في أناء أحدكم فليغسله بالماء سبع مرات احداهن بالبطحاء (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے ان میں ایک مرتبہ کنکریوں سے۔☆

حدیث صحیح ہے مگر بطحا کا لفظ غیر ثابت ہے اس کا راوی جارود بن ابی یزید متروک ہے (دارقطنی ص۶۵ ج۱)۔

(۲۲۹) الكلب يلغ في الأناء إنه يغسل ثلاثا أو خمسا أو سبعاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۲۲۴۔ ضعيفة ص۲۷ ج۱۰، ضعيف الجامع ص۷۶۷۔

۲۲۵۔ نصب الراية ص۲۱۱ ج۱، دراية ص۹۲ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۳۳۔

۲۲۶۔ تذكرة الموضوعات ص۳۳، نصب الراية ص۲۱۱ ج۱، دراية ص۲۹ ج۱۔

۲۲۷۔ نصب الراية ص۲۱۲ ج۱، دراية ص۹۲ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۳۳۔

۲۲۸۔ ابن ماجة ح۳۶۳، ۳۶۴ باب غسل الأناء من ولوغ الكلب، دارقطني ص۶۵ ج۱۔

۲۲۹۔ دار قطني ص۶۵ ج۱۔

کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونا چاہئے۔☆

منکر ہے، راوی عبد الوہاب بن ضحاک متروک الحدیث ہے (دار قطنی ص۶۵ ج۱)، متروک ہے (نسائی)، کذاب ہے (ابو حاتم ☆ میزان ص۶۷۹ ج۲)۔

(۲۳۰) إذا ولغت السنور فی الأناء يغسل سبع مرات (أبو هريرة رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

بلی جب برتن میں منہ ڈالے تو برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ ہے اور یہ روایت ثابت نہیں ہے (دار قطنی ص۶۸ ج۱)، لیث آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے اور تمیز باقی نہیں رہی کہ یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی لہذا ترک کر دئے گئے (تقریب ص۲۸۷)۔

(۲۳۱) يغسل الأناء من الهرة كما يغسل من الكلب (أبو هريرة رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

بلی کے منہ ڈالنے سے برتن ایسے ہی دھویا جائے جیسا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھویا جاتا ہے۔☆

غیر ثابت ہے، یحییٰ بن ایوب راوی کی بعض روایات میں اضطراب ہے (دار قطنی ص۶۸ ج۱)۔

(۲۳۲) نهى أن يتوضأ عن الماء المشمس أو يغسل به (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل کرنے سے منع فرمایا۔☆

منکر ہے، راوی عمرو بن محمد الاعشم منکر الحدیث ہے (دار قطنی ص۳۸ ج۱)، ثقہ راویوں کے نام سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۷۴ ج۲)۔

(۲۳۳) سخنت ماء ا فی الشمس فقال لا تفعلی يا حميراء فإنه يورث البرص (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

۲۳۰۔ دار قطنی ص۶۸ ج۱۔

۲۳۱۔ دار قطنی ص۶۸ ج۱۔

۲۳۲۔ دار قطنی ص۳۸ ج۱۔

۲۳۳۔ کتاب الموضوعات ص۷ ج۲، تنزيه الشريعة المرفوعة ص۶۹ ج۲، فوائد المجموعة ص۸، اللالی المصنوعة ص۶ ج۲۔

میں نے دھوپ میں پانی گرم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء ایسے نہ کر کیونکہ یہ پانی پھلبہری کو وارث بناتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن اسماعیل مخزومی کسی بھی حالت میں قابل حجت نہیں (ابن حبان)، ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی ☆ میزان ص۶۲۷ ج۱)۔

(۲۳۴) قال ليلة الجن ما في اداوتك قال نبيذ قال تمرة طيبة وماء طهور (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جس رات رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے ملاقات کی تو مجھے فرمایا تیرے برتن میں کیا ہے میں نے کہا نبیذ ہے آپ ﷺ نے فرمایا پاکیزہ کھجور اور پاک پانی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس حدیث کو شریک بن عبد اللہ نے ابو فرازہ عن ابی زید کے طریق سے روایت کیا ہے شریک مدلس ہے (طبقات مدلسین ص۶۷)، اور کثیر الخطاء ہیں جن کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب ص۱۴۵)، اس کا استاذ ابو زید مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص۹۰ ج۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں حسین بن عبد اللہ عجلی ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (احادیث ضعاف ص۴۸)، اس کی ایک تیسری سند بھی ہے جس کو محمد بن عیسیٰ بن حیان نے حسن بن قتیبہ سے روایت کیا ہے یہ دونوں استاذ اور شاگرد ضعیف اور متروک ہیں اور یہ روایت غیر صحیح ہے (احادیث ضعاف ۴۸)۔

(۲۳۵) إنه توضأ ليلة الجن بالنبيذ وقال شرابا وطهورا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے جنوں سے ملاقات والی رات میں نبیذ سے وضو کیا اور فرمایا پینا ہے اور پاک ہے۔☆ دارقطنی فرماتے ہیں ابن لھیہ قابل حجت نہیں (دارقطنی ص۷۶ ج۱)، اور یہ حدیث ثابت نہیں (التعلیق المغنی ص۷۶ ج۱)، صاحب ھدایہ نے اس روایت کو مشہور کیا ہے جو اصطلاحا غلط ہے اور پھر کہا ہے کہ اس پر صحابہ کا عمل ہے حالانکہ کسی ایک صحابی کا اس پر عمل ثابت نہیں (درایہ ص۶۶ ج۱)۔

۲۳۴۔ ترمذی ح۸۸ باب ما جاء في الوضوء بالنبيذ، أبو داؤد ح۸٤، باب الوضوء بالنبيذ، ابن ماجة باب الوضوء بالنبيذ ح۳۸٤، تفسير قرطبی ص۲۰۵ ج۱۳، مسند أحمد ص٤٤۹ ج۱، بیهقی ص۹ ج۱، مصنف عبد الرزاق ص۱۷۹ ج۱۔

۲۳۵۔ دارقطنی ص۷٦ ج۱، طحاوی ص۹۵ ج۱، تفسير قرطبی ص۱۹۷ ج۱٦۔

(۲۳۶) إذا لم یجد أحدکم ماءاً و جد نبیذاً فلیتوضأ به (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی پانی نہ پائے اور نبیذ موجود ہو تو اس سے وضو کرے۔☆ منکر ہے، راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص۱۸)، اور اس کا شاگرد مجاعہ ابو عبیدہ ضعیف ہے (دار قطنی ص۷۶ ج۱)۔

(۲۳۷) النبیذ وضوء لمن لم یجد الماء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پانی نہیں پاتا نبیذ اس کے لئے وضو کا پانی ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک کا راوی مسیب بن واضح متکلم فیہ ہے دار قطنی و بیہقی فرماتے ہیں مسیب کو اس روایت میں وہم ہو گیا ہے دراصل یہ عکرمہ کا قول ہے جسے اس نے ابن عباس کے نام سے مرفوع روایت کر دیا ہے اور یہ کثیر الوہم ہے (دار قطنی مع التعلیق ص۷۵ ج۱)، راقم کہتا ہے عکرمہ سے راوی یحیٰی بن ابی کثیر مدلس ہے (تقریب ص۳۷۸)، مذکورہ روایت معنعن ہے۔

دوسری سند کا راوی عبد اللہ بن محرر متروک ہے (دار قطنی ص۷۶ ج۱)، اور ابن عباس سے یہ روایت صحیح نہیں ہے (احادیث ضعاف ص۴۶)۔

(۲۳۸) إذا بلغ الماء أربعین قلة لا یحمل الخبث (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

پانی جب چالیس مٹکے ہو تو پلید نہیں ہوتا۔☆

من گھڑت ہے راوی قاسم بن عبد اللہ عمری کذاب (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (امام احمد ☆ التعلیق المغنی ص۲۶ ج۱)۔

(۲۳۹) لا ینجس ماءاً شیء إلا غیر ریحه أو طعمه أو لونه (أبو أمامه رضی اللہ عنہ)۔

۲۳۶۔ دار قطنی ص۷۶ ج۱، العلل المتناھیة ص۳۵۹ ج۱۔

۲۳۷۔ دار قطنی ص۷۶ ج۱، العلل المتناھیة ص۳۵۹ ج۱، بیھقی ص۱۲ ج۱۔

۲۳۸۔ دار قطنی ص۲۶ ج۱، نصب الرایة ص۱۱۰ ج۱، تذکرة الموضوعات ص۳۳، الفوائد المجموعة ص۷، تنزیه الشریعة ص۶۹ ج۲، عقیلی ص۴۷۳ ج۳، الکامل ص۲۰۵۸ ج۶، میزان الاعتدال ص۳۷۲ ج۳۔

۲۳۹۔ مصنف عبد الرزاق ص۸۰ ج۱، مجمع ص۲۱۴ ج۳، دار قطنی ص۲۸ ص۲۹ ج۱، تمھید ص۳۳۲ ج۱۔

پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی مگر جو اس کی بو، ذائقہ اور رنگ بدل دے۔☆

ضعیف ہے، رشدین بن سعد ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص۱۰۳)، تمام محدثین کا اس روایت کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے (نووی ☆ التلخیص ص۱۵ ج۱ والتعلیق المغنی ص۲۹ ج۱)۔

(۲۴۰) أکرموا طھورکم۔☆

وضو کے برتن کی عزت کرو۔

(۲۴۱) من قدم أبریقا یتوضأ به قدم جوادا۔☆

جس نے وضو کے لئے برتن پیش کیا اس نے گھوڑا پیش کیا۔☆

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں دونوں روایتیں من گھڑت ہیں (الفوائد المجموعہ ص۱۲)، راقم کو ان دونوں روایتوں کی سندیں نہیں ملیں۔

(۲۴۲) لا تتوضؤا فی الکنیف فإن وضوء المؤمن یوزن مع حسناته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم لیٹرین میں وضو نہ کرو بلاشبہ مومن کے وضو کے پانی کا اس کی دیگر نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔☆ من گھڑت ہے۔

(۲۴۳) لا یتوضأ أحدکم فی موضع استنجائه فإن الوضوء یوضع مع الحسنات فی المیزان (أنس رضی اللہ عنہ)۔

استنجے گاہ میں وضو نہ کرو کیونکہ وضو کو دوسری نیکیوں کے ساتھ ترازو میں رکھا جائے گا۔☆

من گھڑت ہے، ان دونوں کا راوی یحییٰ بن عنبسہ قرشی دجال حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان - دارقطنی ☆ میزان ص۴۰۰ ج۴)، اور یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہیں (تذکرۃ الموضوعات ص۳۲)۔

۲۴۰۔ الفوائد المجموعة ص۱۲۔

۲۴۱۔ مجموع الفتاوی ابن تیمیة ص۳۸۳ج۱۸، الفوائد المجموعة ص۱۲، تذکرة الموضوعات ص۳۱۔

۲۴۲۔ الفوائد المجموعة ص۱۳، تنزیه الشریعة المرفوعة ص۷٤ج۲، تذکرة الموضوعات ص۳۲ ضعیفة ص۲۲۳ج۲۔

۲۴۳۔ الکامل ص۲۷۰۹ج۷، میزان ص٤۰۰ج٤۔

(٢٤٤) صلوة بالسواك خير بسبعين صلوة بغير سواك (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

مسواک سے پڑھی گئی نماز اس نماز سے ستر گنا بہتر ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہو۔☆ ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں واقدی کذاب ہے اور دوسری میں ابن لہیعہ ضعیف اور مدلس ہے تیسری سند میں محمد بن اسحاق امام زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہیں ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہیں اور جب عن سے روایت کریں تو قابل حجت نہیں۔ اور چوتھی سند میں فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص۲۷۴) اور یہ روایت قوی الاسناد نہیں (بیہقی ص۳۸ ج۱)۔

(٢٤٥) ركعتان بعد السواك أحب إلى الله من سبعين ركعة قبل السواك (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

مسواک کے بعد دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مسواک سے پہلے کی ستر رکعتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔☆ غیر ثابت ہے، راوی واقدی قابل حجت نہیں (المنار المنیف ص۲۳)، کذاب ہے (احمد)، حدیث وضع کرتا تھا (نسائی)، اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۶۶۳ ج۳)۔

(٢٤٦) السواك سنة فاستاكوا أى وقت شئتم (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسواک سنت ہے تم جس وقت چاہو مسواک کرو۔☆ سند نا معلوم ہے۔

(٢٤٧) السواك واجب وغسل الجمعة واجب علي كل مسلم (عبد الله بن عمرو بن طلحة ورافع)۔

مسواک اور جمعہ کا غسل ہر مسلمان پر واجب ہے۔☆ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص۴۹۳)۔

(٢٤٨) السواك نصف الإيمان والوضوء نصف الإيمان (حسان بن عطيه)۔

٢٤٤۔ بيهقى ص٣٨ج١، مسند أحمد ص٢٧٢ج٦، كشف الخفاء ص٢٦ج٢، تنزيه الشريعة ص١١٥ج٢، فوائد المجموعة ص١١، المنار المنيف ص١٩۔

٢٤٥۔ بيهقى ص٣٨ج١، مجمع الزوائد ص٩٨ج٢، الترغيب والترهيب ص١٦٨ج١، در منثور ص١١٣ج١، كشف الخفاء ص٤٣٤ج١، المنار المنيف ص٢٣۔

٢٤٦۔ حلية الأولياء ص٤٩ج٣، كشف الخفاء ص٤٥٧ج١، ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

٢٤٧۔ أبو يعلى، ديلمى ص٤٨٧ج٢ ح٣٣٦٦، در منثور ص١١٤ج١، ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

٢٤٨۔ اتحاف ص٣٥٠ج٢ ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

مسواک آدھا ایمان ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔☆ مرسل ہے۔

(۲۴۹) السواك مجلاة للبصر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مسواک نظر روشن کرتی ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی جویبر متروک ہے (ارواء الغلیل ص۱۰۵ ج۱)۔

(۲۵۰) السواك يزيد الرجل فصاحة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسواک آدمی کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن داؤد اور اس کا استاذ سنان بن ابی دونوں مجہول ہیں اور حدیث معلول ہے (عقیلی)، ابن عدی اس روایت کے ایک راوی معلیٰ بن میمون کے ترجمہ میں فرماتے ہیں اس کی روایات غیر محفوظ، منکر ہیں صنعانی فرماتے ہیں اس کا من گھڑت ہونا ظاہر ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس کا کچھ اصل نہیں (سلسلہ ضعیفہ ص۱۰۰ ج۲)۔

(۲۵۱) يجزى من السواك الأسابع (أنس رضی اللہ عنہ)۔

انگلی مسواک سے کفایت کر جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عیسیٰ بن شعیب ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبد الحکم القسملی منکر الحدیث ہے (ارواء الغلیل ص۱۰۸ ج۱)۔

(۲۵۲) فإن عند فقد السواك ليعالج بالأصبع۔

آپ ﷺ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی پھیرتے۔☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

۲۴۹۔ طبرانی أوسط ص۲۴۲ ج۸ ح۷۴۹۲، مجمع الزوائد ص۲۲۰ ج۱، مجمع البحرين ص۳۱۲ ج۱۔

۲۵۰۔ دیلمی ص۴۸۶ ج۲ ح۳۳۶۵، عقیلی ص۱۵۶ ج۳، العلل المتناهية ص۳۳۶ ج۱، موضوعات الكبير ص۷۴، ضعيفة ص۱۰۰ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۳۰، العلل المتناهية ص۳۳۶ ج۱، ميزان ص۱۹۳ ج۳۔

۲۵۱۔ الكامل ص۱۹۷۱ ج۵، بيهقى ص۴۰ ج۱۔

۲۵۲۔ هداية ص۱۸ ج۱۔

(۲۵۳) قلت یا رسول الله الرجل یذھب فوہ ایستاك قال نعم قلت فكیف یصنع قال یدخل اصبعه فی فیه فیدلكه (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

میں نے کہا اللہ کے رسول آدمی کا منہ خراب ہو جائے، کیا وہ مسواک کرے؟ فرمایا: جی ہاں، میں نے کہا کیسے کرے، فرمایا: انگلی کو منہ میں داخل کرے اور اسے ملے۔☆

ضعیف ہے، راوی عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۰ ج۲)، اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص۱۸ ج۱)۔

(۲۵۴) الأصابع تجزی مجزی السواك إذا لم یكن سواك (كثیر بن عبد الله بن عمرو المزنی عن أبیه عن جده)۔

انگلیاں مسواک کی جگہ کفایت کر جاتی ہیں جب مسواک موجود نہ ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی کثیر بن عبد اللہ سخت مجروح ہے (دیکھیے نمبر۱۱۶)۔

(۲۵۵) أمرت بالسواك حتي خشیت أن أورد (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتی کہ مجھے دانتوں کے گرنے کا ڈر پیدا ہو گیا۔☆

ضعیف ہے، اور اس کے بعض طرق میں نامعلوم راوی ہے اور بعض میں حسان بن مصک ہے (مجمع ص۹۹ ج۲)، حسام کوئی شئ نہیں (بخاری)، مطروح الحدیث ہے (احمد)، قوی نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)، متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص۴۷۷ ج۱)۔

(۲۵۶) أمرت بالسواك حتي خشیت أن یكتب علي (واثله رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتی کہ میں ڈر گیا کہ مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن سلیم مختلط ہے تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حدیث ترک کی گئی ہے

۲۵۳۔ الكامل ص۱۸۹۳ ج۵، طبرانی أوسط ۳۵۰ ج۷ ح ۶۶۷۴۔

۲۵۴۔ طبرانی الاوسط ص ۲۲۴ ج ۷ ح ۶۴۳۳

۲۵۵۔ مسند البزار، الترغیب والترھیب ص۱۶۶ ج۱، مجمع الزوائد ص۹۸ ج۲۔

۲۵۶۔ مسند أحمد ص۴۹۰ ج۳، طبرانی كبیر ص۷۶ ج۲۲ ح ۱۹۰۔

(تقریب ص ۲۸۷)۔

(۲۵۷) يستاك من الليل مرارا (أبو أيوب)۔

آپ ﷺ رات کو کئی بار مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب ضعیف ہے (مجمع ص۹۹ ج۲)۔

(۲۵۸) ربما استاك من الليل أربع مرات (ابن عمر)۔

بسا اوقات ایک رات میں چار بار مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن مطیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۰ ج۲)۔

(۲۵۹) لا ينام ليلة و لا ينتبه إلا استن (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ رات کو سوتے اور بیدار ہوتے تو مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (مجمع ص۹۹ ج۲)۔

(۲٦۰) كان يستاك عرضا (بهز)۔

آپ ﷺ مسواک عرض جانب سے کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی نبیت بن کثیر ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۰ ج۲)۔

(۲٦۱) نعم السواك الزيتون من شجرة مباركة، وهو سواكي وسواك الأنبياء قبلي (معاذ بن جبل)۔

بہترین مسواک زیتون کی ہے جو بابرکت درخت سے ہے، یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مسواک ہے۔☆

۲۵۷۔ طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص۹۹ ج۲۔

۲۵۸۔ طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص۹۹ ج۲۔

۲۵۹۔ مجمع الزوائد ص۹۹ ج۲۔

۲٦۰۔ طبرانی کبیر ص٤٧ ج۲، مجمع الزوائد ص۱۰۰ ج۲، تمهيد ص۳۹٤ ج۱، ضعيفة ص۳٤۲ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۱، كنز العمال ص٤۲ ج۷، عقيلى ص۲۲۹ ج۳۔

۲٦۱۔ طبرانی أوسط ص۳۹۰ ج۱ ح٦۸۲، مجمع الزوائد ص۱۰۰ ج۲، كشف الخفاء ص۳۱۹ ج۲۔

ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک نا معلوم راوی ہے (مجمع ص۱۰۱ ج۲)۔

(۲۶۲) طيبوا أفواهكم بالسواك فإنها أبواب القرآن (سمرة بن جندب)۔

تم اپنے مونہوں کو مسواک کے ساتھ پاکیزہ کرو کیونکہ یہ قرآن کے دروازے ہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی غیاث بن کلوب مجہول ہے (فیض القدیر ص۲۳۲ ج۴)، دار قطنی فرماتے ہیں ضعیف ہے (میزان ص۳۳۸ ج۱)۔

(۲۶۳) الوضوء مفتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو نماز کی چابی ہے۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن شھاب قوی نہیں، اور اس روایت کا دار ومدار طریف پر ہے (بیہقی ص۳۸۰ ج۲)۔

(۲٦٤) من توضأ وذكر اسم الله تطهر جسده كله ومن توضأ ولم يذكر اسم الله لم يتطهر إلا موضع الوضوء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر نہ کرے اس کے صرف وضو کے اعضاء پاک ہوتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی ابو بلال اشعری ضعیف ہے (دار قطنی ☆ میزان ص۵۰۷ ج۴)۔

(۲٦٥) الوضوء على الوضوء نور علي نور۔

وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنہ ص۴۵۲)، عراقی فرماتے ہیں اس کا اصل معلوم نہیں (المغنی عن حمل الاسفار

۲٦۲۔ جامع الصغير مع فيض القدير ص٢٨٤ ج٤، كنز العمال ص٦٠٣ ج١۔

۲٦۳۔ بيهقي ص٣٨٠ ج٢، دار قطني ص٣٥٩ ج١، الكامل ص١٤٣٧ ج٤، كنز العمال ص٤٢٩ ج٧۔

۲٦٤۔ بيهقي ص٤٥ ج١، دار قطني ص٧٤ ج١، مشكاة ص١٣٣ ج١۔

۲٦٥۔ الفوائد المجموعة ص١١، المغني عن حمل الاسفار ص١٨٤ ج١، فتح الباري ص٢٣٤ ج١، كشف الخفاء ص٣٣٦ ج٢، المقاصد الحسنة ص٤٥١، تذكرة الموضوعات ص٣١۔

ص۸۴ج۱)۔

(۲۶۶) من توضأ على طهر كتب الله له عشر حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جس نے وضو پر وضو کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۴۳)، اس حدیث کی سند ضعیف ہے (ترمذی ص۱۰ج۱)۔

(۲۶۷) من توضأ فأحسن الوضوء وإعاد أخاه المسلم محتسبا بوعد من جهنم ميسرة سبعين خريفا (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی ثواب سمجھ کر تیمارداری کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری پر رکھا جائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن دلھم ضعیف ہے (ابن معین)، نہ قوی ہے نہ حافظ (ابوداؤد)، جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان - میزان ص۳۵۸ج۳)۔

(۲۶۸) إذا توضأ حرك خاتمه (أبو رافع)۔

جب وضو کرتے تو انگوٹھی کو حرکت دیتے۔☆

ضعیف ہے، راوی معمر اور اس کا باپ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (دارقطنی ص۸۳ج۱)۔

(۲۶۹) خللوا أصابعكم قبل أن تتخللها نار جهنم۔

۲۶۶۔ ابو داؤد ح۶۲ باب الرجل يجدد الوضوء من غير حدث، ابن ماجة ح۵۱۲ باب الوضوء على طهارة، طحاوی ص۴۲ج۱، العلل المتناهية ص۳۵۳ج۱، بیهقی ص۱۶۲ج۱، تذكرة الموضوعات ص۳۱، فوائد المجموعة ص۱۱، ترمذی ح۶۱ باب انه يصلی صلوة بوضوء واحد.

۲۶۷۔ أبو داؤد ح۳۰۹۷، باب فی فضل العيادة على وضوء، الترغيب الترهيب ص۳۱۹ج۴.

۲۶۸۔ دارقطنی ص۸۳ج۱.

۲۶۹۔ هداية ص۱۹ج۱، نصب الراية ص۲۶ج۱، كشف الخفاء ص۳۸۲ج۱.

تم انگلیوں کا خلال کرو اس سے پہلے کہ ان کا خلال جہنم کی آگ کرے۔☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں، صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۲۷۰) خللوا أصابعكم لا يتخللها الله يوم القيامة فى النار (أبو هريرة)۔

تم اپنی انگلیوں کا خلال کرو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ میں ان کا خلال نہیں کرے گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (ابن معین ☆ التعلیق المغنی ص۹۵ ج۱)۔

(۲۷۱) مذکورہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا راوی عمرو بن قیس متروک ہے (نصب الرایہ ص۲۶ ج۱)۔

(۲۷۲) حضرت واثلہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے اس کا راوی علاء بن کثیر دمشقی منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئ نہیں (احمد)، اس کے پاس مکحول کے طریق سے صحابہ کے چند مسودے ہیں جو تمام غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۱۰۴ ج۳)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں کرتا تھا حدیث میں کوئی شئ نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص۱۸۲ ج۲)۔

(۲۷۳) حبذا المتخللون قالوا وما المتخللون يا رسول الله! قال: المتخللون بالوضوء والمتخللون من الطعام أما تخليل الوضوء فالمضمضة والاستنشاق وبين الأصابع (أبو أيوب)۔

خلال کرنے والے بہت اچھے ہیں صحابہ نے پوچھا کون ہیں خلال کرنے والے فرمایا جو وضو اور کھانے سے خلال کرتے ہیں، وضو سے خلال کلی اور ناک میں پانی چڑھانا ہے اور انگلیوں کے درمیان خلال

۲۷۰۔ دارقطني ص۹۵ ج۱، الفوائد المجموعة ص۱۱، تذكرة الموضوعات ص۳۱۔

۲۷۱۔ دارقطني ص۹۵ ج۱، الفوائد المجموعة ص۱۱، تذكرة الموضوعات ص۳۱۔

۲۷۲۔ طبراني كبير ص٦٤ ج٢٢ ح١٥٦، نصب الراية ص٢٦ ج١۔

۲۷۳۔ طبراني كبير ص١٧٧ ج٤ ح٤٠٦١، ابن أبى شيبة ص١٩ ج١ ح٩٧، مسند أحمد ص٤١٦ ج٥، أرواء الغليل ص٣٥ ج٧، الترغيب والترهيب ١٦٨ ص١٦٩ ج١، الفوائد المجموعة ص١١، تذكرة الموضوعات ص٣٠، مجمع الزوائد ص٢٣٥ ج١، موضوعات كبير ص٦٠۔

کرنا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب اور اس کا استاذ ابو سورہ دونوں ضعیف ہیں ارواء الغلیل ص۳۵ج۷)۔

(۲۷۴) تخللوا فإنه نظافة والنظافة تدعو إلي الإيمان (ابن مسعود مرفوعاً)۔

تم خلال کرو کیونکہ وہ نظافت ہے اور نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔☆

مرفوعاً من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حیان کی حدیثیں من گھڑت ہیں (ابن عدی ☆ مجمع ص۲۳۶ج۱)۔

(۲۷۵) التخليل سنة (عبد الله بن عكبره)۔

خلال کرنا سنت ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (مجمع ص۲۳۶ج۱)۔

(۲۷۶) المضمضة والاستنشاق من الوضوء الذى لا بد منه (عائشة)۔

کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے لئے ضروری ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عصام بن یوسف کی متابعت نہیں کی جاتی (ابن عدی ☆ میزان ص۶۷ج۳)، عصام نے یہ حدیث (لا يتم الوضوء إلا بهما) کہ وضو ان کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ کے الفاظ سے روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ عصام نے اس روایت کو حافظ سے بیان کیا ہے جس کی وجہ سے اختلاط اور اشتباہ کا شکار ہوگیا ہے (دارقطنی ص۸۴ج۱)۔

(۲۷۷) من نسي المضمضة والاستنشاق فليمض ولا ينصرف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو کلی اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے وہ نماز جاری رکھے اور نہ پھرے۔☆

۲۷۴۔ مجمع الزوائد ص۲۳۶ج۱، طبرانی أوسط ص۱۵۳ج۸ ح۷۳۰۷۔

۲۷۵۔ طبرانی أوسط ص۳۱۲ج۸ ح۷۶۳۵، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۱۴۹ج۲ ح۹۴۱ الاصابة ص۳۴۶ج۲، مجمع الزوائد ص۲۳۶ج۱۔

۲۷۶۔ الکامل ص۱۱۱۶ج۳، دار قطنی ص۸۴ج۱، نصب الراية ص۱۶ ص۷۷ج۱، بیهقی ص۵۲ج۱، میزان ص۲۲۵ج۲۔

۲۷۷۔ دیلمی ص۹۵ج۴ ح۵۷۹۰، کنز العمال ص۳۰۵ج۹ ح۲۶۱۲۷۔

ضعیف ہے، راوی مکحول کا حضرت جابر سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص۲۹۲ ج۱۰)۔

(۲۷۸) كان إذا يتوضأ أمر الماء علي مرفقيه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو کہنیوں پر پانی گھماتے۔☆

ضعیف ہے، راوی قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عقیل عن جدہ متروک ہے (ابو حاتم)، ضعیف ہے (احمد - ابن معین)، منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ)، اور یہ حدیث ضعیف ہے (ابن جوزی - منذری - ابن الصلاح - اور نووی ☆ التلخیص ص۵۷ ج۱)۔

(۲۷۹) من نسي مسح الرأس وذكر وهو يصلي ووجد في لحيته بللاً فليأخذ منه ويمسح رأسه فإن ذلك يجزيه فإن لم يجد فيها بللاً فليعد الصلوة والوضوء (ابن مسعود)۔

جو سر کا مسح بھول جائے اور اسے نماز پڑھتے وقت یاد آئے اگر وہ داڑھی میں تری پائے تو اس سے سر کا مسح کرلے یہ اس کے لئے کافی ہوگا اور اگر تری نہ پائے تو نماز اور وضو لوٹائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نھشل بن سعید کذاب ہے (مجمع ص۲۴۰ ج۱ ☆ دیکھئے نمبر۱۲۶)۔

(۲۸۰) رأيت النبي ﷺ يتوضأ وعليه عمامة قطرية فادخل يده من تحت العمامة فمسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے پگڑی باندھی ہوئی تھی پگڑی کے نیچے ہاتھ داخل کیا اور سر کے مقدم حصے کا مسح کیا اور پگڑی نہ اتاری۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو معقل مجہول ہے (تقریب ص۴۲۷)۔

(۲۸۱) توضأ وحسر العمامة عن رأسه ومسح مقدم رأسه (عطاء رضی اللہ عنہ)۔

۲۷۸۔ دار قطني ص۸۳ ج۱، بيهقي ص۵٦ ج۱، تلخيص ص۵۷ ج۱۔

۲۷۹۔ مجمع الزوائد ص۲٤۰ ج۱، طبراني أوسط ص۲۸۲ ج۸ ح۵۷٦۹۔

۲۸۰۔ ابو داود ح۱٤۷، ابن ماجة ح۵٦٤، بيهقي ص٦۱ ج۱۔

۲۸۱۔ بيهقي ص٦۱ ج۱۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پگڑی کو سر سے ہٹایا اور مقدم سر کا مسح کیا۔☆ مرسل ہے۔

(۲۸۲) مسح برأسه ثلاثا (علی)۔

سر کا مسح تین مرتبہ کیا۔☆

منکر ہے، اس حدیث کو ابو حنیفہ نے خالد بن علقمہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے جسمیں انہوں نے حفاظ اور ثقہ راویوں جن میں (۱) زید بن قدامہ (۲) سفیان ثوری (۳) شعبہ (۴) ابوعوانہ (۵) شریک (۶) ابو الاشعث (۷) جعفر بن حارث (۸) ھارون بن سعد (۹) جعفر بن محمد (۱۰) حجاج بن ارطاۃ (۱۱) ابان بن ثعلب (۱۲) علی بن صالح بن حي (۱۳) حازم بن ابراہیم (۱۴) حسن بن صالح (۱۵) جعفر بن احمد وغیرھم کی مخالفت کی ہے۔ ان تمام حفاظ نے اس روایت کو خالد بن علقمہ سے روایت کیا ہے اور تمام نے ایک دفعہ مسح کا ذکر کیا ہے ابو حنیفہ کے علاوہ کسی اور نے سر کے مسح کا تین دفعہ ذکر نہیں کیا۔ ان تمام حفاظ کی مخالفت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسح کے بارہ میں جو روایات مروی ہیں جن میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کو بیان فرمایا ہے کہ وضو میں سر کا مسح ایک دفعہ ہی سنت ہے کے بھی خلاف ہے (دارقطنی ص۹۰ ج۱ ملخصاً)، ابو حنیفہ قوی نہیں اور ان کو اس حدیث میں وھم ہو گیا ہے (احادیث ضعاف ص۵۳)۔

(۲۸۳) مسح الرقبة أمان من الغل۔

گردن کا مسح طوق سے امان ہے۔☆

نووی فرماتے ہیں من گھڑت ہے کلام رسول نہیں (تلخیص ص۹۲ ج۱)۔

(۲۸٤) من مسح قفاه مع رأسه وقی الغل یوم القیامة (موسی بن طلحة)۔

جس نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔☆

باطل ہے اولاً مرسل ہے، ثانیاً اس کا راوی مسعودی مختلط ہو گیا تھا اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے

۲۸۲۔ دار قطنی ص۸۷ ج۱۔

۲۸۳۔ تنزیه الشریعة ص۷۵ ج۲، موضوعات کبیر ص۱۰۸، کشف الخفاء ص۲۰۸ ج۲، ضعیفة ص۹۷ ج۱۔

۲۸٤۔ التلخیص ص۹۲ ج۱، ضعیفة ص۹۸ ج۱، کشف الخفاء ص۲۰۸ ج۲۔

(سلسلہ ضعیفہ ص۹۸ ج۱)۔

(۲۸۵) من توضأ ومسح بيديه على عنقه وقي الغل يوم القيامة (ابن عمر)۔

جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔☆

غیر صحیح ہے، اس کو ابن فارس نے فلیح سے روایت کیا ہے ابن حجر فرماتے ہیں ان دونوں کے درمیان طویل فاصلے (کئی انقطاع) ہیں (تلخیص ص۹۳ ج۱)۔

(۲۸۶) من توضأ ومسح عنقه لم يغل بالأغلال يوم القيامة (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور گردن کا مسح کرے تو قیامت کے دن اسے طوق نہیں پہنایا جائے گا۔☆

باطل ہے اس کے ایک راوی محمد بن عمر ابو سھل انصاری کے ضعیف ہونے پر تمام کا اتفاق ہے اور دوسرا راوی محمد بن احمد بن علی بن المحرم بھی ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۹۸ ج۱)، نووی فرماتے ہیں گردن کے مسح کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور گردن کا مسح سنت نہیں بلکہ بدعت ہے (التلخیص ص۹۲)۔

(۲۸۷) إذا توضأ أحدكم فلا يغسل قدميه بيده اليمنى (أبو هريرة)۔

تم جب وضو کرو تو دائیں ہاتھ سے پاؤں نہ دھوؤ۔☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علتیں ہیں (۱) حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں (۲) سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۲۳۰)، (۳) ابوابراہیم محمد بن القاسم ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں اور ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا جن کو انہوں نے بیان نہیں کیا کسی بھی حالت میں قابل حجت نہیں امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے (کتاب المجروحین ص۲۸۸ ج۲)۔

(۲۸۸) ما أبالي إذا أتم وضوئي بأي أعضائي بدأت (علي موقوفاً)۔

۲۸۵۔ ضعيفة ص۹۸ ج۱۔

۲۸۶۔ تاريخ اصفهان ص۱۱۵ ج۲، ضعيفة ص۹۸ ج۱۔

۲۸۷۔ الكامل ص۱۱۰٤ ج۳۔

۲۸۸۔ دار قطني ص۸۹ ج۱۔

مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں نے وضو پورا کرنا ہے تو جس عضو سے چاہوں ابتدا کر لوں (ترتیب ضروری نہیں)۔☆

منقطع اور منکر ہے، اولاً عبداللہ بن عمرو بن ھند کا حضرت علی سے لقاء نہیں انقطاع ہے اور اس کا شاگرد عوف قوی نہیں (التعلیق المغنی ص۸۹ج۱)۔

(۲۸۹) لا بأس أن تبدأ برجليك قبل يديك (عبد الله بن مسعود موقوفاً)۔

کوئی حرج نہیں کہ تو پاؤں کو ہاتھوں سے پہلے دھو لے۔☆

منقطع ہے، راوی مجاہد کی روایت ابن مسعود سے مرسل ہے (کتاب المراسیل ص۲۰۵)، ثابت نہیں (دارقطنی ص۸۹ج۱)۔

(۲۹۰) غسل ثلاثا ثلاثا ثم قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا أو نقص فقد أساء وظلم (عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده)۔

آپ نے وضو کرتے وقت اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور فرمایا وضو کا یہی طریقہ ہے جو تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء کو دھوئے یا کم مرتبہ تو اس نے زیادتی اور ظلم کیا ہے۔☆

نقص کا لفظ شاذ ہے جو صحیحین کی احادیث کے خلاف ہے، جن میں ہے کہ آپ نے دو دو مرتبہ اور ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔

(۲۹۱) الوضوء من البول مرة مرة ومن الغائط مرتين مرتين ومن الجنابة ثلاثاً ثلاثاً (أبو هريرة)۔

پیشاب کرنے سے وضو میں اعضاء کا ایک ایک بار دھونا ہے اور پاخانہ کرنے سے دو دو بار اور جنابت سے تین تین بار۔☆

باطل ہے، راوی عمرو بن فاید اسواری متروک ہے (دارقطنی)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، اور یہ حدیث

۲۸۹۔ دار قطنی ص۸۹ج۱۔

۲۹۰۔ ابو داود باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ح۱۳۵۔

۲۹۱۔ الكامل ص۱۷۹۷ج۵، تاریخ اصفهان ص۲۷۸ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۴۔

باطل ہے (ذھبی ☆ میزان ص۲۸۳ ج ۳)۔

(۲۹۲) آپ نے ایک ایک مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا ہے یہ وہی وضو ہے جسے اللہ نے فرض کیا ہے پھر دو دو مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا جو زیادہ مرتبہ دھوئے اللہ اس کے اجر میں اضافہ کرے گا، پھر تیسری مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ انبیاء کا وضو ہے (عائشہ)۔

بے اصل ہے، اس کا راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۲۷۰)، ابو زرعہ فرماتے ہیں یہ حدیث واہ منکر ضعیف ہے جس کی کوئی اصل نہیں (تلخیص ص۸۲ ج۱)۔

(۲۹۳) توضأ ثلاثاً ثلاثاً ثم قال هذا وضوئي ووضوء الأنبياء قبلي ووضوء خليلي إبراهيم (ابن عمر)۔

تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء اور میرے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کو عبد الرحیم نے اپنے باپ زید العمی سے روایت کیا ہے عبد الرحیم متروک ہے اور اس کا باپ ضعیف ہے ابن عمر سے راوی معاویہ بن قرہ نے ابن عمر کو پایا نہیں، اس کو عبد اللہ بن عرارہ نے ابن عمر سے متصل روایت کیا ہے لیکن یہ متروک ہے اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے اس روایت کی ایک سند سلام بن سلیم کے طریق سے بھی ہے اور سلام سے مراد سلام الطویل ہے جو متروک ہے اور اس کے استاذ زید بن اسلم سے مراد زید عمی ہے جو متروک ہے، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی میتب بن واضح ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس پر سند مقلوب ہو گئی ہے، ابو حاتم کہتے ہیں میتب صدوق ہے مگر کثیر الخطاء ہے، بیہقی فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے اصل حدیث معاویہ بن قرہ کی روایت سے ہے اور وہ منقطع ہے اور معاویہ سے راوی زید عمی متفرد ہے (تلخیص ص۸۲ ج۱)۔

(۲۹٤) ألا أريكم وضوء رسول الله؟ قلنا: بلى، فغسل كفيه ووجهه ثلاثا ويديه

۲۹۲۔ علل الحديث ص٦٦ ج١ مختصراً، التلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹۳۔ التلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹٤۔ الدراية ص٢٨ ج١، نصب الراية ص٣٣ ج١۔

إلى المرفقين ثلاثاً ثلاثا ومسح برأسه ثلاثاً بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثاً ثلاثاً بماء واحد وغسل رجليه ثلاثاً (علی رضی اللہ عنہ)۔

کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھاؤں ہم نے کہا جی ہاں. پس (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی دونوں ہتھیلیوں اور چہرہ تین تین بار دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین تین بار اور ایک پانی سے سر کا تین بار مسح کیا اور تین تین کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین بار پاؤں دھوئے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبدالعزیز بن عبید اللہ ضعیف ہے (تعلیق بر درایہ ص۲۸ ج۱)۔

﴿۲۹۵) هذا وضوئي ووضوء المرسلين من قبلي (ابي بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، عبد اللہ بن عرارہ راوی اور اس کا استاذ زید بن حواری عمی دونوں متروک ہیں (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۲۹۶ و ۲۹۷) مذکورہ حدیث حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو سخت ضعیف ہے، علی بن حسن شامی ان دونوں روایتوں کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۱۲۶ ج۱)۔

(۲۹۸) یہی روایت حضرت عکراش رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو غیر ثابت ہے اس کے راوی عبید اللہ کی حدیث ثابت نہیں اور اس کا شاگرد نضر بن ضاہر سخت ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۱۲۶ ج۱)۔

(۲۹۹) حضرت انس سے یہ حدیث مختلف الفاظ سے روایت کی جاتی ہے جو ضعیف اور منقطع ہے۔ اس کے راوی انس بن یحییٰ نے حضرت انس کو پایا نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور ابن حجر فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۱۲۶ ج۱)۔

۲۹۵۔ ابن ماجة ح ٤٢٠ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتين وثلاثاً، أرواء الغليل ص١٣٢ ج١، عقيلي ص٢٨٨ ج٢، بيهقي ص٨٠ ج١، دار قطني ص٨٠ ص٨١ ج١۔

۲۹٦۔ ابن ماجة ح ٤٢٠ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتين وثلاثاً، أرواء الغليل ص١٣٢ ج١، عقيلي ص٢٨٨ ج٢، بيهقي ص٨٠ ج١، دار قطني ص٨٠ ص٨١ ج١۔

۲۹۷۔ تلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹۸۔ تلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹۹۔ تلخيص ص٨٢ ج١۔

(۳۰۰) أن للوضوء شيطاناً يقال له ولهان فاتقوا وسواس الماء (أبي بن كعب رضی اللہ عنہ)۔

وضو کا شیطان ہے جس کو ولھان کہا جاتا ہے تم پانی کے وسواس سے بچو۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کا راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے جو کذاب راویوں سے تدلیس کرتا تھا ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص۸۷)۔ اس حدیث کی سند محدثین کے نزدیک قوی نہیں اس کو صرف خارجہ نے روایت کیا ہے جو محدثین کے نزدیک قوی نہیں (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص۶۱ ج۱)۔

(۳۰۱) آسمان اور زمین کے درمیان ایک شیطان ہے جس کا نام ولھان ہے اس کے پاس اولاد آدم سے آٹھ گنا بڑا لشکر ہے اس کے ایک خلیفے کا نام خزب ہے الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے، اس کا راوی حبیب بن ابی حبیب خرططی اس روایت کے وضع کرنے میں متہم ہے، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (العلل المتناھیہ ص۳۴۸ ج۱)۔

(۳۰۲) لا تسرف (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

وضو میں ضرورت سے زائد پانی نہ بہاؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص۳۳۲ ج۳)، اور اس کا استاذ محمد بن فضل بن عطیہ محدثین کے نزدیک کذاب ہے (تقریب ص۳۱۵)۔

(۳۰۳) ما هذا السرف فقال أفي الوضوء اسراف قال نعم وان كنت علي نهر جار (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا یہ فضول خرچی کیسی؟ سعد نے پوچھا کیا وضو میں بھی اسراف اور فضول خرچی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! خواہ تو چلتی نہر پر بھی ہو۔☆

۳۰۰۔ ترمذی ح۵۷۷، ابن ماجة ح۴۲۱، مسند أحمد ص۱۲۵ ج۵، بیہقی ص۱۹۷ ج۱، العلل المتناهية ص۳۴۶ ج۱، ابن خزيمة ص۶۳ ج۱، المستدرك ص۱۶۲ ج۱، الموضح ص۳۸۳ ج۲، میزان الاعتدال ص۶۲۵ ج۱۔

۳۰۱۔ کتاب المجروحين ص۲۶۶ ج۱، العلل المتناهية ص۳۴۸ ج۱، تنزيه ص۷۲ ج۲۔

۳۰۲۔ ابن ماجة ح۴۲۴ باب ما جاء فی القصد فی الوضوء وكراهية التعدی فيه۔

ضعیف ہے، ابن لھیعہ ضعیف اور مدلس ہے (دیکھئے نمبر ۴۳ و ۲۳۱)، اور اس کا استاذ حی بن عبد اللہ معافری بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۷۱ ج ۱)۔

(۳۰۴) علمني جبريل الوضوء وأمرني أن أنضح تحت ثوبي (زيد بن حارثه)۔

مجھ کو جبریل نے وضو کا طریقہ سکھایا اور حکم دیا کہ میں کپڑے کے نیچے سے چھینٹے ماروں۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(۳۰۵) إذا توضأت فانتضح (أبو هريرة)۔

جب تو وضو کرے تو چھینٹے مار۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن علی ھاشمی منکر الحدیث ہے (بخاری) اور یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۵۴ ج ۱)۔

موزوں پر مسح

(۳۰۶) أن أقطع رجلي أحب إلي من أن أمسح علي الخفين (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

پاؤں کا کاٹنا مجھے پسند ہے اس سے کہ میں موزوں پر مسح کروں۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن مھاجر حدیث وضع کرتا تھا (التلخیص ص ۱۵۹ ج ۱)۔

(۳۰۷) مسح أعلى الخف وأسفله (مغیرہ رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔☆

۳۰۳۔ ابن ماجة ح ۴۲۵ باب ما جاء فی القصد فی الوضوء وکراهیة التعدی فیه، تلخیص ص ۱۰۱ ج ۱، أرواء الغلیل ص ۱۷۱ ج ۱۔

۳۰۴۔ ابن ماجة ح ۴۶۲ باب ما جاء فی النضح بعد الوضوء۔

۳۰۵۔ ابن ماجة ح ۴۶۳ باب ما جاء فی النضح بعد الوضوء۔

۳۰۶۔ التلخیص ص ۱۵۹ ج ۱۔

۳۰۷۔ مسند أحمد ص ۲۵۱ ج ۴، المنتقی ص ۳۸، أبو داود ح ۱۶۵، ترمذی ح ۹۷، ابن ماجة ح ۵۵۰، دار قطنی ص ۱۹۵ ج ۱، بیهقی ص ۲۹۰ ج ۱، حلیة الأولیاء ص ۱۷۶ ج ۵، تاریخ بغداد ص ۱۳۵ ج ۲۔

منقطع اور ضعیف ہے، اس کے راوی ثور بن یزید کا اپنے استاذ رجاء سے سماع نہیں پھر یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاری اور ابوزرعہ نے فرمایا یہ روایت صحیح نہیں (ترمذی مع تحفہ ص۹۹ ج۱)، اس میں ایک علت یہ بھی ہے کہ اس کا ایک راوی ولید بن مسلم تدلیس بالتسویہ سے کام لیتا تھا (تقریب ص۳۷۱)۔

(۳۰۸) يمسح علي ظهور الخف خطوطا بالأصابع (مغيرة رضی اللہ عنہ)۔

موزوں پر انگلیوں سے مسح کرتے تھے۔☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے، اس کے ہم معنی روایت طبرانی میں ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (تلخیص ص۱۶۰ ج۱)۔

حاف ابن حجر نے طبرانی کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:-

(۳۰۹) توضأ ومسح علي خفيه فما أنس أثر أصبعه على الخفين لأنها جديدين (قيس بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے موزوں پر مسح کیا میں موزوں پر آپ کی انگلیوں کے نشان کو نہیں بھول رہا اس لئے کہ وہ موزوے نئے تھے۔☆

اس میں راوی ابو اسحاق مدلس اور مختلط ہیں، نیز ان کے استاذ بریم بن اسعد سے صرف انہوں نے ہی روایت کی ہے (مجمع ص۲۵۸ ج۱)، گویا وہ مجہول ہے۔

(۳۱۰) أمسح على الخفين قال نعم قال يوما ويومين حتى بلغ سبعاً قال له ما بدا لك (أبي بن عماره رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا میں موزوں پر ایک یا دو دن حتی کہ سات دن تک مسح کروں تو آپ نے فرمایا: جتنی دیر تجھے مناسب معلوم ہو۔☆

غیر صحیح ہے، اس کا راوی عبد الرحمٰن بن رزین اس کا استاذ محمد بن یزید بن ابی زیاد اور اس کا استاذ ایوب

۳۰۸۔ التلخيص ص۱٦٠ ج۱۔

۳۰۹۔ طبراني كبير ص۳٤٧ ج۱۸ ح۸۸۲، مجمع الزوائد ص۲٥٥ ص۲٥٧ ج۱۔

۳۱۰۔ ابوداود ح۱٥۸، ابن ماجة ح٥٥٧، العلل المتناهية ص۳٦٠ ج۱، دارقطنى ص۱۹۸ ج۱، طحاوى ص۷۹ ج۱، ابن أبى شيبة ح۱۸۷۰ ص۱٦۳ ج۱، المستدرك ص۱۷۰ ج۱۔

بن قطن تینوں مجہول ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں اس کے رجال مجہول ہیں، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص۳۶۰ ج۱)۔

(۳۱۱) يمسح على الجبائر (ابن عمر)۔

زخموں کی پٹیوں پر مسح کرتے تھے۔☆ ضعیف ہے، راوی ابوعمارہ سخت ضعیف ہے (دارقطنی ص۲۰۵ ج۱)۔

(۳۱۲) الشرب من فضل وضوء المومن فيه شفاء من سبعين داء أدناه الهم (جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم)۔

مومن کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے پینے میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے، جن میں سب سے ہلکی بیماری پریشانی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب تھا (ابن معین)، جو اوزاعی کے نام سے منکر اور من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ العلل المتناہیہ ص۳۵۴ ج۱)۔

(۳۱۳) كانت لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خرقة ينشف بها بعد الوضوء (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ کے پاس کپڑا تھا جس سے وضو کے بعد اعضاء کو خشک کرتے تھے۔☆

منکر ہے، راوی ابو معاذ ہے ابن جوزی فرماتے ہیں اس سے مراد سلیمان بن ارقم ہے جو متروک ہے (میزان ص۱۹۶ ج۲)، حاکم فرماتے ہیں ابو معاذ سے مراد فضیل بن میسرہ ہے تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح ہے، واللہ اعلم (تعلیق بر العلل المتناھیۃ ص۳۵۵ ج۱)۔

(۳۱٤) إذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو چہرے کو کپڑے کے کنارے سے پونچھتے۔☆

۳۱۱۔ دار قطنی ص۲۰۵ ج۱، تاریخ بغداد ص۱۱۵ ج۱۱، العلل المتناهية ص۳٦۱ ج۱۔

۳۱۲۔ العلل المتناهية ص۳٥٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲٦٥ ج۲، فوائد المجموعة ص۲٦۳، تذكرة الموضوعات ص۲۰۹۔

۳۱۳۔ ترمذی ح۵۳، المستدرك ص۱٤٥ ج۱، بيهقی ص۱۸٥ ج۱، العلل المتناهية ص۳٥٥ ج۱۔

۳۱٤۔ ترمذی باب المنديل بعد الوضوء ح ٥٤، بيهقی ص۲۳٦ ج۱، كنز العمال ص۳۹ ج۷۔

غریب ضعیف ہے، راوی رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی دونوں ضعیف ہیں (تقریب ص۱۰۳ و ص۲۰۲، ترمذی مع تحفہ ص۱۸۳ ج۱)۔

(۳۱۵) اسبغ الوضوء یزد فی عمرك (أنس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اچھے طریقہ سے کر تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۶۲ ج۱) نیز اس روایت کو ازور نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور یہ ضعیف منکر الحدیث ہے (العلل المتناہیہ ص۳۵۱ ج۱)۔

(۳۱۶) ان استطعت ان تکون أبداً علی الوضوء فکن الحدیث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اگر تو وضو پر ہمیشگی کی طاقت رکھے تو ایسا کر کیونکہ ملک الموت جب ایسے بندے کی روح قبض کرتا ہے تو جو باوضو ہوتا ہے اس کے لئے شہادت (کی موت) لکھ دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی کثیر بن سلیم ابو ہاشم اپنی طرف سے روایت گھڑ کر حضرت انس کی طرف منسوب کر دیتا تھا (العلل المتناہیہ ص۳۵۳ ج۱)۔

(۳۱۷) وضو کرتے وقت باتیں منع ہیں۔☆ کسی نامعلوم کا قول ہے جسے جاہل لوگ حدیث سمجھ بیٹھے ہیں۔

وضو کی دعائیں

(۳۱۸) چہرہ دھوتے وقت اللھم بیض وجھی، دایاں ہاتھ دھوتے وقت اللھم آتني کتابي بیمیني، بایاں ہاتھ دھوتے وقت اللھم لا تأتني کتابي بشمالي، سر کے مسح کے وقت اللھم حرم شعری علی

۳۱۵۔ عقیلی ص۱۱۹ ج۱، علل المتناهیة ص۳۵۱ ج۱، میزان ص۲۶۳ ج۱، لسان ص۳۴۰ ج۱۔

۳۱۶۔ کتاب المجروحین ص۲۲۳ ج۲، علل المتناهیة ص۳۵۳ ج۱۔

۳۱۷۔ کتب حدیث میں وجود نہیں۔

۳۱۸۔ کتاب المجروحین ص۱٦٥ ج۲، کنز العمال ص٤٦٥ ج۹، میزان الاعتدال ص۳٦۷ ج۲، لسان المیزان ص۲۳۰ ج۳، العلل المتناهیة ص۳۳۹ ج۱، التلخیص ص۱۰۰ ج۱۔

النار اور دیگر دعائیں کانوں کے مسح کے وقت اللهم اجعلني من الذين يسبقون القول، پاؤں دھوتے وقت اللهم ثبت قدمي على الصراط وغیرہ اور باقی دوران وضو کی دعائیں جو فضائل اور صوفیوں کی کتابوں میں درج ہیں کے بارہ میں فرماتے ہیں ان کا کوئی اصل نہیں اور نہ ہی پہلے لوگوں نے ان کو ذکر کیا ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں اس بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (التلخیص ص۱۰۰ج۱)۔

(۳۱۹) حضرت علی سے بھی ایسی دعاؤں کے بارہ میں روایت مروی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے اور اس میں کئی مجہول راوی ہیں (تلخیص ص۱۰۰ج۱)۔

(۳۲۰) حضرت براء سے بھی ایک مختصر روایت کی جاتی ہے ابن حجر فرماتے ہیں لمبی نہ ہونے کے باوجود واہی الاسناد ہے (التلخیص ص۱۰۰ج۱)۔

(۳۲۱) وضو کے بعد جو تین مرتبہ (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں (انس رضی اللہ عنہ)۔

مذکورہ متن یعنی تین عدد کے ساتھ ضعیف ہے اس کا راوی زید العمی ضعیف اور متروک ہے (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۳۲۲) جو شخص وضو کر کے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے اور (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (عمر رضی اللہ عنہ)۔

آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے الفاظ ضعیف ہیں باقی حدیث صحیح ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے (مختصر ابی داود مع معالم السنن ص۱۲۷ج۱)، راقم کہتا ہے وہ ابو عقیل کا استاذ ابن عمہ ہے جو مجہول ہے۔

(۳۲۳) من توضأ ولم يتكلم ثم قال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن

۳۱۹۔ التلخيص ص۱۰۰ج۱۔

۳۲۰۔ التلخيص ص۱۰۰ج۱۔

۳۲۱۔ ابن ماجة ح۴۶۹، مسند أحمد ص۲۶۵ج۳، عمل اليوم والليلة ص۳۵ح۳۳۔

۳۲۲۔ أبو داؤد ح۱۷۰ باب ما يقول الرجل إذا توضأ، طبراني كبير ص۳۳۲ج۱۷ عن عقبة۔

۳۲۳۔ ابو يعلى ص۱۵۷ج۱ ح۱۹۰، مجمع الزوائد ص۲۳۹ج۱، كنز العمال ص۴۴۲ج۹۔

محمداً عبده ورسوله غفر له ما بين الوضوئين (عثمان رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور کلام نہ کرے پھر-أشهد أن لا إله إلا الله-آخر تک پڑھے اس کے دو وضووں کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمٰن بن بیلمانی سخت ضعیف ہے (مجمع ص۲۳۹ج۱)، کذاب ہے (دیکھئے نمبر۵۴)۔

نواقض الوضوء

(٣٢٤) الوضوء مما يخرج وليس مما يدخل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس سے ہے جو بدن سے نکلے اور اس سے وضو نہیں جو بدن میں داخل ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی فضل بن مختار اور دوسرا راوی شعبہ مولی ابن عباس دونوں ضعیف ہیں اور مرفوعاً یہ روایت ثابت نہیں ہے (بیہقی-التعلیق المغنی ص۱۵۱ج۱)۔

(۳۲۵) یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے مگر وہ ابن عباس کی روایت سے بھی زیادہ کمزور ہے (التلخیص ص۱۱۸ج۱)۔

(٣٢٦) لا ينقض الوضوء إلا ما خرج من قبل ودبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

وضو صرف اس سے ٹوٹتا ہے جو قبل اور دبر سے نکلے۔☆ اس کی سند ضعیف ہے (التلخیص ص۱۱۸ج۱)۔

(٣٢٧) سئل ما الحديث فقال ما يخرج من السبيلين۔☆

آپ سے پوچھا گیا حدث کیا ہے؟ فرمایا جو قبل اور دبر سے نکلے۔☆

٣٢٤۔ دارقطني ص١٥١ج١، بيهقي ص١١٦ج١، مصنف عبد الرزاق ص٣٢ج١، مجمع الزوائد ص٢٤٣ج١، حلية الأولياء ص٣٢٠ج٨، كشف الخفاء ص٣٣٦ج٢، العلل المتناهية ص٣٦٦ج١، ضعيفة ص٣٧٦ج٢، الكامل ص١٣٤٠ ج٤، المقاصد الحسنة ص٤٥٢۔

٣٢٥۔ التلخيص ص١١٨ج١۔

٣٢٦۔ نصب الراية ص٣٧ج١، التلخيص ص١١٨ج١۔

٣٢٧۔ هداية ص٢٢ج١۔

حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۲۸) لیس فی القبلة وضوء (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

بوسہ دینے سے وضو نہیں ہے۔☆

(۳۲۹) إن القبلة لا تنقض الوضوء (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

بوسہ وضو نہیں توڑتا۔☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں کا راوی عبدالملک بن محمد ضعیف ہے (دارقطنی ص۱۳۶ ج۱)۔

(۳۳۰) إذا رعف أحدكم فی الصلوة فلينصرف فليغسل عنه الدم ثم ليعد وضوءه ويستقبل صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نماز میں جب کسی کی نکسیر پھوٹ پڑے تو وہ نماز چھوڑ کر خون کو دھوئے پھر وضو کرے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔☆

منکر ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے (دارقطنی ص۱۵۳ ج۱)، مزید دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۳۳۱) إذا رعف فی الصلوة توضأ ثم بني علی ما بقی من صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)،

نماز میں جب نکسیر پھوٹ پڑے تو وضو کر کے باقی نماز کی بنا اس پر کرے۔☆

منکر ہے، راوی عمر بن رباح متروک ہے (دارقطنی ص۱۵۶ ج۱)۔

(۳۳۲) إنه رعف فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدث وضوءاً (أبو هاشم الزمانی رضی اللہ عنہ)۔

مجھے نکسیر پھوٹ پڑی تو فرمایا وضو نئے سرے سے کر۔☆

۳۲۸۔ دار قطنی ص۱۳۶ ج۱، ضعیفة ص۴۲۷ ج۲۔

۳۲۹۔ نصب الرایہ ض ۷۳ ج ۱. درایہ ص ۴۵ ج ۱ بحوالہ مسند اسحاق ابن راھویہ.

۳۳۰۔ دار قطنی ص۱۵۳ ص۱۵۶ ج۱، نصب الرایة ص۶۲ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۱، الکامل ص۱۹۲۸ ج۵، کنز العمال ص ۴۹۰ ص۴۹۴ ج۷، طبرانی کبیر ص۱۳۲ ج۱۱ ح۱۱۳۷۴۔

۳۳۱۔ دارقطنی ص۱۵۶ ج۱، نصب الرایة ص۶۱ ج۲۔

۳۳۲۔ دارقطنی ص۱۵۶ ج۱۔

باطل ہے، راوی عمرو بن خالد واسطی متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (احمد وابن معین - دارقطنی ص۱۵۴ج۱)۔

(۳۳۳) إن النبی ﷺ قاء فلم یتوضأ۔☆

آپ ﷺ نے قئے کی اور وضو نہ کیا۔☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۳٤) من قلس أوقاء أو رعف فلینصرف فلیتوضأ ولیتم علی صلوته (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جس کو متلی یا قے یا نکسیر آ جائے تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اسی پر نماز پوری کرے۔☆

ضعیف ہے، اس کی چند سندیں ہیں ایک کے راوی عباد بن کثیر اور عطاء بن عجلان دونوں ضعیف ہیں، دوسری سند میں سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر۳۳۰) اور تیسری کا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس نے اس کو ابن جریج مکی سے روایت کیا ہے اسماعیل جب اہل حجاز سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں دارقطنی فرماتے ہیں اسماعیل کوئی شئے نہیں (دارقطنی ص۱۵۵ج۱)۔

(۳۳۵) إذا قاء أحدکم فی الصلوة أو قلس فلینصرف ویتوضأ (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جب کسی کو نماز میں قے آ جائے یا متلی تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عیاش نے عبد الملک بن عبد العزیز حجازی سے روایت کی ہے اہل حجاز کی روایت میں قابل اعتماد نہیں۔

(۳۳٦) إذا وجد أحدکم فی بطنه رزءً ا أو قیئاً أو رعافاً فلینصرف فلیتوضأ (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۳۳۔ هدایة ص۲۳ج۱، نصب الرایة ص۳۷ج۱، درایة ص۳۰ج۱۔

۳۳٤۔ دار قطنی ص۱۵٤ج۲۔

۳۳۵۔ الکامل ص۲۹۳ج۱، بیهقی ص۱٤۲ج۱، دارقطنی ص۲٤ج۱، علل الحدیث ص۱۷۹ج۱۔

۳۳٦۔ دارقطنی ص۱۵٦ج۱، نصب الرایة ص٤۲ج۱۔

جب کوئی پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے یا قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، ابو اسحاق مدلس ہیں (طبقات المدلسین ص۱۰۱)۔

(۳۳۷) القلس حدث (علی رضی اللہ عنہ)۔

متلی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سوار بن مصعب متروک ہے (دار قطنی ص۱۵۵ ج۱)۔

(۳۳۸) الوضوء من کل دم سائل (تمیم داری رضی اللہ عنہ)۔

ہر بہنے والے خون سے وضو ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اولاً: بقیہ ضعیف مدلس ہے، ثانیاً اس کا استاذ یزید بن خالد اور یزید کا استاذ یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں یزید بن محمد نے یہ روایت عمر بن عبد العزیز کے واسطہ سے تمیم داری سے روایت کی ہے عمر بن عبد العزیز نے حضرت تمیم کو نہ دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے (دارقطنی ص۱۵۷ ج۱)۔

(۳۳۹) لیس فی القطرة ولا القطرتين من الدم الوضوء إلا أن يكون دماً سائلاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

خون کے ایک یا دو قطروں سے وضو نہیں مگر یہ کہ خون بہنے والا ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کے راوی محمد بن فضل بن عطیہ-سفیان بن زیاد اور حجاج بن نصیر تینوں ضعیف ہیں (دارقطنی ص۱۵۷ ج۱)، اس کی سند ضعیف ہے محمد بن فضل متروک ہے (تلخیص ص۱۱۳ ج۱، دیکھئے نمبر۱۱۴)۔

(۳۴۰) عن علی حين عد الأحداث قال دفعة ملأ الفم (علی رضی اللہ عنہ)۔

حضرت علی نے منہ بھر کے قئے آنے کو نواقض وضو میں شمار کیا۔☆

حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

۳۳۷۔ دار قطنی ص۱۵۵ ج۱، نصب الراية ص۴۳ ج۱۔

۳۳۸۔ الكامل ص۱۹۳ ج۱، ص۵۰۹ ج۲، دار قطنی ص۱۵۷ ج۱، ضعيفة ص۴۸۲ ج۱۔

۳۳۹۔ دار قطنی ص۱۵۷ ج۱۔

۳۴۰۔ هداية ص۲۴ ج۱۔

(۳۴۱) یعاد الوضوء من سبع من اقطار البول والدم السائل والقیء ومن دسعة تملأ الفم ونوم المضطجع وقهقهة الرجل فی الصلوة وخروج الدم (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

سات چیزوں سے وضو دوبارہ کیا جائے پیشاب کے قطروں سے، بہنے والے خون، قئے، لیٹ کر سونے، نماز میں قہقہہ لگانے اور خون کے نکلنے سے۔☆

سخت ضعیف ہے، اسکی دو سندیں ہیں ایک میں محمد بن فضل سخت مجروح ہے (دیکھئے نمبر۱۱۴)، اور دوسری میں حجاج بن نصیر بھی ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (درایہ ص۳۳ ج۱)۔

(۳۴۲) من ضحك منكم فی صلوته فليتوضأ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز میں ہنس پڑے وہ وضو کرے۔☆

منکر ہے، اس روایت کو محمد نے اپنے باپ یزید بن سنان سے روایت کیا ہے باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں اور یہ روایت منکر ہے صحیح نہیں (دارقطنی ص۱۷۲ ج۱)۔

(۳۴۳) الضحك ينقض الصلوة ولا ينقض الوضوء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

ہنسی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔☆

مضطرب اور منکر ہے، راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان منکر الحدیث اور ناقابل حجت ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے (نصب الرایہ ص۵۳ ج۱)۔

(۳۴۴) إذا قهقه الرجل اعاد الصلوة والوضوء (عمران بن حصين رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی کھل کھلا کر ہنسے تو نماز اور وضو دونوں لوٹائے۔☆

باطل ہے، ایک راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے اور دوسرا راوی سفیان بن محمد فزاری ضعیف سیّئ الحال ہے

۳۴۱۔ درایه ص۳۳ ج۱، نصب الراية ص٤٤ ج۱۔

۳۴۲۔ دارقطنی ص۱۷۲ ج۱، ارواء الغليل ص۱۱٤ ج۲، نصب الراية ص٤٩ ج۱، العلل ص۳٦٩ ج۱۔

۳۴۳۔ كنز العمال ص٤٩٠ ج٧، نصب الراية ص٥٣ ج۱۔

۳۴۴۔ العلل المتناهية ص۳۷۲ ج۱، دار قطنی ص۱٦٥ ج۱، نصب الراية ص٤٨ ج۱، الكامل ص۱۰۷۲ ج۳۔

(دارقطنی ص۱۶۵ ج۱)۔

(۳۴۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک نابینے آدمی کا کنویں میں گرنے پر نمازیوں کا کھل کھلا کر ہنسنے اور وضو اور نماز کے لوٹانے کا واقعہ بے بنیاد ہے، مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن المحبر، ایوب بن حوط عبدالرحمٰن بن جبلہ اور حسن بن دینار کی روایت سے ہے جو تمام متروک اور ناقابل حجت ہیں (نصب الرایہ ص۵۰ ج۱)۔

(٣٤٦) العينان من وكاء السئة (علی رضی اللہ عنہ)۔

آنکھیں پیٹھ کے تسمے ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور ضعیف راویوں سے بکثرت تدلیس کرتا تھا (تقریب ص ۴۶)۔

(۳۴۷) اسی حدیث کو بقیہ نے ابوبکر بن ابی مریم کے طریق سے حضرت معاویہ سے بھی روایت کیا ہے ابوبکر بھی ضعیف ہے، ابوحاتم فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں قوی نہیں ہیں (التلخیص ص۱۱۸ ج۱)۔

(٣٤٨) من استحق النوم فيجب عليه الوضوء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے اپنے اوپر نیند کو لازم کرلیا اس پر وضو ہے۔ مرفوعاً صحیح نہیں (بیہقی ص۱۱۹ ج۱)۔

٣٤٥۔ دارقطني ص١٦٣ج١، بيهقي ص١٤٤ج١، نصب الراية ص٥٠ج١، العلل المتناهية ص٣٧٢ج١، دراية ص٣٧ج١۔

٣٤٦۔ ابو داود ح٢٠٣، ابن ماجة باب الوضوء من النوم ح٤٧٧، مسند أحمد ص٩٧ج٤، دار قطني ص١٦١ج١، دارمي باب الوضوء من النوم ص١٤٩ج١، الكامل ص٢٥٥١ج٧، كشف الخفاء ص٧٧ج٢، التلخيص ص١١٨ج١۔

٣٤٧۔ بيهقي ص١١٨ج١، نصب الراية ص٤٦ج١، دارقطني ص١٦٠ج١، التلخيص ص١١٨ طبراني، الكامل ص٤٧١ج٢، ابو يعلى ص٤٣٨ح٧٣٣٤۔

٣٤٨۔ بيهقي ص١١٩ج١، ضعيفة ص٣٧٠ج٢، تلخيص ص١١٨ج١۔

(۳٤۹) لا وضوء على من نام قاعداً إنما الوضوء على من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیٹھے بیٹھے سو جائے اس پر وضو نہیں وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳۵۰) لا وضوء على من نام قائما أو راكعاً أو ساجداً إنما الوضوء على من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو قیام، رکوع، یا سجدہ کی حالت میں سو جائے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سو جائے۔

(۳۵۱) ليس على من نام ساجداً وضوءاً حتي يضطجع (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳۵۲) لا يجب الوضوء على من نام جالساً أو قائما أو ساجداً حتي يضع جنبه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو بیٹھے یا کھڑے یا سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو اپنا پہلو زمین پر رکھے۔

(۳۵۳) إن الوضوء لا يجب إلا على من نام مضطجعاً فإنه إذا اضطجع استقرت مفاصله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سوئے جب بندہ لیٹ جاتا ہے اس کے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے ہیں،

مذکورہ پانچوں روایتیں دراصل ایک ہی روایت ہے جس کو ابو خالد یزید دلانی نے قتادہ عن ابی العالیۃ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے بقول امام ابو داؤد قتادہ نے اس روایت کو ابو العالیہ سے نہیں سنا

۳٤۹۔ بیهقی ص۱۲۱ ج۱، ابو داود ابن عباس سے آدھے الفاظ هیں ح۲۰۲، ترمذی ۷۷، مسند أحمد ۲۵٦ ج۱، نصب الراية ص٤٤ ج۱، دراية ص۳۳ ج۱، دارقطنی ص۱٦۰ ج۱۔

۳۵۰۔ تلخیص ص۱۲۰ ج۱، نصب الراية ص٤٤ ج۱۔

۳۵۱۔ مسند أحمد ص۲۵٦ ج۱، ابن ابی شیبة ص۱۲۳ ج۱، تلخیص ص۱۲۰ ج۱۔

۳۵۲۔ تلخیص ص۱۲۰ ج۱، بیهقی ص۱۲۱ ج۱، نصب الراية ص٤٤ ج۱۔

۳۵۳۔ ترمذی ح۷۷ باب ما جاء فی الوضوء من النوم، تفسیر قرطبی ص۲۲۲ ج۵، دار قطنی ص۱٦۰ ج۱، بیهقی ص۱۲۱ ج۱، المحلی ص۱۸۷ ج۱۔

یزید دلانی کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں کثیر الخطاء فاحش الوہم ہے لھذا قابل حجت نہیں ہے، بخاری فرماتے ہیں صدوق وھم زدہ ہے، ابو داؤد فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے (نصب الرایہ ص۴۴ ج۱ ملخصاً) بیہقی فرماتے ہیں اس کو دلانی روایت کرنے میں منفرد ہے اس کا تمام ائمہ حدیث اور حفاظ نے انکار کیا ہے نیز قتادہ سے اس کے سماع کا بھی انکار کیا جاتا ہے (التلخیص ص۱۲۰ ج۱)۔

(۳۵۴) لیس علی من نام قائما أو قاعداً وضوء حتي یضطجع جنبه إلی الأرض (عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ)۔

جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے سو جائے اس پر وضو نہیں حتیٰ کہ وہ اپنے پہلو کو زمین پر رکھ دے۔

باطل ہے راوی مھدی بن ہلال متھم بالوضع ہے، دوسرا راوی عمرو بن ہارون بلخی متروک ہے اس کی ایک سند مقاتل بن سلیمان کے طریق سے بھی مروی ہے اور وہ بھی متھم بالوضع ہے (التلخیص ص۱۲۰ ج۱)۔

(۳۵۵) لا وضوء حتي یضع جنبه (حذیفه رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس پر ہے جو اپنے پہلو کو زمین پر رکھے۔☆

باطل ہے، راوی بحر بن کنیز السقاء متروک اور نا قابل حجت ہے (نصب الرایہ ص۴۵ ج۱ و التلخیص ص۱۲۰ ج۱)، اس میں کوئی بھلائی نہیں، محدثین اس کی روایت پھینکنے پر متفق ہیں (المحلی ابن حزم ص۱۸۷ ج۱)۔

(۳۵۶) من وضع جنبه فلیتوضأ فعلیه الوضوء (عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ)۔

جو زمین پر اپنا پہلو لگائے وہ وضو کرے۔☆

منکر ہے، جس کا راوی عمرو بن ہارون سخت ضعیف، متروک ہے (التعلیق المغنی ص۱۶۱)، اس کی ایک اور سند بھی ہے، راوی معاویہ بن معاویہ ضعیف ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (المحلی ص۱۸۷ ج۱)۔

(۳۵۷) ویل للذین یمسون فروجهم ثم یصلون ولا یتوضؤن (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

۳۵۴۔ کامل ابن عدی ص۲٤٠٩ ج٦۔

۳۵۵۔ نصب الرایة ص٤٥ ج١، المحلی ابن حزم ص١٨٧ ج١، تلخیص ص١٢٠ ج١۔

۳۵٦۔ دارقطنی ص١٦١ ج١، المحلی ص١٨٧ ج١۔

۳۵۷۔ دارقطنی ص١٤٧ — ١٤٨ ج١، نصب الرایة ص٦٠ ج١، الدرایة ص٤١ ج١، درایة ص٤٢۔

ان لوگوں پر ویل ہے جو اپنی شرمگاہوں کو چھوتے ہیں اور بغیر وضو کیے نماز پڑھ لیتے ہیں۔☆
من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عمرو بن حفص عمری کذاب ہے (احمد وابو حاتم ☆ نصب الرایہ ص۶۰ ج۱)، صحیح حدیث "من مس فرجه فليتوضأ" جو عضو کو چھوئے وہ وضو کرے ہے (ترمذی مع تحفہ ص۸۶ ج۱)۔

(۳۵۸) أني مست ذكري وأنا أصلي فقال لا بأس إنما هو جزء منك (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

میں حالت نماز میں عضو کو چھوتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔☆
ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر متروک ہے (بخاری، نسائی، دارقطنی)، اس کا استاذ قاسم بھی متروک ہے (نصب الرایہ ص۶۹ ج۱)، جعفر واضع الحدیث ہے اس نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (میزان ص۴۰۶ ج۱)۔

(۳۵۹) يا رسول الله اني احتككت في الصلوة فاصابت يدي فرجي فقال النبي ﷺ انا افعل ذلك (عصمه بن مالك رضی اللہ عنہ)

میں نماز میں کھجلاتا ہوں تو میرا ہاتھ شرمگاہ پر لگ جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسے کرتا ہوں۔
باطل ہے راوی فضل بن مختار مجہول ہے اور اس کی روایات منکر ہیں اور باطل روایتیں کرتا تھا (ابو حاتم)، اس کی روایات منکر ہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۶۹ ج۱)۔

(۳۶۰) جو لوگ عضو کے چھونے سے وضو نہ کرنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک سب سے معتبر روایت قیس بن طلق عن ابیہ کے طریق سے ہے کہ عضو جسم کا ایک حصہ ہے مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے قیس بن طلق قابل حجت نہیں بلکہ سخت کمزور ہے (ابو حاتم وابوزرعہ ☆ علل ابن ابی حاتم ص۴۸ ج۱)، بعض ائمہ نے قیس کی توثیق بھی کی ہے جس سے روایت حسن درجہ کو پہنچ جاتی ہے ایسی صورت میں یہ روایت منسوخ سمجھی جائے گی تفصیل (تحفۃ الاحوذی ص۸۶ ج۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۸۔ عبد الرزاق ص۱۱۷ ج۱ ح۴۲۵، نصب الراية ص۶۹ ج۱، ابن ماجة ح٤٨٤ مختصراً۔

۳۵۹۔ دار قطني ص ١٤٩ ج ١۔ نصب الراية ص٦٩ ج١۔

۳٦٠۔ علل الحديث ص٤٨ ج١۔ دار قطني ص ١٤٩ ج ١۔

(٣٦١) من مس صنماً فليتوضأ (بريدة بن حصيب رضی اللہ عنہ)۔

جو بت کو ہاتھ لگائے وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن حیان ضعیف ہے (مجمع ص۲۴۶ ج۱)۔

(٣٦٢) رسول اللہ ﷺ نے جبریل کا استقبال کیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر جبریل نے ہاتھ پکڑنے سے انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا آپ نے فرمایا جبریل آپ کو کس نے میرا ہاتھ پکڑنے سے روکا تھا؟ جبریل نے فرمایا آپ نے یہودی کے ہاتھ کو چھوا تھا تو میں نے ناپسند کیا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ کو چھو لے جس کے ہاتھ کو کافر نے چھوا ہے (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن ریاح کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص۲۴۶ ج۱)۔

(٣٦٣) كنا نتوضأ من الأبرص إذا مسناه (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم پھلبہری والے کو چھونے سے وضو کرتے۔☆

سخت ضعیف ہے، جابر جعفی متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(٣٦٤) خمس ينقض الوضوء الكذب: النميمة والغيبة والنظر بالشهوة واليمين الكاذبة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچ چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں جھوٹ، چغلی، غیبت، شہوت کی نظر سے دیکھنا اور جھوٹی قسم۔☆

من گھڑت ہے، روی جابان قابل حجت نہیں (ابو حاتم ☆ میزان ص۳۷۷ ج۱)، اس کے شاگرد محمد بن حجاج کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص۵۱۰ ج۳)، اور اس کا شاگرد بقیہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹ ہے (علل الحدیث ص۲۵۹ ج۱)۔

٣٦١۔ مجمع الزوائد ص٢٤٦ ج١۔

٣٦٢۔ طبراني أوسط ص٢٨٧ ج٣ ح٢٨٣٤، مجمع الزوائد ص٢٤٦ ج١۔

٣٦٣۔ طبراني أوسط ص٣٤٤ ج٦ ح٥٧٣٤، مجمع الزوائد ص٢٤٦ ج١۔

٣٦٤۔ علل الحديث ص٢٥٨ ج١، كنز العمال ص٤٩٧ ج٨، نصب الراية ص٤٨٣ ج٢۔

تیمّم

(۳۶۵) التیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمّم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے۔☆

ضعیف ہے، راوی علی بن ظبیان قوی نہیں (احادیث ضعاف ص۸۳)، یہ احادیث میں خطا کر جاتا تھا (ابن منیر)، کوئی شیٔ نہیں (یحییٰ بن سعید و ابوداؤد)، متروک ہے (ابو حاتم ونسائی)، واھی الحدیث ہے (ابوزرعہ)، اس سے احتجاج ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الرایہ ص۱۵۰ ج۱)۔

(۳۶۶) تیممنا مع النبی ﷺ ضربة لوجه والكف وضربة للذراعين إلى المرفقين (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ دو ضربوں سے تیمّم کیا ایک ضرب چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے اور دوسری ضرب بازوؤں کی کہنیوں تک کے لئے۔

(۳۶۷) ہم نے ہاتھوں کو مٹی پر مارا اور ہم نے چہرے کا تیمّم کیا پھر دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھوں کو مارا تو ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کیا (ابن عمر)۔☆

دونوں منکر ہیں، دونوں کا راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)۔

(۳۶۸) التیمم ضربة للوجه وضربة للذراعين إلى المرفقين (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمّم میں ایک ضرب چہرے کے لیے اور دوسری ضرب بازوؤں سے لے کر کہنیوں تک کے لیے۔☆

۳۶۵۔ دارقطنی ص۱۸۱ ج۱، المستدرک ص۱۷۹ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۶۲ ج۱، در منثور ص۱۶۷ ج۲، دار قطنی ص۱۸۰ ج۱، علل الحدیث ص۵۴ ج۱، بیہقی ص۲۰۷ ج۱، درایة ص۶۷، نصب الرایة ص۱۵۰ ج۱۔

۳۶۶۔ دارقطنی ص۱۸۱ ج۱، بیہقی ص۲۰۷ ج۱۔

۳۶۷۔ دارقطنی ص۱۸۱ ج۱، بیہقی ص۲۰۷ ج۱۔

۳۶۸۔ دارقطنی ص۱۸۱ ج۱، بیہقی ص۲۰۷ ج۱۔

ضعیف ہے، اصل روایت موقوف ہے مرفوع روایت کا راوی عثمان بن محمد انماطی لین ہے (التعلیق المغنی ص۱۸۲ج۱)۔

(۳۶۹) اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی حریش بن خریت میں نظر ہے (بخاری)، اس کا حال معلوم نہیں لہذا اس کی روایت معتبر نہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۱۵۱ج۱)۔

(۳۷۰) رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ پر سلام کہا گیا مگر آپ نے جواب نہ لوٹایا حتی کہ ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور چہرے کا مسح کیا پھر دیوار پر دوسری مرتبہ ہاتھ مارا اور بازؤوں کا مسح کیا اور سلام کا جواب دیا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی محمد بن ثابت عبدی کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متین نہیں (ابوحاتم)، قوی نہیں (نسائی)، اس کی روایت پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۱۵۲ج۱)، سند ضعیف ہے (درایہ ص۶۷ج۱)۔

(۳۷۱) رسول اللہ ﷺ کنواں جمل کی طرف سے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے آپ پر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب نہ لوٹایا بلکہ دیوار پر ہاتھ مارے جس سے چہرے کا مسح کیا اور پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابوجہم)۔

باطل ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک اور ناقابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)، سلیمان کی اس روایت میں اس کے دو استاذ خارجہ بن مصعب کذاب (دیکھئے نمبر ۳۰۰)، اور ابوعصمہ ہے اگر ابوعصمہ سے مراد نوح بن ابی مریم ہے تو یہ بھی کذاب ہے (دیکھئے داستان حنفیہ ص۱۸۶)۔

۳۶۹۔ الکامل ص۸٤۸ج۲، نصب الرایة ص۱۵۱ج۱، درایة ص٦۸ج۱۔

۳۷۰۔ ابوداود ح۱٦، نصب الرایة ص۱۵۲ج۱، بیهقی ص۲۱۵ج۱، دارقطنی ص۱۷۷ج۱۔

۳۷۱۔ دارقطنی ص۱۷٦ج۱، بیهقی ص۲۰٦ج۱، نصب الرایة ص۱۵۱ج۱۔

(۳۷۲) كيف امسح فضرب بكفيه الأرض رفعها لوجهه ثم ضرب ضربة أخرى فمسح ذراعيه باطنهما وظاهرهما حتى مس بيديه المرفقين (اسلع رضی اللہ عنہ)۔

میں مسح کیسے کروں تو آپ نے زمین پر اپنے ہاتھوں کو مارا اور چہرے کے لیے اٹھایا (مسح کیا) پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو بازوؤں کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا حتی کہ ہاتھوں کو کہنیوں تک لے گئے۔☆

باطل ہے، ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص۱۰۰)۔

(۳۷۳) چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم ریتلے علاقہ میں رہتے ہیں بسا اوقات ہم کئی کئی ماہ پانی نہیں پاتے، ہم میں جنبی حیض اور نفاس والی بھی ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ''تم پر زمین لازم ہے پھر آپ نے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور چہرے پر مسح کیا، پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مارے تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، اس کا راوی مثنی بن صباح سخت ضعیف ہے اس کی متابعت ابن لھیعہ نے کی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی ابراہیم بن یزید خوزی بھی ضعیف ہے (درایہ ص۶۹ ج۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد ونسائی ☆ میزان ص۳۵ ج۱)۔

(۳۷۴) تيمم على الصلوة (علی رضی اللہ عنہ) تیمم ہر نماز کے لئے۔

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطاء اور مدلس ہے (تقریب ص۶۴)، اس کا استاذ ابو اسحاق سبیعی بھی مدلس ہے اور اس کا استاذ حارث الاعور متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۳۷۵) من السنة أن لا يصلي الرجل بالتميم إلا صلوة واحدة ثم يتمم للصلوة الأخرى (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۷۲۔ دارقطني ص۱۷۹ ج۱، بيهقي ص۲۰۸ ج۱، طحاوي ص۱۱۳ ج۱، نصب الراية ص۱۵۳ ج۱۔

۳۷۳۔ مسند أحمد ص۲۷۸ ج۲، بيهقي ص۲۱٦ ج۱ مختصراً نصب الراية ص۱٥٦ ج۱، دراية ص٦۹ ج۱۔

۳۷٤۔ دارقطني ص۱۸٤ ج۱، بيهقي ص۲۲۱ ج۱، دراية ص۷۰ ج۱، نصب الراية ص۱٥۹ ج۱۔

۳۷٥۔ دارقطني ص۱۸٥ ج۱، مجمع الزوائد ص۲٦٤ ج۱، بيهقي ص۲۲۱ ج۱، نصب الراية ص۱٥۹ ج۱، دراية ص٦۹ ج۱۔

سنت یہی ہے کہ ایک تیمم سے صرف ایک نماز پڑھے پھر وہ دوسری نماز کے لیے دوبارہ تیمم کرے۔☆

باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ کوئی شئ نہیں (ابن مدینی)، ساقط ہے (جوز جانی)، متروک ہے (مسلم، ابوحاتم، احمد، دارقطنی)، اس نے حکم سے ستر حدیثیں روایت کی ہیں جن کا کچھ اصل نہیں وہ خود کہتا ہے میں نے حکم سے کچھ نہیں سنا (میزان ص۵۱۴ ج۱)، مذکورہ روایت بھی حکم سے ہے۔

(۳۷۶) لا یؤم المتیمم المتوضئین (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن بیان متروک ہے (العلل المتناھیہ ص۳۸۱)، اور یہ روایت ضعیف ہے (دارقطنی ص۱۸۵ ج۱ و بیہقی ص۲۳۴ ج۱)۔

(۳۷۷) لا یؤم المقید المطلقین ولا المتیمم المتوضین (علی رضی اللہ عنہ)۔

مقید مطلق کی اور تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج ضعیف ہے اور حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۳۷۸) إذا أجنب الرجل فی السفر تلوم ما بینه وبین آخر الوقت فإن لم یجد الماء یتیمم وصلی (علی رضی اللہ عنہ)۔

سفر میں کوئی جنبی ہو جائے تو نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرے اگر وہ پانی نہ پائے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو راوی شریک بن عبد اللہ قاضی اور ابو اسحاق مدلس ہیں اور حارث الاعور متھم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

۳۷۶۔ بیھقی ص۲۳٤ ج۱، دار قطنی ص۱۸۵ ج۱، علل المتناھیة ص۳۸۱ ج۱، کنز العمال ص۵۹۷ ج۷، علل المتناھیة ص۳۸۱ ج۱۔

۳۷۷۔ دار قطنی ص۱۸۵ ج۱۔

۳۷۸۔ دارقطنی ص۱۸٤ ج۱، نصب الرایة ص۲۰۹ ج۱

جنابت

(۳۷۹) سئل عن المنی یصیب الثوب قال إنما هو بمنزلة المخاط أو البزاق الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ سے منی کے بارہ میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے فرمایا وہ تھوک کے درجہ پر ہے تجھے یہی کافی ہے کہ اسے کپڑے سے صاف کر دے خواہ کسی تنکے سے صاف کر۔

ضعیف ہے، راوی شریک بن عبداللہ اور ان کے استاذ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی دونوں ضعیف ہیں۔

(۳۸۰) فاغسلیه إذا کان رطبا وأفرکیه إذا کان یابساً۔

جب منی تر ہو تو اسے دھو ڈال اور جب خشک ہو اسے کھرچ ڈال۔

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۸۱) ولا أقرأ حتي اغتسل۔

میں بغیر غسل کے قرآن نہیں پڑھتا۔☆

ضعیف ہے، ابن لھیعہ راوی ضعیف ہے واقدی نے اس کی متابعت کی ہے جو کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)۔

(۳۸۲) نهی أن یقرأ أحدنا القرآن وهو جنب (عبد الله بن رواحه رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔☆

ضعیف ہے، اسماعیل بن عیاش راوی نے یہ حدیث زمعہ بن صالح یمنی سے روایت کی ہے اسماعیل غیر شامیوں کی روایت میں قابل حجت نہیں اور زمعہ ضعیف ہے (تقریب ص۱۰۸)۔

۳۷۹۔ بیهقی ص۴۱۸ ج۲، مجمع الزوائد ص۲۷۹ ج۱، دار قطنی ص۱۲۴ ج۱، ضعیفة ص۳۶۰ ج۲۔

۳۸۰۔ هدایة ص۷۳ ج۱، درایة ص۹۱ ج۱۔

۳۸۱۔ دار قطنی ص۱۱۹ ج۱۔

۳۸۲۔ دار قطنی ص۱۲۰ – ۱۲۱ ج۱، کنز العمال ص۴۵۱ ج۱۳۔

(۳۸۳) لا تقرأ القرآن و أنت جنب (علی رضی اللہ عنہ)۔

حالت جنابت میں قرآن نہ پڑھ۔☆ باطل ہے۔

(۳۸۴) یہی روایت حضرت ابو موسی اشعری سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے دونوں کا راوی ایک تو حارث الاعور متھم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔ اور دوسرا راوی ابو مالک نخعی متروک ہے اور اس کا شاگرد عبد الرحمٰن بن معانی کوئی شئ نہیں (احمد)، ابن معین نے اس پر کذب کی پھبتی کسی ہے (میزان ص۵۹۵ ج۲)، بالجملہ یہ روایت جملہ طرق سے ضعیف ہے۔

(۳۸۵) لا یقرأ الحائض و لا الجنب شیئاً من القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

حیض والی اور جنبی قرآن نہ پڑھے۔☆

ضعیف ہے، اس روایت کی تین طرق ہیں ایک طریق میں اسماعیل بن عیاش نے اہل حجاز سے روایت کی ہے جو غیر حجت ہے، دوسرے طریق میں عبد الملک بن مسلمہ منکر الحدیث ہے اس نے اہل مدینہ سے بہت سی منکر حدیثیں روایت کی ہیں (میزان ص۶۶۴ ج۲)، دارقطنی ص۱۱۷ ج۱ میں فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے، تیسرا طریق عن رجل عن ابی معشر سے ہے رجل مجهول ہے اور ابومعشر نجیح سندھی ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص۳۵۷)۔

(۳۸۶) لا یقرأ الحائض و لا النفساء و لا الجنب القرآن (جابر رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

حیض اور نفاس والی اور جنبی قرآن نہ پڑھیں۔☆

موقوفاً من گھڑت ہے، راوی یحیٰی بن ابی انیسہ متروک ہے جس کی حدیث کے ترک پر اجماع ہے (میزان ص۳۶۴ ج۴)، یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے جو انتہاء درجہ کی ضعیف ہے اس کا راوی محمد بن فضل متروک اور وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (التعلیق المغنی ص۱۲۱ ج۱)۔

۳۸۳۔ مجمع الزوائد ص۲۷۶ ج۱ ص۸۵ ج۲، دار قطنی ص۱۱۹ ج۱، کنز العمال ص۶۲۱ ج۱۔

۳۸۴۔ مجمع الزوائد ص۲۷۶ ج۱، کنز العمال ص۶۲۱ ج۱۔

۳۸۵۔ دار قطنی ص۱۱۷ ج۱، حلیة الأولیاء ص۲۲ ج٤، بیهقی ص۸۹ ج۱۔

۳۸۶۔ دار قطنی ص۱۲۱ ج۱ و ص۸۷ ج۲۔

(۳۸۷) لا يمس القرآن إلا طاهر والعمرة هى الحج الأصغر (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو پاک آدمی چھوئے اور عمرہ چھوٹا حج ہے۔☆

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے، راوی نضر بن شفی مجہول ہے اور اس کے شاگرد خصیب بن جحدر پر جھوٹ کا الزام ہے اور اس کا شاگرد مسعدۃ البصری متروک ہے امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا اور اس کی روایت کو پھاڑ دیا تھا ابو حاتم فرماتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (نصب الرایہ ص۱۹۹ ج۱)۔

(۳۸۸) لا يمس القرآن إلا طاهر (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو صرف پاک چھوئے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)، بعض نے یہ حدیث سلیمان بن ارقم کے بجائے سلیمان بن داؤد سے روایت کی ہے البانی کہتے ہیں یہ خطأ ہے عمرو بن حزم کی اصل روایت مرسل ہے اور یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۱۵۸ ج۱)۔

(۳۸۹) مذکورہ روایت حکیم بن حزام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی مطر الوراق صدوق کثیر الخطاء ہے (تقریب ص۳۳۸)، اور اس کا شاگرد ابو حاتم سوید بن ابراہیم ضعیف ہے (نسائی)، قوی نہیں (ابوزرعہ)، صدوق سیئ الحفظ ہے جس کی بہت سی غلطیاں ہیں (تقریب ص۱۴۰)، یہ حدیث ضعیف ہے (نووی ☆ ارواء الغلیل ص۱۵۹ ج۱)۔

۳۸۷۔ نصب الراية ص۱۹۹ ج۱۔

۳۸۸۔ بيهقي ص۸۸ ص۳۰۹ ج۱ ص۸۹ ج٤، طبراني ص۲٤۲ ج۱۲، مجمع الزوائد ص۲۷٦ ج۱، در منثور ص۳٤۳ ج۱، ص۱٦۲ ج٦، دار قطني ص۱۲۱ ج۱، مصنف عبد الرزاق ص۳٤۱ ج۱، أرواء الغليل ص۱۵۸ ص۱٦۱ ج۱، كنز العمال ص٦۱۵ ج۱، نصب الراية ص۱۹٦ ص۱۹۸ ج۱، ص۳٤۱ ج۲۔

۳۸۸۔ دارقطني ص۱۲۲ ج۱۔

۳۸۹۔ طبراني كبير ص۲۰۵ ج۳ ح۳۱۳۵، طبراني أوسط ص۱۸۲ ج٤ ح۳۳۲۵، دار قطني ص۱۲۲ ج۱، المستدرك ص٤۸۵ ج۳، أرواء ص۱۸۵ ج۱۔

(۳۹۰) اور عثمان بن ابی العاص سے بھی منقول ہے اس کا راوی اسماعیل بن رافع ضعیف ہے (تقریب ص۳۴)، ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کو ابن ابی داؤد نے مصحف میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے اور طبرانی نے الکبیر میں اور اس کی سند میں غیر معروف راوی ہے (ارواء الغلیل ص۱۶۰ ج۱)۔

(۳۹۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کی مشہور روایت میں ہے کہ ان کی ہمشیرہ نے فرمایا تو ناپاک ہے اور قرآن کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں (انس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی قاسم بن عثمان قوی نہیں (دارقطنی)، اس کی احادیث پر متابعت نہیں (بخاری)، اس نے حضرت عمر کے ایمان کے قصہ میں سخت منکر حدیث روایت کی ہے (میزان ص۳۷۵ ج۳)۔

(۳۹۲) ليس على الماء ولا على الأرض ولا على الثوب جنابة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

پانی، زمین اور کپڑے پر جنابت نہیں ہے۔☆

مرفوعاً ثابت نہیں، راوی جعفر بن محمد بن عیسی عسکری قوی نہیں (احادیث ضعاف ص۶۴)۔

(۳۹۳) ليس في الاكسال إلا الطهور (أبي بن كعب رضی اللہ عنہ)۔

سستی (عدم انزال) میں صرف وضو ہے۔☆

اس متن سے غیر صحیح ہے، راوی محمد بن احمد المقری کی روایات میں لوگوں نے کلام کیا ہے دارقطنی نے اس کی بری ثناء کی ہے (میزان ص۴۶۲ ج۳)، اصل حدیث مندرجہ ذیل متن کے ساتھ ہے:۔

عن الرجل يصيب من المرأة ثم يكسل فقال يغسل ما أصابه من المرأة ثم يتوضأ ويصلي (مسلم ص ١٦٥ ج ١)۔

وہ آدمی جو بیوی سے صحبت کرتا ہے اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ اسکو دھوئے جو بیوی سے پانی وغیرہ لگا ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔

۳۹۰۔ طبراني ص٤٤ ج٩ ح٧٣٣٦، مجمع ص٢٧٧ ج١، أرواء ص١٦٠ ج١۔

۳۹۱۔ دارقطني ص١٢٣ ج١، ميزان الاعتدال ص٣٧٥ ج٣، اشارة، أحاديث ضعاف ٦٤۔

۳۹۲۔ دارقطني ص١١٣ ج١، أحاديث ضعاف ص٦٤۔

۳۹۳۔ ابن أبي شيبة ص٩٠ ج١، طحاوي ص٥٤ ج١۔

(٣٩٤) إذا اغتسل من الجنابة بدأ فتوضأ وضوئه للصلوة وغسل فرجه وقلميه (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ جب جنابت کا غسل کرتے تو وضو کرتے اور شرمگاہ اور پاؤں کو دھوتے۔☆

منقطع ہے، راوی شعبی کی حضرت عائشہ سے روایت مرسل (منقطع) ہے (کتاب المراسیل ص ۱۵۹)۔

(٣٩٥) المضمضة والاستنشاق فرضان فی الجنابة سنتان فی الوضوء۔

کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنابت میں فرض ہیں اور وضو میں سنت۔☆

حدیث رسول ﷺ نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(٣٩٦) المضمضة والاستنشاق للجنب ثلاثاً فريضة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تین مرتبہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنبی کے لیے فرض ہے۔☆

باطل ہے، راوی برکۃ بن محمد کذاب ہے (درایہ ص ۴۷ ج ۱)، من گھڑت روایتیں کرتا تھا (حاکم)، حدیثیں وضع کرتا تھا اور یہ روایت باطل ہے (نصب الرایہ ص ۷۸ ج ۱ ودارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱)۔

(٣٩٧) من نسى المضمضة والاستنشاق ولا يعيد إلا أن يكون جنبا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے وہ دوبارہ نہ لوٹائے مگر یہ کہ وہ جنبی ہو۔☆

ضعیف ہے۔☆ اس کی راویہ عائشہ بنت عجرد قابل حجت نہیں (دارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱)، عائشہ اور اس کا شاگرد عثمان بن راشد دونوں ضعیف مجہول ہیں (تعلیق بر درایہ ص ۴۷ ج ۱)، عثمان کی متابعت حجاج بن ارطاۃ نے کی ہے یہ بھی ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص ۴۵۸ ج ۱ وتقریب ص ۶۴)۔

(٣٩٨) يكفيك إذا بلغ الماء أصول شعرك۔

تجھے کافی ہے جب پانی تیرے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔☆

٣٩٤۔ مجمع الزوائد ص٢٧٥ ج١، طبراني كبير ص٢١٧ ج٣.

٣٩٥۔ هداية ص٣٠ ج١، نصب الراية ص٧٨ ج١، دراية ص٤٧ ج١۔

٣٩٦۔ دارقطنى ص١١٥ ج١، نصب الراية ص٧٨ ج١، هداية ص٤٧ ج١، أحاديث ضعاف ص٦٤۔

٣٩٧۔ دارقطنى ص١١٥ ج١، أحاديث ضعاف ص٦٤۔

٣٩٨۔ هداية ص٣١ ج١، نصب الراية ص٨٠ ج١، دراية ص٤٨ ج١۔

ان الفاظ سے حدیث نہیں، صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۹۹) من ترك موضع شعرة من جنابة لم يصبها الماء فعل الله به كذا و كذا من النار (علی رضی اللہ عنہ)۔

جس کا غسل جنابت میں ایک بال بھی خشک رہ جائے کہ اس تک پانی نہ پہنچے تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے ایسے کیا جائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص۲۳۹)۔

(٤٠٠) تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وانقوا البشر (أبوهريرة)۔

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تم بالوں کو دھوو اور جلد کو صاف کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی حارث بن وجیہ سخت ضعیف ہے (ابن حجر)، اس کی حدیث منکر ہے اور وہ سخت ضعیف ہے (ابوداؤد ص۳۳ ج۱)۔

(٤٠١) ليس منا من توضأ بعد الغسل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں۔☆ راوی عمر العبدی ضعیف ہے (تقریب ص۲۵۲)۔

(٤٠٢) نسخ الغسل من الجنابة كل غسل (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۹۹۔ مسند أحمد ص٩٤ ص١٠١ ص١٣٣ ج١، كامل ابن عدى ص٢٠٠٢ ج٥، دارمى ص١٥٧ ج١، الضعيفة ص٣٣٢ ج٢، أرواء الغليل ص١٦٦ ج١، ابن ماجة ح٥٩٩ باب تحت كل شعرة جنابة، أبو داؤد ح٢٤٩ باب فى الغسل من الجنابة۔

٤٠٠۔ ابو داؤد ح٢٤٨ باب فى الغسل الجنابة، بيهقى ص١٧٥ ج١، شرح السنة ص١٨ ج٢، علل المتناهية ص٤٧٥ ج١، حلية الأولياء ص٣٨٨ ج٢، مصنف عبد الرزاق ص٢٦٢ ج١، كشف الخفاء ص٢٩٨ ج١۔

٤٠١۔ طبرانى كبير ص٢٨٦ ج١١، طبرانى أوسط ص٥١ ج١ ح٣٠٦٥، طبرانى صغير مع الروض الدانى ص١٨٦ ج١ ح٢٩٤، مجمع ص٢٧٣ ج١۔

٤٠٢۔ بيهقى ص٢٦٢ ج٩، دار قطنى ص٢٧٩ ص٢٨٠ ج٤۔

غسل جنابت نے تمام غسل منسوخ کر دیے ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی میتب بن شریک متروک ہے (دارقطنی ص۲۸۰ ج۴)۔

(۴۰۳) دیلمی نے یہی روایت حضرت انس سے نقل کی ہے راقم کو اس کی سند معلوم نہیں ہوئی۔

باب الحیض والنفاس

(٤٠٤) أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

کنواری لڑکی اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔☆

باطل ہے، راوی عبد الملک اور اس کا استاذ علاء بن کثیر دونوں ضعیف ہیں اور مکحول کا حضرت ابو امامہ سے سماع نہیں ہے (دارقطنی ص۲۱۸ ج۱)، علاء ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۱۸۲ ج۲)۔

اس روایت کی ایک سند اور بھی ہے، جس میں ابوداؤد نخعی معروف کذاب ہے، عام ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۱۷ ج۲ ونصب الرایہ ص۱۹۱ ج۱)۔

(٤٠٥) أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (واثله رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے۔☆

٤٠٣۔ ديلمی ص٣٩ ج٥ ح ٧١١١۔

٤٠٤۔ دارقطنی ص٢١٨ ج١، مجمع الزوائد ص٢٨٠ ج١، نصب الراية ص١٩١ ج١، علل المتناهية ص٣٨٤ ج١، تاريخ بغداد ص٢٠ ج٩، أحاديث ضعاف ص٩٣، طبرانی ص١٢٩ ج٨ ح ٧٥٨٦، أوسط ص٣٥٦ ج١ ح٦٠٣، دراية ص٨٤ ج١۔

٤٠٥۔ دارقطنی ص٢١٩ ج١، أحاديث ضعاف ص٩٤، العلل المتناهية ص٣٨٥ ج١، نصب الراية ص١٩١ ج١، دراية ص٨٤ ج١۔

منکر ہے، راوی حماد بن منہال بصری مجہول ہے اور اس کا شاگرد محمد بن احمد بن انس شامی ضعیف ہے (دارقطنی ص۲۱۹ ج۱)، نیز حماد کے استاذ محمد بن راشد کی منکر روایتیں بڑی تعداد کے ساتھ ہیں جس سے وہ ترک کا مستحق ہو گیا ہے (کتاب المجروحین ص۲۵۳ ج۲)، چوتھی وجہ امام مکحول کا حضرت واثلہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص۲۱۳)۔

(٤٠٦) لا حيض دون ثلاثة أيام ولا فوق عشرة (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں۔☆

غیر محفوظ ہے، راوی محمد بن سعید شامی حدیثیں وضع کرتا تھا (ثوری، ابن معین وبخاری، نصب الرایہ ص۱۹۲ ج۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی محمد بن حسن صدفی مجہول بالنقل ہے اور اس کی روایت غیر محفوظ ہے (عقیلی ص۵۱ ج۴)۔

(٤٠٧) أقل الحيض ثلاث وأكثر عشر وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوما (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے اور دو حیضوں میں کم از کم وقفہ پندرہ دن ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو داؤد نخعی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۴۵۱)۔

(٤٠٨) أكثر الحيض عشر وأقله ثلاث (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

حیض کی انتہائی مدت دس دن اور کم مدت تین دن ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان احمد اور ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے (نصب الرایہ ص۱۹۳ ج۱)۔

٤٠٦۔ نصب الراية ص١٩٢ج١، عقيلى ص٥١ج٤، الكامل ص٢١٥٢ج٦، العلل المتناهية ص٣٨٣ج١، دراية ص٨٤ج١۔

٤٠٧۔ العلل المتناهية ص٣٨٤ج١، تاريخ بغداد ص٢٠ج٩ نصب الراية ص١٩٢ج١، دراية ص٨٤ج١۔

٤٠٨۔ كتاب المجروحين ص٢٤٥ج١، نصب الراية ص١٩٢ج١۔

(٤٠٩) الحيض ثلاثة أيام إلى تسعة وعشرة فإذا جاوزت فهي مستحاضة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی مدت تین دن سے لے کر انیس دن تک ہے جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ مستحاضہ ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی حسن بن دینار کی بہت سے علماء نے تکذیب کی ہے جن میں امام شعبہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، دوسرا راوی حسن بن شبیب ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، اور یہ حدیث جلد بن ایوب عن معاویہ بن قرۃ عن انس کے طریق سے موقوف مشہور ہے، اسماعیل بن علیہ اس پر کذب کا الزام لگاتے تھے، امام احمد کہتے تھے اس کی حدیث کا کوئی وزن نہیں، دارقطنی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے (العلل المتناہیہ ص۳۸۴ ج۱)۔

(٤١٠) تمكث احداكن شطر دهرها لا تصلي۔

تم نصف زمانہ نماز نہیں پڑھتی ہو (نصف ماہ حیض میں گزر جاتا ہے)۔☆

من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود نہیں۔

(٤١١) إذا اغتسلت المرأة من حيضها نقضت رأسها وغسلته بخطمي واشنان فإذا اغتسلت من الجنابة صبت على رأسها الماء ثم عصرته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب حیض سے غسل کرے وہ اپنے بال کھولے اور خطمی اور اشنان کے ساتھ دھوئے اور جب جنابت سے غسل کرے تو وہ سر پر پانی بہائے پھر اسے نچوڑ دے۔☆

ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (درایہ ص۴۲ ج۱)۔

(٤١٢) لا نفاس دون أسبوعين ولا فوق أربعين يوما (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

٤٠٩۔ الكامل ص٧١٥ ج٢، نصب الراية ص١٩٣ ج١، دراية ص٩٥ ج١، العلل المتناهية ص٣٨٤ ج١، كتاب المجروحين ص٢٤٥ ج١۔

٤١٠۔ المقاصد الحسنه ص ٣١٨ كشف الخفاء ص ١٦٤ ج ١ التلخيص ص ١٦٢ ج ١ لدر المنشر ص ٦٤ موضوعات كبير ص ٥٦

٤١١۔ بيهقي ص١٨٢ ج١، نصب الراية ص٨٠ ج١، دراية ص٨٤ ج١، الضعيفة ص٩٣٧ ج٢۔

٤١٢۔ الكامل ص٢١٥٢ ج٦، نصب الراية ص١٩٢ ج١۔

نفاس دو ہفتوں سے کم اور چالیس دن سے زیادہ نہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن سعید شامی کذاب ہے، واضع الحدیث ہے (میزان ص۵۶۲ ج۳)۔

(٤١٣) وقت للنفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلك (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نفاس والی عورتوں کے لئے چالیس دن کی مدت مقرر کی مگر یہ کہ وہ اس سے پہلے طہر والی ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی سلام بن سلیم ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۰۵ ج۱)، متروک ہے (المغنی فی الضعفاء ۲۷۰)۔

٤١٣۔ دارقطنی ص ۲۲۰ ج ۱، ابن ماجة ح ٦٤٩، نصب الراية ص ۲۰۵ ج ۱، دراية ص ۹۰۔

۷- کتاب الصلوۃ

فضائل نماز

(٤١٤) إن أول ما افترض الله على الناس من دينهم الصلوة وآخر ما يبقى الصلوة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

"اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر دین میں سے سب سے پہلے نماز فرض کی ہے اور سب سے آخر میں بھی نماز رہ جائے گی۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔

(٤١٥) لا سهم في الإسلام لمن لا صلوة له (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص ۲۹۲ ج ۱)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متروک منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دارقطنی)، متروک ہے (احمد)، محدثین نے اس کو چھوڑ دیا تھا (بخاری)، ایک مجلس میں اس کا جھوٹ مجھ پر واضح ہوا تھا (یحییٰ بن سعید☆ میزان ص ۴۲۹ ج ۲)۔

(٤١٦) لا دين لمن لا صلوة له إنما موضع الصلوة في الدين كموضع الرأس من الجسد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤١٤۔ ترغيب الترهيب ص٢٤١ج١، در منثور ص٢٩٥ج١، مجمع الزوائد ص٢٨٨ج١، أبويعلى ح٤١١٠۔

٤١٥۔ مجمع الزوائد ص٢٩٢ج١، در منثور ص٢٩٥ج١، ترغيب الترهيب ص٣٨٠ج١، كامل ابن عدى ص١١٩٠ج٣ ص١٤٨٠ج٤، كنز العمال ص٣٢٧ج٧، بزار۔

٤١٦۔ مجمع الزوائد ص٢٩٢ج١، ترغيب الترهيب ص٣٨١ج١، در منثور ص٢٩٥ج١، طبراني أوسط ص١٥٤، طبراني صغير ص١١٣ج١۔

اس کا دین نہیں جس کی نماز نہیں، نماز کا دین میں مقام ایسے ہے جیسا کہ جسم میں سر کا۔☆
ضعیف ہے، ایک راوی احمد بن محمد ابو علی المعدل نامعلوم ہے اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (میزان ص۱۸۰ ج۴)۔

(٤١٧) علم الإسلام الصلوة فمن فرغ لها قبله وحافظ عليها بحدودها ووقتها وسنتها فهو مومن (أبو سعيد)۔

اسلام کی علامت نماز ہے جو اپنے دل کو نماز کے لئے فارغ کرے اور اس کی حدود، وقت اور سنت کی حفاظت کرے وہ ایماندار ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی ابو یحییٰ قتات قوی نہیں (نسائی ☆ المغنی فی الضعفاء ص۳۷۹ ج۲)، لین الحدیث ہے (تقریب ص۴۳۲)، اس میں دوسرا راوی محمد بن جعفر المدائنی میں اس سے کبھی روایت بیان نہیں کروں گا اور ایک بار فرمایا کوئی حرج نہیں (احمد)، قابل حجت نہیں (ابوحاتم ☆ المغنی فی الضعفاء ص۵۶۲ ج۲)، دوسری سند میں طریف بن شہاب راوی ضعیف ہے (تقریب ص۱۵۶)، روایت سخت غریب ہے (تاریخ بغداد ص۱۰۹ ج۱۱)۔

(٤١٨) ما من إنسان صلى في بيت مظلمة ركعتين بركوع قام وسجود قام إلا وجبت له الجنة بلا حساب ولا عقاب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص گھر کی تاریکی میں مکمل رکوع اور سجدہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اس کے لئے جنت بغیر حساب اور بغیر عذاب کے واجب ہو جاتی ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٤١٩) ثلاث من حفظهن فهو ولي حقا ومن ضيعهن فهو عدو حقاً الصلوة

٤١٧۔ كنز العمال ص٢٧٩ج١، تاريخ بغداد ص١٠٩ج١١، الكامل ص١٤٣٧ج٤، مسند أحمد ص٣٠٢ج٢، ص٣٧٦ج٥۔

٤١٨۔ ديلمي ص٣٣٤ج٤ ح ٦٥١٠۔

٤١٩۔ كنز العمال ص٨٣٩ج١٥، مجمع الزوائد ص٢٩٣ج١، درمنثور ص٢٩٥ج١، طبراني أوسط ص٤٤٤ج٩۔

والصیام والجنابة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز، روزہ، اور جنابت کی حفاظت کی وہ بلا شبہ دوست ہے اور جس نے ان تینوں کو ضائع کر دیا وہ بلا شبہ دشمن ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن عدی ضعیف ہے (مجمع ص۲۹۳ ج۱)، متروک الحدیث ہے (ابن معین وابو حاتم ☆ میزان ص۶۲ ج۳)۔

(٤٢٠) مثل الصلوة الخمس كمثل نهر عذب جار على باب أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات ما يبقى عليه من درنه شئى (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچوں نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی نہر کی ہے جو کسی ایک کے دروازہ کے پاس سے بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہائے کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گی۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی داؤد بن زبرقان ضعیف ہے (مجمع ص۲۹۸ ج۱)۔

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں راوی زائدہ بن ابی الرفاد منکر الحدیث ہے (تقریب ص۱۰۵)، صحیح بخاری ص۷۶ ج۱، میں یہ حدیث مختلف متن سے ہے۔

(٤٢١) إن هذه الصلوة الخمس الحقائق كفارات لما بينها من الذنوب ما أجتنت الكبائر (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

یہ پانچوں نمازیں دراصل اپنے درمیان میں گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی صالح بن موسی منکر الحدیث ہے (مجمع ص۲۹۹ ج۱)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس کا راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص۳۲۷ ج۲)۔

(٤٢٢) إن الصلوة المكتوبة تكفر ما قبلها إلى الصلوة الأخرى (أبو أمامة)۔

٤٢٠۔ طبرانی کبیر ص۱٦٤ ج۸، مجمع الزوائد ص۳۰۰ وص۲۹۸ ج۱، أبویعلی ص۱۱۰ ج٤ ح۳۹۷٥۔

٤٢١۔ مجمع الزوائد ص۲۹۸ ج۱۔

٤٢٢۔ طبرانی کبیر ص۲٦۱ ج۸ ح۸۰۱٦، مجمع الزوائد ص۳۰۰ ج۱، طبرانی کبیر۔

فرضی نماز دوسری فرضی نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی مفضل بن صدقہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص۳۰۰ ج۱)۔

(٤٢٣) إن العبد إذا قام يصلي جمعت ذنوبه على رقبته فإذا ركع تفرقت (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب رکوع کرتا ہے تو بکھر جاتے ہیں۔☆

باطل ہے، راوی مروان بن سالم منکر الحدیث ہے (بخاری، مسلم، ابوحاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابوعروبہ حرانی ☆ میزان ص۹۱ ج۳)۔

(٤٢٤) من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر لم تزده صلوته من الله إلا بُعدا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

نماز جس کو بے حیائی اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز نمازی کو اللہ سے زیادہ دور کر دیتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے جس کی روایات ترک کر دی گئی ہیں (تقریب ص۲۸۷)، یہی روایت صحیح سند کے ساتھ حسن بصری سے مرسل ہے۔

(٤٢٥) ركعتان من رجل ورع أفضل من ألف ركعة من مخلط (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پرہیزگار آدمی کی دو رکعت نماز مخلط (جس کی نیکیاں اور گناہ ملے جلے ہوں) کی ہزار رکعت سے بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی یونس بن عبید کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ذہبی فرماتے ہیں نا معلوم ہے (المغنی فی الضعفاء ص۷۶۶ ج۲)۔

(٤٢٦) حافظوا على أبنائكم في الصلوة وعوّدوهم الخير (ابن مسعود)۔

٤٢٣۔ طبرانی أوسط ص١٥٤ ج٨، مجمع الزوائد ص٣٠١ ج١، در منثور ص٣٥٥ ج٣۔

٤٢٤۔ طبرانی کبیر ص٤٦ ج١١، مجمع الزوائد ص٢٥٨ ج٢۔

٤٢٥۔ تاریخ اصفهان ص٢١٢ ج١، اتحاف ص٥٩ ج١٠۔

٤٢٦۔ طبرانی کبیر ص٢٣٦ ج٩ ح٩١٥٥، مجمع الزوائد ص٢٩٥ ج١، درمنثور ص٣٠٠ ج١۔

تم بچوں کی نمازوں کی حفاظت کرو اور انکو بھلائی کا عادی بناؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص۳۲۷ ج۲)۔

(٤٢٧) مروهم بالصلوة بسبع واضربوا عليها لثلاث عشرة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں نماز کی خاطر انہیں مارو۔☆

منکر ہے، راوی داؤد بن محبر ذاهب الحدیث غیر ثقہ ہے، دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان ص۲۰ ج۲)، صحیح حدیث تیرہ کے بجائے دس سال والی ہے۔

(٤٢٨) نهى عن قتل المصلين أو ضربهم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نمازیوں کو قتل کرنے یا مارنے سے منع فرمایا ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی عامر بن یساف منکر الحدیث ہے اور دوسری سند میں راوی موسیٰ بن عبیدہ متروک ہے (مجمع الزوائد ص۲۹۲ ج۱)۔

محافظت

(٤٢٩) يا عائشة حافظي على الصلوات فإنها أفضل البر (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

عائشہ نمازوں کی حفاظت کر بلا شبہ یہ افضل نیکی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن یحییٰ بن یساف ضعیف ہے (مجمع ص۲۵۲ ج۱)۔

(۴۳۰) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سردی کی ایک رات فجر کی اذان کہی تو کوئی نمازی نہ آیا پھر دوبارہ اذان کہی تو تب بھی کوئی نمازی نہ آیا پھر تیسری مرتبہ اذان کہی تو پھر بھی کوئی نمازی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آج نمازیوں کو کیا ہوگیا ہے؟ میں نے کہا سردی نے روک دیئے ہیں، آپ نے دعا فرمائی تو اللہ

٤٢٧۔ مجمع الزوائد ص٢٩٤ ج١، در منثور ص٣٠٠ ج١، دار قطني ص٢٣١ ج١، كنز العمال ص٤٤٢ ج١٦، كشف الخفاء ص٢٠٣ ج٢۔

٤٢٨۔ مجمع الزوائد ص٢٩٤ ج١، أبويعلى ص١٦٣ ج٤ ح٤١٢٩۔

٤٢٩۔ مجمع الزوائد ص٣٠٢ ج١، طبراني أوسط ص١٥ ج٥ ح٤٠٨٩۔

٤٣٠۔ طبراني كبير ص٣٩١ ج١ ح١٠٦٦، مجمع الزوائد ص٤١ ج٢۔

تعالیٰ نے سردی روک دی میں نے دیکھا لوگ صبح کے وقت گرمی میں چل کر آ رہے ہیں (بلال رضی اللہ عنہ)۔
سخت ضعیف ہے، ایوب بن یسار راوی متروک ہے (مجمع الزوائد ص۱۴۱ ج۲)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، غیر ثقہ ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن مدینی)، ثقہ نہیں (سعدی ☆ میزان ص۲۸۹ ج۱)۔

(۴۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گذرے تو پاؤں کے ساتھ اسے حرکت دی حتی کہ وہ بیدار ہو گیا اسے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت جھانکتا ہے اور ایک جماعت کو اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرتا ہے (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔
سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے سند ضعیف ہے (مجمع ص۳۱۸ ج۱)۔

(٤٣٢) نومة الصبح تورث الفقر۔
صبح کی نیند فقر کو وارث بناتی ہے۔☆ حدیث رسول نہیں کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(۴۳۳) صلوۃ وسطی ظہر ہے (اسامہ بن ثابت رضی اللہ عنہ)، منقطع ہے اس کے راوی زبرقان کا حضرت اسامہ سے سماع نہیں۔

(٤٣٤) كنا نتحدث انها الصلوة التي وجه فيها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الى القبلة الظهر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)
ہم بیان کرتے تھے نماز وسطی سے مراد ظہر ہے اس نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔☆
سخت ضعیف ہے راوی احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین ضعیف ہے بلکہ احمد بن صالح اور بعض دیگر محدثین کے نزدیک کذاب ہے (الکامل ص۲۰۱ ج۱)

(٤٣٥) أفضل الصلوة المغرب (عائشة رضی اللہ عنہا)۔
مغرب کی نماز سب سے بہتر ہے۔☆

٤٣١۔ مجمع الزوائد ص٤١٨ ج١۔
٤٣٢۔ الطب النبوی للذهبی ص١٥ كما فی موسوعة أطراف الحديث۔
٤٣٣۔ ابن كثير ص٤٣٥ ج١۔
٤٣٤۔ طبرانی الاوسط ص ١٨٢ ج ١ ح ٢٤٢
٤٣٥۔ طبرانی أوسط ص٢٣٠ ج٧، مجمع الزوائد ص٣٠٩ ج١، الدر منثور ص٣٠٠ ج١، مجمع البحرين ص١٥٩ ج٢ ح٨٨٠۔

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ ضعیف ہے (مجمع ص۳۰۱۹ ج۱)۔

(٤٣٦) إذا رقد المرء قبل أن يصلي العتمة وقف عليه ملكان يوقظانه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب بندہ عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہو کر اسے بیدار کرتے ہیں۔☆

امام شوکانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (الفوائد المجموعہ ص۱۶)۔

(٤٣٧) من صلى العشاء في جماعة فقد أخذ بحظه من ليلة القدر (أبو أمامة)۔

جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔☆

ضعیف غیر محفوظ ہے، راوی مسلمہ بن علی ضعیف ہے (مجمع ص۴۰ ج۲)، ثقہ نہیں (دحیم)، متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی عام روایات محفوظ نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۱۰۹ ج۴)۔

(٤٣٨) من صلى العشاء في جماعة وصلى أربع ركعات قبل أن يخرج من المسجد كان كعدل ليلة القدر (ابن عمر)۔

جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کا ثواب لیلۃ القدر کی طرح ہے۔☆

اس کی سند میں ضعیف راوی ہے (مجمع الزوائد ص۴۰ ج۱)۔

(٤٣٩) لو يعلم الناس ما في شهود العتمة ليلة الأربعاء لأتوها ولو حبواً (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اگر لوگوں کو علم ہو کہ بدھ کے روز عشاء کی نماز میں کتنی فضیلت ہے تو یہ ضرور حاضر ہوں خواہ گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زکریا بن منظور ضعیف ہے (مجمع ص۴۰ ج۲)، ثقہ نہیں (ابن معین)،

٤٣٦۔ تاريخ بغداد ص٢٢٦ ج١٤، الكامل ص٢٦٠٦ ج٧، فوائد المجموعة ص١٦، تنزيه الشريعة ص٨٠ ج٢۔

٤٣٧۔ طبراني كبير ص١٧٩ ج٨، مجمع الزوائد ص٤٠ ج٢، مسند الشاميين (٨٨٩)۔

٤٣٨۔ طبراني أوسط ص١١٤ ج٦ ح٥٢٣٥، مجمع الزوائد ص٤٠ وص٢٣١ ج٢۔

٤٣٩۔ طبراني أوسط ص٤٤٨ ج١ ح٨٠٩، مجمع الزوائد ص٤٠ ج٢، كنز العمال ص٤٠٠ ج٧، مجمع البحرين ص٢٩ ج٢ ح٦٥٥۔

متروک ہے (دارقطنی میزان ص۵۷ ج۲)۔

اوقات نماز

(٤٤٠) لا تؤخر الصلوة لطعام ولا لغيره (جابر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کو کھانے وغیرہ کی وجہ سے لیٹ نہ کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن میمون کوئی مختلف فیہ ہے، ابن معین فرماتے ہیں ثقہ ہے، ابو حاتم ودارقطنی فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں، ابوزرعہ فرماتے ہیں لین ہے، بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے، ابن حبان فرماتے ہیں سخت منکر الحدیث نا قابل احتجاج ہے (عون المعبود ص۴۰۴ ج۳)۔

(٤٤١) إن للصلوة أولا وآخراً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا اول اور آخر وقت ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کو محمد بن فضیل نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، امام بخاری فرماتے ہیں محمد بن فضیل نے خطا کی ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے، اعمش سے ان کے شاگردوں نے اس کو مجاہد کا قول نقل کیا ہے، ابن جوزی اور ابن قطان نے اس کے مسند ہونے کو بھی تسلیم کیا ہے، لیکن متقدمین نے اس کو خطاء قرار دیا ہے، دارقطنی فرماتے ہیں کہ مسنداً صحیح نہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے (نصب الرایہ ص۲۳۱ ج۱ ودارقطنی ص۲۶۲ ج۱)۔

(٤٤٢) إن للصلوة وقتا كوقت الحج (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا بھی حج کی طرح وقت مقرر ہے۔☆

٤٤٠۔ ابوداؤد ح٣٧٥٨ باب إذا حضر الصلوة والعشاء، كنز العمال ص٥٢١ ج٢۔

٤٤١۔ مسند أحمد ص٢٣٢ ج٢، بيهقي ص٣٧١ ج١، كنز العمال ص٣٥٨ ج٧، ترمذی ح١٥١ ں باب منه، معاني الآثار ص١٤٩ ج ص١٥٠ ص١٥٦ ج١، تمهيد ص٨٧ ج٨، در منثور ص٢١٥ ج٢، دار قطنی ص٢٦٢ ج١، عقيلي ص١١٩ ج٤، ابن أبي شيبة ص٣١٧ ج١، صحيحة ص٢٧٢ ج٤، نصب الراية ص٢٣١ ج١۔

٤٤٢۔ طبراني كبير ص٢٧٥ ج٩ ح٩٣٧٥، مجمع الزوائد ص٣٠٥ ج١۔

منقطع ہے قتادہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا (مجمع الزوائد ص ۳۰۵ ج ۱)۔

(٤٤٣) عجلوا الصلواۃ قبل الفوت۔

جلدی کرو نماز پڑھنے کو اس کے وقت کے گزر جانے سے پہلے۔☆

صغانی کہتے ہیں موضوع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۰۲ ج ۱)۔

(٤٤٤) الوقت الأول من الصلوۃ رضوان الله والوقت الآخر عفو (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا اول وقت اللہ کی رضا اور آخری وقت معافی اور درگزر ہے۔☆

باطل ہے، راوی یعقوب بن ولید متروک ہے (احادیث ضعاف ص ۱۱۰)، امام احمد اور دیگر حفاظ نے اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو وضع کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ روایت اس سند کے ساتھ باطل ہے (بیہقی ص ۴۳۵ ج ۱)۔

(۴۴۵) مذکورہ روایت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبید بن قاسم متروک ہے (احادیث ضعاف ص ۱۱۰)، کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو داؤد وصالح جزرہ ☆ میزان ص ۲۱ ج ۳)، دوسرا راوی حسین بن حمید بن ربیع کذاب ہے (التعلیق المغنی ص ۲۵۰ ج ۱)۔

(۴۴۶) اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں وسط الوقت رحمۃ اللہ کے الفاظ بھی ہیں اس کا راوی ابراہیم بن زکریا من اہل عبدسی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص ۱۱۱)، اس کی حدیث منکر ہے (ابوحاتم)، اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں (التعلیق المغنی ص ۲۵۰ ج ۱)۔

٤٤٣۔ ضعیفة ص۱۰۲ ج۱، صغانی ص٥۔

٤٤٤۔ ترمذی ح۱۷۲ باب ما جاء فی الوقت الأول من الفضل، دارقطنی ص۲٤۹ ج۱، ترغیب الترهیب ص۲٥٦ ج۱، شرح السنة ص۱۹۰ ج۲، أرواء الغلیل ص۲۳۷ ج۱، العلل المتناهیة ص۳۹۰ ج۱، کنز العمال ص۳٦۰ ج۷، ص٤۱۳ ج۷، کشف الخفاء ص۳٤۲ ج۲، بیهقی ص٤۳٥ ج۱، المستدرك ص۱۸۹ ج۱، کتاب المجروحین ص۱۳۸ ج۳۔

٤٤٥۔ دار قطنی ص۲٤۹ ج۱، بیهقی ص٤۳٦ ج۱۔

٤٤٦۔ بیهقی ص٤۳٥ ج۱، دارقطنی ص۲٥۰ ج۱۔

٤٤٧۔ مجمع الزوائد ص۳۰۳ ج۱، طبرانی کبیر ص۳۷۰ ج۱۷ ح۱۰۱۳۔

(٤٤٧) إن أحدكم ليصلي الصلوة لوقتها وقد ترك من الوقت الأول ما هو خير له من أهله وماله۔

نمازی نماز تو وقت پر ادا کرتا ہے مگر وہ اول وقت کو چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اول وقت اس کے لئے اہل اور مال سے بھی بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن فضیل مخزومی ضعیف ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (محدثین کی ایک جماعت اور نسائی ☆ میزان ص۵۲ ج۱)۔

(٤٤٨) ما صلى رسول الله ﷺ الصلوة لوقتها الآخر إلا مرتين حتى قبضه الله (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں سوائے دو مرتبہ کے ادا نہیں کی حتی کہ آپ فوت ہو گئے۔☆

ضعیف ہے، راوی اسحاق بن عمر مجہول ہے (احادیث ضعاف ص۱۰۹)، اس نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا (بیہقی ص۴۳۵ ج۱)۔

(۴۴۹) اس روایت کی دو سندیں اور بھی ہیں ایک سند میں واقدی کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)، اور دوسری سند میں معلّٰی بن عبد الرحمٰن متروک الحدیث ہے (ابوحاتم)، کذاب ہے (دارقطنی) حدیثیں وضع کرتا تھا (التعلیق المغنی ص۲۴۹ ج۱)۔

اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے فضائل علی میں ستر (۷۰) حدیثیں وضع کی ہیں۔

(٤٥٠) من نور بالفجر نور الله له قلبه وقبره وقبلت صلواته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٤٤٨۔ تفسير قرطبي ص١٦٥ ج١، دارقطني ص٢٤٨ ج١، أحاديث ضعاف ص١٠٩۔

٤٤٩۔ المستدرك ص١٩٠ ج١، دارقطني ص٢٤٩ ج١، بيهقي ص٤٣٥ ج١، مجمع الزوائد ص٣١٦ ج١، اللآلي ص١٠ ج٢۔

٤٥٠۔ تذكرة الموضوعات ص٣٨، فوائد المجموعة ص١٥، كتاب الموضوعات ص١٣ ج٢، كنز العمال ص٣٦٥ ج٧، تنزيه الشريعة ص٧٦ ج٢۔

جو فجر کو روشن کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور قبر کو روشن کرے گا اور اس کی نماز قبول کی جائے گی۔☆
من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمرو نخعی کذاب ہے (الفوائد المجموعہ ص۱۵)، وضع حدیث میں معروف تمام لوگوں سے جھوٹا تھا (ابن معین)، حدیث وضع کرتا تھا (احمد)، تمام کا اجماع ہے کہ حدیث وضع کرتا تھا (میزان ص۲۱۴ ج۲)، یہ وہی راوی ہے جو ابو داؤد نخعی کے نام سے متعدد بار گزر چکا ہے۔

(٤٥١) أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر (محمود بن لبید رضی اللہ عنہ)۔
فجر کو روشن کرو پس یہ اجر کے لئے بڑی ہے۔☆
راوی عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم متروک ہے (دیکھئے نمبر ٦٨)، اس سند کے علاوہ دوسری سند سے حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۵۲) مذکورہ روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے راوی یزید بن عبد الملک نوفلی ضعیف ہے (احمد، بخاری، نسائی، ابن عدی ☆ مجمع الزوائد ص۳۱۵ ج۱)۔

(۴۵۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن سیار کوئی شئ نہیں (ابن معین)، غیر ثقہ ہے (ابن مدینی وسعدی) متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۲۸۹ ج۱)۔

(۴۵۴) اسفروا بصلوۃ الصبح کے الفاظ سے ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی معلّٰی بن عبد الرحمٰن

٤٥١۔ ترمذی ح١٥٤ باب ما جاء فی التغليس بالفجر، نسائی ح٥٥١ باب من أدرك ركعة من صلاة الصحيح، مسند أحمد ص١٤٢ج٤ ص١٤٣ج٤ ص٤٢٩ج٥، طبرانی كبير ص٢٤٩ ص٢٥٠ ص٢٥١ج٤، كنز العمال ص٣٦٢ج٧، بيهقی ص٤٥٧، شرح السنة ١٩٦ج٢، نصب الراية ص٢٣٥ ص٢٣٧ج١، لسان الميزان ص٤٨٢ج١، ميزان الاعتدال ص٢٨٤ج١، تلخيص ص١٨٢، موارد الظمآن ص١٣٧ج١، ابن حبان ص٢٣ج٤، مجمع الزوائد ص٣١٥ج١، دراية ص١٠٣ج١۔

٤٥٢۔ مجمع ص٣١٥ج١، نصب الراية ص٢٣٦ج٢۔

٤٥٣۔ طبرانی كبير ص٣٣٩ ح١١١٦، مجمع ص٣١٥ج١، نصب الراية ص٢٣٦ج١، دراية ص١٠٤ج١۔

٤٥٤۔ طبرانی كبير ص١٧٨ج١٠ ح١٠٣٨٠، مجمع ص٣١٥ج١، نصب الراية ص٢٣٧، دراية ص١٠٤ج١۔

کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۴۵۰)۔

(٤٥٥) لا تزال أمتي علي الفطرة ما اسفروا بصلوة الصبح (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری امت اس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک وہ فجر کی نماز کو روشن کریں گے۔☆

باطل ہے، راوی حفص بن سلیمان حدیثیں وضع کرتا تھا (مجمع الزوائد ص۳۱۵ ج۱)۔

(٤٥٦) يصلي الفجر حين يتغشى النور السماء (قيس بن سائب رضی اللہ عنہ)

آپ فجر کی نماز پڑھتے جب روشنی آسمان پر پھیل جاتی۔☆

ضعیف ہے، راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)، ثقہ نہیں مختلط ہو گیا تھا (ابن معین)، اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)، محدثین کا اس کے بارہ میں کلام ہے (بخاری ☆ میزان ص۱۰۶ ج۴)۔

(٤٥٧) والفجر ربما صلاها حين يطلع الفجر وربما أخر (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بسا اوقات فجر طلوع ہوتے ہی نماز پڑھ لیتے اور بسا اوقات مؤخر کر دیتے۔☆

باطل ہے، راوی یوسف بن خالد سمتی سخت ضعیف ہے (مجمع ص۳۰۳ ج۱)، ثقہ نہیں (نسائی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۴۶۴ ج۴ مزید داستان حنفیہ ص۲۲۳)۔

(٤٥٨) الصلوة تكره بنصف النهار إلا يوم الجمعة فإن جهنم لا تسجر إلا يوم الجمعة (أبو قتادة رضی اللہ عنہ)۔

دوپہر کے وقت نماز مکروہ ہے سوائے جمعہ کے دن کے کیونکہ جمعہ کے روز جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔☆

منقطع ضعیف ہے راوی ابو الخلیل کا ابو قتادہ سے سماع نہیں۔اور راوی لیث ضعیف ہے۔

(٤٥٩) إذا كان ألفيء ذراعا و نصفا إلى ذراعين فصلوا الظهر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤٥٥۔ مجمع الزوائد ص٣١٥ ج١، كنز العمال ص٣٦٥ ج٧۔

٤٥٦۔ طبراني كبير ص٣٦٣ ج١٨ ح٩٣١، الاصابة ص٢٤٨ ج٣، مجمع ص٣٠٥ ج١، مجمع البحرين ص٤٢٩ ج١۔

٤٥٧۔ كشف الاستار ح٣٦٧، مجمع الزوائد ص٣٠٣ ج١۔

٤٥٨۔ تمهيد ص٢٠ ج٤، ديلمي ص٥٦٦ ج٢۔ابوداؤد باب الصلوة يوم الجمعه قبل الزوال ح ١٠٨٣۔

٤٥٩۔ الكامل ص٣٩٥ ج١، أبويعلى٢٠٧ ج٥ ح٥٤٧٨، كتاب الموضوعات ص١٣ ج٢، فوائد

سایہ جب ڈیڑھ (۲/۱-۱) ہاتھ سے لے کر دو ہاتھ تک ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لو۔☆
من گھڑت ہے، راوی اصرم بن حوشب کذاب ہے (مجمع ص۳۰۴ ج۱)۔

(٤٦٠) كان يأمرهم بتأخير العصر رافع بن خديج)۔
آپ عصر کو دیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔☆
عبد الواحد بن نافع کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا استاد عبد الرحمٰن یا عبد اللہ بن رافع قوی نہیں اور یہ حدیث نہ حضرت رافع سے اور نہ کسی اور صحابی سے صحیح ہے (دار قطنی ص۲۵۱ ج۱)، یہ عبد الواحد ابو الرماح ہے جو اہل شام سے من گھڑت روایتیں کرتا ہے (ابن حبان) مجہول ہے اور اس کی حدیث مختلف فیہ ہے (ابن القطان) اور یہ حدیث صحیح نہیں (میزان ص۶۷۷ ج۲)۔

(٤٦١) عليكم بتأخير العصر (عبد الله بن رافع بن خديج رضی اللہ عنہ)۔
تم پر عصر کا لیٹ کرنا واجب ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٤٦٢) شميت العصر لأنها تعصر۔☆
عصر کا نام اس لئے عصر ہے کہ یہ دیر سے پڑھی جاتی ہے۔☆ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے۔

(۴۶۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی تو ہم سورج کو غروب ہوتا ہوا دیکھنے گے لئے گھٹنوں کے بل گر پڑے۔☆ ضعیف ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ نخعی مجہول ہے (دار قطنی ص۲۵۱ ج۱)۔

(٤٦٤) أول وقت المغرب حين تغرب الشمس وآخره حين يغيب الشفق۔☆
مغرب کا اول وقت سورج کے غروب ہونے پر ہے اور آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔☆

المجموعة ص١٥، مجمع الزوائد ص٣٠٦ج١، تنزيه الشريعة ص٨٦ج٢، كشف الخفاء ص٩٦ج١، كنز العمال ص٥٨١، لسان الميزان ص٤٦١ج١، اللالى ص١٠ج٢۔

٤٦٠۔ دار قطني ص٢٥١ج١۔

٤٦١۔ ديلمي ص٥٢ج٣ ح٣٨٥١۔

٤٦٢۔ موطا محمد ص٤٦۔

٤٦٣۔ دار قطني ص٢٥١ج١۔

٤٦٤۔ هداية ص٨١ج١، نصب الراية ص٢٣٠ج١، دراية ص١٠٢ج١۔

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(٤٦٥) بادروا بصلوة المغرب طلوع النجم (أبو أيوب)۔

تم جلدی کرو مغرب کی نماز کو تارے کے طلوع ہونے سے پہلے۔☆

ضعیف ہے، ابن لھیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر۴۳)۔

(٤٦٦) آخر وقت المغرب إذا أسود الأفق☆

نماز مغرب کا آخری وقت ہے جب افق پر تاریکی چھا جائے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(٤٦٧) أمنى جبريل بمكة وفيه صلى في اليوم الثانى المغرب فى وقتها بالأمس (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے مکہ میں میری امامت کرائی اور دوسرے دن بھی مغرب کو پہلے دن کے وقت پر پڑھا۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (تقریب ص۲۱۷)۔

(۴۶۸) قدرے مختلف الفاظ سے یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)۔

(۴۶۹) اور ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن عتبہ ضعیف ہے (تقریب ص۴۱)۔

(٤٧٠) يصلي المغرب والصائم يتمارى أن يفطر (قيس رضی اللہ عنہ)۔

مغرب کی نماز (اتنی جلدی) پڑھتے کہ روزے دار کو افطاری میں شک ہوتا۔☆

٤٦٥۔ مسند أحمد ص٤١٥ج٥، نصب الراية ص٢٤٦ج١، دار قطنى ص٢٦٠ج١، كنز العمال ص٣٨٥ج٧۔

٤٦٦۔ هداية ص٨٢ج١، دراية ص١٠٣ج١، نصب الراية ص٢٣٤ج١۔

٤٦٧۔ دارقطنى ص٢٥٧ج١۔

٤٦٨۔ دارقطنى ص٢٥٨ج١۔

٤٦٩۔ دارقطنى ص٢٦١ج١۔

٤٧٠۔ طبرانى كبير ص٣٦٣ج١٨ ح٩٣١، مجمع ص٣٠٥ج١، مجمع البحرين ص٤٢٩ج١ ح٥٦٠۔

ضعیف ہے، یہ حدیث نمبر ۴۵۶ کا ٹکڑا ہے، تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

(٤٧١) لن تزال أمتی علی الإسلام ما لم یؤخروا المغرب حتی تشتبك النجوم (حارث رضی اللہ عنہ بن وھب)

میری امت اس وقت تک اسلام پر رہے گی جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے روشن ہونے تک مؤخر نہ کریں۔☆ ضعیف ہے، یہ لمبی روایت کا ٹکڑا ہے جس کا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (مجمع ص ۳۱۱ ج ۱ وتقریب ص ۳۴۷)۔

(٤٧٢) لا یلھیه عن صلوۃ المغرب طعام ولا غیرہ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

آپ کو نماز مغرب سے کھانا وغیرہ غافل نہیں کرتا تھا۔☆ من گھڑت ہے، راوی طلحہ بن زید متروک ہے، امام احمد، علی بن مدینی اور ابو داؤد فرماتے ہیں روایتیں وضع کرتا تھا (تقریب ص ۱۵۷)۔

(٤٧٣) الشفق الحمرۃ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

شفق سرخی ہے۔☆ مرفوعا ثابت نہیں، ابن عمر کا قول ہے۔

(٤٧٤) إذا ملأ اللیل بطن کل واد فقد حل وقت الصلوۃ (أم سلیم)۔

جب ہر سو تاریکی چھا جائے تو نماز (عشاء) کا وقت ہو جاتا ہے۔☆ ضعیف ہے، عتبہ بن عبدالرحمٰن متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۱۴ ج ۱)، ذاہب الحدیث متروک ہے (بخاری)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۰۱ ج ؟)۔

☆☆☆☆☆

٤٧١۔ طبرانی کبیر ص ۲۳۷ ج ۳ ح ۳۲٦٤، مجمع الزوائد ص ۳۱۱ ج ۱، در منثور ص ۲۹۹ ج ۱۔

٤٧٢۔ دارقطنی ص ۲۵۹ ج ۱، أحادیث ص ۱۱۵ ح ۱۸٤۔

٤٧٣۔ بیهقی ص ۳۷۳ ج ۱، اتحاف ص ٤٥١ ج ٦، دارقطنی ص ۲٦۹ ج ۱، کنز العمال ص ۳۹۳ ج ۷، تفسیر قرطبی ص ۱٤۱ ج ۱٦۔

٤٧٤۔ مجمع الزوائد ص ۳۱٤ ج ۱، کنز العمال ص ۳۹۷ ج ۷ و ص ۵۸ ج ۸۔

۸- کتاب الاذان

(٤٧٥) لو يعلم الناس ما فى التأذين لتضاربوا عليه بالسيوف (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

اگر لوگ اذان کے اجر کو جان لیں تو یہ باہم تلواروں سے لڑائی کریں۔☆

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۱)۔

(٤٧٦) ثلاث لو يعلم الناس ما فيهن ما اخذت إلا بسهمة حرصا علي ما فيهن من الخير والبركة: التأذين بالصلوة والتجهير فى الجمعات والصلوة فى أول الصفوف (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تین چیزیں ایسی ہیں اگر لوگ جو کچھ ان میں ہے جان لیں تو ان کی خیر و برکت پر لالچ کرتے ہوئے قرعہ ڈالیں: اذان کہنا، جمعہ میں جلدی آنا اور پہلی صف میں نماز پڑھنا۔☆

اس متن کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی ہارون بن ہارون المدنی القرشی کے ضعف پر اتفاق ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایات گھڑتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۹۴ ج ۳)۔

(٤٧٧) الموذن المتحسب كالشهيد المتشحط فى دمه وإن مات لم يدود فى قبره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ثواب کی نیت سے آذان کہنے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو اور اگر وہ مر جائے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھائیں گے۔☆

من گھڑت ہے، ایک راوی ابراہیم بن رستم قوی نہیں (دارقطنی ☆ لسان ص ۵۷ ج ۱)، دوسرا راوی قیس بن ربیع کوئی شئ نہیں، تیسرا راوی سالم الافطس احادیث کو پلٹ دیتا اور معضل روایات میں منفرد ہے،

٤٧٥۔ كنز العمال ص٦٨٣ ج٧، مجمع الزوائد ص٣٢٥ ج١، مسند أحمد ص٢٩ ج٣، ترغيب والترهيب ص١٧٤ ج١۔

٤٧٦۔ ديلمى ص١٤٥ ج٢ ح٢٠٣١٤، اتحاف ص٢٥٧ ج٣، ضعيفة ص٤٣٧ ج٧۔

٤٧٧۔ العلل المتناهية ص٣٩١ ج١، ترغيب الترهيب ص١٨١ ج١، مجمع الزوائد ص٣ ج٢۔

چوتھا راوی احمد بن المغلس حدیث وضع کرتا تھا (العلل المتناہیہ ص۳۹۲ ج۱)۔

یہی روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے کہ وہ خون میں لت پت شہید کی طرح ہے حتی کہ وہ اذان سے فارغ ہو جائے اور اس کے لیے ہر رطب ویابس گواہی دیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھاتے۔ اس میں سالم الافطس کے علاوہ محمد بن فضل بن عطیہ راوی بھی ہے جو کوئی شئ نہیں، اس کی روایت اہل کذب کی روایت ہے (احمد)، کذاب ہے (ابن معین) العلل المتناہیہ ص۳۹۲۔

(٤٧٨) للمؤذن فضل على من أتى الصلوة عشرون ومائتا حسنة الحديث (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

موذن کو عام نمازی پر دو سو بیس نیکیاں کی فضیلت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن زیاد افریقی ضعیف ہے (التقریب ص۲۰۲)۔

(٤٧٩) إذا أخذ المؤذن فى اذانه وضع الرب على رأسه فلا يزال كذلك حتى يفرغ (ابن عمر وأنس)۔

مؤذن جب اذان شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سر پر رکھتا ہے وہ اسی طرح رہتا ہے حتی کہ مؤذن فارغ ہو جائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن صبح کذاب ہے، ذہبی فرماتے ہیں ھالک ہے اس نے وضع حدیث کا اعتراف کیا ہے (المغنی فی الضعفاء ص۴۶۹ ج۲)۔

(٤٨٠) أجر المؤذن مثل أجر من صلى (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کا ثواب نمازی کے ثواب کے برابر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر ضعیف ہے (مجمع ص۳۶۲ ج۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، جھوٹا ہے اس نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص۴۰۶ ج۱)۔

٤٧٨۔ تاريخ اصفهان ص٣٢٧ ج١، كنز العمال ص٧٠٣ ج٧۔

٤٧٩۔ ديلمى ص٣٨٩ ج١ ح١٠٢٧٠، كنز العمال ص٦٨١ ج٧، تنزيه ١١٧ ج٢، ضعيفة ص٢٤٠ ج٥۔

٤٨٠۔ طبرانی كبير ص٢٤١ ج٨ ح٧٩٤٢، مجمع الزوائد ص٣٢٦ ج١۔

(٤٨١) للإمام والمؤذن أجر من صلی معهما (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امام اور مؤذن کے لیے اس کا اجر ہے جو ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن طلحہ یربوعی صویلح الحدیث ہے جس کی توثیق کی گئی ہے نسائی کہتے ہیں کوئی شئ نہیں ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد ودارقطنی)، منکر الحدیث متروک ہے (میزان ص۳۲۹ ج۴)۔

(٤٨٢) أهل السماء لا يسمعون شيئاً من الأرض إلا الأذان (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آسمان والے زمین والوں کی صرف اذان سنتے ہیں۔☆

غیر صحیح ہے، راوی عبید اللہ بن الولید کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (فلاس ☆ العلل ص ۳۹۴ ج۱)۔

(۴۸۳) ایک بوڑھا آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا مجھے ایسا عمل سکھائیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، اصمعی کا والد قریب منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۷ ج۱)۔

(۴۸۴) مجھے ایسا عمل سکھایئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن اسماعیل ضبی منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۷ ج۱)۔

(٤٨٥) ندمت أن لا أكون طلبت إلى رسول الله ﷺ فيجعل الحسن والحسين مؤذنين (علی رضی اللہ عنہ)۔

میں پشیمان ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے طلب کیوں نہ کیا کہ وہ حسن اور حسین کو مؤذن بنا دیں۔☆

باطل ہے، راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے خصوصاً حضرت علی سے اس کی روایت باطل ہے (میزان

٤٨١۔ كنز العمال ص٥٨٦ ج٧۔

٤٨٢۔ الكامل ص١٦٣٠ ج٤، كتاب المجروحين ص٦٤ ج٢، علل المتناهية ص٣٩٤ ج١، ميزان الاعتدال ص١٧ ج٣۔

٤٨٣۔ طبراني أوسط ص٤٠٥ ج٧ ح٣٦٨٣، مجمع الزوائد ص٣٢٧ ج١۔

٤٨٤۔ طبراني أوسط ص٣٥٩ ج٨ ح٧٥٦٣، مجمع الزوائد ص٣٢٧ ج١۔

٤٨٥۔ طبراني أوسط ص٢٨٠ ج٨ ح٧٥٦٣، مجمع الزوائد ص٣٢٦ ج١۔

ص۴۳۵ج۱ دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(٤٨٦) وددت أن النبی ﷺ أعطانا النداء (عبد الله بن زبیر)۔

مجھے پسند تھا کہ نبی ﷺ اذان کی ذمہ داری ہمیں سونپ دیتے۔☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص۳۲۶)، ثقہ راویوں کے نام سے روایتیں گھڑتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۱ج۲)۔

(٤٨٧) ید الرحمن فوق رأس المؤذن (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کے سر پر رحمٰن کا ہاتھ ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص عبدی بالاتفاق ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۶ج۱)، ثقہ نہیں (ابن مدینی)، متروک ہے (نسائی)، ہم نے اس کی روایات کو ترک کر دیا ہے اور انہیں پھاڑ دیا ہے (احمد ☆ میزان ص۱۸۹ج۱)۔

(٤٨٨) أحب عباد الله إلى الله لرعاة الشمس والقمر یعنی المؤذنین (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے سورج اور چاند کی حفاظت کرنے والے یعنی اذان کہنے والے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی جنادہ بن مروان متہم ہے (مجمع ص۳۲۶ج۱)، ابو حاتم نے اس پر حدیث میں کذب بیانی کا خدشہ ظاہر کیا ہے (لسان ص۱۳۹ج۲)۔

(٤٨٩) من أذن ثنتی عشرة سنة وجبت له الجنة وکتب له بکل أذان ستون حسنة وبکل إقامة ثلاثون حسنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤٨٦۔ طبرانی أوسط ص١٦٦ج٧ ح٦٣٠٥، مجمع الزوائد ص٣٢٦ج١۔

٤٨٧۔ طبرانی أوسط ص١٠ج٣ ح٢٠٠٨، مجمع الزوائد ص٣٢٦ج١، ترغیب الترهیب ص١٧٦ج١، کنز العمال ص٦٨٧ج٧۔

٤٨٨۔ مجمع الزوائد ص٣٢٦ج١، طبرانی أوسط ص٤٠٦ج٥ ح٤٨٠٥۔

٤٨٩۔ ابن ماجة ح٧٢٨ باب فضل الأذان، المستدرك ص٢٠٥ج١، دارقطنی ص٢٤٠ج١، بیهقی ص٤٣٣ج١، میزان ص٤٤٥ج٢، کتاب المجروحین ص٤٤ج٢، العلل المتناهیة ص٣٩٨ج١۔

جو بارہ سال اذان کہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور ہر اذان کے بدلے ساٹھ اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن صالح مصری صدوق کثیر الغفط ہے (تقریب ص ۱۷۷☆، ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں، ذہبی نے میزان ص ۴۴۵ ج ۲ میں اس کو منکر کہا ہے تنقیح میں ہے عمدہ نہیں، ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کا عبد اللہ پر انکار کیا گیا ہے (فیض القدیر ص ۴۷ ج ۶)۔

(۴۹۰) من أذن سبع سنين محتسبا كتب الله له برأة من النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو ثواب کی خاطر سات سال اذان کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ سے بریت لکھ دیتا ہے۔☆

غیر صحیح ہے راوی جابر جعفی کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص ۳۹۸ ج ۱)۔

(۴۹۱) من أذن سنة بنية صادقة ما يطلب عليها أجراً دعي يوم القيامة فوقف على باب الجنة وقيل له اشفع لمن شئت (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو صحیح نیت کے ساتھ ایک سال اذان کہے اور اس پر مزدوری طلب نہ کرے تو قیامت کے روز اسے بلایا جائے گا اور جنت کے دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا تو جس کی چاہے سفارش کر لے۔☆

من گھڑت ہے، راوی موسیٰ الطویل کذاب ہے اس نے انس سے من گھڑت روایات روایت کی ہیں جن کو اس نے خود وضع کیا یا اس کے لیے وضع کی گئی ہیں (کتاب المجروحین ص ۲۴۳ ج ۲ والعلل ص ۳۹۷ ج ۱)۔

(۴۹۲) ان الموؤذنين والملبيين يخرجون من قبورهم يوذن الموذن ويلبي الملبي (جابر رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن اور تلبیہ کہنے والے اپنی قبروں سے اذان کہتے ہوئے اور تلبیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔☆

۴۹۰۔ ابن ماجة ح ۷۲۷ باب فضل الأذان، علل المتناهية ص ۳۹۸ ج ۱، ترمذی ح ۲۰۶ باب ما جاء فی فضل الأذان، شرح السنة ص ۲۸۰ ج ۲، تاریخ اصفهان ص ۷۳ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۴۷ ج ۱.

۴۹۱۔ العلل المتناهية ص ۳۹۷ ج ۱۔

۴۹۲۔ طبرانی أوسط ص ۳۳۷ ج ٤، مجمع الزوائد ص ۳۲۷ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۱۵ ج ۲، اللآلی ص ۱٤ ج ۲، تنزیه ص ۷۷ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۷۔

ضعیف ہے، اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص۳۲۷ ج۱)۔

(٤٩٣) اذا كان يوم القيامة جيء بكراسي من ذهب مكللة بالدرر والياقوت - الحديث (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے روز اذان کہنے والوں کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائینگی اور کہا جائے گا تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ پریشانی۔☆

(٤٩٤) يحشر المؤذنون يوم القيامة على نوق من نوق الجنة مقدمهم بلال - الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے روز موذنوں کو جنت کی اونٹنیوں پر لایا جائے گا بلال ان سب کے آگے ہونگے وہ اپنے آوازوں کو اذان کے ساتھ بلند کریں گے لوگ ان کی طرف دیکھیں گے تو پوچھا جائے گا اذان کہنے والے یہ کون لوگ ہیں؟ جواب آئے گا یہ امت محمدیہ کے موذن ہیں لوگ ڈر رہے ہونگے اور وہ نہیں ڈریں گے لوگ پریشان ہونگے اور انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔☆

من گھڑت ہے، راوی داؤد بن زبرقان کوئی شئ نہیں (ابن معین) اور اس کا شاگرد موسیٰ بن ابراہیم مروزی متروک ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ العلل المتناہیہ ص۳۹۱ ج۱)۔

(۴۹۵) بلال رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن سونے کی سواری پر لایا جائے گا جس کی لگام یاقوت موتیوں سے بنی ہوئی ہوگی تمام مؤذن بلال کے پیچھے چل رہے ہونگے حتی کہ بلال جنت میں داخل ہو جائینگے اور ہر وہ شخص بھی جنت میں داخل ہوگا جس نے چالیس روز اللہ کی رضا کی خاطر اذان کہی ہوگی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی ابو الولید خالد بن اسماعیل حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص۱۶ ج۲)۔

٤٩٣۔ تاريخ بغداد ص۳۷۸ ج۸، كتاب الموضوعات ص۱٦ ج۲، اللالى ص۱۳ ج۲، تنزيه ص۷۸ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۷۔

٤٩٤۔ العلل المتناهية ص۳۹۱ ج۱، تاريخ بغداد ص۳۸ ج۱۳۔

٤٩٥۔ كتاب الموضوعات ص۱٦ ج۲، اللالى ص۱۳ ج۲، تنزيه ص۷۸ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۷۔

(۴۹۶) بلال سید المؤذنین ہیں۔ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، راوی حسام بن مصک ضعیف ہے (ھیثمی)، کوئی شئ نہیں مطروح الحدیث ہے (احمد)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (دار قطنی ☆ مجمع ص ۴۷۷ وص ۳۲۶ ج ۱)۔

(۴۹۷) آپ نے ایک آدمی کو اذان کہتے ہوئے سنا تو فرمایا فطرت پر ہے اور جب اشهد أن محمدا رسول الله کہا تو فرمایا آگ سے نکل گیا (صفوان رضی اللہ عنہ)۔

اس سیاق واسناد سے من گھڑت ہے، عطاء بن عجلان متہم بالکذب ہے متروک الحدیث اور منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ مجمع ص ۳۳۶ ج ۱)، کوئی شئ نہیں کذاب ہے اس کے لیے حدیث گھڑی جاتی تو وہ اسے آگے روایت کر دیتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۳۲۷ ج ۲)۔

(٤٩٨) إذا سمعتم النداء فقوموا فإنها عزمة حق الله (عثمان رضی اللہ عنہ)۔

تم جب اذان سنو تو کھڑے ہو جایا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق کی عزیمت ہے۔☆

ولید بن سلمہ کذاب ہے (دحیم)، ثقہ راویوں کے نام سے روایات گھڑتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۳۹ ج ۴ وکتاب المجروحین ص ۸۰ ج ۳)۔

(٤٩٩) مؤذن أهل السموات جبريل وأمامهم ميكائيل (علی رضی اللہ عنہ)۔

آسمان والوں کے مؤذن جبریل ہے اور امام میکائیل ہے۔☆

منکر ہے، راوی سری بن عبداللہ سلمی نامعلوم ہے اور اس کی خبر منکر ہے (میزان ص ۱۱۸ ج ۲)۔

(٥٠٠) ليس على النساء أذان ولا إقامة ولا جمعة ولا اغتسال الجمعة (أسماء بنت عميس رضی اللہ عنہا)۔

۴۹۶۔ طبرانی کبیر ص۲۰۹ ج۵ ح۵۱۱۹، مجمع الزوائد ص۳۲۶ ج۱۔

۴۹۷۔ مجمع الزوائد ص۳۳٦ ج۱، طبرانی کبیر ص٦٨ ج٨ ح٧٣٩٢۔

۴۹۸۔ كنز العمال ص٧٠١ ج٧، حلية الأولياء ص١٧٤ ج٢، ضعيفة ص١٤٨ ج٢۔

۴۹۹۔ ديلمی ص٤٤٥ ج٤ ح٦٧٩٦، تنزيه ص٢٤٧ ج١۔

۵۰۰۔ بيهقی ص٤٠٨ ج١، كنز العمال ص٦٩٧ ج٧، الكامل ص٦٢٠ ج٢، ضعيفة ص٢٦٩ ج٢۔

عورتوں پر اذان، اقامت، جمعہ اور جمعہ کا غسل نہیں ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی حکم بن عبد اللہ بن سعد ایلی نہ ثقہ ہے نہ مامون (ابن معین)، امام احمد اس کی روایت سے منع کرتے تھے، متروک الحدیث ہے (نسائی)، جاہل کذاب ہے (سعدی)، اس کی تمام روایات من گھڑت ہیں اور اس کی حدیث کا من گھڑت ہونا بڑا واضح ہے (ابن عدی ☆ الکامل ص۶۲۰ تا ۶۲۲ ج۲)۔

(۵۰۱) كل الطير يسبح ويصلي بغير أذان إلا الكراكي فإنها تصلي بأذان وإقامة وفي جماعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمام پرندے تسبیح اور نماز بغیر اذان کے پڑھتے ہیں سوائے کونج کے وہ اذان اور اقامت کے ساتھ با جماعت نماز پڑھتی ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۰۲) إذا أذن في قرية أمنها الله من عذاب ذلك اليوم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۸ ج۱)۔

(۵۰۳) جس قوم میں صبح کے وقت اذان کہی جائے وہ شام تک اللہ کی امان میں ہو جاتی ہے اور جب شام کو اذان کہی جائے تو صبح تک امان میں ہو جاتی ہے (معقل رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی اغلب بن تمیم ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۸ ج۱)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، کثرت خطاء کی وجہ سے حد اعتدال سے نکل گیا ہے (ابن حبان ☆ میزان ص۲۷۳ ج۱)۔

۵۰۱۔ ديلمي ص۳۱۷ ج۳ ح۴۸۳۳۔

۵۰۲۔ طبراني كبير ص۲۷۵ ج۱، طبراني أوسط ص۴۰۶ ج۴ ح۳۶۸۴، طبراني صغير ص۳۰۱ ج۱ ح۴۹۹، ترغيب ص۱۸۲ ج۱، تلخيص ص۲۰۸ ج۱، مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱، كنز العمال ص۶۸۱ ج۷۔

۵۰۳۔ طبراني كبير ص۲۱۵ ج۲۰ ح۴۹۸، مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱، ضعيفة ص۱۱۴ ج۶۔

(٥٠٤) ما من مدينة يكثر أذانها إلّا قلّ بردها (علی رضی اللہ عنہ)۔

جن شہروں میں اذانوں کی کثرت ہو وہاں سردی کم ہو جاتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، ایک راوی بشر بن غالب متروک ہے (میزان ص۳۲۲)، دوسرا راوی عمر بن جمیع خبیث کذاب ہے (ابن محسن)، جو حدیث وضع کرنے میں متہم ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص۱۷ ج۳)، من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تیمی نہایت سیٔ الحال ہے (خطیب)، جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب، متروک ہے (دارقطنی ☆ کتاب الموضوعات ص۱٦ ج۲)۔

(٥٠٥) لما أسری به إلی السماء أوحی الله إليه بأذان فنزل به فعلمه جبريل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

معراج کی رات جب آسمان پر پہنچے تو اللہ نے اذان کی وحی کی اور جبریل اذان کو لیکر آئے اور آپ کو سکھائی۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن ماہان قوی نہیں (میزان ص۲۳ ج۴)، اور اس کا استاذ طلحہ بن زید وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (مجمع ص۳۲۹ ج۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۳۳۹ ج۲)۔

(٥٠٦) جب رسول اللہ ﷺ کو اذان سکھائی گئی تو آپ براق پر سوار ہوئے حتی کہ اس حجاب تک پہنچے جو رحمان کے قریب ہے تو ایک فرشتہ نکلا جس کو جبریل نے بھی پہلی بار دیکھا تھا اس نے اللہ اکبر کہا تو پردے سے آواز آئی میں بڑا ہوں اس روایت کے آخر میں ہے پھر آپ ﷺ نے آسمان والوں کی امامت کرائی جن میں آدم اور نوح بھی تھے (علیؓ)۔

یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کے راوی زیاد بن منذر کے ضعف پر تمام ائمہ کا اجماع ہے ابن کثیر فرماتے

٥٠٤۔ عقيلي ص٢٦٤ ج٣، تنزيه الشريعة ص٧٩ ج٢،كتاب الموضوعات ص١٧ ج٢،اللالی المصنوعة ص١٣ ج٢، فوائد المجموعة ص١٨، الكامل ص١٧٦٤ ج٥، تذكرة الموضوعات ص٣٤، موضوعات كبير ص١٠٥.

٥٠٥۔ طبرانی أوسط ص١١٤ ج١٠ ح٩٢٤٣، مجمع الزوائد ص٣٢٩ ج١.

٥٠٦۔ البداية والنهاية ص٢٣٣ ج٣، نصب الراية ص٢٦٠ ج١، مجمع ص٣٢٨ ج١.

ہیں یہ روایت منکر ہے اور زیاد اس میں منفرد ہے یہ زیاد وہی ہے جس کی طرف فرقہ جارودیہ منسوب ہے یہ متہم ہے (البدایہ ص۲۳۳ ج ۳)۔

(۵۰۷) لمبی روایت ہے کہ جبرائیل نے آسمان میں دوکلموں میں آذان کہی اور یہی آذان مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائی (حسین بن علی رضی اللہ عنہ)

(۵۰۸) سب سے پہلی اذان اشہدان لا الہ الا اللہ حی علی الصلوۃ کے الفاظ سے کہی گئی تو حضرت عمر نے فرمایا اس کے پیچھے اشہدان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی کہو تو آپ ﷺ نے مؤذن کو یہ الفاظ کہنے کا حکم جاری فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن نافع متروک الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۲۶۱ ج۱)۔

(۵۰۹) سین بلال عند الله شین - بلال کی سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔

(۵۱۰) بلال اذان کہتے وقت شین کو سین کہتے تھے۔

(۵۱۱) بلال اسبھد یعنی شین کے بجائے سین کہتے تھے۔

(۵۱۲) من السنة الأذان فوق المنارة والإقامة فی المسجد (أبو برزة الأسلمی)۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ اذان منار کے اوپر اور اقامت مسجد کے اندر کہی جائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن عمرو منکر الحدیث ہے (بیہقی ص۴۲۵ ج۱)، ثقہ نہیں منکر الحدیث ہے (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح جزرہ) ثوری سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (عقیلی)، ابن عدی نے اس کی چند من گھڑت روایات ذکر کی ہیں (میزان ص۶۳۶ ج۱)، مذکورہ روایت بھی ثوری سے ہے۔

(۵۱۳) مؤذنوا رسول الله ﷺ یؤذنون قیاماً۔☆

۵۰۷۔ نصب الرایة ص۲٦۱ ج۱۔

۵۰۸۔ ابن خزیمة ص۱۸۸ ج۱ ح۳٦۲، درایة ص۱۱۱ ج۱، نصب الرایة ص۲٦۱ ج۱۔

۵۰۹۔ المقاصد الحسنة ص۲٤۷، کشف الخفاء ص٤٦٤ ج۱، موضوعات کبیر ص۷۵۔

۵۱۰۔ المقاصد الحسنة ص۲٤۷، کشف الخفاء ص٤٦٤ ج۱، المغنی ابن قدامه۔

۵۱۱۔ المقاصد الحسنة ص۲٤۷۔

۵۱۲۔ بیهقی ص٤۲۵ ج۱۔

۵۱۳۔ ارواء الغلیل ص۲٤۱ ج۱۔

رسول اللہ ﷺ کے مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے۔☆

حدیث نہیں بعض فقہ کی کتابوں میں بلا سند جملہ ہے۔

(٥١٤) إذا أذنت فترسل وإذا أقمت فاحدر (جابر)۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی جلدی کہہ۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالمنعم بصری صاحب السقاء منکر الحدیث ہے (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی)، ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص٦٦٩ ج٢)، ان کا استاذ یحییٰ بن مسلم بکاء قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے (دارقطنی)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص٤٠٩ ج٤)۔

(٥١٥) كان يأمرنا أن نرتل الأذان (علی رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو ترتیل کے ساتھ اذان کہنے کا حکم فرماتے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن شمر منکر الحدیث (بخاری)، متروک الحدیث (نسائی ودارقطنی) زائغ کذاب (جوزجانی)، صحابہ کرام کو گالیاں بکتا اور ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص٢٦٨ ج٣)۔

اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے جس کا ایک راوی وضاح بن یحییٰ منکر الحدیث ہے جب مفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص٨٥ ج٣)، دوسرا راوی سعد بن علقمہ کا ترجمہ نا معلوم ہے (نصب الرایہ ص٢٨٢ ج١)، میں سعد کے بجائے سعید ہے مگر اس کا بھی ترجمہ نا معلوم ہے (ارواء الغلیل ص٢٤٥ ج١)۔

(٥١٦) أمرنا إذا أذنا وأقمنا أن لا تزيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

٥١٤۔ ترمذی ح١٩٥ باب ما جاء في الترسل في الأذان، بيهقي ص٤٢٨ ج١، مستدرك ص٢٠٤ ج١، نصب الراية ص٢٧٥ ج١، تلخيص ص٢٠٠ ج١، تذكرة الموضوعات ص٣٥۔

٥١٥۔ أخبار اصبهان ص٢٧٠ ج٢، دار قطني ص٢٣٨ ج١، نصب الراية ص٢٧٦، دراية، أرواء الغليل ص٢٤٥ ج١۔

٥١٦۔ أرواء الغليل ص٢٥١ ج١، نصب الراية ص٢٧٧ ج١۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اذان یا اقامت کہیں تو اپنے قدموں کو نہ ہلائیں۔☆

باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (احمد، مسلم، ابو حاتم، دارقطنی)، کوئی شئ نہیں (ابن محسن)، ساقط (جوزجانی)، کذاب (شیعہ)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدینی ☆ میزان ص۵۱۵ ج۱)، اس کا شاگرد عبداللہ بن یزیع ناقابل حجت ہے اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (الکامل ص۱۵۶۶ ج۴)۔

(۵۱۷) لا یأذن اللہ بشی أذنه للأذان والصوت الحسن بالقرآن (معقل رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ اس نے اذان اور قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔☆

سخت ضعیف ہیں، راوی سلام الطویل متروک ہے (مجمع ص۳۲۸)، استاذ کا استاذ زید العمی قابل حجت نہیں (العلل ص۳۹۵ ج۱)۔

(۵۱۸) لا یؤذن لکم من یدغم الهاء (أبو هریرة رضی اللہ عنہ)۔

جو ہاء کا ادغام کرتا ہے وہ اذان نہ کہے۔☆

باطل ہے، علی بن جمیل راوی ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، اور حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۱۴ ج۲)۔

(۵۱۹) لا یؤذن لکم غلام حتی یحتلم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نابالغ بچہ اذان نہ کہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ شافعی کے نزدیک ثقہ ہے اور جمہور کے نزدیک ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۷۹ ج۱)۔

(۵۲۰) ولیؤذن لکم خیارکم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۵۱۷۔ مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱، طبرانی کبیر ص۲۱۶ ج۲۰ ح۵۰۱۔

۵۱۸۔ کتاب الموضوعات ص۱۴ ج۲، اللالی ص۱۱ ج۲، تنزیه ص۷۷ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۶۔

۵۱۹۔ نصب الرایة ص۲۷۹ ج۱، درایة ص۱۱۸ ج۱۔

۵۲۰۔ أبوداود ح۵۹۰، ابن ماجة ح۷۲۶، نصب الرایة ص۲۷۹ ج۱، بیهقی ص۴۲۶ ج۱، طبرانی کبیر ص۱۸۹ ج۱۱ ح۱۱۶۰۳، الکامل ص۷۶۶ ج۲، أبویعلی ص۱۱ ج۳ ح۲۳۳۹۔

پسندیدہ آدمی اذان کہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن عیسیٰ منکر الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۲۷۹ ج۱)۔

(۵۲۱) انه كان ينادى بالصبح فيقول حي على خير العمل قال النبي ﷺ ان يجعل مكانها الصلو خير النوم وترك حي على خير العمل (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بجائے الصلوة خير من النوم کہا کر۔'' اور حی علی خیر العمل کو چھوڑ دیا گیا۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن سعد المؤذن ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے بلال اور ابو محذورہ کو جو اذان سکھائی تھی ان میں (حی علی خیر العمل) کے الفاظ ثابت نہیں اور ہم اذان میں زیادتی کو نا پسند کرتے ہیں (بیہقی ص۴۲۵ ج۱)۔

(۵۲۲) أمرني أن لا أثوب إلا في الفجر (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے آپ نے حکم دیا کہ میں صرف فجر کی اذان میں تثویب کہوں۔

(۵۲۳) أمر بلال أن لا يثوب في صلوة الفجر ولا يثوب في غيرها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

اور فجر کے علاوہ کسی اور میں تثویب نہ کہو۔☆

دونوں منقطع ہیں دونوں کے راوی عبد الرحمٰن بن ابی لیلی کا جناب بلال رضی اللہ عنہ سے لقاء اور سماع نہیں (بیہقی ص۴۲۴ ج۱)، کیونکہ بلال باختلاف روایات ۱۷ھ یا ۲۰ھ کو فوت ہوئے تھے (تقریب ص۴۸)، جبکہ عبد الرحمٰن ۱۸ھ کو پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص۲۶۰ ج۶)۔

(۵۲٤) كن اماماً ولا تكن مؤذنا۔☆

امام بن مؤذن نہ بن۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے اور کسی صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا۔

۵۲۱۔ بیهقی ص۴۲۵ ج۱۔

۵۲۲۔ مسند أحمد ص۱٤ ج٦، بیهقی ص٤٢٤ ج۱، أرواء الغليل ص٢٥٤ ج۱۔

۵۲۳۔ بیهقی ص٤٢٤ ج۱۔

۵۲٤۔ ديلمی ص٣٢٩ ج٣ ح٤٨٧٥۔

(٥٢٥) نهى أن يكون الامام مؤذنا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

امام کو مؤذن بننے سے منع فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زیاد ضعیف ہے (بیہقی ص۴۳۳ ج۱)، اس کے شاگرد اسماعیل بن عمرو بن نجیح کی روایت پر متابعت نہیں (بیہقی ص۴۳۳ ج۱)، ابو حاتم اور دارقطنی کے نزدیک ضعیف ہے (میزان ص۲۳۹ ج۱)۔

(۵۲۶) سفر میں صرف اذان کہی جاتی مگر فجر کے وقت اذان اور اقامت دونوں کہی جاتیں (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، صرد راوی کذاب ہے (میزان ص۵۷ ج۳)۔

(۵۲۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا تشریف لے جاتے تو بلال اذان کہتے تا کہ لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہو جائے جس سے لوگ جمع ہو جاتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ نہ تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر اذان کہہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ اذان کیسی؟ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آج بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے الحدیث (سعد القرظ)۔

ضعیف ہے، یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا راوی عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ضیف ہے (مجمع ص۳۳۶ ج۱)۔

(٥٢٨) لا يوذن الا متوضى (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اذان صرف با وضوء کہے۔☆

مرفوعاً ضعیف اور منقطع ہے راوی معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف ہے (بیہقی ص۳۹۷ ج۱)۔

٥٢٥۔ بيهقى ص٤٣٣، العلل المتناهية ص٤٠٠ ج١، كتاب المجروحين ص٣٢١ ج٢، الكامل ص٣١٧ ج١، ميزان ص١٧٦ ج٢، نصب الراية ص٢٩٣ ج١

٥٢٦۔ مجمع الزوائد ص٣٣٤ ج١ بحوالة طبرانی كبير۔

٥٢٧۔ طبرانی كبير ص٤١ ج٦ ح٥٤٥٢، مجمع الزوائد ص٣٣٦ ج١۔

٥٢٨۔ ترمذی ح٢٠٠ باب ما جاء فی كراهية الأذان بغير وضوء، بيهقى ص٣٩٧ ج١، تلخيص ص٤٦ ج٣، أرواء الغليل ص٢٤٠ ج١۔

(۵۲۹) علاوہ ازیں اس کو زہری نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور زہری کا ابو ہریرہ سے سماع نہیں انقطاع ہے۔

(٥٣٠) حق وسنة أن لا يؤذن إلا وهو طاهر (وائل)۔

حق اور سنت یہی ہے کہ اذان وہی کہے جو با وضوء ہو۔☆

منقطع ہے، راوی عبدالجبار کا اپنے باپ وائل سے سماع نہیں ہے (بیہقی ص۳۹۷ج۱)، عبدالجبار کا شاگرد حارث بن عتبہ مجہول ہے (ارواء الغلیل ص۲۴۰)۔

(٥٣١) أمر بلالاً في سفر فأذن على راحلته (حسن بصرى)۔

سفر کی حالت میں بلال کو حکم دیا تو انہوں نے سواری پر اذان کہی۔☆

مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (ابوزرعہ)، منکر الحدیث (احمد)، متروک (نسائی)، مختلط ہے جو ایک حدیث کو تین تین طرزوں سے روایت کرتا تھا (ابن معین)، واہ ہے (سعدی ☆ میزان ص۲۴۹ج۱)۔

جواب اذان و دعاء

(٥٣٢) عند أذان المؤذنين يستجاب الدعاء فإذا كان الإقامة لا ترد دعوته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کی اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور جب اقامت ہو تو دعا رد نہیں کی جاتی۔☆

ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص۵۵۷)۔

(٥٣٣) من سمع الأذان فقال اللهم إني أسئلك بإقبال ليلك وأدبار نهارك.

٥٢٩۔ بيهقي ص٣٩٧ج١۔

٥٣٠۔ بيهقي ص٣٩٧ج١، أرواء الغليل ص ٢٤٠ ج١۔

٥٣١۔ بيهقي ص٣٩٢ج١۔

٥٣٢۔ كنز العمال ١٠٣ج٢ بحوالة تاريخ بغداد۔

٥٣٣۔ ترمذي ح٣٥٨٩ باب دعاء أم سلمة۔

وحضور صلوتك وأصوات دعاتك أن تتوب علي (أنس)۔

جب آپ اذان سنتے تو فرماتے: اے اللہ میں تجھ سے تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور نماز کے حاضر ہونے اور تیری آواز دینے والوں کے سبب سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرما جو ان کلموں کو صبح کے وقت کہے اگر وہ اسی دن یا رات کو مر جائے تو وہ شہید ہوگا۔☆

ضعیف ہے، ترمذی نے اس کو حفصہ بنت ابی کثیر کی سند سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں حفصہ اور اس کے باپ کو ہم نہیں جانتے (ترمذی مع تحفہ ص۲۸۶ ج۴)، ابوداؤد مع عون ص۲۰۹ ج۱ میں یہ روایت المسعودی عن ابی کثیر سے ہے مسعودی مختلط ہے (تقریب ص۲۰۵)۔

(۵۳۴) من سمع مناديا بالصلوة فقال مرحبا بالقائلين الحديث (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو اذان سن کر مرحبا بالقائلين عدلا مرحبا بالصلوة واهلا کہے اللہ تعالی اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹاتا ہے اور دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ہمام بن مسلم الزاہد حدیث چور تھا ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی روایات سے نہ ہوتیں فن حدیث کی بہت کم معرفت رکھتا تھا جب ایسی روایات زیادہ ہوگئیں تو اس کی روایات سے استدلال باطل ہوگیا (کتاب الموضوعات ص۹۶ ج۳)، اور اس کا شاگرد سلیمان بن ربیع نھدی ضعیف ہے دارقطنی نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص۲۰۷ ج۲)۔

(۵۳۵) اے عورتوں کی جماعت جب تم اس حبشی کی اذان اور اقامت سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تمہیں ہر حرف کے بدلے دس دس لاکھ درجے حاصل ہونگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا عورتوں سے دوگنا (میمونہ رضی اللہ عنہا)۔

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور دوسری سند میں ایک تو عبداللہ جزری راوی نامعلوم ہے اور دوسرا راوی عباد بن کثیر جس میں ضعف ہے اور ایک جماعت

۵۳۴۔ دیلمی ص۹۶ ج۴ ح۵۷۹۳، لسان ص۱۹۹ ج۶، تنکرۃ الموضوعات ص۳۵، موضوعات کبیر ص۱۲۰۔

۵۳۵۔ طبرانی کبیر ص۱۱ ح۱۵ وص۱۶ ج۲۴ ح۲۸، مجمع الزوائد ص۳۳۲ ج۱۔

نے اس کی توثیق کی ہے (مجمع ص۳۳۲ ج۱)، راقم کہتا ہے ضعف نمایاں ہے۔

(۵۳۶) مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تو سننے والا لا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظیم کہے (معاویہ رضی اللہ عنہ)۔

العلی العظیم کے الفاظ غیر ثابت ہیں جو مشکوٰۃ کے علاوہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں اذان کے جواب میں نہیں ملتے۔ ہوسکتا ہے یہ الفاظ الحاقی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۵۳۷) مؤذن فجر کی اذان میں جب الصلوة خیر من النوم کہے تو سننے والا صدقت وبررت کہے۔☆

بے ثبوت ہے جس کا کوئی مستند وجود نہیں۔

(۵۳۸) جب اذان کہی جاتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی زمعہ بن صالح ضعیف ہے (مجمع ص۳۳۴ ج۱)۔

(۵۳۹) فادعوا (بین الأذان والإقامة) (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کرو۔☆

ان الفاظ سے ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص۳۸۱)۔

(۵۴۰) جو اذان سن کر یہ دعاء اللهم رب هذه الدعوة القائمة والصلوة النافعة صل علی محمد ورضی عنا رضاً لا سخط بعده پڑھے تو اللہ اس کی دعاء قبول فرماتا ہے (جابر)۔

(۵۴۱) فاسئلوا الله أن یوتینی الوسیلة علی خلقه (أبو سعید رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان کے بعد سوال کرو کہ وہ مجھے تمام مخلوق پر وسیلہ دے۔

۵۳۶۔ مشکوٰۃ ص۲۱۳ ج۱ ح۶۷۵۔

۵۳۷۔ التلخیص الحبیر ص۲۱۰ ج۱، الدر المختار مع رد المختار ص۲۶۶ ج۱، البحر الرائق ص۲۵۹ ج۱۔

۵۳۸۔ طبرانی أوسط ص۹۱ ج۱۰ ح۹۱۴۱، مجمع الزوائد ص۳۳۴ ج۱۔

۵۳۹۔ ابو یعلی ص۱۴۸ ج۴ ح۴۰۹۵۔

۵۴۰۔ طبرانی أوسط ص۱۵۷ ج۱ ح۱۹۶، مسند أحمد ص۳۳۷ ج۳، مجمع الزوائد ص۱۳۲ ج۱، عمل الیوم واللیلة ص۸۸ ح۹۶۔

۵۴۱۔ طبرانی أوسط ص۳۹۷ ج۴ ح۳۶۷۵۔

(٥٤٢) الوسيلة درجة عند الله ليس فوقها درجة (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

وسیلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے۔☆

تینوں روایتیں ضعیف ہیں، ان تینوں روایتوں کا راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے (مجمع ص۳۳۲ ج۱)۔

نوٹ:

(۱) اذان سے پہلے مروجہ صلوۃ وسلام بدعت ہے اذان کے بعد درود ابراہیم کے بجائے جو صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بے اصل ہے بلکہ اس میں غیر اللہ کو نداء اور پکار ہے جو شرکیہ ہونے کی وجہ سے روح اذان کے بھی منافی ہے کیونکہ اذان توحید پر مبنی ہے۔ اذان کے بعد درود ابراہیم اور مسنون دعاء ہی پڑھنی چاہئیے۔

(۲) اذان کے بعد والی دعاء میں چند اضافے نا قابل ثبوت ہیں جن پر تنبیہ ضروری ہے۔

(۱) انك لا تخلف الميعاد بخاری کے راوی کشمیہنی نے ان الفاظ کو بطریق علی بن عیاش روایت کیا ہے مگر یہ شاذ ہے اس لیے کہ یہ دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے ابن حجر نے فتح الباری میں کشمیہنی کی زیادات کو جمع کیا ہے مگر ان الفاظ کو ذکر نہیں کیا اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری کی کتاب افعال العباد میں یہی روایت علی بن عیاش کی سند سے مروی ہے مگر اس میں بھی انك لا تخلف الميعاد کے الفاظ نہیں ہیں حالانکہ کشمیہنی اور افعال العباد کی سند ایک ہی ہے۔

(۲) بیہقی کی روایت کے الفاظ اللهم اسئلك بحق هذه الدعوة کے الفاظ بھی شاذ ہیں سوائے بیہقی کے کسی اور نے ذکر نہیں کیے۔

(۳) شرح معانی الآثار کے ایک نسخہ میں سیدنا محمد کے الفاظ بھی شاذ اور مدرج ہیں۔

(۴) والدرجۃ الرفیعۃ بعض نساخ (کاتبوں) سے مدرج ہو گئے ہیں یہ روایت نسائی کے طریق سے ہے مگر امام نسائی اور دیگر ائمہ کے ہاں یہ الفاظ نہیں ملتے۔

(۵) یا ارحم الراحمین کے الفاظ کو رافعی نے المحرر میں زائد لکھا ہے مگر حدیث کے کسی طریق میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں (ارواء الغلیل ص۲۶۱ ج۱)۔

٥٤٢۔ مسند أحمد ص٨٣ ج٣، مجمع الزوائد ص٣٣٢ ج١، كنز العمال ص٦٩٨ ج٧.

باب الاقامہ

(٥٤٣) أمرنا رسول الله إذا أقمنا أن لا تزيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اقامت کہیں تو پاؤں کو نہ ہلائیں۔☆

باطل ہے، یہ حدیث نمبر ۵۱۶ کا ٹکڑا ہے تحقیق وہاں ملاحظہ کیجئے۔

(٥٤٤) من أفرد الإقامة فليس منا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اقامت اکہری کہے وہ ہم سے نہیں۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند کے بعض راوی مجروح اور بعض مجہول ہیں اس کو بعض ناپسندیدہ حضرات نے وضع کیا ہے (کتاب الموضوعات ص۱۸ ج۲)، اس کا راوی جویبر بن سعید ازدی مفسر کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی ودارقطنی)، قابل اشتغال نہیں (جوزجانی ☆ میزان ص۴۲۷ ج۱)، اس کے استاذ ضحاک بن مزاحم کی ابن عباس اور ابوہریرہ سے تمام روایات میں نظر ہے قابل قبول نہیں (میزان ص۳۲۶ ج۲)، اس لیے کہ اس کی ابن عباس سے ملاقات نہیں۔

(٥٤٥) أذن بلال لرسول الله ﷺ مثنى مثنى وأقام مثل ذلك (أبو جحيفة)۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے بلال نے اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہی۔☆

باطل ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ بکائی فحش خطا کار کثیر الوہم ناقابل حجت ہے اور یہ روایت باطل ہے بلال کی اذان دوکلموں والی تھی مگر اقامت اکہری ایک ایک کلمے والی تھی اس روایت کو امام سفیان ثوری نے عون بن ابی جحیفہ سے لمبی روایت کی ہے مگر اس میں دوہری اذان اقامت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اذان کہنے کا ذکر ہے (کتاب المجروحین ص۳۰۷ ج۱)۔

٥٤٣۔ نصب الراية ص٢٧٧ ج١، ارواء ص٢٥١ ج١۔

٥٤٤۔ كتاب الموضوعات ص١٨ ج٢، اللالى ص١٣ ج٢، تنزيه ص٧٩ ج٢، الفوائد المجموعة ص١٨ موضوعات كبير ص١١٤۔

٥٤٥۔ الكامل ص٢٣٩٦ ج٦، كتاب المجروحين ص٣٠٧ ج١۔

(٥٤٦) كان أذان رسول الله ﷺ شفعا شفعا فى الأذان والإقامة (عبد الله بن زيد رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ کی اذان اور اقامت کے دو دو کلمے تھے۔☆

منقطع ہے، راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع نہیں ہے (نصب الرایہ ص۲۶۷ ج۱ ودارقطنی ص۲۴۱ ج۱)، اس کی ایک سند امام شعبی کے طریق سے بھی ہے شعبی کا لقاء بھی حضرت عبداللہ سے ممکن نہیں ہے اور ان کا شاگرد مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں (تعلیق پر تعریف اہل التقدیس ص۱۱۲)۔

(٥٤٧) كان يثنى الاذان والإقامة (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی حماد بن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص۱۷ ج۳)۔

(٥٤٨) كان ثوبان يوذن مثنى ويقيم - (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

حضرت ثوبان اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔☆

منقطع اور ضعیف ہے اور ابراہیم نخعی کا حضرت ثوبان سے لقاء اور سماع نہیں ہے اور ان کے شاگرد حماد ابن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص۱۷ ج۳)۔

(٥٤٩) المؤذن أملك بالأذان والإمام أملك بالإقامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

مؤذن اذان کا حق رکھتا ہے اور امام اقامت کا۔☆ ضعیف ہے راوی مبارک بن عباد ضعیف ہے۔

(٥٥٠) من أذن فهو يقيم - (زياد الصدائى)۔

٥٤٦۔ دار قطنى ص٢٤١ ج١، نصب الراية ٢٦٧ ج١۔

٥٤٧۔ مصنف عبد الرزاق ص٤٦٢ ج١، طحاوى ص١٣٤ ج١، دارقطنى ص٢٤٢ ج١۔

٥٤٨۔ طحاوى ص١٣٦ ج١، الحاوى فى تخريج الطحاوى ص٣٣٢ ج١۔

٥٤٩۔ الكامل ص١٣٢٧ ج٤، التلخيص ص٢١١ ج١، كنز العمال ص٢٩٤ ج٧۔

٥٥٠۔ ابو داؤد ح٥١٤ باب الرجل يؤذن ويقيم آخر، ترمذى ح١٩٩، باب ما جاء أن مؤذن فهو يقيم ابن ماجة ح٧١٧، باب السنة فى الأذان، بيهقى ص٣٨١ ص٣٩٩ ج١، ابن أبى شيبة

جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔☆

منکر ہے، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)۔

(۵۵۱) إذا قال بلال قد قامت الصلوة نهض فكبر (عبد الله بن أوفى رضی اللہ عنہ)۔

بلال جب قد قامت الصلوۃ کہتے تو آپ کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے۔☆

منکر ہے، راوی حجاج بن فروخ سخت ضعیف ہے (مجمع ص۵ ج۳)، اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں جن میں ایک روایت یہ بھی ہے (میزان ص۴۶۴ ج۱)۔

(۵۵۲) قد قامت الصلوة کا جواب أقامها الله وأدامها (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے دوسرا محمد بن ثابت عبدی اور تیسرا راوی شہر بن حوشب ضعیف ہیں (ارواء الغلیل ص۲۵۸ ج۱)۔

(۵۵۳) كان بلال إذا أراد أن يقيم الصلوة قال السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته الصلوة رحمك الله (أبو هريرة)۔

بلال جب اقامت کہنے کا ارادہ کرتے تو السلام علیک ایھا النبی کہتے۔☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن المغیرہ ضعیف ہے (مجمع ص۷۵ ج۲)، قوی نہیں (ابو حاتم)، منکر الحدیث ہے (ابن یونس)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی)، ذھبی نے اس کی چند روایات ذکر کر کے فرمایا ہے یہ من گھڑت ہیں (میزان ص۴۸۸ ج۲)۔

☆☆☆☆☆

ص۱۱۶ ج۱، دلائل النبوة ص۱۲۷ ج٤، نصب الراية ص۲۷۰ ج۱، تلخيص ص۲۰۹ ج۱، أرواء الغليل ص۲۵۵ ج۱، تاريخ الكبير ص۳٤٤ ج۳، تاريخ بغداد ص٦٠ ج١٤، علل الحديث ص۱۲۲ ج۱، ضعيفة ص٥۳ ج۱۔

۵۵۱۔ مجمع الزوائج ص۱۰۳ ج۲، كشف الاستار ح۵۲۰۔

۵۵۲۔ أبو داؤد ح۵۲۸ باب ما يقول اذا سمع الاقامة، بيهقى ص٤۱۱ ج۱، أرواء الغليل ص۲۵۸ ج۱۔

۵۵۳۔ طبرانی أوسط ص٤۲۱ ج۹ ح۸۹۰۵، مجمع الزوائد ص۷۵ ج۲، ضعيفة ص۲۹۳ ج۲۔

۹- کتاب المساجد

(٥٥٤) من بنى لله مسجداً بنى الله له بيتا أوسع منه فى الجنة (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص اللہ کی خاطر مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے کشادہ گھر بناتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے (دیکھیے نمبر ۳۹۳)، یہ روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے صحیح ہے مگر اس میں اوسع منه کے الفاظ نہیں ہیں۔

(٥٥٥) من بنى لله مسجداً ولو كمفحص قطاة لبيضها بنى الله له بيتا فى الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کے لیے مسجد بنائے خواہ وہ کونج کے گھونسلے کے برابر ہو جو وہ اپنے انڈوں کے لیے بناتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی جابر جعفی متھم بالکذب ہے (دیکھیے نمبر ۱۵۸)۔

(٥٥٦) شر المجالس الأسواق والطرق وخير المجالس المساجد وأن لم تجلس فى المسجد فالزم بيتك (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

بری مجلسیں بازار اور رستے ہیں اور بہترین مجلس مسجدیں ہیں اگر تو مسجد میں نہیں بیٹھتا تو گھر رہنے کو لازم پکڑ۔☆

ضعیف ہے، راوی بکار بن تمیم مجہول ہے (مجمع ص ٦ ج ۲ ومیزان ص ۳۴۰ ج ۱)۔

(٥٥٧) المساجد مجالس الأنبياء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٥٥٤۔ مسند أحمد ص٢٢١ج٢، عقيلى ص١٢٦ج٢، الترغيب والترهيب ص١٩٥ج١، در منثور ص٢١٧ج٣، مجمع الزوائد ص٧ج٢۔

٥٥٥۔ مسند أحمد ص٢٤١ج١، مجمع ص٧ج٢۔

٥٥٦۔ طبرانى كبير ص٦٠ج٢٢، مجمع ص٦ج٢، كنز العمال ص١٤١ج٩۔

٥٥٧۔ ديلمى ص٤٩٢ج٤ ح٦٩٢٨۔

مسجدیں انبیاء کی مجالس ہیں☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٥٥٨) إذا رأيتم الرجل يتعهد المسجد فاشهدوا له بالايمان (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

کسی آدمی کو مسجد کی حفاظت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دے دو۔☆

ضعیف ہے، راوی ابوسمح دراج منکر الحدیث ہے، قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، ثقہ نہیں (فصلک)، ضعیف اور متروک ہے (دارقطنی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۲۴ ج۲)۔

(٥٥٩) تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد فإنها ينضم بعضها إلى بعض (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے دن تمام زمین ختم ہو جائے گی سوائے مسجدوں کے یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گی۔☆

من گھڑت ہے، راوی اصرم بن حوشب کذاب تھا جو ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (دیکھئے نمبر۴۵۱)۔

(٥٦٠) إذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال رب اغفرلي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك (فاطمة الكبرى رضی اللہ عنہا)۔

جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے اور رب اغفرلی سے لے کر آخر تک دعا پڑھے۔☆

٥٥٨۔ ترمذی ح٢٦١٧ باب ما جاء في حرمة الصلاة ح٣٠٩٣ باب من سورة التوبة، تاريخ بغداد ص٤٥٦ ص٤٥٩ ج٥، كشف الخفاء ص٩٠ ج١۔

٥٥٩۔ طبراني أوسط ص١٨ ج٥، ح٤٠٢١، الكامل ص٣٩٥ ج١، مجمع ص٦ ج٢، تنزيه ص٧٩ ج٢، تذكرة الموضوعات ص٣٧، الفوائد المجموعة ص٢٣، كتاب الموضوعات ص٢٠ ج٢، اللالى ص١٦ ج٢، ضعيفة ص١٨٥ ج٢۔

٥٦٠۔ ترمذي ح٣١٤ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص٣٦٧ ج٢۔

منقطع ہے، اس کی راویہ فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبری رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا (ترمذی مع تحفہ ص۲۶۲ ج۱)، دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہو گیا تھا اس کی روایات میں تمیز باقی نہ رہی اس لیے چھوڑ دیا گیا (تقریب ص۲۸۷)۔

(٥٦١) إذا خرج صل على محمد وسلم وقال رب اغفرلي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك (فاطمة رضي الله عنها)۔

جب مسجد سے نکلے تو آپ پر صلوۃ وسلام پڑھے اور رب اغفرلی دعا پڑھے۔☆

اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے، نوٹ: اس روایت کے اور بھی طرق ہیں جن کی بنا پر بعض ائمہ نے صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(٥٦٢) إذا خرج (من المسجد) قال اللهم افتح لي أبواب فضلك (علي)۔

جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی صالح بن موسیٰ بن اسحاق قرشی متروک الحدیث ہے (مجمع ص۳۲ ج۲)، کوئی شئ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، منکر الحدیث (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۳۰۲ ج۲)۔

(٥٦٣) علم الحسن إذا دخل المسجد أن يصلي على النبي ﷺ ويقول اللهم اغفرلنا ذنوبنا وافتح لنا أبواب فضلك (ابن عمر رضي الله عنه)۔

آپ نے حسن کو سکھایا جب وہ مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر درود پڑھے اور یہ دعاء پڑھے اے اللہ و ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے

٥٦١۔ ترمذی ح٣١٤ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص٣٦٧ ج٢۔

٥٦٢۔ أبو يعلى ص٢٥٧ د١، ح٤٨٢، الأذكار للنووي ص٣٣، مجمع ص٣٢ ج٢، كنز العمال ص٦٦٠ ج٧۔

٥٦٣۔ مسند أحمد ص١٧٣ ج٢، المستدرك ص٥٢٢ ج١، طبراني أوسط ص٣١٩ ج٧ ح٦٦٠٨، مجمع ص٣٢ ج٢۔

نکلے تو نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور یہ دعاء پڑھے اے اللہ ہمارے لیے تو اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سالم بن عبد الاعلی متروک ہے (مجمع ص۳۲ج۲)، اس کی حدیث کوئی شئ نہیں (ابن معین)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۱۱۲ج۲)۔

(٥٦٤) فضل الدار القريبة من المسجد على الدار الشاسعة كفضل الغازى على القاعد (حذيفة رضی اللہ عنہ)۔

اس گھر کی فضیلت جو مسجد کے قریب ہے اس گھر پر جو مسجد سے دور ہے ایسے ہے جیسا کہ غازی کی فضیلت گھر میں بیٹھنے والے پر ہے۔☆ منکر وضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(٥٦٥) يأتى على الناس زمان يكون حديثهم فى مساجدهم فى أمر دنياهم فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة (حسن)۔

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے دنیاوی امور کی باتیں مسجدوں میں ہونگی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو ان میں اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔☆ مرسل ہے۔

(٥٦٦) اس روایت کو ابن مسعود سے ابو الخلیل بزیع نے متصل بھی روایت کیا ہے بزیع کی نسبت وضع کی طرف کی گئی ہے (مجمع ص۲۶ج۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن عبد اللہ بن عامر سمرقندی وضع حدیث کے ساتھ معروف تھا (تعلیق البانی بر مشکوٰۃ ص۲۳۱ج۱)۔

(٥٦٧) نهى أن يصلى فى سبعة مواطن المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفي الحمام وفي مواطن الإبل وفوق ظهر بيت الله (عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: (۱) کوڑہ (گندگی جمع ہونے) کی جگہ (۲) بچڑ

٥٦٤۔ مسند أحمد ص٣٨٧ج٥، مجمع ص١٦ج٢، كنز العمال ص٦٤٨ج٧.

٥٦٥۔ مشكوٰة ص٢٣١ج١ ح٧٤٣.

٥٦٦۔ طبراني كبير ص١٩٩ج١٠ ح١٠٤٥٢، مجمع ص٢٤ج٢.

٥٦٧۔ ترمذى ح٣٤٦ باب ما جاء فى كراهية ما يصلى اليه وفيه، عقيلى ص٧١ج٢.

خانہ (ذبح خانہ) (۳) قبرستان (۴) رستے کے درمیان میں (۵) غسل خانے میں (۶) اونٹوں کے باڑے میں اور (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔☆

اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زید بن جبیرہ کے ضعف پر اجماع ہے (ابن عبد البر)، اس نے داؤد بن حصین سے سخت ضعیف حدیث روایت کی ہے (ساجی)، متروک ہے اور سخت ضعیف ہے (ابن حجر) اس کی سند قوی نہیں محدثین نے زید کے حافظے کی وجہ سے کلام کیا ہے (ترمذی ☆ ارواء الغلیل ص۳۱۴ ج۱)، مذکورہ حدیث بھی زید نے داؤد سے روایت کی ہے۔

(۵۶۸) اس روایت کو عبد اللہ بن عمر العمری نے ابن عمر سے روایت کیا ہے عمری کو بھی بعض محدثین نے حافظے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جن میں یحییٰ القطان بھی ہیں واضح رہے کہ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں عمری کا واسطہ ساقط ہو گیا ہے جس سے ظاہری طور پر سند صحیح معلوم ہوتی ہے (ارواء الغلیل ص۳۱۹ ج۱)، مگر روایت ضعیف ہے، کسی راوی کے ساقط ہونے سے روایت صحیح نہیں ہو جاتی۔

(۵۶۹) لا يصلى فى مرابد البقر (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

گائے کے باڑے میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

(۵۷۰) ليصل أحدكم فى مسجده ولا يتبع المساجد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھو اور مساجد تلاش نہ کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن احمد بن نضر ترمذی کا ترجمہ نہیں ملا (مجمع ص۲۴ ج۲)۔

(۵۷۱) الغدو والرواح الى المساجد من الجهاد فى سبيل الله (ابو امامه)

صبح کے وقت اور شام کے وقت مسجدوں کی طرف جانا اللہ کے رستہ میں جہاد میں سے ہے۔☆

۵۶۸۔ أرواء الغليل ص۳۱۹ ج۱۔

۵۶۹۔ مسند أحمد ص۱۷۸ ج۲۔

۵۷۰۔ عقيلى ص۴۳۲ ج۳، طبرانى أوسط ص۸۳ ج۶ ح۵۱۷۲، مجمع ص۲۳ ج۲۔

۵۷۱۔ طبرانى كبير ص ۱۷۷ ج ۸ ح ۷۷۳۹ ، مسند الشاميين ح ۸۷۹۔

من گھڑت یا سخت ضعیف ہے راوی حسین بن ابی السری العسقلانی کو امام ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے حسین کے بھائی محمد فرماتے تھے تم میرے بھائی سے نہ لکھو یہ کذاب ہے ابوعروبہ فرماتے ہیں کذاب ہے (میزان ص ۵۳۶ ج ۱) البانی کہتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (ضعیفہ ص ۲۰ ج ۵ وضعیف الجامع ص ۵۷۲)

(۵۷۲) بشر المدلجين إلى المساجد في الظلم بمنابر من يوم القيامة يفزع الناس ولا يفزعون (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

رات کی تاریکی میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لیے قیامت کے روز نور کے منبر ہوں گے لوگ گھبراہٹ میں ہونگے مگر وہ نہیں گھبرائیں گے۔☆

ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے (مجمع ص ۳۱ ج ۲)۔

(۵۷۳) السبق إلى المسجد السبق إلى الجنة (أبو سعيد)۔

مسجد کی طرف سبقت جنت کی طرف سبقت ہے۔☆

دیلمی نے بلاسند ذکر کی ہے۔

(۵۷٤) جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وأصواتكم وسل سيوفكم وإقامة حدودكم الحديث (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، جھگڑوں، آوازوں، تلواروں کے سونتنے اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ۔☆

ضعیف ہے، راوی علاء بن کثیر لیثی شامی ضعیف ہے (مجمع ص ۲٦ ج ۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئ نہیں (احمد ☆ میزان ص ۱۰۴ ج ۳)۔

۵۷۲۔ طبراني كبير ص١٤٢ ج٨، در منثور ص٢١٧ ج٣، مجمع ص٣١ ج٢، الترغيب والترهيب ص٢١٢ ج١.

۵۷۳۔ ديلمي ص٤٩٤ ج٢ ح٣٣٩٠.

۵۷٤۔ مجمع الزوائد ص٢٦ ج٢، ابن ماجة ح٧٥٠ باب ما يكره في المساجد، نصب الراية ص٤٩١ ج٢، قرطبي ص٢٧٠ ج١٢، ترغيب ص١٩٩ ج١، در منثور ص٥١ ج٥، تذكرة الموضوعات ص٣٧، العلل المتناهية ص٤٠٤ ج١، عقيلي ص٣٤٨ ج٣، طبراني كبير ص١٣٢ ج٨، كشف الخفاء ص٣٣٤ ج١.

(٥٧٥) جنبوا مساجدكم صبيانكم وخصوماتكم وحدودكم وشراءكم وبيعكم وجمروها يوم الجمعة واجعلوا على أبوابها مطاهركم (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

تم مسجدوں کو بچوں، جھگڑوں، حدود کے قائم کرنے اور خرید وفروخت سے بچائے رکھو اور جمعہ کے روز خوشبو کا اہتمام کیا کرو اور مسجدوں کے دروازوں پر وضوء کے برتن (لوٹے) رکھا کرو۔☆

منقطع ہے، راوی مکحول کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص۲۶ ج۱)۔

(٥٧٦) احتجم في المسجد (زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے مسجد میں سنگی لگوائی۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے، امام مسلم فرماتے ہیں اصل لفظ احتجر تھا جس کو ابن لھیعہ نے غلطی سے احتجم بنا دیا ہے (مجمع ص۲۱ ج۲)۔

(٥٧٧) إذا وجد أحدكم القملة في المسجد فليدفنها (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی مسجد میں جوء پائے تو اس کو دفن کر دے۔☆

من گھڑت ہے، یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۴۶۴ ج۴)۔

(٥٧٨) ابنوا المساجد وأخرجوا القمامة منها - واخراج القمامة منها مهور الحور العين (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تم مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ نکالو ان سے کوڑا کرکٹ نکالنا حوروں کا حق مہر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ☆، کذاب ہے (ازدی ☆ میزان ص۲۰۷ ج۳)۔

(٥٧٩) كنس المساجد مهور الحور العين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مسجدوں کی صفائی حوروں کا حق مہر ہے۔☆

٥٧٥۔ طبراني كبير ص١٧٣ ج٢٠ ح٣٦٩، مجمع ص٢٦ ج٢۔

٥٧٦۔ مسند أحمد ص١٨٥ ج٥، مجمع ص٢٠ ج٢۔

٥٧٧۔ طبراني أوسط ص١١٤ ج٢ ح١٢١٩، مجمع ص٢٠ ج٢۔

٥٧٨۔ طبراني كبير ص١٩ ج٣ ح٢٥٢١، در منثور ص٢١٧ ج٣، كنز العمال ص٦٥٥ ج٧۔

٥٧٩۔ كتاب الموضوعات ص٢٤٥ ج٢، تفسير قرطبى ص١٤٣ ج١٦ (الدخان ٥٤)۔

غیر صحیح ہے، اس میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد الواحد بن زید ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (بخاری، فلاس، نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص۴۲۶ ج ۲)۔

(۵۸۰) قبیلہ کی مسجد میں نماز پچیس نمازیں ہیں اور جامع مسجد میں ایک سو پانچ نمازیں ہیں مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازیں ہیں (انس)۔

اس متن کے ساتھ دیلمی نے ذکر کی ہے امام ذہبی نے اسے مختصرا روایت کیا ہے اور فرمایا ہے سخت منکر ہے (میزان ص۱۵۲۱ ج ۴)۔

(۵۸۱) لا صلوۃ لجار المسجد إلا فی المسجد (أبو هریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہے۔☆

ضعیف ہے (بیہقی ص۵۷ ج ۳)، راوی سلیمان بن داؤد ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)۔

منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئ نہیں (ابن معین ☆ میزان ص۲۰۳)۔

(۵۸۲) اور یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جس کا راوی عمر بن راشد یمامی کا ذکر بغیر قدح کے جائز نہیں (کتاب المجروحین ص۸۳ ج ۲)۔

اور حضرت علی سے بھی موقوفا مروی ہے جو ضعیف ہے، راوی سعید بن حیان ممکن ہے کہ پہچانا جائے (میزان)۔

(۵۸۳) اور حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن سکین شقری ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)، پہچانا نہیں جاتا اس کی سند میں نظر ہے اور خبر منکر ہے (ذہبی ☆ التعلیق المغنی ص۴۳۰ ج ۱)۔

۵۸۰۔ ابن ماجة ح۱۴۱۳، دیلمی ص۵٤٤ ج۲ ح۳۰٤۸، طبرانی أوسط ص۷ ج۸ ح۷۰۰٤۔

۵۸۱۔ بیهقی ص۵۷ وص۱۱۱ ج۳، دراقطنی ص۴۲۰ ج۱، المستدرك ص۲٤٦ ج۱، نصب الراية ص۴۱۲ ج٤، کنز العمال ص۶۵۰ ج۷، الفوائد المجموعة ص۱٦، تنزیه الشریعة ص۹۹ ج۲، صیغة ص۲۱۷ ج۱، تذکرة الموضوعات ص۳٦، العلل المتناهیة ص۴۱۲ ج۱، اللالی ص۱۵ ج۲، أرواء ص۲۵۱ ج۱، فتح الباری ص۴۳۹ ج۱۔

۵۸۲۔ کتاب المجروحین ص۹٤ ج۲۔

۵۸۳۔ دار قطنی ص۴۲۰ ج۱۔

(٥٨٤) من سمع النداء من جيران المسجد وهو صحيح من غير عذر فلم يجب فلا صلوة له (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص مسجد کا پڑوسی ہو تو وہ موذن کو اذان کہتے سنے تو پھر بغیر عذر کے نہیں آیا اس کی نماز قبول نہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاعور متہم ہے۔

(٥٨٥) إذا صلى لا يضع تحت قدميه شيئاً إلا أنا مطرنا يوما فوضع تحت قدميه نطعاً (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ نماز پڑھتے وقت پاؤں کے نیچے کوئی چیز نہ رکھتے مگر ایک دن بارش ہوئی تو آپ نے قدموں کے نیچے چٹائی رکھی۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق متروک ہے (مجمع ص٥٧ ج٢)، متروک الحدیث ہے دارقطنی ☆ المغنی فی الضعفاء ص٩ ج١)۔ اور یہ اس حدیث کے روایت کرنے میں متفرد ہے (طبرانی اوسط ص٣٦٣ ج٦)۔

باب قبلہ

(٥٨٦) انصرف رسول الله ﷺ نحو بيت المقدس وهو يصلى الظهر وانصرف بوجهه إلى الكعبة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے اور جب سلام پھیرا تو کعبہ کی طرف سے پھیرا۔☆

منکر ضعیف ہے، راوی عثمان سعید یحییٰ قطان، ابن معین اور ابو زرعہ کے نزدیک ضعیف ہے (مجمع ص١٣ ج٢)، صحیح میں ظہر کی بجائے صبح کی نماز ہے۔

٥٨٤۔ دارقطنی ص٤٢٠ ج١، احادیث ضعاف ص١٧٥۔

٥٨٥۔ طبرانی أوسط ص٣٦٣ ج٦ ح٥٧٧٣، مجمع ص٥٧ ج٢۔

٥٨٦۔ مجمع ص١٣ ج٢، کشف الاستار ح٤٢٠۔

(٥٨٧) كنا مع رسول الله ﷺ في أحدى صلوتي العشي حين صرفت القبلة فدار النبي ﷺ و درنا معه في ركعتين (عماره)۔

ہم ظہر یا عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب قبلہ بدلا رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف گھوم گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ دو رکعتوں میں گھوم گئے۔☆

راوی عبد الملک بن حسین نخعی ضعیف ہے (مجمع ص۱۳ ج۲)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، قوی نہیں (ابو زرعہ مجمع ص۶۵۳ ج۲)۔

(۵۸۸) ہم ظہر یا عصر کی نماز مسجد بنی حارثہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے ہم نے ابھی دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ کسی نے کہا قبلہ بدل گیا ہے تو مرد عورتوں کی جگہ ہو گئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا رسول اللہ نے فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لائے (تویلہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی اسحاق بن اسماعیل السواری ضعیف متروک ہے (مجمع ص۱۵ ج۲)، واہ ہے (ابو زرعہ)، منکر الحدیث ہے (دارقطنی)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص۱۸۴ ج۱)۔

(٥٨٩) تبعث النخامة في القبلة وهي في وجه صاحبها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

قبلہ میں تھوک کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ تھوکنے والے کے منہ پر ہوگا۔☆

ضعیف ہے، راوی عاصم بن عمر امام بخاری اور دیگر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (مجمع ص۱۹ ج۲)۔

(٥٩٠) من بزق في قبلة ولم يوارها يوم القيامة أحمي ما تكون حتى تقع بين عينيه (أبو أمامة)۔

۵۸۷۔ مجمع ص۱۳ ج۲۔

۵۸۸۔ طبرانی کبیر ص۲۰۷ ج۲۴ ح۵۳۰، مجمع ص۱۴ ج۲۔

۵۸۹۔ مجمع ص۱۹ ج۲، کشف الاستار ح۴۱۳، کنز ص۴۹۶ ج۷۔

۵۹۰۔ طبرانی کبیر ص۲۴۵ ج۸ ح۷۹۶۰، مجمع ص۱۹ ج۲، الدر المنثور ص۵۱ ج۵۔

جو قبلہ کی طرف تھوکے اور اسے دفن نہ کرے قیامت کے روز اسے گرم کر کے تھوکنے والے کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا دیا جائے گا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص۱۹ ج۲ دیکھئے نمبر ۳۵۸)۔

(۵۹۱) ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانه یقوم بین یدی الله مستقبل ربه وملکه عن یمینه وقرینه عن یساره فلا یتفلن أحدکم بین یدیه ولا عن یساره أو تحت قدمه ثم لیعرك فلیشدد عرکه فانما یعرك اذن الشیطان والذی بعثنی بالحق لو ینکشف بینکم وبینه الحجب أو یؤذن للمسجد فی الکلام لشکا ما یلقی ذلك۔

جب کوئی نماز میں ہو تو اپنی دائیں طرف نہ تھوکے ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے۔ پھر سختی سے اس کو مسل دے کیونکہ وہ حقیقت میں شیطان کو مسلتا ہے اگر تمہارے اور اس کے درمیان میں سے پردے اٹھا لیے جائیں یا مسجد کو کلام کرنے کی اجازت مل جائے تو جو اسے تھوک پڑنے سے تکلیف پہنچی ہے وہ ضرور اس کی شکایت کرے (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شئ نہیں اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (ابن المدینی)، قوی نہیں (دارقطنی)، اور اس کا استاذ علی بن زید متروک ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا۔ جس سند میں عبید اللہ او رعلی بن زید اور قاسم جمع ہو جائیں تو وہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوگی (میزان ص۷ ج۳)۔

(۵۹۲) إن العبد إذا قام فی الصلوۃ فتحت له الجنان وکشفت الحجب بینه وبین ربه واستقبلته الحور العین ما لم یمتخط أو یتنخم (أبو أمامة)۔

بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنتیں کھول دی جاتی ہیں رب اور اس کے درمیان پردے ہٹا دیے جاتے ہیں اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ کھنگارے اور تھوکے نہ۔☆

۵۹۱۔ طبرانی کبیر ص۱۹۹ ج۸، ح۷۸۰۸، مجمع ص۱۹ ج۲۔

۵۹۲۔ طبرانی کبیر ص۲۵۰ ج۸ ح۷۹۸۰، مجمع ص۲۰ ج۲۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن صلت اور حجاج بن عبد اللہ کا تذکرہ نہیں ملا (مجمع ص۲۰ ج۲)۔

(۵۹۳) رأیت رسول لله ﷺ بزق عن یمینه وعن یساره و بین یدیه (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

دائیں اور بائیں طرف اور سامنے تھوکئے۔☆

باطل ہے، راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)۔

(۵۹٤) نهی أن تتخذ القبور محاریب۔

منع فرمایا کہ قبریں محراب بنائی جائیں۔☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث رسول نہیں۔

☆☆☆☆☆

۵۹۳۔ مجمع ص۲۰ ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۵۹٤۔ اس کا اصل ماخذ معلوم نہیں۔

۱۰- کتاب صفۃ الصلوٰۃ

نیت

(۵۹۵) النية الحسنة تدخل صاحبها الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

اچھی نیت اپنے صاحب (نیت کرنے والے) کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالرحیم بن حبیب فاریابی حدیثیں وضع کرتا تھا اس نے ثقہ راویوں کے نام پر تقریباً پانچ سو حدیثیں وضع کی ہیں (کتاب المجروحین ص۱۶۳ ج۲)، اس کا استاذ اسماعیل بن یحییٰ بھی کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۳ ج۱)۔

(۵۹۶) النية الصادقة معلقة بالعرش فإذا صدق العبد نيته تحرك العرش فيغفر له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

سچی نیت عرش کے ساتھ لٹکی رہتی ہے بندہ جب سچی نیت کرتا ہے تو عرش حرکت میں آ جاتا ہے اور نیت کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی قرہ منکر الحدیث ہے (فیض القدیر ص۳۰۱ ج۶)، دوسرا راوی قاسم بن نصر سامری غیر معروف ہے اس نے یہ حدیث عجیب اور باطل روایت کی ہے (میزان ص۳۸۱ ج۳)۔

(۵۹۷) نية المؤمن ابلغ من عمله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یوسف بن عطیہ کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے نسائی کہتے ہیں متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کوئی شئ نہیں بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص۴۶۸ ج۴)۔

(۵۹۸) نية المؤمن خير من عمله وعمل المنافق خير من نيته (سهل بن سعد

۵۹۵- دیلمی ص۵۰ ج۵ ح۷۱٤٦، ضعیفة ص۲۵۱ ج۱۰/۱۔

۵۹۶- تاریخ بغداد ص٤٤٨ ج۱۲، العلل المتناهية ص۳۳٦ ج۲، ضعیفة ص۲۵۲ ج۱۰/۱۔

۵۹۷- شعب الایمان ص۳٤۳ ج۵، المقاصد الحسنة ص٤٥۰، کشف الخفاء ص۳۲٤ ج۲۔

الساعدی رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حاتم بن عباد بن دینار مجہول ہے، حافظ عراقی نے اس روایت کو حاتم کی وجہ سے ضعیف کہا ہے (تعلیق بر معجم کبیر ص۱۸۵ ج۶)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کے راوی سلیمان بن عمر نخعی کے وضاع ہونے پر تمام محدثین کا اجماع ہے (الکامل ص۱۱۰۰ ج۳)۔

(۵۹۹) نية المؤمن خير من عمله و نية الفاجر شر من عمله (نواس رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاجر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے، دوسرا راوی عثمان بن عبد اللہ متہم ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص۳۵ ج۵)، یہ ثقہ راویوں کے نام پر منکر حدیثیں روایت کرتا تھا اس نے متعدد من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (الکامل ص۱۸۲۳ ج۵)۔

(۶۰۰) نية المؤمن خير من عمله ان الله ليعطى العبد على نيته ما لا يعطيه على عمله وذلك ان النية لا رياء فيها و العمل يخالطه الرياء (أبو موسى رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ بندے کو نیت پر وہ اجر دیتا ہے جو عمل کرنے پر نہیں دیتا یہ اس لئے کہ نیت میں ریاء کاری کا دخل نہیں ہوتا اور عمل میں ریا کاری شامل ہو جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، مسند فردوس میں یہ روایت بلا سند ہے اور فردوس کے معلق نے سخاوی کے حوالہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے (تعلیق بر فردوس ص۳۵ ج۵)۔

نوٹ: نماز شروع کرتے وقت الفاظ کے ساتھ مروجہ نیت بدعت ہے۔

۵۹۸۔ تاريخ بغداد ص۲۳۷ ج۹، طبرانی کبیر ص۱۸۵ ج۶ ح۵۹۴۲، مجمع ص۶۱ ج۱ وص۱۰۹ ج۱، حلية الأولياء ص۲۵۵ ج۳، موضوعات کبیر ص۱۲۴، دیلمی ص۳۵ ج۵ ح۷۰۹۶، المقاصد الحسنة ص۴۵۰، الدرر المنتشرة ص۴۷۔

۵۹۹۔ مسند الشهاب ص۱۱۹ ج۱، وتعليق ديلمی ص۳۵ ج۵، کشف الخفاء ص۳۲۴ ج۲۔

۶۰۰۔ دیلمی ص۳۵ ج۵ ح۷۰۹۷، المقاصد الحسنة ص۴۵۰، کشف الخفاء ص۳۲۴ ج۲۔

(۶۰۱) اللہ اکبر کی راء جزم کے ساتھ ہے۔☆ حدیث رسول اللہ نہیں نخعی کا قول ہے۔

(٦٠٢) إن من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة (علی رضی اللہ عنہ)۔

سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا جائے۔☆ منکر ہے، ایک راوی زیاد بن زید سوائی مجہول ہے، سند ثابت نہیں متروک ہے (بیہقی)، اس روایت کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے اور عبد الرحمٰن بن اسحاق واسطی بالاتفاق ضعیف ہے (نووی ☆ نصب الرایہ ص۳۱۴ ج۱)۔

(۶۰۳) مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت وائل سے جو روایت پیش کی جاتی ہے اصل روایت میں تحت السرہ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان الفاظ کو ناشر نے اپنی طرف سے بڑھا کر حدیث رسول میں تحریف کا گھناؤنا جرم کیا ہے۔

(٦٠٤) كان يجمع في أول صلاته بين سبحانك اللهم وبحمدك وبين وجهت (علی رضی اللہ عنہ)۔

نماز کے شروع میں سبحانک اللہم اور وجہت وجہی ملا کر پڑھتے تھے۔☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن قاسم کی روایات من گھڑت ہیں (درایہ ص۱۲۹ ج۱) اور یہ روایت بھی من گھڑت اور باطل ہے، جس کا کچھ اصل نہیں (علل الحدیث ص۱۴۷ ج۱)۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں دعائیں ملا کر پڑھتے تھے ہاں البتہ صرف "سبحانك اللهم" کا پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶۰۵) رات جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ثناء کے بعد تین مرتبہ لا اله الا الله، تین مرتبہ الله اکبر اور اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه کہتے اور پھر قرأت شروع کرتے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔

٦٠١۔ المقاصد الحسنة ص١٦٠، تذكرة الموضوعات ص٣٨۔

٦٠٢۔ مسند أحمد ص١١٠ ج١، ابو داؤد مع عون المعبود ص٢٧٥ ج١، دار قطني ص٢٦٤ ج١، بيهقي ص٣١ ج١، نصب الراية ص٣١٤ ج١۔

٦٠٣۔ ابن أبي شيبة ص٣٤٣ ج١ ح٣٩٣٨۔

٦٠٤۔ علل الحديث ص١٤٧ ج١، هداية ص١٠٢ ج١۔

٦٠٥۔ أبو داؤد ح٧٧٥ وترمذي ح٢٤٢، نصب الراية ص٣٢١ ج١۔

راوی علی بن علی کی مرسل ہے اور جعفر بن سلیمان کو وہم ہو گیا ہے (ابو داؤد)، اس حدیث کی سند میں کلام ہے (ترمذی)، علی بن علی خود متکلم فیہ ہے (یحییٰ بن سعید)، بعض محدثین نے کلام کیا ہے اور بعض نے ثقہ کہا ہے (منذری)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد ☆ نصب الرایہ ص۳۲۱ ج۱)۔

بسم اللہ بالجہر

(٦٠٦) سئل ابن عباس عن الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم فقال كنا نقول هي قرأة الأعراب (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ابن عباس سے بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم اسے اعرابیوں کی قرأت کہتے ہیں۔☆

ضعیف ہے، ابوسعد بقال ضعیف مدلس ہے (خیر البراہین ص۱۳۹)۔

(٦٠٧) كان علي وعبد الله لا يجهر أن ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بآمين (أبو وائل رضی اللہ عنہ)۔

حضرت علی اور عبد اللہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے، دونوں حدیثوں کا راوی ابو سعد سعید بن مرزبان مشہور مدلس اور متروک الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۱۵۷ ج۲، خیر البراہین فی الجہر بالتامین ص۱۳۹)۔

(٦٠٨) يستفتح الصلوة ببسم الله الرحمان الرحيم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔☆

راوی ابو خالد مجہول ہے اور روایت غیر محفوظ ہے (میزان ص۲۳۶ ج۱)، ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند درست نہیں۔

٦٠٦۔ مجمع الزوائد ص١٠٨ ج١، كشف الاستار ح٥٢٥۔

٦٠٧۔ طبراني كبير ص٢٦٢ ج٩ ح٩٣٠٤، مجمع ص١٠٨ ج٢، نصب الراية ص١٥٧ ج٢۔

٦٠٨۔ ترمذي ح٢٤٥، عقيلي ص٨١ ج١، دارقطني ص٣٠٤ ج١۔

(٦٠٩) إذا افتتح الصلوة يبدأ ببسم الله الرحمان الرحيم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن اور اس کا باپ عبد اللہ عمری دونوں ضعیف ہیں (نصب الرایہ ص۳۲۵ ج۱)۔

(٦١٠) بأی شیء يفتتح القرآن إذا افتتح الصلوة قلت ببسم الله الرحمن الرحيم (بريدة رضی اللہ عنہ)۔

میں نے پوچھا آپ ﷺ نماز میں قرآن کہاں سے پڑھنا شروع کرتے فرمایا بسم اللہ سے۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی سلمہ بن صالح الاحمر ثقہ نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص۱۹۱ ج۲)، اور دوسرا راوی ابو خالد یزید متروک الحدیث ہے (میزان ص۳۲۵ ج۱)۔

(٦١١) علمني جبريل الصلوة فقام فكبر لنا ثم قرأ ببسم الله الرحمان الرحيم فيما يجهر به في كل ركعة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے مجھے نماز سکھائی اور کھڑے ہوئے تو ہر اس رکعت میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی جس میں قرأت جہری کی جاتی ہے۔☆

ساقط ہے، راوی خالد بن الیاس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے، احمد اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے، نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے، ابن معین فرماتے ہیں کوئی شئ نہیں ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، بخاری کہتے ہیں کوئی شئ نہیں، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایات کرتا تھا (نصب الرایہ ص۳۴۳ ج۱)۔

(٦١٢) كان يجهر في المكتوبات بسم الله الرحمن الرحيم (علي وعمار رضی اللہ عنہ)۔

فرض نمازوں میں بسم اللہ جہر سے پڑھتے۔☆ باطل ہے، راوی عبد الرحمٰن بن سعید المؤذن صاحب مناکیر

٦٠٩۔ دارقطني ص٣٠٥ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١۔

٦١٠۔ دارقطني ص٣١٠ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١، الدر المنثور ص٧ ج١۔

٦١١۔ دارقطني ص٣٠٧ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١، الدر المنثور ص٧ ج١۔

٦١٢۔ المستدرك ص٢٩٩ ج١، نصب الراية ص٣٤٤ ج١، دارقطني ص٣٠٢ ج١۔

ہے (ذھبی)، ضعیف ہے (ابن معین)، دوسرا راوی سعید ہے اگر اس سے مراد کریزی ہے تو ضعیف ہے اور اگر کوئی اور ہے تو مجہول ہے یہ خبر سخت کمزور ہے گویا کہ من گھڑت ہے (ذھبی)، اس کی سند ضعیف ہے (بیہقی)، تیسرا راوی فطر بن خلیفہ غیر ثقہ ہے (سعدی)، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے مگر وہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ اس کا تساہل مشہور ہے (زیلعی)، اور یہ حدیث باطل ہے (ابن عبدالہادی)، یہ روایت عمرو بن شمر اور جابر جعفی کی سند سے بھی مروی ہے یہ دونوں قابل حجت نہیں کمزور ہے، حاکم فرماتے ہیں یہ بہت سی موضوع روایات والا ہے (تفصیلی جرح کے لئے دیکھئے (نصب الرایہ ص۳۴۴ ج۱)۔

(٦١٣) يجهر ببسم الله الرحمان الرحيم في السورتين جميعا (علی رضی اللہ عنہ)۔

آپ بسم اللہ کو دونوں سورتوں (فاتحہ اور بعد والی) میں جہر کرتے۔☆

من گھڑت ہے، یہ حدیث راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد نے عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کی ہے یہ اپنے آباء کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں گویا کہ یہ وہم زدہ ہو جاتا ہے حتی کہ اپنے بڑوں سے من گھڑت چیزیں لے آتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۲۲ ج۱)۔

(٦١٤) إذا أم الناس جهر ببسم الله الرحمان الرحيم (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب آپ امامت کراتے تو بسم اللہ بالجہر پڑھتے۔☆

منکر ہے، راوی ابو اویس اس روایت میں متفرد ہے اور دوسروں کی مخالفت کی ہے لہذا قابل حجت نہیں ہے (درایہ ص۱۳۳ ج۱)۔

(٦١٥) بسم اللہ بالجہر کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن عمرو بن حسان واہ ہے، اس کی دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو صلت ضعیف اور حدیث چور ہے (درایہ ص۱۳۳ ج۱)۔

٦١٣۔ المستدرك ص٢٣٣ ج١۔

٦١٤۔ دارقطني ص٣٠٦ ج١، درايه ص١٣٣ ج١۔

٦١٥۔ دارقطني ص٣٠٣ ج١، درايه ص١٣٣ ج١۔

٦١٦۔ دارقطني ص٣٠٤ ج١، درايه ص١٣٣ ج١۔

(٦١٦) لم يزل يجهر ببسم الله في السورتين حتى قبض (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ تا حیات بسم اللہ کو دونوں سورتوں میں جہر سے پڑھتے رہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص مکی ضعیف ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)، پتہ نہیں یہ کون ہے اور یہ حدیث منکر ہے اس روایت کو ابن جریج سے عمر بن حفص اور سعید بن خثیم نے روایت کیا ہے اور سعید کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دوسروں نے اس پر چوک لگائی ہے (میزان ص۱۹۰ ج۳)، اس کی روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۱۳۳ ج۲)۔

(٦١٧) صليت خلف النبي ﷺ وأبي بكر وعمر فكانوا يجهرون ببسم الله (ابن عمر)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو طاہر احمد بن عیسیٰ کذاب ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)۔

(٦١٨) صليت خلف النبي ﷺ فجهر بالبسملة (حكم بن عمير رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ کو بالجہر پڑھا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق ضبی متروک ہے، دارقطنی میں راوی اسحاق کے بجائے حبیب ہے جو متغیر ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)۔

(٦١٩) أمني جبريل عند الكعبة فجهر ببسم الله (نعمان رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے کعبہ کے پاس میری امامت کرائی تو بسم اللہ کو جہر کیا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا ایک راوی احمد بن حماد ضعیف ہے اور دوسرا راوی یعقوب بن یوسف ضبی ہے، زیلعی فرماتے ہیں مشہور نہیں ہے میں نے اس کی تلاش میں جرح و تعدیل کی بہت سی کتابیں کھنگال ڈالیں مگر مجھے اس کی کوئی اصلیت معلوم نہیں ہو سکی، میرا خیال ہے کہ یہ روایت اس کی گھڑی ہوئی ہے (نصب الرایہ ص۳۴۹ ج۱)۔

٦١٧۔ دارقطني ص٣٠٥ ج١، عقيلي ص٤٢ ج٤، درايه ص١٣٤ ج١۔

٦١٨۔ دارقطني ص٣١٠ ج١، دراية ص١٣٤ ج١۔

٦١٩۔ دارقطني ص٣٠٩ ج١، نصب الراية ص٣٤٩ ج١، الدر المنثور ص٨ ج١۔

قرأت فاتحہ

(٦٢٠) لا صلوة لمن لم يقرأ في كل ركعة الحمد وسورة في فريضة وغيرها (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

اس کی نماز نہیں جو ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہیں پڑھتا نماز فرضی ہو یا نفلی۔☆

ضعیف ہے۔

(٦٢١) لا صلوة إلا بفاتحه الكتاب والسورة (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہ پڑھی جائے۔

(٦٢٢) لا تجزی صلوة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

نماز سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ اور سورت کے بغیر کفایت نہیں کرتی۔☆

ضعیف ہے، ان تینوں روایتوں کا راوی ابوسفیان طریف بن شھاب سعدی کوئی شئ نہیں ضعیف ہے (ابن معین)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ الکامل ص۱۴۳۶ ج۴)، ضعیف ہے (تقریب ص۱۵۶)۔

(٦٢٣) لا صلوة إلا بفاتحة الكتاب وآيتين من القرآن (عبادة رضی اللہ عنہ)۔

نماز سورت فاتحہ اور قرآن کی دو آیات کے بغیر نہیں ہے۔☆

منکر ضعیف ہے، راوی حسن بن یحییٰ خشنی صدوق کثیر الغلط ہے (تقریب ص۷۳)۔

(٦٢٤) لا تجزی صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين فصاعداً (عمران بن حصين)۔

وہ نماز جائز نہیں جس میں سورت فاتحہ اور دو یا زیادہ آیتیں نہ پڑھی جائیں۔☆

٦٢٠۔ ابن ماجة ح٨٧٤ باب القراءة خلف الامام، ابن أبي شيبة ص٣٦١ ج١، تلخيص ص٢٤٢ ج١۔

٦٢١۔ الكامل ص١٤٣٦ ج٤، نصب الراية ص٣٦٣ ج١، ص٣٦٥ ج١۔

٦٢٢۔ بيهقي ص٣٨٠ ج٢، جامع المسانيد ص٣١٢ وص٣١٥ ج١۔

٦٢٣۔ طبراني أوسط ص١٣٨ ج٣ ح٢٢٨٣۔

٦٢٤۔ الكامل ص٩٩١ ج٣، ابن خزيمة ص٢٤٨ ج١۔

ضعیف ہے، راوی ربیع بن بدر کوئی شئ نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (ابو داؤد)، متروک ہے (نسائی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۳۹ ج۲)۔

(٦٢٥) لا تجزى فى المكتوبة إلا بفاتحة الكتاب وثلاث آيات فصاعداً (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

فرضی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک اس میں سورت فاتحہ اور تین یا زیادہ آیات نہ پڑھی جائیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عمر بن یزید مدائنی منکر الحدیث ہے (الکامل ص۱۶۸۷ ج۵)۔

(٦٢٦) لا تجزى صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وشيء معها (أبو مسعود أنصارى رضی اللہ عنہ)۔

وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ایوب برسانی اصفہانی مجہول ہے (میزان ص۲۱ ج۱)۔

(٦٢٧) أمرنى رسول الله ﷺ أن أنادى فى أهل المدينة أن لا صلوة إلا بقرأة ولو بفاتحة الكتاب (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اہل مدینہ میں اعلان کروں کہ نماز قرأۃ کے بغیر نہیں خواہ سورت فاتحہ کی ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطا اور مدلس ہے (تقریب ص۶۴)، اور یہ ہر کسی سے تدلیس سے روایت کرتا تھا خواہ وہ اس سے ملا ہو یا نہ ملا ہو (ابن حبان)، ضعیف ہے (ابن معین ☆ کتاب المجروحین ص۲۲۶ ج۱)، اس کی ایک سند اور بھی ہے جس کا ایک راوی ابو حنیفہ ہیں جو قوی نہیں ہیں اور دوسرا راوی احمد بن عبد اللہ بن محمد کوفی مجہول ہے اس نے نعیم سے منکر روایت کی ہے (لسان ص۲۰۰ ج۱)، اس نے ابو حنیفہ کی منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو باطل ہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۳۶۷ ج۱)، یہ حدیث ضعیف اور واہ ہے (درایہ ص۱۳۸ ج۱)۔

٦٢٥۔ الكامل ص١٦٨٧ ج٥۔

٦٢٦۔ تاريخ اصفهان ص٧٣ ج١ وص٣٢ ج٢۔

٦٢٧۔ أبو داؤد من ترك القرأة فى صلوته ح ٨٢٠، نصب الراية ص٣٦٧ ج١، درايه ص١٣٨ ج١۔

(٦٢٨) أم القرآن عوض من غيرها وليس غيرها منها عوض (عبادة رضی اللہ عنہ)۔

سورۃ الفاتحہ غیر سے (نماز کی قرأت میں) عوض ہے اور فاتحہ کا غیر اس سے عوض (بدل) نہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن خلاد نامعلوم ہے (فیض القدیر ص۱۸۳ ج۲)، اور اس میں متفرد ہے (دارقطنی ص۳۲۲ ج۱)۔

قرأۃ خلف الامام

(٦٢٩) إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وأذا قرء فانصتوا (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان سیء الحفظ (الکاشف ص۷۷ ج۳)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۰۶)، اس کی متابعت خارجہ بن مصعب نے کی ہے جو قوی نہیں (علل الحدیث ص۱۶۴ ج۱)، کوئی شئ نہیں کذاب ہے (ابن معین)، ابن مبارک اور وکیع نے اسے چھوڑ دیا تھا (بخاری)، متروک ہے جو کذاب راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن حجر)، ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص۸۷ و میزان ص۶۲۵ ج۱)۔

نیز اس کی متابعت یحیٰی بن علاء سے بھی بیان کی جاتی ہے یہ بھی وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (تقریب ص۳۸۷)۔

٦٢٨۔ المستدرك ص٢٣٨ ج١، دارقطني ص٣٢٢ ج١، در منثور ص٦ ج١، قرطبي ص١١٣ ج١، كنز العمال ص٥٥٨ ج١۔

٦٢٩۔ مسند أحمد ص٤٢٠ ج٢، ومواضع، علل الحديث ص١٦٤ ج١، أبو داؤد باب الامام يصلى من قعود ح٦٠٤، نسائي باب اذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا ح٩٢٠، ابن ماجة باب اذا قرء الامام فانصتوا ح٨٤٦، كتاب القراة ص١٣١، دار قطني ص٣٢٧ ج١، بيهقي ابن أبي شيبة ص٣٣١ ج١ ح٣٧٩٩ جزء القرأت ص١١٧۔

(٦٣٠) وإذا قرأ الإمام فانصتوا (أنس رضی اللہ عنہ)

جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔☆

شاذ ہے، اس لیے کہ عام ثقہ راویوں جیسا کہ محمد بن بکار، اسماعیل بن سیف اور ابو الاشعث کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ان الفاظ کو صرف حسن بن علی بن شعیب معمری نے روایت کیا ہے ابن عدی فرماتے ہیں یہ موقوف روایات کو مرفوع روایت کرتا اور حدیث کے متن میں ایسے الفاظ زیادہ کر دیتا جو اصل میں نہیں ہوتے (الکامل ص۷۴۹ ج۲)۔

(٦٣١) هل قرأ أحد منكم معي آنفاً قالوا نعم قال إني أقول ما لي أنازع القرآن فانتهى الناس عن القرأة معه حين قال ذلك (عبد الله بن بحينة)۔

ابھی تم نے میرے ساتھ پڑھا ہے؟ صحابہ نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا میں کہہ رہا تھا پتہ نہیں مجھ سے قرآن کی منازعت کیوں ہو رہی ہے جب لوگوں نے آپ سے یہ سنا تو وہ آپ کے ساتھ قرأت کرنے سے رک گئے۔☆

ضعیف اور منکر ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے یہ حدیث اپنے چچا سے روایت کی ہے ابن حبان کہتے ہیں کثیر الوہم ردی الحفظ ہے جب چچا سے روایت کرے تو غلطی کر جاتا تھا اور ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا تھا جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۲۴۹ ج۲)۔

(٦٣٢) كانوا يقرأون خلف النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال خلطتم على القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرأت کو خلط ملط کر دیا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو اسحاق مدلس اور مختلط ہے (تہذیب ص۶۷ ج۸)۔

(٦٣٣) ما كان صلوة يجهر فيها الإمام بالقرأة فليس لأحد أن يقرأ

٦٣٠۔ ابن ماجة ح٨٤٧ باب اذا قرء الامام فانصتوا، الكامل ص٧٤٩ ج٢، لسان ص٢٤٤ ج٢.

٦٣١۔ مسند أحمد ص٣٤٥ ج٥.

٦٣٢۔ التمهيد ص٤٩ ج١١، مسند أحمد ص٤٥١ ج١، طحاوى ص٢١٧ ج١، ابن أبي شيبة ص٣٣٠ ج١ ح٣٧٧٨، كتاب القرأة ص١٦٧.

٦٣٣۔ كتاب القرأة ص١٤٥.

معه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)

جس نماز میں امام قرأۃ جہری کرے تو کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ امام کے ساتھ قرأت کرے۔☆

بیہقی فرماتے ہیں منکر ہے، اس روایت کو میں نے مجموعہ اخبار میں نہیں پایا (کتاب القرأۃ ص ۱۴۵)۔

(٦٣٤) كل صلوة لا يقرأ فيها بأم الكتاب فهي خداج إلا صلوة خلف الإمام (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔☆

منکر اور ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق منکر الحدیث ہے (امام احمد)، ضعیف ہے (ابن معین ☆ کتاب القرأۃ ص ۱۹۵)، حدیث کی شناخت رکھنے والے اس روایت کو ثابت نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں اس کے راوی خالد طحان نے خطا کی ہے اور متن کو بدل دیا ہے حضرت ابو ہریرہ کے قول انی اکون احیاناً خلف الامام کو بھول کی وجہ سے الا خلف الامام بنا دیا ہے (بیہقی کتاب القرأۃ ص ۱۹۵)، حدیث ضعیف ہے (کنز العمال ص ۴۴۴ ج ۷)۔

(٦٣٥) من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جس کیلئے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں جابر جعفی متہم بالکذب ہے، دوسری سند میں ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ دونوں ضعیف ہیں (دار قطنی ص ۳۲۳ ج ۱)، دراصل یہ روایت موسیٰ بن ابی موسیٰ عن عبد اللہ بن شداد مرسل تھی جس کو ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کر دیا ہے۔

اس کی تیسری سند میں ابو الزبیر مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۰۸)، اس کی سند میں ضعف ہے (نصب الرایہ ص ۱۰ ج ۲)، چوتھی سند میں سہل بن عباس متروک الحدیث ثقہ نہیں، طبرانی کہتے ہیں اس حدیث کو

٦٣٤۔ كتاب القرأة ص١٩٥، كنز ص٤٤٤ ج٧ ح١٩٧٠٤۔

٦٣٥۔ جامع المسانيد ص٣٣٧ ج١، ابن ماجة باب اذا قرء الامام فانصتوا ح٨٥٠، بيهقي ص١٦٠ وص١٦١ ج٢، مجمع الزوائد ص١١١ ج٢، دارقطني ص٣٢٣ ص٣٢٦ ج١، نصب الراية ص١٠ ج٢، معاني الآثار ص٢١٧ ج١، ارواء الغليل ص٢٦٨ ص٢٧٣ ج٢، تلخيص ص٢٣٢ ج١، تاريخ بغداد ص٣٣٧ ج١ ص٣٤٠ ج١٠، الكامل ص٣١٦ ج١ ص٥٤٢ ج٢، ضعيفة ص٥٧ ج٢۔

صرف سہل نے مرفوع روایت کیا ہے باقی تمام راویوں نے موقوف، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (نصب الرایہ ص۱۰ ج۲)۔

(۶۳۶) اسی طرح مذکورہ روایت احمد بن منیع کے حوالہ سے بھی روایت کی جاتی ہے سردست اس کا ثبوت حدیث کی کسی معروف کتاب میں سے مہیا نہیں ہو سکا۔ والعلم عند اللہ۔

(۶۳۷) کل صلوۃ لا یقرأ فیها بأم الکتاب فیه خداج إلا أن یکون وراء الإمام (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے پس وہ ناقص ہے مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلام ضعیف ہے (دارقطنی ص۳۲۷ ج۱ وشرح معانی الآثار طحاوی ص۲۴۶ ج۲)۔

(۶۳۸) من کان له إمام فقرأة له قرأة (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس کے لیے امام ہو تو اس کی قرأت اس کے لیے ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن فضل متروک ہے (دارقطنی ص۳۲۶ ج۱)، اس کی روایت اہل کذب کی ہے (احمد)، کذاب ہے (فلاس ☆ میزان ص۶ ج۴)، یہ روایت اس نے اپنے باپ فضل بن عطیہ سے لی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص۱۴۹)۔

(۶۳۹) اور مذکورہ روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی دو سندیں ہیں ایک میں جابر جعفی متھم بالکذب ہے اور دوسری میں ابو ہارون عمارہ بن جوین بھی کذاب ہے حماد نے اس کی تکذیب کی ہے، احمد فرماتے ہیں کوئی شیء نہیں ابن معین کہتے ہیں ضعیف ہے حدیث میں اس کی تصدیق نہ کی جائے، نسائی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ ابو سعید سے ایسی روایات کرتا ہے جو حضرت

۶۳۶۔ فتح القدیر شرح هدایة ص۲۹۵ ج۱۔

۶۳۷۔ دارقطنی ص۳۲۷ ج۱، طحاوی ص۲۱۸ ج۱، الحاوی تخریج الطحاوی ص۵۰۰ ج۱، کتاب القرأة ص۱۶۰۔

۶۳۸۔ دارقطنی ص۳۲۶ کتاب القرأة ص۱۷۹۔

۶۳۹۔ کتاب القرأة ص۱۹۸۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں۔ ابوعلی کے بقول فرعون سے بھی بڑا کذاب ہے، جوزجانی کہتے ہیں کذاب بہتان تراش ہے (میزان ص۴۷۷ ج۳)، نیز اس سند میں راوی اسماعیل بن عمرو بن نجیح ضعیف ہے (الکامل ص۳۱۷ ج۱)۔

(۶۴۰) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے ابوہریرہ سے یہ روایت من گھڑت ہے، اس کے دو راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ ابو یحییٰ تیمی اور محمد بن عباد ضعیف ہیں (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، ابو یحییٰ ثقہ راویوں سے باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب تھا (المغنی الضعفاء ص۸۹ ج۱)۔

(٦٤١) يكفيك قرأة الإمام خافت أو جهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرأت کافی ہے خواہ وہ قرأت سری کرے یا جہری۔☆

منکر ہے، راوی عاصم بن عبد العزیز اشجعی میں نظر ہے (بخاری)، قوی نہیں (نسائی ودارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص۳۳۳ ج۱)، اور یہ حدیث منکر ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کرنے کی حدیث صحیح سند کے ساتھ موجود ہے (کتاب القرأت)۔

(٦٤٢) ما أرى الإمام إلا قد كفاهم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

میرے نزدیک امام مقتدیوں کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔☆

موقوف ہے، امام نسائی فرماتے ہیں اس روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے ابو درداء کا قول ہے (نسائی ص۱۱۳ ج۱)، وحاکم اور یحییٰ بن صاعد بھی فرماتے ہیں مرفوع نہیں ہے (کتاب القرأۃ)، دارقطنی فرماتے ہیں اس حدیث کو مرفوع روایت کرنا زید بن حباب کا وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)۔

(٦٤٣) من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٦٤٠۔ دارقطنی ص٣٣٣ ج١، كتاب القرأة ص١٩٤۔

٥٤١۔ دارقطنی ص٣٣٣ ج١، كتاب القرأة ص١٩٦، حلية الأولياء ص٢٦٥ ج٤۔

٦٤٢۔ نسائی ح٩٢٤ باب اكتفاء المأموم بقرأة الامام، بيهقى ص١٦٢ ج٢، نصب الراية ص١٧ ج٢۔

٦٤٣۔ كتاب المجروحين ص٢٠٢ ج٢، كتاب القرأة ص١٧٨۔

جس کے لیے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔☆
من گھڑت ہے، راوی غنیم بن سالم سے مجہول اور ضعیف راویوں نے روایت کی ہے ایسے راوی سے دلیل پکڑنا کیسے جائز ہے جو ثقہ راویوں کی مخالفت کرے ہم نے اس روایت کو ایک نسخہ میں اس کی سند سے لکھا ہے جن میں اکثر روایتیں من گھڑت ہیں جن سے دلیل پکڑنی تو درکنار ان کا کتابوں میں ذکر کرنا بھی جائز نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۲۰۳ ج۲ ملخصاً)۔

(٦٤٤) لا قرأة خلف الإمام (شعبی)۔

امام کے پیچھے قرأت نہیں۔☆
مرسل ہونے کے باوجود من گھڑت ہے، شعبی سے روایت کرنے والا راوی محمد بن سلام ہمدانی ضعیف ہے (حفص بن غیاث، ابن معین، ابن سعد، یعقوب بن سفیان) ثقہ نہیں (نسائی وجوزجانی)، متروک ہے (دارقطنی وعمرو بن علی، وابو حاتم)، امام احمد نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ من گھڑت ہے اور اس کا شاگرد علی بن عاصم بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۲۷۷ ج۲)۔

(٦٤٥) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطاء کی۔☆
من گھڑت ہے، ایک راوی عبداللہ بن ابی لیلی مجہول ہے اور دوسرا یحییٰ بن المنذر ضعیف ہے (دارقطنی)، اس کی حدیث میں نظر ہے (عقیلی ☆ التعلیق المغنی ص۳۳۲ ج۱)۔

(٦٤٦) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطا کی۔☆

٦٤٤۔ کتاب القرأة ص۱۸۸، دارقطنی ص۳۳۰ ج۱، أرواء ص۲۷۷ ج۲، کنز ص۶۱۸ ج۷۔

٦٤٥۔ کتاب القراة ص ۱۹۰ تا ۱۹۲، دار قطنی ص ۳۲۳ ج ۱، نصب الرایه ص ۱۳ ج ۲

٦٤٦۔ کتاب القرأة ص۱۹۰ ـ ۱۹۲، دارقطنی ص۳۳۲ ج۱، نصب الراية ص۱۳ ج۲، ابن أبی شيبة ص۳۳۰ ج۱، مصنف عبد الرزاق ص۱۳۷ ج۲، طحاوی ص۲۱۹ ج۱، کتاب المجروحين ص۹ ج۳، اشارة، لسان ص۶ ج۶۔

باطل ہے، اولاً راوی عبداللہ بن ابی لیلی مجہول ہے اور اس سے راوی اس کا بیٹا مختار ہے جو منکر الحدیث کم روایت والا ہے مجھے معلوم نہیں کہ مذکورہ روایت اس نے گھڑی ہے یا اس کے باپ نے خواہ کسی سے بھی ہو اس کی روایت سے حجت پکڑنا باطل ہے (کتاب المجروحین ص۹ ج ۳)۔

اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ اصل نہیں ہے یہ ابن ابی لیلی مجہول آدمی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے جس کے باطل ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع شاھد ہے (کتاب المجروحین ص۵ ج ۲)، امام بخاری فرماتے ہیں مختار نامعلوم راوی ہے پتہ نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے سنا ہے یا کہ نہیں اسی طرح اس کے باپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے یا کہ نہیں (التعلیق المغنی ص۳۳۲ ج۱)۔

(٦٤٧) يكفيك قرأة الإمام (علی رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو مجہول راوی ہیں۔

(٦٤٨) إذا أسررت قرأتي فاقرأوا وإذا جهرت بقرأتي فلا يقرأن معي أحد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میں جب قرأت سری کروں تو تم میرے ساتھ پڑھا کرو اور جب قرأت جہری کروں تو کوئی بھی میرے ساتھ قرأت نہ کرے۔☆

من گھڑت ہے، راوی زکریا الوقار منکر الحدیث متروک ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، حدیث وضع کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب ہے (صالح جزرہ ☆ میزان ص۷۷ ج۲)۔

(٦٤٩) من قرأ خلف الإمام فلا صلوة له (زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کی نماز نہیں۔☆ من گھڑت ہے، راوی احمد بن علی بن سلمان ابوبکر

٦٤٧۔ كتاب القرأة ص١٩٢، دار قطني ص٣٣٢ج١، نصب الراية ص١١ج٢، حلية الأولياء ص٢٦٥ج٤۔

٦٤٨۔ جزء القرأة ص٣٦، دار قطني ص٣٣٣ج١، عقيلي ص٨٧ج٢، لسان ص٤٨٥ج٢، كتاب القرأة ص١٤٢، ميزان ص٢٧٧ج٢۔

٦٤٩۔ بيهقي ص١٦٣ج٢، العلل المتناهية ص٤٣٣ج١، كتاب المجروحين ص١٦٣ج١، لسان ص٢٢٢ج١، نصب الراية ص١١ج٢۔

حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۱۰۲ج۱ ولسان ص۲۲۲ج۱)، اس روایت کا کوئی اصل نہیں (کتاب المجروحین ص۱۶۳ج۱)۔

(۶۵۰) من قرأ خلف الإمام فلا صلوة له (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کی نماز نہیں ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، امام بخاری فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں ہے (جزء القرأۃ ص ۳۸۔ نصب الرایہ ص۲۰ ج ۲)۔

(۶۵۱) وددت الذی یقرأ خلف الإمام فی فیه جمرة (سعد رضی اللہ عنہ)۔

مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں آگ کا انگارا ہو جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔☆

منکر ہے، راوی ابن بجاد نامعلوم ہے اور اس کا نام نہیں کیا گیا اور یہ روایت مرسل ہے (جزء القرأۃ بخاری ص۷)،

یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی اس روایت کو کسی ثقہ راوی نے نقل کیا ہے (التمھید ابن عبد البر ص۵۰ج۱۱)۔

اس کی ایک اور سند بھی ہے جو اس طرح ہے محمد أخبرنا داؤد بن قیس الفراء المدنی أخبرنی بعض ولد سعد أنه ذکر له أن سعداً قال یہ سند پہلی سند سے بھی زیادہ ضعیف ہے، اس کا راوی امام محمد حدیث میں سخت ضعیف ہے (داستان حنفیہ ص۱۷۰)، دوسرا بعض ولد سعد مجہول ہے۔

(۶۵۲) لیت فی فم الذی یقرأ خلف الإمام حجراً (عمر رضی اللہ عنہ)۔

کاش کہ اس کے منہ میں پتھر ہو جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔☆

معضل ہونے کے باوجود سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن حسن شیبانی اوپر والی روایت والے ہیں دوم محمد بن عجلان مدلس اور سیء الحفظ ہے اس نے یہ روایت حضرت عمر سے بغیر کسی واسطہ کے روایت کی ہے حضرت عمر اور ابن عجلان کے درمیان زمین وآسمان سے بھی شاید زیادہ فاصلہ ہو۔

(۶۵۳) من قراء خلف الامام ملیئ فوہ ناراً۔ (ابن عباس)

۶۵۰۔ جزء القرأۃ ص۳۸، نصب الرایة ص۲۰ ج۱، التمهید ص۵۰ ج۱۱، عبد الرزاق ص۱۳۷ ج۲۔

۶۵۱۔ موطا محمد ص۱۰۱، التمهید ص۵۰ ج۱۱، جزء ۱ القرأۃ ص۳۷۔

۶۵۲۔ موطا محمد ص۱۰۲۔

۶۵۳۔ کتاب المجروحین ص۴۶ ج۳۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن احمد السلمی کذاب ہے، ابن حبان فرماتے ہیں دجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے یہ روایت از خود گھڑی ہے (کتاب المجروحین ص۴۶ ج۳)۔

(٦٥٤) إن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر وعثمان ينهون عن القرأة خلف الإمام (موسى بن عقبه)۔

رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، اور عثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے۔☆

مرسل اور منقطع ہے، موسیٰ بن عقبہ نے خلفاء راشدین کا زمانہ نہیں پایا۔ موسیٰ ۱۴۱ھ کو فوت ہوئے ہیں (الکاشف ص۱۶۵ ج۳)۔

(٦٥٥) كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة إلا وراء الإمام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔☆

منکر ہے، راوی علی بن کیسان مجہول ہے اس کا تذکرہ صرف اسی سند میں ہے (کتاب القرأۃ ص۱۹۷)۔

(٦٥٦) أمرني رسول الله ﷺ أن لا أقرأ خلف الإمام (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے نہ پڑھوں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سماع بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۷ھ کو شام میں ہوئی ہے اور عبد الرحمٰن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چوتھے سال میں پیدا ہوئے (تہذیب ص۲۶۰ ج۶ ومراسیل ص۱۲۶)، گویا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات اور عبد الرحمٰن کی ولادت کا ایک ہی سال ہے۔ ثانیاً اس کا راوی اسماعیل بن فضل کذاب ہے (توضیح الکلام ص۶۹۴ ج۲)، اسماعیل کے علاوہ اس سند میں ایک اور راوی احمد بن محمد سرخسی پر جھوٹ اور وضع حدیث کا الزام ہے (لسان ص۲۸۳ ج۱)، یہ روایت باطل ہے (کتاب القرأۃ ص۲۰۰)۔

٦٥٤۔ مصنف عبد الرزاق ص١٣٩ ج٢۔

٦٥٥۔ كتاب القرأة ص١٩٧۔

٦٥٦۔ كتاب القرأة ص٢٠٠، كنز العمال ص٢٨٧ ج٨ ح٢٢٩٤٦۔

(٦٥٧) فلا تفعل من كان له إمام فإن قرأة الإمام له قرأة (نواس رضی اللہ عنہ)۔

امام کے پیچھے نہ پڑھا کرو کیونکہ جس کیلئے امام ہو امام کے قرأت اس کی قرأت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں گھڑتا تھا (دارقطنی ☆ میزان ص۲۷۴ ج۳)۔

(٦٥٨) دس صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سخت منع کرتے تھے جن میں چاروں خلفاء اور عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص ابن مسعود، زید بن ثابت، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں (زید بن اسلم)۔

من گھڑت ہے، اس روایت کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں ہے، علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۱۳ جزء۶ میں عبد اللہ بن یعقوب حارثی کے حوالہ سے عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ کے طریق سے ناقص اور منقطع سند کے ساتھ ذکر کی ہے حارثی ۳۴۰ھ کو فوت ہوا ہے (الفوائد البھیۃ ص۱۰۵)، جبکہ عبد اللہ بن زید ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے ہیں (تقریب ص۱۷۴)، گویا کہ دونوں راویوں کے درمیان دو صدیاں حائل ہیں اتنا بڑا پارٹ بلا متصل سند کیسے ملے گا؟ پھر حارثی سخت مجروح ہے مولانا عبدالحی لکھنوی نے فرمایا ہے کہ روایت میں ضعیف ہے اور جس روایت کو نقل کرتا ہے اس میں غیر موثوق یعنی ناقابل اعتماد ہے (الفوائد البھیۃ ص۱۰۶)، ابوزرعہ احمد بن حسین رازی فرماتے ہیں ضعیف ہے، خطیب بغدادی فرماتے ہیں صاحب عجائب ومناکیر اور غرائب ہے قابل حجت نہیں ہے (تاریخ بغداد ص۱۲۷ ج۱۰)۔

پھر عبد اللہ بن زید کی امام احمد نے توثیق کی ہے جبکہ دیگر محدثین جیسا کہ ابن معین وابوزرعہ اور جوزجانی نے ضعیف اور نسائی نے غیر قوی قرار دیا ہے (میزان ص۴۲۵ ج۲)۔

وإذا قرئ القرآن کے متعلق

(٦٥٩) وإذا قرئ القرآن في الصلوٰة المفروضة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

٦٥٧۔ كتاب القرأة ص۲۰۱، كنز العمال ص۲۸۸ ج۸، ح۲۲۹۵۔

٦٥٨۔ عمدة القارى ص۱۳ ج۶۔

٦٥٩۔ تفسير طبرى ص۱۱۱ ج۹، تفسير ابن كثير ص٤٤٤ ج۲، الدر المنثور ص۱۵۵ ج۳۔

یہ آیت فرضی نمازوں کی قرأت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی ابو صالح عبد اللہ بن صالح لیث کے کاتب ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں مستقیم ہیں مگر اسناد اور متون میں غلطی واقع ہوگئی ہے۔

عمداً ایسا نہیں کرتے تھے (میزان ص۴۴۱ ج۲)، کوئی شئ نہیں (احمد)، متھم ہے کوئی شئ نہیں (احمد بن صالح ☆ تذہیب ص۲۵۷ ج۵)۔

(٦٦٠) كان رسول الله ﷺ يقرأ فى الصلوة فسمع قرأة من الأنصار فنزل وإذا قرئ القرآن (مجاهد رحمۃ اللہ علیہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دوران قرأت ایک انصاری کی قرأت سنی تو وإذا قرئ القرآن آیت نازل ہوئی۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی قاضی عبد الرحمٰن بن حسن بن محمد اسدی کذاب ہے (میزان ص۵۵۶ ج۲)۔

(٦٦١) رسول اللہ ﷺ قرأت کر رہے تھے آپ کی قرأت کے ساتھ ایک آدمی بھی پڑھ رہا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی (زہری) مرسل ہے۔

(٦٦٢) رسول اللہ ﷺ جب نماز میں پڑھتے تو صحابہ بھی ساتھ پڑھتے جس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابو العالیہ)۔

مرسل ہے، خصوصاً امام زہری اور ابو العالیہ کی مرسل روایتوں کا کوئی وزن نہیں (کتاب المراسیل ص۳)۔

ظہر اور عصر میں قرأت

(٦٦٣) إذا سمعتم الرجل يجهر بالقرأة نهاراً فارجموا بالبعر (بريدة رضی اللہ عنہ)۔

تم جب دن کے وقت کسی کو جہری قرأت کرتے سنو تو اسے مینگنی مارو۔☆

باطل ہے، راوی ابو الصلت رافضی خبیث ہے (عقیلی)، متہم بالوضع ہے (میزان ص۶۱۶ ج۲)۔

٦٦٠۔ تفسير طبرى ص١١١ ج٩، تفسير ابن كثير ص٤٤٤ ج٢، الدر المنثور ص١٥٦ ج٣۔

٦٦١۔ تفسير طبرى ص١١٠ ج٩، الدر المنثور ص١٥٦ ج٣۔

٦٦٢۔ الدر المنثور ص١٥٦ ج٣، كتاب الاعتبار ص٩٨۔

٦٦٣۔ كنز العمال ص٤٤٤ ج٧ ح١٩٧٠٦ بحوالة ديلمى۔

(٦٦٤) لیس فی الظهر والعصر قرأة، قرأة رسول الله ﷺ لنا قرأة وسکوته لنا سکوت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر اور عصر میں قرأت نہیں رسول اللہ ﷺ کی قرأت ہمارے لئے قرأت ہے اور آپ کی خاموشی ہمارے لئے خاموشی ہے۔☆من گھڑت ہے۔

(٦٦٥) لیس فی الظهر قرأة لو کان فیها لاسمعنا النبی ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر میں قرأت نہیں اگر اس میں قرأت ہوتی تو ہم کو رسول اللہ ﷺ ضرور سناتے۔☆

من گھڑت ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی محمد بن مہاجر ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا اور ثقہ راویوں کے نام پر سندیں الٹ پلٹ کرتا اور صحیح احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ داخل کرتا جو اصل حدیث میں نہیں ہوتے تھے اور پھر انہیں اپنے مذہب کے مطابق بناتا کوفی المذہب تھا اس نے الجامع علی المسند کے نام پر ایک کتاب نکالی جس میں اس نے ثقہ راویوں کے الفاظ میں کوفی مذہب کے موافق الفاظ زائد کیے ہیں (کتاب المجروحین ص۳۱۱ ج۲)۔

(٦٦٦) صلاة النهار عجماء۔☆

دن کی نماز خاموش قرأت والی ہے۔☆

اس کو حدیث کہنا صاحب ھدایہ کی جرأت ہے۔

باب آمین

(٦٦٧) آمین خاتم رب العالمین (ابو هریرة رضی اللہ عنہ)۔

آمین اللہ کی مہر ہے۔☆

٦٦٤۔ العلل المتناهیة ص۴۳۳ ج۱۔

٦٦٥۔ العلل المتناهیة ص۴۳۳ ج۱۔

٦٦٦۔ هدایة ص۱۱٦ ج۱، نصب الرایة ص۱ ج۲، درایة ص۱٦٠ ج۱۔

٦٦٧۔ الکامل ص۲۴۳۲ ج٦، ابن کثیر ص۴۹ ج۱، در منثور ص۱۷ ج۱، کنز العمال ص۵۵۹ ج۱، کشف الخفا ص۱۹ ج۱۔

ضعیف ہے، راوی مؤمل ثقفی ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۳)۔

(٦٦٨) كان عمرو علي لا يجهر أن بالتأمين (أبو وائل رضی اللہ عنہ)۔

عمر اور علی رضی اللہ عنہما آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔☆ بے اصل ہے، راوی ابوسعید بقال، منکر الحدیث ہے (احمد و بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)۔

اس کی حدیث قابل حجت نہیں (ابوحاتم)، ضعیف ہے، کوئی شئ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (فلاس ودارقطنی ☆ میزان ص۱۵۸ج ۲ وخیر البراہین فی الجہر ص ۱۳۹)۔

(٦٦٩) يخفي الإمام أربعا التعوذ وبسم الله وآمين وربنا لك الحمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام چار چیزوں تعوذ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد کو پوشیدہ کرے۔☆

بے بنیاد ہے، اس کی کوئی سند معلوم نہیں حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بغیر سند کے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے واسطہ سے ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن کا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص۲۳۵ج ٦)، نیز یہ روایت عمر رضی اللہ عنہ سے نخعی کے طریق سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی ابتداء سے سند نامعلوم ہے اور ابراہیم نخعی کا عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے اس لئے کہ ابراہیم نخعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تقریباً اٹھائیس (۲۸) سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ مکمل تحقیق خیر البراہین ص۱۴۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٦٧٠) يخفي الإمام ثلاثا الاستعاذة وبسم الله وآمين (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

امام تین چیزوں تعوذ، بسم اللہ اور آمین کو مخفی رکھے۔☆

بے ثبوت ہے، محلی میں بغیر سند کے مذکور ہے۔

(٦٧١) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب ولا الضالین کہتے تو خاموش رہتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

٦٦٨۔ طحاوی ص٢٠٤ج١ ملخصاً، آثار السنن ص١٢٥۔

٦٦٩۔ المحلی ص٢٠٦ج٢۔

٦٧٠۔ المحلی ص٢٠٦ج٢۔

٦٧١۔ تحقیق مسئله آمین ص ٢٩

اس روایت کا سوائے حنفیوں کی کتابوں کے کہیں ثبوت نہیں ہے معلوم ہوتا ہے جس صاحب نے اولاً اپنی کتاب میں یہ روایت لکھی ہے یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہے۔ تفصیل خیر البراہین فی الجہر بالتامین میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۶۷۲) آمین بالجہر تعلیم کیلئے تھی۔☆ (ابو وائل رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف بلکہ منکر ہے، راوی یحییٰ بن سلمہ منکر الحدیث ہے (ابوحاتم)، متروک ہے (نسائی)، کوئی شئ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص۳۸۲ ج۴ وخیر البراہین ص۱۱۶)۔

(۶۷۳) ترك الناس التأمين وكان رسول الله ﷺ إذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتي يسمعها أهل الصف الأول فيرتج بها المسجد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

لوگوں نے آمین کہنی چھوڑی اور رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے حتی کہ پہلی صف والے سن لیتے تو پھر مسجد گونج اٹھی۔☆

ضعیف ہے، راوی بشر بن رافع ضعیف ہے (میزان ص۳۱۷ ج۱)۔

(۶۷۴) قد أجيبت دعوتكما أنه كان موسى يدعو وهارون يؤمن (أبوهريرة وابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آیت قد أجيبت دعوتكما میں حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔☆

بے اصل ہے، کسی مجہول کا قول ہے پتہ نہیں کون ہے (المحلی ص۲۰۸ ج۲)۔

قرأت، سکتہ اور جوابات

(۶۷۵) يقرأ في صلوة المغرب ليلة الجمعة ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾ (جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ)۔

۶۷۲۔ خير البراهين ص ۱۱۶ بحواله كتاب الكني للدولابي

۶۷۳۔ ابن ماجة ح۸۵۳۔

۶۷۴۔ المحلى ص۲۰۷ ج۲، قرطبى ص۲۸۳ ج۸، طبرى ص۱۱۰ ج۷، يونس ۸۹، ابن كثير ۶۶۳ ج۳، الدر منثور ص۳۱۵ ج۳۔

۶۷۵۔ بيهقى ص۲۰۱ ج۳، شرح السنة ص۸۱ ج۳، ابن حبان ص۱۵۸ ج۴ ح۱۸۳۸، كتاب الثقات ص۳۶۷ ج۶۔

آپ جمعرات کو نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن سماک بن حرب متروک ہے (میزان ص۱۴۳ ج۲)۔

(٦٧٦) أنه حفظ سكتتين سكتة إذا كبر وسكتة إذا فرغ من قرأة غير المغضوب عليهم ولا الضالين (سمرة رضی اللہ عنہ)۔

اس نے دو سکتے یاد کئے جب آپ اللہ اکبر کہتے اور دوسرا سکتہ جب ولا الضالین کہتے۔☆

ضعیف مضطرب ہے، راوی حسن بصری کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سوائے عقیقہ کی روایت کے سماع نہیں ہے، پھر حسن کثیر التدلیس ہیں جب عن سے روایت کریں تو قابل احتجاج نہیں ہیں (تعلیق علی خلاصۃ التذہیب ص۲۱۱ ج۱ وخیر البراہین ص۱۶۸) اور یہ روایت تمام طرق سے معنعن ہے۔

(۶۷۷) جب تم میں سے کوئی سورۃ التین کو ختم کرے تو بلی وانا علی ذلک من الشاھدین اور جب سورۃ القیامۃ ختم کرے تو بلی اور سورۃ المرسلات ختم کرے تو امنا باللہ کہے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، سند میں ایک اعرابی راوی مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص۲۱۵ ج۴)۔

(٦٧٨) كان إذا قرأ باسم ربك الأعلى قال سبحان ربي الأعلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جب سورۃ الاعلیٰ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابواسحاق مختلط اور مدلس ہے (نھایۃ الاغتباط ص۲۷۳ وطبقات المدلسین ص۱۰۱)، ہاں موقوفاً صحیح ہے۔

نوٹ: راقم کی نظر سے کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث نہیں گزری جس میں ہو کہ حالت نماز میں مقتدی مذکورہ سورتوں کے جواب میں مذکورہ الفاظ کہے۔

٦٧٦- أبو داؤد ح٧٧٩ باب السكتة عند الافتتاح.

٦٧٧- ابو داؤد ح٨٨٧، ترمذی ح٣٣٤٧، مسند حميدی ص٢٨٦ ج٢ ح٩٩٥، بيهقی ص٣١٠ ج٢، الاسماء والصفات ص٥٢ ج١، شرح السنة ص١٠٤ ج٣.

٦٧٨- ابو داؤد ح٨٨٣ باب الدعاء فی الصلاة، مشكاة ص٢٧٢ ج١، مسند أحمد ص٢٣٢ ج١، بيهقی ص٣١٠ ج٢، تفسير قرطبی ص١٤ ج٢٠، در المنثور ص٣٣٨ ج٦، مستدرك حاكم ص٢٤٤ ج١، بيهقی ص٣١٠ ج٢، شرح ص١٠٤ ج٣.

باب الرکوع

رفع الیدین

(٦٧٩) من صلى ولم يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع لعنته أعضائه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا اس پر اس کے اعضاء لعنت بھیجتے ہیں۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ جس کا کوئی اصل معلوم نہیں۔

(٦٨٠) يرفع يديه في كل خفض ورفع (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر دفعہ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے۔☆

مقلوب منکر ہے، راوی رفدہ بن قضاعہ غسانی مشہور راویوں سے منکر روایات کرنے میں منفرد ہے ثقہ راویوں کی موافقت بھی کرے تب بھی قابل حجت نہیں جب یہ مقلوب روایات کرنے میں منفرد ہے تو پھر قابل حجت کیسے ہوسکتا ہے؟ (کتاب المجروحین ص۳۰۴ ج۱)۔

(٦٨١) يرفع يديه مع كل تكبيرة في الصلوة المكتوبة (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے۔☆

مقلوب منکر ہے، اس کا راوی بھی رفدہ بن قضاعہ قوی نہیں (نسائی)، کوئی شئی نہیں (ابو مسہر ☆ میزان ص۵۳ ج۲)، دیکھئے اوپر والی روایت۔

(٦٨٢) رأيتكم ورفعكم أيديكم في الصلوة حاذى بهما أذنيه والله أنها لبدعة

٦٧٩۔ ديلمى ص٤٧ ج٤ ح٥٦٣٦۔

٦٨٠۔ كتاب المجروحين ص٣٠١ ج١، العلل المتناهية ص٤٢٩ ج١۔

٦٨١۔ ابن ماجة ح٨٦١، تهذيب للمزى ص٢١٣ ج٩۔

٦٨٢۔ كتاب المجروحين ص١٨٦ ج١، ميزان ص٣١٥ ج١۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نماز میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے ہو واللہ یہ بدعت ہے۔☆

منکر ہے، راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن معین وابن مدینی)، قوی نہیں (احمد)، متروک ہے (ابن خراش ☆ میزان ص۳۱۵ ج۱)۔

چند ایسے لوگ جن کا حدیث فن نہیں ہے انہوں نے اس روایت سے گمان کیا ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین بدعت ہے حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا ہے کہ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا بدعت ہے (کتاب المجروحین ص۱۸٦ ج۱)۔

(٦٨٣) صليت مع النبي ﷺ وأبي بكر وعمر فلم يكونوا يرفعون أيديهم إلا عند افتتاح الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی وہ صرف نماز کے شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن جابر یمامی دجالوں میں سے ایک دجال ہے (احمد ☆ کتاب الموضوعات ص۲۲ ج۲)، شوکانی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے اس میں محمد بن جابر متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص۲۹)۔

(٦٨٤) من رفع يديه في الصلوة فلا صلوة له (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز میں رفع یدین کی اس کی نماز نہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن عکاشہ کرمانی حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی)، اور وضع بھی ثواب کی غرض سے کرتا تھا اس نے دس ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں یہ مذکورہ روایت بھی ہے یہ معمولی جھوٹ نہیں

٦٨٣۔ كتاب المجروحين ص٢٧٠ ج٢، دار قطني ص٢٩٥ ج١، عقيلي ص٤٢ ج٤، كتاب الموضوعات ص٢٢ ج٢، اللالی ص١٨ ج٢، تنزيه ص١٠١ ج٢، نصب الراية ص٣٩٦ ج١، أحاديث ضعاف ص١٢٤، الفوائد المجموعة ص٢٩، ميزان ص٤٩٦ ج٣۔

٦٨٤۔ نصب الراية ص٤٠٥ ج١، تذكرة الموضوعات ص٣٩، اللالی ص١٨ ج٢، كتاب الموضوعات ص٢٢ ج٢، موضوعات كبير ص١١٩، ضعيفة ص٤١ ج٢۔

بلکہ غلیظ ترین جھوٹ ہے۔ امام زہری سے قطعی ثبوت (متواتر) سند کے ساتھ جو روایت ہے وہ تو رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی ہے جو موطا اور تمام محدثین کی کتابوں میں موجود ہے (حاکم ☆ لسان ص۲۸۹ ج۵)۔

(۶۸۵) مذکورہ روایت کو اسی محمد بن عکاشہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے جس میں من رفع یدیه فی التکبیر کے الفاظ ہیں۔

(۶۸۶) نیز یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کی جاتی ہے جس کا راوی مامون بن احمد سلمی بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے ثقہ راویوں کے نام پر یہ روایت گھڑی ہے (کتاب المجروحین ص۴۵ ج۳)۔

(۶۸۷) جب سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے پوچھا کیا خیر ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے جبریل نے فرمایا جب آپ نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کہیں تو رفع یدین کریں اور جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی نماز ہے ہر چیز کی کوئی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رفع یدین نماز کا خشوع ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی اسرائیل بن حاتم مروزی من گھڑت روایات کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۷۷ ج۱)۔ اس سند کا دوسرا راوی عمر بن صبح بھی حدیثیں گھڑتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۷۸ ج۱)۔

ہاں البتہ اس روایت کے علاوہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے نماز میں رفع یدین کی حدیث صحیح ہے (ترمذی)۔

(۶۸۸) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون کی تفسیر یہ ہے جو لوگ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۶۸۵۔ کتاب الموضوعات ص٤٦ ج٣، کتاب الموضوعات ص٢٢ ج٢، اللالی ص١٨ ج٢، الفوائد المجموعة ص٢٩، تنزيه ص٧٩ ج٢۔

۶۸۷۔ بیهقی ص٧٥ ج٢، کتاب الموضوعات ص٢٣ ج٢، اللالی ص١٨ ج٢، کتاب المجروحین ص١٧٧ ج١، المستدرك ص٥٣٨ ج٢، ابن کثیر ص٥٩٠ ج٤، میزان ص٢٠٨ ج١، لسان ص٣٢٥ ج١۔

۶۸۸۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ص٢١٢۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن مروان سدی اور کلبی دونوں کذاب ہیں ملاحظہ ہو (میزان ص۳۲ ج۴ وص۵۵۷ ج۳)۔

اس تفسیر کا وجود صرف تنویر المقباس میں پایا جاتا ہے اور تنویر سدی اور کلبی کی سند سے ہے جو مکذوب ہے ابن عباس کی تفسیر نہیں۔

(۶۸۹) لا ترفع الأیدی إلا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہاتھ صرف سات جگہوں میں اٹھائے جائیں ان میں ایک جگہ ہے جب نماز شروع کی جائے۔☆

سخت ضعیف ہے، اولاً محمد بن عثمان بن ابی شیبہ بعض ائمہ کے نزدیک کذاب ہے جن میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل ابن خراش عبد اللہ بن اسامہ کلبی، ابراہیم بن اسحاق صواف، داؤد بن یحییٰ اور حمزہ دقاق ہیں اور بعض نے اس پر حدیث وضع کرنے کا بھی حکم لگایا ہے (میزان ص۶۴۳ ج۳)، تیسرے راوی حکم نے اس روایت کو اپنے استاذ مقسم سے سنا نہیں ہے یہ روایت مرسل (منقطع) ہونے کے باوجود غیر محفوظ ہے (نصب الرایہ ص۳۹۰ ج۱)۔

(۶۹۰) مذکورہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی جاتی ہے اس کی سند میں بھی ابن ابی لیلیٰ نہ قوی ہے، نا قابل احتجاج اور دوسرے راوی مقسم کا اپنے استاذ حکم سے سوائے چار روایتوں کے باقی میں سماع نہیں ہے اور یہ روایت ان چاروں روایتوں میں سے نہیں ہے (نصب الرایہ ص۳۹۱ ج۱)، گویا کہ ضعف کی دوسری علت انقطاع ہے۔

(۶۹۱) أنه رأى رجلاً یرفع یدیه الرکوع فقال مه فإن هذا شیء فعله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکه (ابن زبیر رضی اللہ عنہ)۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا اس کو چھوڑ دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۹۔ طبرانی کبیر ص۳۰٤ ج۱۱، مجمع الزوائج ص۱۰۲ ج۲، ابن أبی شیبة ص۲۱٤ ج۱ ح۲٤٥۰، نصب الرایة ص۳۹۰ ج۱، درایة ص۱٤۸ ج۱۔

۶۹۰۔ نصب الرایة ص۳۹۱ ج۱، درایة ص۱٤۸، مجمع ص۱۰۳ ج۲۔

۶۹۱۔ نصب الرایة ص۳۹۲، درایة ص۱٤۹ ج۱۔

پہلے رفع یدین کرتے تھے پھر اسکو چھوڑ دیا تھا اصلاً نامعلوم ہے (نصب الرایہ ص۳۹۲ ج۱)، اس کے برعکس صحیح سند سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ (بیہقی ص۷۳ ج۲ و مصنف عبدالرزاق)۔

(۶۹۲) کان رسول الله ﷺ یرفع یدیه کلما رکع و کلما رفع ثم صار إلی افتتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے پھر صرف نماز شروع کرتے وقت کرنے لگے۔☆

اصلاً نامعلوم ہے (نصب الرایہ ص۳۹۲ ج۱)۔

جن لوگوں کا علم حدیث مذاق نہیں وہ اس طرح کی بے بنیاد روایات کو متواتر اور متفق علیہ احادیث کی ناسخ قرار دیتے ہیں، ان دونوں روایات سے نسخ کی دلیل پکڑنا روشنی چھوڑ کر اندھیرے میں چلنے کے مترادف ہے۔

(۶۹۳) صلی بهم (ابن الزبیر رضی اللہ عنہ) یشیر بکفیه حین یقوم وحین یرکع وحین یسجد (ابن الزبیر)۔

ابن زبیر نے نماز پڑھائی تو ہتھیلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب سجدہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، ایک راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی میمون مکی مجہول ہے (تقریب ص۵۴ ج۳)۔

(۶۹٤) صلیت خلف النبی ﷺ وخلف أبی بکر وعمر ثنتی عشرة سنة وخمسة شهر وخلف عثمان ثنتی عشرة سنة وخلف علی بالکوفة خمس سنین فلم یرفع أحد منهم یدیه إلا فی تکبیرة الافتتاح وحدها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے بارہ سال اور پانچ ماہ نماز پڑھی اور

۶۹۲۔ نصب الرایة ص۳۹۲ ج۱، التلخیص ص۲۲۲ ج۱۔

۶۹۳۔ أبو داؤد باب افتتاح الصلوة ح۷۳۹، مسند أحمد ص۵۵ ج۱

۶۹٤۔ میزان ص۲٦۹ ج۱، لسان ص٤۵۸ ج۱۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال نماز پڑھی ان میں کوئی ایک بھی نماز شروع کرتے وقت کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

من گھڑت ہے، راوی اصبغ بن خلیل قرطبی متہم بالکذب ہے، قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ بڑی خطأ میں جا گرا ہے اس لئے کہ اس سند کے راوی سلمہ بن وردان نے اپنے استاذ امام زہری سے اور اسی طرح زہری نے اپنے استاذ ربیع بن خیثم سے نہ روایت کی ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے (اس سے بھی بڑھ کر) کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بالاتفاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے انہوں نے پانچ سال کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کیسے نماز پڑھی ذہبی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی بہت کم نمازیں پڑھی ہیں اس لئے کہ ان دونوں کے دور خلافت میں وہ زیادہ تر کوفہ میں رہے ہیں درحقیقت اس روایت کو اصبغ نے خود گھڑا ہے (میزان ص۲۷۰ ج۱)، اصبغ کو علم حدیث کی معرفت نہ تھی بلکہ یہ حدیث اور محدثین سے دشمنی رکھتا تھا اس کے تعصب کی انتہاء نہ تھی کہ اس نے رفع یدین کے ترک میں (مذکورہ) حدیث گھڑ دی لوگ اس کی کذب بیانی سے بخوبی واقف تھے (لسان ص۴۵۹ ج۱)۔

(٦٩٥) رفع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا و ترك فتركنا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کی تو ہم نے بھی کی جب انہوں نے چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی۔☆

من گھڑت ہے، کاسانی فقیہ کی کتاب بدائع الصنائع کے علاوہ اس کا کہیں وجود نہیں اور بدائع کے حوالہ سے ہی ایضاح الادلہ ص۱۸ میں بلاتحقیق نقل ہوئی ہے یہ اظہر من الشمس ہے کہ اپنے مذہب کی تائید میں اوپر والی روایت کی طرح یہ بھی گھڑی گئی ہے اس کے من گھڑت ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس حدیث کا وجود حدیث کی کسی مستند کتاب میں نہیں ہے۔

(٦٩٦) عشرہ مبشرہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ روایت بھی کسی حنفی فقیہ کے قلم کا نتیجہ ہے جس کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں۔

(٦٩٧) يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ثم لا يعود (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٦٩٥۔ ایضاح الدولة ص١٨ بحوالة بدائع الصنائع۔

٦٩٦۔ بداع الصنائع ص ٥٤٨ ج ١

٦٩٧۔ نصب الراية ص٤١٤ ج١، التلخيص ص٢٢٢ ج١۔

آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

حاکم فرماتے ہیں میں گھڑت ہے (نصب الرایہ ص۴۱۴ ج۱)، ابن حجر فرماتے ہیں مقلوب من گھڑت ہے (التلخیص ص۲۲۲ ج۱)، اس کی آج تک کوئی متصل سند نہیں مل سکی، ابن القیم فرماتے ہیں جس کو علم حدیث سے تھوڑی سی بھی مس ہے وہ اس کے جھوٹ ہونے کی گواہی دے گا (المنار المنیف ص۱۳۸)۔

(٦٩٨) ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من أذنيه ثم لا يعود (براء رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید بن ابی زیاد روایات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتا تھا (حمیدی)، یہ روایت واہ ہے بہت عرصہ تک تو یزید اس روایت کو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر روایت کرتا رہا اسے جب ثم لا یعود کے الفاظ کی تلقین (لقمہ) دیا گیا تو اس نے ان الفاظ کے لقمہ کو قبول کر لیا (احمد)، ثم لا یعود کے الفاظ صحیح حدیث کے نہیں ہیں اس لئے کہ علی بن عاصم کہتے ہیں یزید نے مجھ کو کوفہ میں یہ حدیث ثم لا یعود کے بغیر روایت کی تو میں نے کہا عبد الرحمٰن بن ابی لیلی نے مجھے آپ کے واسطہ سے روایت کی ہے اور اس میں لا یعود کا لفظ بھی ہے تو یزید کہنے لگے مجھے یاد نہیں (بزار)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد)، ضعیف ہے (بخاری، ابن معین، دارمی وحمیدی وغیرھم ☆ التلخیص ص۲۲۱ ج۱)، یزید نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین)، اس کی حدیث قابل لائق نہیں (احمد)، اس کی حدیث کو پھینک دو (ابن مبارک ☆ میزان ص۴۲۳ ج۴)، جمہور محدثین نے اس کو ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے (المنار المنیف ص۱۳۸)۔

(٦٩٩) ألا أصلي بكم صلوة رسول الله ﷺ فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

٦٩٨۔ عبد الرزاق ص٧٠ ج٢، ابن أبی شيبة ص٢١٣ ج١ ح٢٤٤٠، جامع المسانيد ص٤٠٧ ج١، أبو داؤد باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ح٧٥٠، بيهقی ص٧٦ ج٢، طحاوی ص٢٢٤ ج١، نصب الراية ص٤٠٢ ج١، دراية ص١٥١ ج١، دارقطنی ص٢٩٣ ج١۔

٦٩٩۔ ابو داؤد ح٧٤٨، ترمذی ح٢٥٧، بيهقی ص٧٨ ج٢، التلخيص ص٢٢٢ ج١، دارقطنی ص٢٩٣ ج١، طحاوی ص٢٢٤ ج١، جامع المسانيد ص٣٥٢ ج١، المحلی ص٢٩٢ ج٢۔

کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں آپ نے نماز پڑھی تو صرف ایک مرتبہ ہاتھوں کو اٹھایا۔☆
ضعیف ہے، راوی عاصم بن کلیب جب روایت کرنے میں منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن المدینی میزان ص۳۵٦ج۲)، اور یہ اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہے، ابن مبارک فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں یہ روایت غلط ہے، امام احمد یحییٰ بن آدم اور بخاری فرماتے ہیں ضعیف ہے، ابوداؤد فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، دارقطنی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے، ابن حبان کہتے ہیں رفع یدین کی نفی میں اہل کوفہ کے پاس سب سے بہتر یہی روایت ہے جو درحقیقت سخت ضعیف ہے جس پر ان کا اعتماد ہے اس لئے کہ اس روایت میں بہت سی علتیں موجود ہیں جن سے یہ روایت باطل ہو جاتی ہے، ابن حجر فرماتے ہیں ان تمام ائمہ نے عاصم بن کلیب کی سند میں طعن کیا ہے (التلخیص ص۲۲۲ج۱)، ابن القیم فرماتے ہیں باطل ہے صحیح نہیں (المنار المنیف ص۱۳۷)۔ اس کے ضعف کی دوسری علت سفیان کی تدلیس ہے یہ روایت معنعن ہے سماع کی تصریح میرے علم میں نہیں۔(☆)

(۷۰۰) كان إذا افتتح الصلوة يرفع يديه أول الصلوة ثم لم يرفعهما في شيء حتي يفرغ (عباد بن زبير)۔

جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور اس کے بعد کسی موقع پر رفع یدین نہ کرتے۔☆
مرسل ہے، عباد تابعی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راوی قابل غور ہیں (درایہ ص۱۵۲ج۱)، ابن القیم فرماتے ہیں من گھڑت ہے (المنار المنیف ص۱۳۹)۔

(۷۰۱) صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى من الصلوة (مجاهد)۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ صرف تکبیر اولی کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔☆
بے اصل ہے، راوی ابوبکر بن عیاش اور ان کا استاذ حصین بن عبدالرحمٰن مختلط ہو گئے تھے (نهاية الاغتباط

۷۰۰۔ نصب الراية ص٤٠٤ ج١، المنار المنيف ص١٣٩، دراية ص١٥٢ ج١۔
۷۰۱۔ جزء رفع اليدين ص٥٦۔
(☆) راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس مضر نہیں مگر بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ مضر ہے۔

ص۳۸۲ وص۸۸)، امام بخاری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت محض وہم ہے جس کا کوئی اصل نہیں (جزء رفع یدین ص۵۶)۔

(۷۰۲) رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما فيما سواء ذلك (عبد العزيز بن حكيم)۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو تکبیر اولی میں کانوں کے برابر اٹھایا اور اس کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن لبان بن صالح کوفی ضعیف ہے (ابن معین وابوداؤد)، قوی نہیں (بخاری ☆ میزان ص۵۴۳ ج۳)۔

(۷۰۳) امام ابوحنیفہ کی طرف ایک مناظرہ منسوب کیا جاتا ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی سلیمان شاذ کونی کذاب ہے (میزان ص۲۰۵ ج۲)، اس سے نقل کرنے والا عبد اللہ حارثی وضع حدیث میں متہم ہے (رواس)، یہ کسی سند پر متن گھڑ لیتا اور کسی متن پر سند گھڑ دیتا اور یہ بھی وضع کی ایک قسم ہے (احمد سلیمانی ☆ میزان ص۴۹۶ ج۲)۔

(۷۰٤) إذا ركع أحدكم فقال في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلاث مرات فقدتم ركوعه وذلك أدناه (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جب تم رکوع کرو تو اس میں سبحان ربي العظيم تین مرتبہ کہا کرو اس سے رکوع پورا ہو جاتا ہے مگر یہ ادنی درجہ ہے۔☆

منقطع ضعیف ہے، راوی عون بن عبد اللہ بن عقبہ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں (ترمذی معہ تحفہ ص۲۲۵ ج۱)، اور عون کا شاگرد اسحٰق بن یزید معزلی مجہول ہے (تقریب ص۳۰)، ذلك ادناه کے الفاظ کے علاوہ صحیح ہے۔

(۷۰٥) إذا ركع قال سبحان ربي العظيم وبحمده ثلاث مرات (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۷۰۲۔ موطا محمد ص۹۰۔

۷۰۳۔ جامع المسانيد ص۳۵۲ ج۱۔

۷۰٤۔ ترمذی ح۲٦۱ باب ما جاء في التسبيح في الكوع والسجود، شرح السنة ص۱۰۲ ج۳، نصب الراية ص۳۷٦ ج۱۔

۷۰٥۔ دار قطني ص۳٤۳ ج۱، التلخيص ص۲٤۳ ج۱۔

رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ تین مرتبہ فرماتے۔☆

ضعیف ہے، راوی سری بن اسمٰعیل ضعیف ہے (التلخیص ص۲۴۳ ج۱)، متروک ہے (نسائی)، لوگوں نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے (احمد)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، ایک مجلس میں مجھ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہوا تھا (ابن القطان ☆ میزان ص۱۱۷ ج۲)۔

(۷۰۶) كان يقول في ركوعه سبحان ربي العظيم وبحمده ثلاثا (حذيفة رضی اللہ عنہ)۔

رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہتے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے (التلخیص ص۲۴۳)۔

(۷۰۷) إذا ركع قال سبحان العظيم وبحمده ثلاثا (عقبة رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، سند میں رجل من قومہ مجہول ہے، اور ابوداؤد فرماتے ہیں خدشہ ہے کہ وبحمدہ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے (ابوداؤد مع عون المعبود ص۳۲۴ ج۱)۔

(۷۰۸) إذا قال العبد في ركوعه سبحان ربي العظيم عتق ثلث جسده من النار وإذا قال ثلث مرات عتق جسده كله من النار (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب رکوع میں ایک بار سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو اس کا ثلث (۱/۳)، جسم آگ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جب تین بار کہتا تو سارا جسم آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۰۹) نهى أن يذبح رجل في الركوع كما يذبح الحمار (علي رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ آدمی رکوع میں اپنے سر کو ایسے جھکائے جیسا کہ گدھا اپنے سر کو جھکاتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۱۰) لا تذبح تذبيح الحمار (أبو موسى رضی اللہ عنہ)۔

۷۰۶۔ دارقطني ص۳۴۱ ج۱، التلخيص ص۲۴۳ ج۱۔

۷۰۷۔ أبوداود ح۸۷۰ باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده۔

۷۰۸۔ ديلمي ص۳۵۲ ج۱ ح۱۱۲۷۔

۷۰۹۔ التلخيص ص۲۴۱ ج۱۔

۷۱۰۔ دارقطني ص۱۱۹ ج۱، التلخيص ص۲۴۱۔

گدھے کی طرح سر نہ جھکاؤ۔) من گھڑت ہے، راوی ابونعیم نخعی کذاب ہے (تلخیص ۲۴۱)۔

(۷۱۱) إذا ركع أحدكم فلا يذبح كما يذبح الحمار (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

جب تمہارا ایک رکوع کرے تو اپنا سر گدھے کی طرح نہ جھکائے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی طریف بن شھاب ضعیف ہے (التلخیص ص۲۴۱ ج۱)، قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (نسائی)، کوئی شئی نہیں (احمد ☆ میزان ص۲۳۶ ج۲)۔

(۷۱۲) مثل الذي يصلي لا يتم ركوعه ولا سجوده مثل الجائع لا يأكل إلا تمرة والتمرتان لاتغنيان عنه شيئاً (أبو عبد الله أشعري)۔

اس کی مثال جو نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اس بھوکے کی طرح ہے جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔☆

ضعیف ہے، راوی ولید بن مسلم مدلس ہے جو تدلیس تسویہ کا فاعل تھا (تقریب ص۳۷۱)، اور اس کا استاذ شیبہ بن احنف مجہول ہے (تقریب ص۱۴۸)۔ یہ روایت صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ جو رکوع اور سجدہ درست نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔

(۷۱۳) مثل الذي لا يقيم صلبه في الصلوة كمثل الحبلى حملت فلما دنا نفاسها استقطت فلا هي ذات حمل ولا ذات ولد (علي رضي الله عنه)۔

اسکی مثال جو نماز میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے جس کا حمل وضع کے قریب پہنچتا ہے تو گر جاتا ہے پس وہ نہ تو حمل گرانے والی ہوتی ہے اور نہ وہ جننے والی ہوتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ ربذی ضعیف ہے (میزان ج۴)۔

۷۱۱۔ جامع المسانيد ص۴۰۱، بيهقي ص۸۵ ج۲، الكامل ص۱۴۳۷ ج۴، التلخيص ص۲۴۱۔

۷۱۲۔ ابن خزيمة ص۳۳۲ ج۱، بيهقي ص۸۹ ج۲، ابو يعلى ص۳۶۰ ج۶، طبراني ص۱۱۵ ج۴ ح۳۸۴۰، مجمع ص۱۲۰ ج۲۔

۷۱۳۔ أبو يعلى ص۱۸۹ ج۱ ح۳۱۰، مجمع ص۱۲۲ ج۲۔

مدرک رکوع

(۷۱۴) إذا جئتم إلی الصلوۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوا شیئاً ومن أدرک رکعۃ فقد أدرک الصلوۃ (أبو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

جب تم نماز کی طرف آؤ تو ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کو شمار نہ کرو اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلیمان منکر الحدیث ہے (بخاری)، قوی نہیں (ابو حاتم ☆ میزان ۳۸۳ ج ۴ اور یہ اس روایت میں منفرد ہے قوی نہیں (بیہقی ☆ عون المعبود ص ۳۳۲ ج ۱)۔

(۷۱۵) من أدرک رکعۃ من الصلوۃ فقد أدرک قبل أن یقیم الإمام صلبہ (أبو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز میں امام کی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے رکوع پالیا اس نے نماز کو پالیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن حمید مجہول ہے اس کی روایت اعتماد کے لائق نہیں اور مرفوع ناقابل اعتماد ہے اس کی صحت غیر معروف ہے اہل علم کے نزدیک یہ روایت قابل حجت نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص ۳۴۷ ج ۱)، یحییٰ کا استاذ قرہ بن عبدالرحمٰن سخت منکر الحدیث (احمد)، ضعیف الحدیث (ابن معین) قوی نہیں ہے (ابو حاتم ☆ التعلیق المغنی ص ۳۴۷ ج ۱)۔

(۷۱۶) من أدرک الإمام وھو راکع فلیرکع معہ ولیعتد بھا من الصلوۃ (أبو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا وہ اس کے ساتھ رکوع کرے اور اس کو نماز میں سے شمار کرے۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن ہارون بن شعیب متہم ہے (ارواء الغلیل ص ۲۶۲ ج ۲)۔

(۷۱۷) من أدرک الرکوع من الرکعۃ الأخیرۃ یوم الجمعۃ فلیضف إلیھا أخری ومن

۷۱۴۔ أبوداؤد ح۸۳۲، باب الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع۔

۷۱۵۔ دارقطنی ص۳۴۷ ج۱، بیہقی ص۸۹ ج۱، فیض القدیر ص۴۴ ج۶۔

۷۱۶۔ أرواء الغلیل ص۲۶۲ ج۲۔

۷۱۷۔ دارقطنی ص۱۲ ج۲، علل الحدیث ص۲۰۳ ج۱، میزان ص۳۵۹ ج۴، التلخیص ص۴۰ ج۲۔

لم یدرك الركوع من الركعة الأخيرة فليصل الظهر أربعاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے جمعہ کے دن آخری رکعت کا رکوع پا لیا وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جس نے آخری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعت پڑھ لے۔☆

منکر ہے، راوی سلیمان بن ابی داؤد حرانی ناقابل حجت ہے (ابن حبان)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۰۶ ج۲)۔

(۷۱۸) انه ركع دون الصف فقال له النبی ﷺ زادك الله حرصا ولا تعد صل ما أدركت واقض ما سبقك (أبو بكرة رضی اللہ عنہ)۔

ابوبکرہ نے صف کے پیچھے سے ہی رکوع کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تیری حرص بڑھائے ایسا نہ کر۔ جو نماز پائی ہے اس کو پڑھ لے اور جو تجھ سے نماز سبقت لے چکی ہے اس کو پورا کر لے۔☆

روایت ولا تعد تک صحیح ہے اور صل ما ادرکت سے لیکر آخر تک اس روایت میں الفاظ غیر ثابت ہیں۔ راوی عبداللہ بن عیسی الخزار ضعیف ہے (مجمع ص۷۶ ج۲)۔

باب السجود

(۷۱۹) كان يصلي في الموضع الذی يبول فيه الحسن والحسين وقال إن العبد إذا سجد لله طهر الله موضع سجوده إلى سبع أرضين (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جہاں پیشاب کرتے رسول اللہ وہاں نماز پڑھتے اور فرمایا بندہ جب اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس جگہ کو ساتوں زمینوں تک پاک کر دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل بزیع متھم بالوضع ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۱)۔

۷۱۸۔ جزء القرأة ص۹۲ ح۱۴۱، مجمع الزوائج ص۷۶ ج۲ بحوالة طبرانی كبير۔

۷۱۹۔ كتاب المجروحين ص۱۹۹ ج۱، الكامل ص۴۹۳ ج۲، عقيلی ص۱۵۶ ج۲، كتاب الموضوعات ص۱۹ ج۲، اللالی ص۱۵ ج۲، تنزيه ص۱۰۰ ج۲، الفوائد المجموعة ص۲۲، ميزان ص۳۷۷ ج۱، طبرانی أوسط ص۵۰۰ ج۵ ح۴۹۴۸، لسان ص۱۲ ج۲۔

(۷۲۰) اذا اشتد الزحام فليسجد احدكم على ظهر اخيه (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جب بھیڑ زیادہ ہو تو پھر تمہارا ایک اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے۔☆

ضعیف ہے، راوی سیاد بن معرور مجہول ہے (مجمع ص۱۰ج۲ ومیزان ص۲۵۴ج۲)۔

(۷۲۱) انا اسجد على سبعة أعظم ولا أكف شعراً ولا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہوں۔بالوں اور کپڑے کو نہیں چھوتا۔☆

اس متن سے باطل ہے، راوی نوح بن ابی مریم متروک ہے (مجمع ص۱۲۴ج۲)، کذاب ہے (دیکھئے نمبرا مزید تفصیل داستان حنفیہ ترجمہ نوح بن ابی مریم میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(۷۲۲) أمرنا أن نسجد على سبعة أعظم ولا نكف شعراً ولا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم بال اور کپڑا نہ چھوئیں۔☆ ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عمرو بخلی ضعیف ہے (مجمع ص۱۲۴ج۲)۔

(۷۲۳) أمرنا العبد أن يسجد على سبعة أراب منه وجهه وكفيه وقدميه أيها لم يضع فقد انتقص (سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ)۔

نمازی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کرے جن میں چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم ہیں ان میں سے جو بھی زمین پر نہ رکھے تو اس نے کمی کی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن محمد بن حیان ضعیف ہے، ذہبی نے حیان کو جیم کے ساتھ لکھا ہے (مجمع ص۱۲۴ج۲)۔

(۷۲٤) كان يسجد على جبهته وعلى قصاص الشعر (جابر رضی اللہ عنہ)۔

آپ پیشانی اور بالوں کی جڑوں پر سجدہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص۱۲۵ج۲)۔

۷۲۰۔مسند أحمد ص۳۲ج۱۔مجمع الزوائد ص۹ج۲۔

۷۲۱۔ طبراني كبير ص۱۲۵ج۱۰ ح۱۰۲٤۲، مجمع ص۱۲٤ج۲۔

۷۲۲۔ طبراني كبير ص۲۰۰ج۱۰ ح۱۰٤۵٦، مجمع ص۱۲٤ج۲۔

۷۲۳۔ أبو يعلى ص۳۳۵ج۱ ح٦۹۸، مجمع ص۱۲٤ج۲۔

۷۲٤۔ طبراني أوسط ص۲۷۱ج۱، أبو يعلى ص٤۳۹ج۲، مجمع ص۱۲۵ج۲۔

(۷۲۵) رأيت رسول الله ﷺ سجد على كور العمامة (عبد الله بن أبي أوفى رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے پگڑی کے بل پر سجدہ کیا۔☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن ابی عتبہ اگر رازی ہے تو ضعیف ہے، ورنہ مجہول ہے (مجمع ص۱۲۵ ج۲)، اس کا استاذ ابو ورقاء فائد منکر الحدیث (بخاری)، ضعیف ہے (ابن معین)، احمد اور دیگر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص۳۴۰ ج۳)۔

(۷۲۶) رأيت انسا يسجد على عمامته (كثير بن سليم)۔

میں نے انس کو دیکھا کہ وہ پگڑی پر سجدہ کرتے تھے۔☆ ضعیف ہے، راوی کثیر بن سلیم ضعیف ہے (مجمع ص۱۲۶ ج۲)۔

(۷۲۷) كان يسجد على كور عمامته (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

پگڑی کے بل پر سجدہ کرتے تھے۔☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محرر سخت کمزور ہے (درایہ ص۱۴۵ ج۱)، اور حدیث باطل ہے (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص۱۷۵ ج۱)، واہ ہے (ابو زرعہ)، متروک الحدیث (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۴۰۵ ج۳)۔

(۷۲۸) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں دیگر راویوں کے علاوہ بقیہ بن ولید ضعیف ہے ابن حجر کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص۱۴۵ ج۱)۔

(۷۲۹) اور یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کا راوی عمرو بن شمر ثقہ راویوں کے نام پر فضائل اہل بیت میں من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۷۵ ج۲)،

۷۲۵۔ طبراني أوسط ص۹۰ ج۱۰ ح۷۱۸۰، مجمع ص۱۲۵ ج۲۔

۷۲۶۔ طبراني كبير ص۲۴۴ ج۱ ح۶۸۸، مجمع ص۱۲۶ ج۲۔

۷۲۷۔ علل الحديث ص۱۷۵ ج۱ ح۵۰۰، مصنف عبد الرزاق ص۴۰۰ ج۱۔

۷۲۸۔ دراية ص۱۴۵ ج۱ بحوالة حلية الأولياء۔

۷۲۹۔ الكامل ص۱۷۸۱ ج۵۔

اس کا استاذ جابر جعفی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۶۵)۔

(۷۳۰) اور جناب انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی حسان بن سیاہ سخت منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۲۶۸ ج ۱)۔

یہ روایت منکر ہے اور حسان ضعیف ہے (علل الحدیث ص ۱۸۷ ج ۱)۔

(۷۳۱) اور ابن عمر سے بھی منقول ہے راوی سوید بن عبد العزیز واہ ہے (درایہ ص ۱۴۵)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے متروک الحدیث ہے (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، سخت کمزور ہے (میزان ص ۲۵۲ ج ۲)۔

(۷۳۲) كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمه (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)۔

قوم پگڑی کے بل اور ٹوپی پر سجدہ کرتی اور ہاتھ آستین میں ہوتے۔☆

حسن کی مرسل ہے۔

(۷۳۳) رأى رجلا يسجد وقداعم على جبهته فحسر عن جبهته (صالح بن حيوان)۔

انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے پگڑی پیشانی پر باندھی ہوئی تھی انہوں نے پیشانی سے پگڑی کو دور کر دیا۔ صالح کی مرسل ہے۔

(۷۳٤) كان أصحاب رسول الله ﷺ يسجدون وأيديهم في ثيابهم ويسجد الرجل منهم على عمامته (حسن)۔

صحابہ سجدہ کرتے اور ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور وہ پگڑی پر سجدہ کرتے۔☆

۷۳۰۔ علل الحديث ص۱۸۷ج۱ ح۵۳۵، نصب الراية ص۳۸۵ج۱۔

۷۳۱۔ دراية ص۱٤٥ج۱، نصب الراية ص۳۸۵ج۱۔

۷۳۲۔ بخاری معلقا كتاب الصلوة باب السجود على الثوب مصنف عبد الرزاق ص۴۰۰ج۱۔

۷۳۳۔ ابو داؤد فی المراسيل ص۸۔

۷۳٤۔ ابن أبی شيبة ص۲۳۸ج۱ ح۲۷۳۹، بيهقی ص۱۰٦ج۲۔

حسن کی معنعن ہے جو قابل حجت نہیں، بیہقی فرماتے ہیں پگڑی پر سجدہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں (نصب الرایہ ص۳۸۵ ج۱)۔

(۷۳۵) لا يمسح الرجل جبهته حتى يفرغ من صلوته ولا بأس أن يمسح العرق عن صدغيه فإن الملائكة تصلي عليه ما دام أثر السجود بين عينيه (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

نمازی پیشانی کو نہ چھوئے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اور اس میں حرج نہیں کہ وہ کنپٹیوں سے پسینہ صاف کرلے فرشتے اس وقت تک اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان موجود رہتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ایوب بن مدرک کذاب ہے (مجمع ص۱۲۶ ج۲)۔

(۷۳۶) السجود على الجبهة فريضة وعلى الأنف تطوع (أبوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

پیشانی پر سجدہ کرنا فرض ہے اور ناک پر نفل ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ الخراسانی متروک کذاب ہے، امام احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کی ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص۴۴۱ ج۱)۔

(۷۳۷) إن الله لا يقبل صلوة من لا يصيب أنفه الأرض (أم عطیہ رضی اللہ عنہا)۔

اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جو زمین پر اپنی ناک نہیں لگاتا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن محمد باقلانی متروک ہے (مجمع ص۱۲۶ ج۲)۔

(۷۳۸) إذا سجد أحدكم فليباشر بكفيه إلى الأرض عسى الله أن يفك عنه يوم القيامة (أبوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۷۳۵۔ طبرانی کبیر ص۵۷ ج۲۲ ح۱۳۴، تاریخ بغداد ص۶ ج۷، مجمع ص۱۲۶ ج۱۔

۷۳۶۔ الکامل ص۲۱۷۴ ج۶، العلل المتناهية ص۴۴۱ ج۱۔

۷۳۷۔ طبرانی أوسط ص۳۸۰ ج۵ ح۴۷۵۵، طبرانی کبیر ص۵۵ ج۲۵ ح۱۲۰، تاریخ اصفهان ص۳۶۳ ج۲، مجمع ص۱۲۶ ج۲۔

۷۳۸۔ طبرانی أوسط ص۳۶۷ ج۶، مجمع ص۱۲۶ ج۲، کنز ص۷۵۷ ج۷۔

جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن آزاد کردے۔☆
منکر ضعیف ہے، راوی عبید بن محمد المحاربی ابن ابی ذئب سے منکر روایات کرتا تھا اور یہ روایت بھی محاربی سے ہے (مجمع ص۱۲۶ج۲)۔

(۷۳۹) ما من عبد یسجد فیقول رب اغفرلی ثلاث مرات الا غفر له قبل أن یرفع رأسه (أبو ماللك)۔
جو آدمی سجدہ میں تین مرتبہ رب اغفرلی کہتا ہے تو اس کو سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔☆
ضعیف ہے، اس کے دو راوی ہیں محمد بن جابر اور ابو مالک مجہول ہیں (مجمع ص۱۲۹ج۲)۔

(۷٤۰) کان یختم بالوتر یعنی فی تسبیحات الرکوع والسجود۔
آپ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات طاق عدد پر ختم کرتے۔☆
حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۷٤۱) مر علی امرأتین تصلیان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلی الأرض فإن المرأة لیست فی ذلك کالرجل (یزید بن أبی حبیب)۔
آپ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کے بعض حصے کو زمین پر لگایا کرو کیونکہ اس معاملہ میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔☆
مرسل ہے۔

(۷٤۲) کان یأمر النساء ینخفضن فی سجودهن (أبو سعید رضی اللہ عنہ)۔
عورتوں کو حکم کرتے کہ وہ سجدہ میں زمین کی طرف جھک جائیں۔☆
لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو باطل ہے، راوی عطاء بن عجلان کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆

۷۳۹۔ طبرانی کبیر ص۳۱۹ج۸، مجمع ص۱۲۹ج۲، کنز العمال ص۷٦۷ج۷۔
۷٤۰۔ هدایة ص۱۱۰ج۱، نصب الرایة ص۳۸۸ج۱۔
۷٤۱۔ بیهقی ص۲۲۳ج۲، کنز العمال ص٤٦۲ج۷ مختصراً۔
۷٤۲۔ بیهقی ص۲۲۲ج۲۔

میزان ص۵۷۵ ج ۳)۔

(۷٤۳) إذا جلست المرأة في الصلوة وضعت فخذها على فخذها الآخر وإذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب نماز میں بیٹھے تو ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے چمٹا لے۔☆ من گھڑت ہے، دیگر راویوں کے علاوہ ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کذاب ہے (ابوحاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (جوزجانی)، اس نے حدیث وضع کی ہے (ذھبی ☆ لسان المیزان ص۳۳۵ ج ۲ تفصیل داستان حنفیہ ص۱۰۳ میں ملاحظہ ہو)، یہ دونوں روایتیں ضعیف ہے ان جیسی روایتوں سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیھقی ص۲۲۲ ج ۲)، عورت اور مرد کے سجدہ کی کیفیت کے اختلاف میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

☆☆ عن الحارث عن علي قال اذا سجدت المرأة فلتحتفر و تضم فخذيها ((ابن ابی شیبه ص ٢٤١ ج ١)۔

سخت ضعیف ہے، حارث الاعور متہم بالکذب ہے۔

☆☆ عن بكير بن عبد الله بن الاشبح عن ابن عباس أنه سئل عن صلواة المرأة فقال تجتمع و تحتفر (ابن أبي شيبة ص)۔

منقطع ہے، بکیر کی روایت تابعین سے ہے (التہذیب ص۴۹۳ ج۱)۔

(۷٤٤) إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سر اٹھاتے تو ہاتھوں سے پہلے اٹھاتے۔☆ ضعیف ہے۔

(۷٤٥) إذا يسجد تقع ركبتاه قبل يديه وإذا رفع رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھاتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔☆

۷٤۳۔ بیهقی ص۲۲۳ ج ۲، الکامل ص ٦٣١ ج ٢۔

۷٤٤۔ أبو داؤد ح۸۳۸ باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، دار قطني ص۳٤٥ ج ١۔

۷٤٥۔ دار قطني ص۳٤٥ ج ١۔

ضعیف ہے دونوں روایتیں دراصل ایک ہیں راوی شریک بن عبد اللہ مدلس اور ضعیف ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں شریک اس روایت میں منفرد ہے جب یہ منفرد ہو تو قوی نہیں (دارقطنی ص۳۴۵ ج۱)۔

(٧٤٦) فلما سجد وقعتا ركبتاه إلى الأرض قبل يقع كفاه (كليب)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر رکھتے۔☆

مرسل کے باوجود ضعیف ہے، راوی شقیق مجہول ہے (مرعاۃ ص٦٥٥ ج١)۔

(۷۴۷) یہی روایت عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ کے طریق سے بھی مروی ہے جو منقطع ہے عبد الجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں (عون المعبود ص۳۱۱ ج۱)۔

(٧٤٨) كنا نضع اليدين قبل الركبتين فأمرنا بالركبتين قبل اليدين (سعد رضی اللہ عنہ)۔

ہم ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے پھر ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھیں۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں (عون المعبود ص۳۱۲ ج۱)۔

(٧٤٩) إذا سجد أحدكم فليبدأ بركبتيه قبل يديه ولا يبرك كبروك الجمل (أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید المقبری متروک ہے (احمد)، متروک منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دارقطنی) ترک کر دیا گیا ہے (بخاری)، اس کا ایک مجلس میں مجھ پر جھوٹ ظاہر ہوا ہے (یحییٰ بن سعید مرعاۃ ص٦٥٦ ج١)۔

(٧٥٠) انحط بالتكبير فسبقت ركبتاه يديه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تکبیر کہتے ہوئے جھکے تو آپ کے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر جا لگے۔☆

٧٤٦۔ مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ص٦٥٥ ج١۔

٧٤٧۔ أبو داؤد ح٨٣٩ باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه ح ٧٣٦ باب افتتاح الصلاة۔

٧٤٨۔ بيهقي ص١٠٠ ج٢، ابن خزيمة ص٣١٩ ج١ ح٦٢٨۔

٧٤٩۔ بيهقي ص١٠٠ ج٢۔

٧٥٠۔ بيهقي ص٩٩ ج٢۔

ضعیف ہے، راوی علاء بن اسماعیل منفرد ہے، بیہقی کہتے ہیں مجہول ہے، حاکم نے اس کی تصحیح میں خطا کی ہے اور ابو حاتم نے اس حدیث کا انکار کیا ہے، دارقطنی کہتے ہیں مجہول ہے (مرعاۃ المفاتیح ص۶۵۶ ج۱)۔

ابو ہریرہ سے مروی روایت زمین پر ہاتھ رکھنے والی صحیح یا حسن ہے۔

(۷۵۱) إذا نام العبد فی سجوده باهى الله به ملائكته يقول أنظروا إلى عبدى روحه عندى وجسده فى طاعتى (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بندہ جب سجدہ میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے کہ تم میرے بندوں کی طرف لباس کا روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں ہے۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن زبرقان متروک ہے، ازدی نے اس کی تکذیب کی ہے (تقریب ص۹۶)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی ابان متروک ہے۔

(۷۵۲) اور یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے ضعف کی کئی وجہیں ہیں اولا راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے جس کی حدیث ترک کی گئی ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے ثقہ نہیں (میزان ص ۴۶۵ ج ۱) اور اسکے استاذ حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں ہے البتہ حسن بصری سے مرسلا صحیح ہے

باب التشهد

تشہد اول

(۷۵۳) يشير بأصبعه إذا دعا ولا يحركها (عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہما)۔

انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جب دعا کرتے تو اسکو حرکت نہ دیتے۔☆

ولا یحرکھا کے الفاظ غیر محفوظ منکر اور شاذ ہیں، راوی محمد بن عجلان سیء الحفظ اور مدلس ہے (الکاشف ص۶۹ ج۳ طبقات المدلسین ص۱۰۷)۔

۷۵۱۔ ضعيفة ص۳۶۹ ج۲ بحوالة فوائد لتمام وابن عساكر۔

۷۵۲۔ ضعيفة ص۳۶۹ ج۲ بحوالة الامالى لابن سمعون۔

۷۵۳۔ أبو داؤد ح۹۹۰ باب الاشارة فى التشهد، بيهقى ص۱۳۲ ج۲۔

(٧٥٤) ولا يجاوز بصره اشارته (عبد الله بن زبير رضی اللہ عنہ)۔

نظر کو اشارہ کے آگے نہ لے جاتے۔☆

اوپر والی روایت کا ٹکڑا ہے۔

(٧٥٥) كان في الركعتين أولیین كأنه على رضفه حتى يقوم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں ایسے بیٹھتے گویا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں حتی کہ کھڑے ہو جاتے۔☆

منقطع ہے، راوی ابوعبیدہ کا اپنے باپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص ۲۵۷)۔

(٧٥٦) نهى أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلوة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔☆

شاذ ہے، راوی ابن عبد الملک نے اپنے سے ثقہ راوی امام احمد کی مخالفت کی ہے، اصل روایت ان يجلس الرجل في الصلوة وهو معتمد على يده ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر بیٹھے جس کو ابن عبدالملک نے اذا نهض في الصلوة کے الفاظ سے روایت کیا ہے ابن عبدالملک ثقہ اور قوی ہیں مگر امام مسلم فرماتے ہیں کثیر الخطاء ہیں (مرعاۃ ص ۶۷۰ ج ۱)۔

(٧٥٧) كان ينهض في الصلوة على صدور قدميه (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

آپ نماز میں قدموں کی تلیوں کے بل کھڑے ہوتے۔☆

ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے (احمد)، کوئی شیء نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (نصب الرایہ ص ۳۸۹ ج ۱)، اس روایت کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۴۷ ج ۱) اور اس کا استاذ ابو صالح مختلط ہو گیا تھا معلوم نہیں کہ خالد نے اس سے روایت اختلاط سے پہلے لی ہے یا بعد میں (نصب الرایہ ص ۳۸۹)۔

(٧٥٨) إذا نهض من الركعتين وضع يديه على فخذيه أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب آپ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے۔☆

٧٥٤۔ أبو داؤد ح ٩٩٠ باب الاشارة في التشهد، بيهقي ص ١٣٢ ج ٢۔

٧٥٥۔ أبو داؤد ح ٩٩٥ باب في تخفيف القعود، شرح السنة ص ١٦٨ ج ٣، حلية الأولياء ص ٢٠٧ ج ٤۔

٧٥٦۔ أبو داؤد ح ٩٩٢، مصنف عبد الرزاق ص ١٩٧ ج ٢ ح ٣٠٥٤، بيهقي ص ١٣٥ ج ٢۔

٧٥٧۔ ترمذي ح ٢٨٨ باب منه أيضاً، شرح السنة ص ١٦٦ ج ٣، بيهقي ص ١٢٤ ج ٢۔

٧٥٨۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ٧٥٧ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے (دیکھئے اوپر والی حدیث)۔

(۷۵۹) رأيت ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وأبا سعيد الخدري يقومون على صدور أقدامهم في الصلوة (عطیہ عوفی)۔

میں نے ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ بن زبیر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ نماز میں اپنے پاؤں کی تلیوں کے بل اٹھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (میزان ص۸۰ ج۳)، صدوق کثیر الخطاء اور مدلس تھا (تقریب ص۲۴۰)۔

آخری تشہد

(۷۶۰) إذا دخل أحدكم المسجد والإمام في التشهد فليكبر وليجلس معه فإذا سلم فليقم إلى الصلاة فإنه أدرك فضل الجماعة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم میں جب کوئی مسجد میں آئے اور امام تشہد میں ہو وہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے ساتھ تشہد میں بیٹھ جائے اور جب امام سلام پھیرے تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس نے جماعت کی فضیلت پالی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن حسن نقاش مفسر حدیث میں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص۵۲۰ ج۳)۔

(۷۶۱) لا يقبل الله صلوة إلا بطهارة والصلوة علي (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اللہ تعالیٰ طہارت اور مجھ پر درود کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔☆

والصلوة علي کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، راوی عمرو بن شمر متروک ہے (تلخیص ص۲۶۲ ج۱)، کوئی شئ نہیں (ابن معین) زائغ کذاب ہے (جوزجانی ☆ میزان ص۲۶۸ ج۳)، اور اس کا استاذ جابر جعفی بھی کذاب ہے (دیکھئے نمبر۱۸۵)۔

(۷۶۲) لا صلوة لمن لم يصل على النبي ﷺ (سهل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

جو نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں ہے۔☆

۷۵۹۔ بیهقی ص۱۲۵ ج۲، نصب الراية ص۳۸۹ ج۱، دراية ص۱٤۷ ج۱۔

۷۶۰۔ دیلمی ص۳۷۰ ج۱ ح۱۱۹۵، کنز العمال ص٦٤٤ ج۷۔

۷۶۱۔ دار قطنی ص۳۵۵ ج۱، التلخیص ص۲٦۲ ج۱۔

۷۶۲۔ بیهقی ص۳۷۹ ج۲، دار قطنی ص۳۵۵ ج۱۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالمھین قوی نہیں (دارقطنی ص۳۵۵ ج۱)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص۶۷۱ ج۲)۔

(۷۶۳) من صلى صلوة لم يصل فيها علي ولا على أهل البيت لم تقبل منه أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور اہل بیت پر درود نہ بھیجا اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔☆ جھوٹ ہے، راوی جابر جعفی رافضی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۷۶٤) لو صليت صلوة لا أصلى فيها على آل محمد ما رأيت أن صلوتی تتم (أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

میں اگر ایسی نماز پڑھوں جس میں آل محمد پر درود نہ پڑھوں تو میرے خیال میں وہ نماز پوری نہیں ہوتی۔☆ جھوٹ ہے، اس لئے کہ یہ بھی جابر جعفی کی روایت ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۷٦٥) إذا تشهد أحدكم فى الصلوة فليقل اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم میں جب کوئی تشہد بیٹھے تو مذکورہ درود اللّٰھم صل علی محمد سے لیکر آخر تک پڑھے۔☆ ضعیف ہے، راوی رجل من آل حارث مجہول ہے (تلخیص ص۲۶۳ ج۱)۔

(۷٦٦) إذا قضى الإمام الصلوة وقعد فاحدث قبل أن يتكلم فقد تمت صلوته ومن خلفه ممن أتم الصلوة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۷۶۳۔ دار قطنی ص۳۵۵ ج۱۔

۷٦٤۔ دار قطنی ص۳٥٦ ج۱، بیهقی ص۳۷۹ ج۲۔

۷٦٥۔ بیهقی ص۳۷۹ ج۲، المستدرك ص۲٦۹ ج۱، نصب الراية ص٤۲۷ ج۱، التلخيص ص۲٦۳ ج۱۔

۷٦٦۔ أبوداود ح٦۱۷ باب الامام يحدث بعد ما يرفع رأسه من آخر ركعة، نصب الراية ص٦۳ ج۲، علل المتناهية ص٤٤۲ ج۱، بیهقی ص۱٦۷ ج۲، دارقطنی ص۳۷۹ ج۱، شرح السنة ص۲۷٦ ج۳، طحاوی ص۲۷٤ ج۱، ترمذی باب فی الرجل یحدث بعد التشهد ح٤۰۸۔

امام جب نماز پوری کرے اور تشہد میں بیٹھ جائے تو کلام کرنے سے پہلے بے وضوء ہو جائے تو اس کی اور پیچھے مقتدی کی نماز بھی پوری ہوگی۔☆

ضعیف مضطرب ہے، راوی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۱۴ ج۱)، اضطراب کی وجہ یہ ہے کبھی تو اس نے یہ روایت:۔

(۷۶۷) إذا رفع رأسه من آخر السجود فقد مضت صلوته إذا هو أحدث۔

جب وہ آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو اس کی نماز پوری ہوگئی جب وہ اس حالت میں بے وضو ہو جائے۔ ان الفاظ سے اور کبھی:۔

(۷۶۸) إذا قضى الإمام الصلوة فقعد فأحدث هو أو أحد ممن اتم الصلوة معه قبل أن يسلم الإمام فقد تمت صلوته فلا يعود فيها۔☆

کہ جب امام نماز پوری کرلے اور تشہد میں بیٹھا ہو تو بے وضوء ہو جائے یا وہ مقتدی جس نے امام کے ساتھ نماز پوری کر لی ہے تو وہ تشہد میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ کے الفاظ سے اور کبھی:۔

(۷۶۹) إذا رفع المصلى رأسه من آخر صلوته وقضى تشهده ثم أحدث فقد تمت صلوته فلا يعود لها۔☆

جب نمازی آخر نماز (سجدہ) میں سے سر اٹھائے اور وہ اپنا تشہد پورا کر لے پھر بے وضوء ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ اسے نہ لوٹائے، کے الفاظ سے روایت کی ہے۔

نوٹ: احناف کا مذہب اس کے برعکس ہے وہ یہ ہے کہ اگر نمازی اپنا وضو عمداً توڑ دے تو نماز درست اور اگر

۷۶۷۔ بیهقی ص۱۳۹ ج۲، دار قطنی ص۳۷۹ ج۱۔

۷۶۸۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ۷۶۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۶۹۔ بیهقی ص۱۳۹ ج۲ بمعناه۔

وضوء خود بخود ٹوٹ جائے تو نماز فاسد ہے۔

(۷۷۰) إذا جلس الإمام فی الرابعة ثم أحدث فقد تمت صلوته فليقم حيث شاء (علی رضی اللہ عنہ)۔

امام جب چوتھی رکعت میں بیٹھا ہو تو بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی وہ جب چاہے کھڑا ہو جائے۔☆ سخت ضعیف ہے، اولاً راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے اور دوسرا راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۷۱) إذا جلس مقدار التشهد ثم أحدث فقد تمت صلوته (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب نمازی تشہد کی مقدار بیٹھ جائے اور پھر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہوگی۔☆ ضعیف ہے، راوی عاصم بن حمزہ قوی نہیں (بیہقی ص۱۷۳ ج۲)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد ☆ نصب الرایہ ص۶۴ ج۱)۔

(۷۷۲) من أحدث حدثا بعد ما يفرغ من التشهد فقد تمت صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی۔☆ ضعیف ہے، راوی عبدالرحمٰن بن حسن ابو مسعود زجاج اس روایت میں منفرد ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے اس روایت کو عطاء سے مرسل روایت کیا ہے ابو نعیم کہتے ہیں یہ غریب ہے (نصب الرایہ ص۶۳ ج۱)، عبدالرحمٰن بن حسن عام محدثین کے نزدیک صالح الحدیث ہے مگر ابو حاتم کہتے ہیں قابل حجت نہیں (میزان ص۵۵۶ ج۲)۔

(۷۷۳) كان يسلم تسليمة واحدة (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ صرف ایک سلام پھیرتے۔☆

۷۷۰۔ نصب الراية ص٦٣ ج٢، دراية ص١٧٥ ج١۔

۷۷۱۔ بيهقی ص١٧٣ ج٢، نصب الراية ص٦٤ ج٢، دراية ص١٧٥ ج١۔

۷۷۲۔ حلية الأولياء ص١١٧ ج٥، نصب الراية ص٦٣ ج٢۔

۷۷۳۔ ابن ماجة ح٩١٩، ابن حبان ص٢٢٤ ج٤، ترمذی ح٢٩٦، المستدرك ص٢٣٠ ج٢، التلخيص ص٢٧٠ ج١۔

اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سخت اختلاف ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں مرفوعاً وہم ہے، ابو حاتم کہتے ہیں منکر ہے، ابن عبد البر فرماتے ہیں مرفوعاً صحیح نہیں، عاصم نے ہشام سے اس کو مرفوع روایت کیا ہے اور عاصم ضعیف ہے اس کو وہم ہو گیا ہے اس عاصم سے مراد میرے نزدیک عاصم بن عمر ہے اور جس نے اس کو عاصم الاحول گمان کیا ہے اسے بھی وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم (التلخیص ص ۲۷۰ ج ۱)۔

(٧٧٤) ثم سلموا على اليمين ثم سلموا على قارئكم وعلى أنفسكم (سمرة رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تم دائیں طرف سلام کہو پھر اپنے امام اور اپنے نفسوں پر سلام کہو۔☆

ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہیں (تلخیص ص ۲۷۱ ج ۱)۔

(٧٧٥) أمرنا رسول الله ﷺ أن نرد على الإمام ونتحاب وأن يسلم بعضنا على بعض (سمرة)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم امام پر سلام لوٹائیں اور باہم محبت کریں اور بعض ہمارا بعض پر سلام کہے۔☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن بشیر ضعیف ہے (تقریب ص ۱۲۰) ثانیاً حسن بصری مدلس ہیں۔

(٧٧٦) ينصرف عن شماله إلى منزله (أسماء بن حارثه)۔

اپنے گھر کی طرف بائیں جانب سے جاتے۔☆

باطل ہے، راوی ہیثم بن عدی ضعیف ہے جس کی کذب کی طرف نسبت کی گئی ہے (مجمع ص ۱۴۶ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)، ثقہ نہیں جھوٹ بولتا تھا (بخاری وابن معین)، کذاب تھا (ابو داؤد ☆ میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

۷۷٤۔ ابو داؤد ح ۹۷۵، التلخيص ص ۲۷۱ ج ۱۔

۷۷٥۔ ابو داؤد ح ۱۰۰۱، المستدرك ص ۱۷۰ ج ۱، بيهقى ص ۱۸۱ ج ۲۔

۷۷٦۔ طبرانى كبير ص ۲۹۶ ج ۱ ح ۸۷۱، مجمع ص ۱۴٦ ج ۲۔

سلام کے بعد ذکر

(۷۷۷) إذا انصرف المنصرف من الصلوة ولم يقل اللهم أجرني من النار وادخلني الجنة وزوجني من الحور العين قالت الملائكة يا ويح هذا أعجز أن يستجير بالله من جهنم وقالت الجنة يا ويح هذا أعجز أن يسأل الله الجنة وقالت الحور العين أعجز أن يسأل الله أن يزوجه من الحور العين (أبو أمامة رضي الله عنه)۔

آدمی جب نماز سے سلام پھیر کر یہ کلمے نہ کہے کہ ''اے اللہ مجھے جہنم سے پناہ دے اور جنت میں داخل کر اور میری شادی حورعین سے کر تو فرشتے کہتے ہیں اس پر افسوس ہے یہ تو اس سے بھی عاجز ہے کہ اللہ کے نام سے جہنم سے پناہ مانگے اور جنت کہتی ہے افسوس ہے یہ تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے سے بھی عاجز ہے اور حوریں کہتیں ہیں اس پر افسوس یہ تو اللہ تعالیٰ سے حوروں کے ساتھ شادی کا سوال کرنے سے بھی عاجز ہے''۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن محصن عکاشی متروک ہے (مجمع ص۱۴۸ ج۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کذاب ہے (ابن معین)، روایتیں وضع کرتا تھا (دارقطنی ☆ میزان ص۴۷۷ ج۳، ص۲۵ ج۴)۔

(۷۷۸) جو نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو ساتوں آسمانوں میں سوراخ ہو جاتا ہے وہ سوراخ اس وقت تک نہیں مٹتا جب تک اللہ تعالیٰ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو دیکھ نہیں لیتا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کی نیکیوں کو لکھتا ہے اور برائیوں کو مٹا دیتا ہے (ابوالزبیر)۔

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح ☆ میزان ص۲۵۳ ج۱)۔

۷۷۷۔ طبرانی کبیر ص۱۰۲ ج۸ ح۷۴۹۶، مجمع ص۱۴۸ ج۲، مسند الشاميين ح۱۶۰۱۔

۷۷۸۔ كتاب الموضوعات ص۱۷۶ ج۱، اللآلی ص۲۳۲ ج۱، تنزيه ص۲۸۶ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۹۹۔

(۷۷۹) ہر فرضی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے انبیاء علیہم السلام کا ثواب اور صادقین کے اعمال دیے جاتے ہیں۔ اللہ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیلاتا ہے اور اس پر رحمت کرتا ہے اور اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی نہیں روکتا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے پہلی من گھڑت روایت سے اس کو چرا لیا ہے (کتاب الموضوعات ص۱۷۷ ج۱)۔

(۷۸۰) سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں شہد اللہ سے لیکر آخر تک اور قل اللھم مالک الملک سے لیکر آخر آیت تک یہ عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ تو ہمیں زمین میں ان کی طرف اتار دے جو بڑی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے تم کو جو بھی فرض نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کو ضرور جنت دوں گا اور حظیرہ القدس میں ٹھہراؤں گا اور ہر روز میں اس کی طرف ستر دفعہ دیکھوں گا اور روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا جن میں سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہے اور میں اس کی ضرور اس کے دشمن پر مدد کروں گا اور اس سے اپنی پناہ میں رکھوں گا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی حارث بن عمیر ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا یہ روایت بھی ایسی ہے جس کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص۲۲۳ ج۱)، حارث کذاب ہے اور اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن خزیمہ ☆ کتاب الموضوعات ص۱۷۸ ج۱)۔

(۷۸۱) قوم شهدوا صلوة الصبح ثم جلسوا يذكرون الله حتى طلعت الشمس فأولئك أسرع رجعة وأفضل غنيمة (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو لوگ فجر کی نماز میں شریک ہوتے ہیں اور پھر سورج کے طلوع ہونے تک بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہتے

۷۷۹۔ کتاب الموضوعات ص۱۷۷ ج۱، اللالی ص۲۳۲ ج۱، تنزیه ص۲۸۹ ج۱، الفوائد المجموعة ص۳۰۰۔

۷۸۰۔ کتاب الموضوعات ص۱۷۷ ج۱، اللالی ص۲۲۸ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۹۷، المغنی عن حمل الاسفار ص۳۱۶ ج۱، ضعیفة ص۱۳۸ ج۲، کتاب المجروحین ص۲۱۸ ج۱، عمل الیوم واللیلة ص۱۱۱ ح۱۲۵۔

۷۸۱۔ ترمذی ح۳۵۶۱۔

ہیں یہی لوگ ہیں جلدی لوٹ آنے والے اور بہتر غنیمت پانے والے۔☆

ضعیف غریب ہے، راوی حماد بن ابی حمید ضعیف منکر الحدیث ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۵۴ج۱) منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی حدیث کوئی شیءنہیں (ابن معین) وثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص۵ج۱)۔

(۷۸۲) ألا أدلك على ما هو أسرع أيابا و أفضل مغنماً من صلى الغداة في جماعة ثم ذكر الله حتى تطلع الشمس (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں جو جلدی لوٹنے والا اور بہتر غنیمت پانے والا ہے وہ آدمی جو فجر کی باجماعت نماز پڑھتا ہے پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حمید بن مولی علقمہ ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۷ج۱۰)۔

(۷۸۳) يا أم سليم إذا صليت المكتوبة فقولي سبحان الله عشراً والله أكبر عشراً ثم سلي ما شئت فإنه يقول لك نعم نعم نعم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے ام سلیم جب تو فرضی نماز پڑھے تو دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر تو جو چاہے طلب کر اللہ اس کے جواب میں تین بار کہتا ہے ہاں میں نے قبول کیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی کوئی شیءنہیں منکر الحدیث ہے (احمد)، ضعیف متروک ہے (ابن معین)، ضعیف (نسائی)، قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص۵۴۸ج۲)۔

(۷۸٤) علم في دبر كل صلوة سبحان الله عشراً والحمد لله عشراً والله أكبر عشراً (أم مالك الأنصارية رضی اللہ عنہا)۔

آپ نے سکھایا کہ ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کہا کریں۔☆

ضعیف ہے، ایک راوی عطاء بن سائب مختلط ہے اور دوسرا راوی مجہول ہے (مجمع ص۱۰۲ج۱۰)۔

۷۸۲۔ مجمع الزوائد ص۱۰۷ ج۱۰ بحواله البزار۔

۷۸۳۔ كنز العمال ص۱۳٤ ج۲ ح۳٤۷٥۔

۷۸٤۔ طبراني كبير ص١٤٥ ج۲٥ ح۳٥١۔

(۷۸۴ب) تین امور ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی جو کرتا ہے وہ جنت کے جس دروازہ سے بھی داخل ہونا چاہے ہوسکتا ہے ان میں ایک تو وہ ہے جس نے قاتل کو معاف کیا دوسرا وہ جس نے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ سورت پڑھی اور تیسرا خفیہ طریقہ سے قرض ادا کیا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن نبہان متروک ہے (مجمع ص۱۰۲ ج۱۰)۔

(۷۸۵) من قال دبر كل صلوة سبحان رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين فقد أكتال بالجريب الأوفى من الأجر (عبد الله بن أرقم رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز کے بعد آیت سبحان ربک رب العزۃ -رب العالمین تک پڑھی تو اس نے اجر کا پورا توڑا ماپ لیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المنعم بن بشیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۵ ج۱۰)، شدید منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا ہے جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتیں۔ کسی بھی حال میں قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۳۸ ج۲)۔

(۷۸۶) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کو سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون سے پہچانتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمر متروک (مجمع ص۱۰۳ ج۱۰)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۵۹۱ ج۳)۔

(۷۸۷) من قال دبر كل صلوة استغفر الله وأتوب إليه غفر له وإن كان فر من الزحف (براء رضی اللہ عنہ)۔

جو ہر نماز کے بعد استغفر اللہ واتوب الیہ کہے تو اسے بخش دیا جائے گا خواہ وہ لڑائی سے بھاگا ہو۔☆

۷۸٤ب۔ أبو يعلى ص۳۲۳ ج۲ ح۱۷۸۸۔

۷۸۵۔ مجمع الزوائد ص۱۰۳، الترغيب والترهيب ص٤٥٤ ج۲، كنز العمال ص۱۳۵ ج۲۔

۷۸٦۔ طبراني كبير ص۹۵ ج۱۱ ح۱۱۲۲۱۔

۷۸۷۔ طبراني أوسط ص۳٦۰ ج۸ ح۷۷۳٤۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن فرقد ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۴ج۱۰)، منکر الحدیث قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۱۷ج۳)۔

(۷۸۸) اللهم أنت السلام ومنك السلام کے آگے واليك يرجع السلام حيينا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام کے الفاظ اکثر حنفی نمازوں کی کتابوں میں لکھے جاتے ہیں مگر یہ من گھڑت ہیں جن کا کسی ضعیف روایت سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔

اسی طرح ومنك السلام کے بعد واليك السلام کا لفظ شاذ ہے جو صحیح احادیث میں نہیں پایا جاتا۔

(۷۸۹) سنت فجر کے بعد آپ یہ دعا "اللهم رب جبريل وميكائيل ورب اسرافيل ورب محمد أعوذبك من النار" پڑھتے اور پھر نماز فجر کی طرف نکلتے (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی سفیان بن وکیع ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۴ج۱۰)۔

(۷۹۰) جو شخص فجر کے وقت أعوذ بالله السميع العليم تین مرتبہ کہے اور سورت حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرتا ہے کہ جو اس کے لئے شام تک دعا کرتے ہیں اگر وہ اس دن مر جائے تو وہ شہید ہوگا اسی طرح جو شام کے وقت پڑھے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں (معقل بن یسار رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن طھمان وفات سے دس سال پہلے مختلط ہوگیا تھا جو روایت اس کے لئے پیش کی جاتی وہ اس کا اقرار کر لیتا تھا ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت سخت غریب ہے (میزان ص۶۳۲ج۱)۔

(۷۹۱) جو صبح کی نماز کے بعد اپنے پاؤں موڑنے اور کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ "لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد ويحيي ويميت بيده الخير وهو على كل

۷۸۸۔ مرقاة شرح مشكوة ص۳۵۸ج۲۔

۷۸۹۔ أبو يعلى ص۳۹٤ج٤ ح٤٧٦٠، مجمع الزوائد ص١٠٤ج١٠۔

۷۹۰۔ مسند أحمد ص٢٦ج٥، كنز ص١٦٧ وص١٣٨ج٢،

۷۹۱۔ مجمع البحرين ص٢٩ج٨، طبراني أوسط ص٣٢٥ج٥، مجمع الزوائد ص١٠٨ج١، ترغيب ص٣٠٦ج١۔

شیء قدیر" کہے تو اس کے لئے ایک بار کہنے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں اور اس دن وہ ہر ناپسندیدہ کام اور شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور ہر مرتبہ اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ایک غلام بارہ ہزار کے بدلے ہے اس دن اسے سوائے شرک کے کوئی اور گناہ نہیں پہنچتا اور جو نماز مغرب کے بعد اس کلمے کو پڑھے اسے بھی صبح کی طرح اجر ملے گا (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی موسی بن محمد بلقاوی متروک ہے (مجمع ص۱۰۸ ج۱۰)، ثقہ نہیں (نسائی)، جھوٹ بولتا تھا (ابو زرعہ وابو حاتم)، حدیث چور تھا (ابن عدی)، اس سے روایت لینی حلال نہیں کیونکہ حدیث گھڑ لیتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۲۱۹ ج۴)۔

(۷۹۲) من صلى الصبح ثم قرأ قل هو الله أحد مائة مرة قبل أن يتكلم فكلما قرء قل هو الله أحد غفر له ذنب منه (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

جو صبح کی نماز کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو دفعہ سورت قل ھو اللہ پڑھے تو جب بھی قل ھو اللہ پڑھے گا تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمٰن قشیری ضعیف ہے (مجمع ص۱۱۹ ج۱۰)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، منکر روایتیں لاتا ہے (خلیلی)، اس کی روایت عن المسعر المطیری منکر ہے اس کا نہ کوئی اصل ہے اور نہ متابعت اور وہ مجہول ہے (عقیلی ☆ لسان ص۲۵۱ ج۵)۔

☆☆☆☆☆

۷۹۲۔ طبرانی کبیر ص۹۶ ج۲۲ ح۲۳۲، ضعیفة ص۳۹۹ ج۱۔

۱۱- کتاب النوافل

(۷۹۳) من صلی رکعتی الفجر کتب الله له الف الف حسنة (ابو هريره)

جو فجر کی دو رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۹٤) لا تدعوا رکعتی الفجر وان طرتکم الخیل (أبو هريره)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو خواہ تمہیں دشمن کے گھوڑے روند ڈالیں۔☆

ضعیف ہے، اولاً راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق مدنی مختلف فیہ ہے ابن معین کے نزدیک ثقہ ہے دارقطنی فرماتے ہیں ضعیف ہے ابو حاتم اور عبد الحق فرماتے ہیں قابل حجت نہیں۔ احمد فرماتے ہیں صالح الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں مقارب الحدیث ہے۔

دوسرا راوی ابن سیلان نا معلوم ہے ابو حاتم اور عجلی فرماتے ہیں اس کی حدیث لکھ لی جائے قوی نہیں بخاری فرماتے ہیں اس کے حافظہ پر اعتماد نہیں نسائی اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں (اعلام اهل العصر ص۸)

(۷۹۵) کان لا یدع رکعتی الفجر فی السفر ولا فی الحضر ولا فی الصحة ولا فی السقم۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ فجر کی دو رکعتیں سفر، حضر، صحت اور بیماری میں بھی نہ چھوڑتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن رجاء صدوق کثیر الخلط والتصحیف ہے اور دوسرا راوی عمران القطان ضعیف ہے (احمد ونسائی ☆ اعلام اهل العصر ص۱۰)

(۷۹٦) لا تترکوا رکعتی الفجر فان فیهما الرغائب (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو کیونکہ ان میں رغبتیں ہیں۔☆

۷۹۳۔ دیلمی ص۴۷ ج۴ ح۵۶۳۹۔

۷۹٤۔ مسند أحمد ص۴۰۵ ج۲، أبو داؤد ح۱۲۵۸ باب فی تخفیفها، طحاوی ص۲۹۹ ج۱۔

۷۹۵۔ طبرانی أوسط ص۲۲۱ ج ۸ ح ۷۴۵۳ ملخصاً، أعلام أهل العصر ص ۱۰۔

۷۹٦۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۱ ج ۱۲، نصب الرایة ص۱۶۲ ج۲، اعلام اهل العصر ص ۱۰۔

ضعیف ہے ایک راوی سوید بن عبد العزیز لین الحدیث ہے (تقریب ص۱۴۱) دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے (تقریب ص۲۸۷)

(۷۹۷) عليك بركعتي الفجر فان فيها فضيلة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تجھ پر فجر کی دو رکعتوں لازم ہیں کیونکہ ان میں فضیلت ہے۔☆

ضعیف ہے، محمد بیلمانی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ص۲۱۱ ج ۲ - دیکھئے نمبر ۵۴ پر)۔

(۷۹۸) ركعتي الفجر حافظوا عليهما فانهما من الفضائل۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

فجر کی دو رکعتوں پر حفاظت کرو ان میں بڑی فضیلتیں ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی ایوب رضی اللہ عنہ بن سلیمان مجہول ہے (لسان ص۴۸۱ ج۱)

(۷۹۹) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة الا ركعتي الفجر۔ (ابو هريره)

جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر صرف فرض نماز ہے مگر فجر کی دو رکعتیں۔☆

الا رکعتی الفجر کے الفاظ باطل اور بے اصل ہیں اولاً راوی حجاج بن نصیر ضعیف تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص۶۵) ثانیا راوی عباد بن کثیر بصری متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس نے جھوٹی روایات روایت کی ہیں (تقریب ص۱۶۳) بیہقی فرماتے ہیں اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔ (بیہقی ص۴۸۳ ج ۲)

(۸۰۰) لم يضطجع سنة ولكنه كان يدأب ليله فيستريح (عائشه رضی اللہ عنہا)

رسول اللہ فجر کی دو رکعت کے بعد سنت کی بنا پر نہیں لیٹتے تھے لیکن رات کے قیام کی وجہ سے تھک جاتے تو اس وجہ سے آرام فرماتے۔☆

ضعیف ہے اس میں ایک راوی نا معلوم ہے (مصنف عبد الرزاق ص۴۳ ج ۳)

(۸۰۰ ب) ابن عمر نے چند لوگوں کو فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹے دیکھا تو ان کو منع فرمایا لوگ کہنے لگے ہم تو سنت

۷۹۷۔ مجمع ص۲۱۷ ج۲، کنز العمال ص ۳۷۰ وص ۳۷٤ ج۷۔

۷۹۸۔ مسند أحمد ص ۸۲ ج ۲

۷۹۹۔ بيهقي ص۴۸۳ ج۲، الفوائد المجموعة ص۳۳، تنزيه ص۱۲۳ ج۲۔

۸۰۰۔ مصنف عبد الرزاق ص٤٤ ج۳۔

۸۰۰ب۔ بيهقي ص ٤٦ ج ۱

پر عمل کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا یہ بدعت ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)
ضعیف ہے راوی زید العمی ضعیف ہے (تقریب ص ۱۱۲)۔

(۸۰۱) والاربع قبل الظهر بتسليمة واحدة۔☆
ظہر سے پہلے ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں۔☆ حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۰۲) اربع قبل الظهر لا يفصل بينهن بتسليم (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)
ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن میں سلام کے ساتھ فصل نہ ہو۔☆
لا یفصل سے لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبیدہ بن معتب ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۱)

(۸۰۳) قلت الفصل بينهن بسلام قال لا (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)
میں نے کہا کیا ان چاروں میں سلام کے ساتھ فصل کروں فرمایا نہیں۔☆
منقطع ضعیف ہے۔ اس کی سند میں دو راوی محمد بن حسن اور اس کا استاذ بکیر بن عامر بجلی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۹۴ و ص ۴۷) پھر نخعی اور شعبی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ایوب رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

(۸۰۴) رسول اللہ ﷺ نصف النہار کے وقت نماز پسند کرتے اور فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے یہ ایسی نماز ہے جس کی حفاظت آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ (ثوبان رضی اللہ عنہ)
باطل ہے راوی عتبہ بن سکن متروک ہے (مجمع ص ۲۱۹ ج ۲) واہ ہے جو وضع کی طرف منسوب ہے (بیہقی لسان ص ۱۲۸ ج ۴)

(۸۰۵) من صلى هن من امتى فقد احياء ليلة ساعة تفتح فيها ابواب السماء و

۸۰۱۔ هداية ص۱٤۷ ج۱، نصب الراية ص۱٤۲ ج۲، دراية ص۱۹۹ ج۱۔
۸۰۲۔ الكلمل ص ۱۹۹۱ ج ٥، ميزان الاعتدال ص ۲٥ ج ۳، ابن خزيمه ص ۲۲۱ ج ۲
۸۰۳۔ تقريب ص ۲۹٤ص و ص ٤۷
۸۰٤۔ كشف الاستار ح۷۰۰، مجمع ص۲۱۹ ج۲۔
۸۰٥۔ طبرانی كبير ص۱۲۹ ج۱۱ ح۱۱۳٦٤۔

یستجاب فیھا الدعاء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے میری امت میں سے ان چار رکعتوں کو پڑھا اس نے گویا رات کو زندہ کیا یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے، دروازے کھولے جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی ابو ہرمز نافع متروک ہے (مجمع ص۲۲۰ ج۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جھوٹا ہے (ابن معین) اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں ضعف واضح ہے (ابن معین ☆لسان ص۱۴۷ ج۶)

(۸۰۶) ای ساعة کان اکثر یصلی فیھا رسول اللہ ﷺ قالت دلوك الشمس حتی تمیل (عائشہ رضی اللہ عنہا)

کونسی گھڑی میں رسول اللہ ﷺ زیادہ نماز پڑھتے فرمایا سورج ڈھلنے کے وقت نماز پڑھتے یہاں تک کہ وہ ڈھل جاتا۔☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے (مجمع ص۲۲۰ ج۲) صالح الحدیث ہے (احمد) قوی نہیں (ابن المدینی و ابن معین) ضعیف ہے نسائی ☆میزان ص۵۰۳ ج۲)

(۸۰۷) من صلی قبل الظھر اربع رکعات کمن تھجد بھن من لیلة (براء رضی اللہ عنہ)

جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں وہ اس طرح ہے جو ان کو تہجد میں پڑھتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی حفص بن سالم الباہلی کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص۲۱ ج۲)

(۸۰۸) من صلی قبل الظھر اربعا کن لہ کعتق رقبة من بنی اسمعیل (عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے غلام آزاد کیا ہو۔☆

ضعیف ہے راوی عمرو الانصاری کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص۲۲۱ ج۲)

۸۰۶۔ طبرانی أوسط ص ۱۱ج۵ ح ۴۰۱۰۔

۸۰۷۔ طبرانی أوسط ص؟؟ج؟؟ ح۶۳۳۲۔

۸۰۸۔ مجمع ص۲۲۱ج۲ والترغیب والترھیب ص۴۰۱ج۱ بحوالۃ طبرانی کبیر۔

(۸۰۹) من صلی اربعا قبل الظهر كن له كاجر عشر رقبات او قال اربع رقاب من ولد اسماعيل (صفوان)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ اس کے لئے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے دس یا چار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہوں گے۔☆

سخت ضعیف ہے اس کی سند میں نا معلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص۲۲۵ ج۲)

(۸۱۰) كان اذا فاتته الاربع قبل اظهر صلاها بعد ركعتين بعد الظهر (عائشه رضی اللہ عنہا)

جب آپ ﷺ سے ظہر سے پہلے والی چار رکعتیں رہ جاتیں تو انہیں ظہر کی دو رکعتوں کے بعد پڑھ لیتے۔☆

اس متن سے ضعیف ہے راوی قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہو گیا تو مختلط ہو گیا تھا اس کے بیٹے نے اس کے نام پر ایسی روایتیں کیں جو اس کی حدیث سے نہ تھیں (تقریب ص۲۸۳)

(۸۱۱) من صلى اربع ركعات قبل العصر حرم الله بدنه على النار (ام سلمه رضی اللہ عنہ)

جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی نافع بن مہران اور دیگر راوی نا معلوم ہیں (مجمع ص۲۲۲ ج۲)

(۸۱۲) من صلى اربع ركعات قبل العصر لم تمسه النار (عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اسے آگ نہیں چھوئے گی۔☆

ضعیف ہے راوی عبد الکریم بن ابی المخارق ابو امیہ ضعیف ہے (مجمع ص۲۲ ج۲) اس سے حدیث نہ لی جائے وہ کچھ نہیں (ایوب رضی اللہ عنہ) کوئی شئی نہیں (یحییٰ) میں نے اس کی روایات کو پھینک دیا ہے وہ متروک کے مشابہ ہے (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) اس کے ضعیف میں اختلاف نہیں بعض نے اس کی روایات کو غیر احکام میں قبول کیا ہے مگر قابل حجت نہیں مانا (ابن عبد البر ☆ میزان ص۶۴۶ ج۲)

اس میں دوسرا راوی حجاج بن نصیر بھی ضعیف اور متروک ہے (میزان ۴۶۵ ج۱)

۸۰۹۔ طبراني أوسط ص۳۲ ج۷ ح۶۰۴۹۔

۸۱۰۔ ابن ماجة ح۱۱۵۸ باب من فاتته الأربع قبل الظهر۔

۸۱۱۔ مجمع ص۲۲۲ ج۲ بحوالة طبراني كبير۔

۸۱۲۔ طبراني أوسط ص۲۵۷ ج۲ ح۲۶۰۱۔

(۸۱۳) لا تزال امتی یصلون هذه الاربع رکعات قبل العصر حتی تمشی علی الارض مغفوراً لها حتما (علی رضی اللہ عنہ)

میری امت ہمیشہ رہے گی عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتی حتی کہ وہ زمین پر چلے گی تو وہ بلاشبہ بخشی ہوئی ہوگی۔ ☆

باطل ہے راوی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ متروک ہے (مجمع ص۲۲۴ ج۲) ضعیف ہے (احمد و دارقطنی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) کذاب ہے (ابن معین) دجال ہے (سعدی) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت روایتیں کی ہیں (حاکم ☆ نسائی ص۲۷ ج۴)

مغرب سے پہلے و بعد نوافل

(۸۱٤) ان عند کل اذانین رکعتین ما خلا صلوة المغرب (بریدہ رضی اللہ عنہ)

اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں ہیں سوائے نماز مغرب کے۔ ☆

منکر ہے راوی حیان بن عبید اللہ مختلط ہوگیا تھا (مجمع ص۲۳۱ ج۲) قوی نہیں (دارقطنی ص۲۶۵ ج۱)

(۸۱۵) سألنا نساء رسول الله ﷺ هل رأیتن رسول الله ﷺ یصلی رکعتین قبل المغرب فقلن لا۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ہم نے ازواج النبی ﷺ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحیی بن ابی حجاج لین الحدیث ہے (تقریب ص۳۷۴) اس کا استاد عیسیٰ بن سنان بھی لین الحدیث ہے (تقریب ص۲۷۰)

۸۱۳۔ طبرانی أوسط ص٦١ ج٦ ح٥١٢٧، مجمع ص٢٢٢ ج٢.

۸۱٤۔ دارقطنی ص٢٦٤ ج١، کشف الاستار ح٦٩٣، مجمع ص٢٣١ ج٢، نصب الرایة ص١٤٠ ج٢، درایة ص١٩٨ ج١۔

۸۱۵۔ نصب الرایة ص١٤١ ج٢، درایة ص١٩٩ ج١ بحوالة مسند الشامیین.

(۸۱۶) ان رسول الله ﷺ و ابا بکر و عمر لم یکن یصلونها (نخعی)

رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ مغرب سے پہلے دو رکعت نہیں پڑھتے تھے۔☆

معضل ہے امام ابراہیم نخعی کی روایت رسول اللہ ﷺ اور شیخین سے معضل ہے پھر سوائے نخعی کے باقی تمام سند ضعیف ہے جس میں محمد بن حسن اور ان کے استاذ ابو حنیفہ دونوں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔ کمامر۔

(۸۱۷) عجلوا بر کعتین بعد المغرب لیرفعا مع الصلوة (حذیفه)

تم مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے میں جلدی کرو تا کہ وہ بھی فرضی نماز کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کی جائیں۔☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحیم بن زید عمی متروک بلکہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۵۱)

(۸۱۸) من صلی بعد المغرب رکعتین قبل ان یتکلم کتبتا فی علیین (مکحول)

جو مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے وہ رکعتیں علیین میں لکھی جاتی ہیں۔☆

مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۸۱۹) من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتی عشرة سنة۔ (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی غلط کلام نہ کیا تو وہ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ابی خثعم کسی چیز کے برابر نہیں (احمد) سخت ضعیف ہے منکر الحدیث ہے (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆العلل المتناہیۃ ص۴۵۶ ج۱) یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۲۱۱ ج ۳)

۸۱۶۔ نصب الرایة ص۱۴۱ ج۲، درایة ص۱۴۹ ج۱ بحواله کتاب الآثار لمحمد۔

۸۱۷۔ قیام اللیل مروزی ص۵۴، فیض القدیر ص۲۰۷ ج۴، ضعیف الجامع ص۵۴۰، ضعیفة ح۳۸۵۶۔

۸۱۸۔ قیام اللیل ص۵۴، کنز العمال ص۳۸۶ ج۷ ح۱۹۴۲۱۔

۸۱۹۔ ابن ماجة ح۱۳۷۴، باب ما جاء فی الصلاوة بین المغرب والعشاء، علل المتناهیة ص۴۵۶ ج۱، قیام اللیل ص۵۷۔

(۸۲۰) من صلی ست رکعات بعد المغرب قبل ان یتکلم غفرله ذنوبه خمسین سنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے چھ رکعتیں پڑھیں اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔☆

شبہ موضوع ہے راوی محمد بن غزوان منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ) خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور موقوف روایات کو مرفوع روایت کر دیتا تھا کسی حال میں بھی قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان ☆ میزان ص ۶۲۱ ج ۳)

(۸۲۱) من صلی ست رکعات بعد المغرب غفرله ذنوبه وان کان مثل زبد البحر (عمار رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں بخش دیے جاتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی صالح اور اس کا باپ معلّی دونوں مجہول ہیں (لسان ص ۱۷۵ ج ۳) اس سند میں بہت سے مجہول راوی ہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۵۶ ج ۱)

(۸۲۲) ما من صلوۃ احب الی اللہ تعالی من صلوۃ المغرب من صلھا وصلی بعدھا اربعا من غیر ان یتکلم جلیساً بنی اللہ له قصرین مطلئین بالدرر والیا قوت بینھما من الجنان ما لا یعلم علمه الا ھو۔ وان صلھا وصلی بعدھا ستا من غیر ان یتکلم جلیساً غفر اللہ له ذنوب اربعین عاماً (عائشہ رضی اللہ عنہا)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغرب کی نماز بہت محبوب ہے جو نماز مغرب پڑھ کر پھر اپنے ساتھی سے کلام کیلئے بغیر چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جن میں دو محل بناتا ہے جو موتیوں اور یاقوت سے مرصع ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اتنی جنتیں ہیں جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اگر مغرب پڑھ کر

۸۲۰۔ العلل المتناھیة ص۴۵٦ ج۱۔

۸۲۱۔ طبرانی صغیر ص؟؟ح؟، طبرانی أوسط ص؟؟ح۷۲۴۵، تاریخ اصفھان ص۲۲۳ج۲، العلل المتناھیة ص۴۵۷ ج۱، لسان ص۱۷۵ج۳۔

۸۲۲۔ العلل المتناھیة ص۴۵۸ ج۱۔

بغیر کلام کیے چھ رکعتیں پڑھتا ہے تو اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆
سخت ضعیف ہے راوی حفص بن جمیع منکر الحدیث ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۲۵۶) اس کا شاگرد محمد بن عون خراسانی بھی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص۶۷۶ ج۳)

(۸۲۳) من صلى المغرب وصلى بعدها اربعا كان كمن حجة بعد حجة و ان صلى يغفر له ذنوب خمسين عاماً (ابو بكر)
جس نے نماز مغرب پڑھ کر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے ایک حج کے بعد دوسرا حج کیا ہو اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆
باطل ہے راوی حفص بن عمر حلبی سخت ضعیف منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں۔ (کتاب المجروحین ص۲۵۹ ج۱)، اس کا شاگرد محمد بن عبدالرحمٰن بن طلحہ حدیث چور ضعیف تھا (الکامل ص۲۲۰۰ ج۶)۔

(۸۲۴) من صلى المغرب و العشاء عشرين ركعة بنى الله له بيتا فى الجنة۔ (عائشه رضی اللہ عنہا)
جو مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ ☆
من گھڑت ہے راوی یعقوب بن ولید مشہور کذاب ہے جو حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد) جھوٹا ہے (ابن معین و ابو حاتم ☆ میزان ص۴۵۵ ج۴)

(۸۲۵) كان يصلى بعد المغرب ركعتين يطيل فيهما لا قراة حتى تتصدع اهل المسجد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں قرأت بہت لمبی کرتے حتی کہ مسجد والے مسجد سے چلے جاتے۔ ☆
ضعیف ہے راوی یحی بن عبدالحمید حمانی ضعیف ہے (مجمع ص۲۳۰ ج۲) حدیث کی چوری میں متہم ہے (تقریب ص۳۷۷)

۸۲۳۔ العلل المتناهية ص٤٥٨ ج١۔

۸۲٤۔ ابن ماجة فى الصلوة بين المغرب والعشاء ح١٣٧٣، شرح السنة ص٤٧٤ ج٣، كنز ص٣٨٧ ج٧۔

۸۲۵۔ طبرانى كبير ص١٠ ج١٢، تاريخ بغداد ص١٠٢ ج٨۔

(۸۲۶) المصلی بین المغرب والعشاء کالمتشحد بدمه فی سبیل الله (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کے رستہ میں خون سے لت پت ہو۔ ☆

سخت منکر ہے راوی احمد بن محمد بن عمر یمامی ثقہ نہیں (خطیب) متروک الحدیث ہے (دارقطنی) ابن صاعد نے اس پر کذب کا الزام لگایا ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص ۴۷۹ ج ۴)

(۸۲۷) اربع قبل الظهر کعدلهن بعد العشاء و اربع بعد العشاء کعدلهن لیلة القدر۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ظہر سے پہلے چار رکعتیں، عشاء کے بعد چار رکعتوں کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد چار رکعتیں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی یحیٰ بن عقبہ بن ابی العزار سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۰ ج ۲) منکر الحدیث ہے (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں کذاب ہے خبیث اللہ کا دشمن مذاق کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴)

۸۲۶۔ دیلمی ص۴۷۹ج ۴ ح ۶۸۸۵۔

۸۲۷۔ طبرانی أوسط ص۷۵۵ج ۳ ح ۲۷۳۳، مجمع ص ۲۳۰ ج ۲۔

۱۲-کتاب الامامۃ والجماعۃ

(۸۲۸) الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها الامنافق۔☆

جماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے اس سے صرف منافق پیچھے رہتا ہے☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۲۹) الصلوة فى الجماعة و فى العمامة تعدل بعشرة الاف حسنة، (انس رضی اللہ عنہ)

جماعت اور پگڑی کے سمیت نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔☆

باطل ہے راوی ابان متہم ہے (تعلیق بر فردوس الاخبار ص ۵٦٦ ج ۲)۔

(۸۳۰) من سمع النداء فلم يمنعه من اتباعه عذر قالوا ما العذر قال خوف او مرض لم يقبل منه الصلوة التى صلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے اذان سنی تو اس کو کس عذر نے نماز با جماعت پڑھنے سے نہیں روکا صحابہ نے عرض کیا عذر کیا ہے فرمایا خوف یا مرض تو جو اس نے (گھر یا بلا جماعت) نماز پڑھی ہے وہ قبول نہ ہوگی ☆

اصل روایت صحیح ہے مگر قالوا ما العذر قال خوف اور مرض کے الفاظ غیر ثابت ہیں راوی ابو جناف کلبی ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) متروک ہے (فلاس) میں اس سے روایت لینی حلال نہیں سمجھتا (یحیٰی قطان ☆ میزان ص ۳۷۱ ج ۴)۔

(۸۳۱) ادركت القواعد وهن يصلين مع رسول الله ﷺ الفرائض (سلمة بنت حكيم رضی اللہ عنہ)

۸۲۸۔ هداية ص۱۲۱ ج۱، نصب الراية ص۲۱ ج۲، دراية ص۱٦٦ ج۱۔

۸۲۹۔ ديلمى ص٥٦٦ ج۲ ح۳٦۲۱۔

۸۳۰۔ أبو داؤد ح٥٥١، اللالى ص۱۹ ج۲، المستدرك ص۲٤٦ ج۱، نصب الراية ص۲۳ ج۲، دراية ص۱٦۷ ج۱۔

۸۳۱۔ طبرانى أوسط ص ٤۷۱ ج ۸ ح ۷۹۷۳۔

میں نے بوڑھی عورتوں کو پایا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض نمازیں پڑھتی تھیں ☆ .

ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۸۱۲)

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے ورنہ عورتوں کا با جماعت نماز ادا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

اوصاف امام

(۸۳۲) ان کانوا فی الھجرۃ سواءً فافقھھم فقھا (ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو جو ان میں سے زیادہ فقیہ ہو وہ حقدار ہے ☆

حدیث صحیح مسلم میں بغیر فافقھھم فقھا کے موجود ہے حاکم فرماتے ہیں یہ لفظ اس صحیح سند کے ساتھ غریب اور نادر ہے (مستدرک ص۲۴۳) ذہبی مستدرک کی تلخیص ص۲۴۳ میں فرماتے ہیں مسلم میں فقہ کا ذکر نہیں (ایضاً)۔

(۸۳۳) اور یہی حدیث افقھھم فی الدین فان کانوا فی الفقہ سواء فاقراھم للقرآن اگر وہ دینی فقہ میں برابر ہوں پھر جو ان میں قرآن کا زیادہ قاری ہو کے لفظ مروی ہے کہ یہ بھی منکر اور ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطار اور صاحب تدلیس ہے (تقریب ص۶۴) نے اس کی روایت کو ترک کرنے کا حکم دیا تھا امام نسائی کے نزدیک قوی نہیں اور دارقطنی کے نزدیک قابل حجت نہیں (میزان ص ۴۵۸ ج۱) یہ روایت حجاج کی وجہ سے معلول ہے (نصب الرایہ ص۲۵ ج ۲) اور صحیح حدیث کے مخالف ہے (درایہ ص ۱۶۸ ج ۱)۔

(۸۳٤) اذاسرکم ان تقبل صلوتکم فلیئومکم خیارکم فانھم وفد کم فیما بینك و بین ربکم (مرثد غنوی رضی اللہ عنہ)

جب تمہیں یہ بات خوش کرے کہ تمہاری نماز قبول ہو تو تمہاری امامت تم میں بہتر شخص کرائے کیونکہ امام تمہارے اور رب کے درمیان تمہارے وفد ہیں ☆

اس کی سند غیر ثابت ہے راوی عبداللہ بن موسیٰ ضعیف ہے (دارقطنی ص ۸۸ ج ۲)۔

۸۳۲۔ المستدرك ص۲٤۳ ج۱، نصب الرایة ص۲۵ ج۱، درایة ص۱٦۸ ج۱۔

۸۳۳۔ المستدرك ص۲٤۳ ج۱، نصب الرایة ص۲۵ ج۱،درایة ص۱٦۸ ج۱۔

۸۳٤۔ دارقطنی ص۸۸ ج۲، المستدرك ص۲۲۲ ج۳، طبرانی کبیر ص۳۲۸ ج۲۰ ح۷۷۷۔

اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں مگر حجت کے لائق نہیں (ابو حاتم) صدوق کثیر الخطاء ہے (ابن معین) قابل حجت نہیں (میزان ص ۵۰۸ ج ۲)

(۸۳۵) اجعلو ا ائمتکم خیار کم فانهم وفد کم فیما بینکم و بین الله (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ کیونکہ یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان وفد ہیں۔☆

ضعیف ہے اولاً عمر بن یزید المدائنی منکر الحدیث ہے (ابن عدی) ثانیاً حسین بن نصر المؤدب نامعلوم ہے (التعلیق المغنی ص ۸۸ ج ۲)

(۸۳٦)من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی ☆

جس نے پرہیز گار عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی ☆

صریحاً جھوٹ ہے اور صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۳۷) الصلوة خلف رجل ورع مقبولة (براء رضی اللہ عنہ)

پرہیز گار کے پیچھے نماز قابل قبول ہوتی ہے☆

ضعیف ہے راوی عبدالصمد بن حسان کو امام احمد نے چھوڑ دیا تھا (فیض القدیر ص ۳۴۸ ج ۴) البانی نے موضوع کہا ہے (ضعیف جامع الصیغر ص ۵۲۰)

(۸۳۸) الصلوة خلف العالم باربعة الاف واربعمائة واربعین صلوة☆

عالم کے پیچھے نماز چار ہزار چار سو چالیس نماز کے برابر ہے☆

باطل ہے (المقاصد الحسنة ص ۲٦٦)

۸۳۵۔ دارقطنی ص۸۸ ج۲، بیهقی ص ۹۰ ج۳، نصب الرایة ص۲٦ ج۲، درایة ص۱٦۸ ج۱۔

۸۳٦۔ هدایة ص۱۲۲ ج۱، نصب الرایة ص۲٦ ج۱، درایة ص ۱٦۰ ج۱۔

۸۳۷۔ دیلمی ص٥٦٥ ج۲، ح۳٦۱۸ تذکرة الموضوعات ص ۲۰، فیض القدیر ص۳٤۸ ج٤ ضعیف الجامع ص ٥۲۰۔

۸۳۸۔ تذکرة الموضوعات ص ۲۰، المقاصد الحسنة ص۲۲٦، کشف الخفاء ص۲۹ ج۲، موضوعات کبیر ص۷۸۔

(۸۳۹) ان سرکم ان تزکو اصلو تکم فقدمو اخیار کم (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم اپنی نمازوں کا تزکیہ کرو تو اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ ☆

خطیب فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اس میں الزام ابو الحسن محمد بن اسماعیل رازی پر ہے اور یہ غیر ثقہ ہے (تاریخ بغداد ص ۵۱ ج ۲)

(۸۴۰) یومکم اقرأکم وان کان ولدا لزنا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تمہاری امامت وہ کرائے جو تم میں بڑا قاری ہو خواہ ولد الزنا (حرامی) ہو ☆

من گھڑت ہے راوی صالح بن حسان کوئی شئی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۱)

(۸۴۱) یئوم القوم احسنھم وجھا (عائشہ رضی اللہ عنہا)

قوم کو ان میں خوبصورت چہرے والا جماعت کرائے۔☆

موضوع ہے راوی محمد بن مروان سدی موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۲۸۶ ج ۲)

(۸۴۲) لاتومن امراۃ رجلاولا اعرابی مھاجرا ولافاجرمومناالاان یقھرہ بسلطان یخاف سو طہ وسیفہ (جابر رضی اللہ عنہ)

عورت مرد کی بدوی مہاجر کی فاجر ایماندار کی امامت نہ کرائے مگر یہ کہ وہ سلطان کے ذریعے غالب آ جائے جس کے وہ کوڑے اور تلوار سے ڈرتا ہو۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور اس کا شاگرد عبداللہ بن محمد عدوی متروک ہے امام

۸۳۹۔ تاریخ بغداد ص۵۱ ج۲، دارقطنی ص۳٤٦ ج۱، الکامل ص۲۱۲ ج۳، لسان ص۸۱ ج۵، کنز العمال ص۵۸۸ ج۷۔

۸٤۰۔ الکامل ص۲۱۷۲ ج٦، کتاب المجروحین ص۳٦۸ ج۱، العلل المتناھیة ص٤۲۰ ج۱، میزان ص۷ ج٤۔

۸٤۱۔ الکامل ص۷۷٤ ج۲، کتاب الموضوعات ص۲٤ ج۲، تنزیه ص۱۰۳ ج۲، اللالی ص۲۱۔

۸٤۲۔ بیهقی ص۹۰ ص۱۷۱ ج۳، أرواء الغلیل ص۳۰۲ ج۲، ابن ماجة ح۱۰۸۱۔

وکیع نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے (تقریب ص ۱۸۸) منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں (بخاری ☆ بیہقی ص ۱۷۱ ج ۳) بزار نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے مگر اس کا دارومدار بھی علی بن زید پر ہے دارقطنی فرماتے ہیں دونوں سندیں ثابت نہیں ہیں ابن عبدالبر فرماتے ہیں یہ حدیث واھی الاسناد ہے (تلخیص ص ۵۳ ج ۲)

(۸٤۳) صلوا مع کل امام (واثلہ رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے ساتھ نماز پڑھو ☆

ضعیف منقطع ہے راوی ابو سعید مجہول ہے (دارقطنی ص ۵۷ ج ۲) دوسرا راوی حارث بن نبہان منکر الحدیث (بخاری) متروک غیر ثقہ ہے (نسائی ☆ التعلیق المغنی ص ۵۷ ج ۲) نیز واثلہ کے شاگرد مکحول نے ان سے سنا نہیں (کتاب المراسیل ص ۲۱۳)

(۸٤٤) من اصل الدین الصلوۃ خلف کل برَ و فاجر (علی رضی اللہ عنہ)

دین کا اصل یہ کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھی جائے ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹) دوسرا راوی ابو اسحاق قنسرینی مجہول ہے اور اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں (دارقطنی تعلیق المغنی ص ۵۷ ج ۲)

(۸٤۵) صلوا خلف کل امام وقاتلوا مع کل امیر (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر امیر کی معیت میں جہاد کرو ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبدالجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے (میزان ص ۵۳۱ ج ۲) اس کی سند مجہول غیر محفوظ ہے اور اس متن سے کوئی سند ثابت نہیں (عقیلی ص ۹۰ ج ۳)۔

(۸٤٦) لا تکفروا احدا من اھل قبلتی بذنب وان عملوا الکبائر و صلوا خلف کل امام مختصراً (ابو درداء)

۸٤۳۔ دارقطنی ص۵۷ ج۲، العلل المتناھیة ص٤۲۵ ج۱۔

۸٤٤۔ دارقطنی ص۵۷ ج۲، العلل المتناھیة ص٤۲۱ ج۱۔

۸٤۵۔ دارقطنی ص۵۵ ج۲، عقیلی ص۹۰ ج۳، العلل المتناھیة ص٤۲٦ ج۱۔

۸٤٦۔ دارقطنی ص۵۵ ج۲، العلل المتناھیة ص٤۲٦ ج۱، میزان ص۳٤۳ ج٤، لسان ص۲۲٦ ج٦۔

اہل قبلہ میں کسی کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ قرار دو خواہ وہ کبیرہ گناہ کریں اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو☆
باطل ہے ہے اس کی سند میں چار راوی ایسے ہیں جنکو امام دارقطنی نے ضعیف کہا ہے (دارقطنی ص۵۶ ج۲) ان چاروں میں ایک ولید بن فضل عنزی مجہول ہے (ابو حاتم) جو موضوع روایات کرتا ہے اور کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبد الجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے تیسرا راوی مکرم بن حکیم جس کی حدیث کوئی شئی نہیں اور چوتھا راوی سیف بن منیر جس کی حدیث نہیں لکھی جاتی (التعلیق المغنی ص۵۶ ج۲)۔

(۸٤۷) صلوا خلف کل برو فاجر و صلوا علی کل برو فاجر (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

تم ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو☆
منقطع ہے راوی مکحول نے حضرت ابو ہریرہ سے نہیں سنا اور نہ ہی ان سے ملے ہیں (کتاب المراسیل ص۳۱۲ و دارقطنی ص۵۷ ج۲)۔

(۸٤۸) الصلوۃ واجبة علیکم مع کل امیر برا کان او فاجراً و ان عمل الکبائر (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز تم پر ہر ایک امیر کے پیچھے واجب ہے وہ نیک ہو یا بد خواہ وہ کبیرہ گناہ کرے☆
منقطع اور ضعیف ہے اولاً مکحول کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے ثانیاً بقیہ راوی بھی ضعیف ہے۔

(۸۴۹) ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ تیرے لئے تیری نماز ہے اور اس کا گناہ اس پر ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
من گھڑت ہے راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ص۵۷ ج۲)، کذاب ہے (ازدی)، حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان - میزان ص۲۰۷ ج۳)۔

(۸۵۰) صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ وصلوا وراء من قال لا الا اللہ

۸٤۷۔ بیهقي ص۱۹ ج٤، دارقطني ص۵۷ ج۲، كشف الخفاء ص۲۹ ج۲، العلل المتناهية ص٤۲۵ ج۱۔
۸٤۸۔ أبو داؤد ح۲۵۳۳، العلل المتناهية ص٤۲۵ ج۱، بيهقي ص۱۲۱ ج۳۔
۸٤۹۔ دار قطني ص۵۷ ج۲، العلل المتناهية ص٤۲۲ ج۱، حلية الأولياء ص۲۳٦ ج٤، نصب الراية ص۲۸ ج۱۔
۸۵۰۔ طبراني كبير ص۳٤۲ ج۱۲ ح۱۳٦۲۲، دارقطني ص۵٦ ج۲، تاريخ بغداد ص۲۹۳ ج۱۱، العلل المتناهية ص٤۲۳ ج۱۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ پڑھو اور ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز پڑھو☆

من گھڑت ہے اس کی پانچ سندیں ہیں ایک سند میں ابو الولید خالد بن اسماعیل مخزومی متہم بالکذب ہے (التعلیق المغنی ص ۵۶ ج ۲☆ دوسری سند میں محمد بن فضل متروک (نسائی) کذاب ہے (ابن معین☆ التعلیق (المغنی ص ۵۶ ج ۲)۔

تیسری سند میں عثمان بن عبد الرحمٰن کوئی شئی نہیں (بخاری و نسائی)۔ و ابو داؤد) متروک ہے (دارقطنی) جھوٹ بولتا تھا (ابن معین☆ العلل المتناھیہ ص ۴۲۷ ج ۱)، چوتھی سند میں وھب بن وھب حدیثیں وضع کرتا تھا اس کی حدیث من گھڑت ہے (العلل المتناھیۃ ص ۴۲۷ ج ۱)۔

پانچویں سند میں عثمان بن عبد اللہ ابو عمرو حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۰۲ ج ۲) امام احمد سے حدیث ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو کے بارہ میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا ہم نے یہ روایت نہیں سنی۔

(۸۵۱) ایما امام سها فصلی بالقوم وهو جنب فقد مضت صلوتهم فلیغتسل هو ثم لیعد صلوته (براء رضی اللہ عنہ)

جنبی امام بھول کر نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے امام غسل کر کے اپنی نماز لوٹائے ضعیف اور منقطع ہے (درایہ ص ۱۷۴ ج ۱) راوی جویبر متروک ہے اور ضحاک کی حضرت براء سے ملاقات نہیں (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(۸۵۲) من ام قوما ثم ظهر انه كان محدثا او جنبا اعاد صلوته و اعادوا۔☆

جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر اسے معلوم ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنبی، تو امام اور مقتدی سبھی نماز لوٹائیں۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۵۳) ان رسول الله ﷺ صلی بالناس وهو جنب فاعاد و اعادوا۔ (سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ)

۸۵۱۔ دارقطنی ص۳٦٤ ج۱، درایة ص۱۷٤ ج۱۔

۸۵۲۔ هدایة ص۱۲۷ ج۱، نصب الرایة ص۵۷ ج۲، درایة ص۱۷۳ ج۱۔

۸۵۳۔ دارقطنی ص۳٦٤ ج۱، نصب الرایة ص۵۸ ج۲، درایة ص۱۷٤ ج۱۔

رسول اللہ ﷺ نے حالت جنابت میں نماز پڑھائی تو آپ بھی اور صحابہ نے نماز لوٹائی۔ ☆

سخت ضعیف ہے۔ اولاً مرسل ہے۔ ثانیاً راوی ابو جابر بیاضی متروک الحدیث ہے۔ (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(٨٥٤) انه صلى بالقوم وهو جنب فاعاد ثم امرهم فاعادوا (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی اور نماز کو لوٹایا اور لوگوں کو بھی لوٹانے کا حکم دیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عمرو بن خالد متروک ہے امام احمد نے کذب کا الزام لگایا ہے (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱) اس کی سند واہ ہے (درایہ ص ۱۷۳ ج ۱)

(٨٥٥) ان علياً صلى بالناس وهو جنب او على غير وضوء فاعاد و امرهم ان يعيدوا۔ (أبو جعفر باقر رحمہ اللہ علیہ)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں یا بغیر وضوء کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی اور لوگوں کو بھی نماز لوٹانے کا حکم فرمایا۔ ☆

منقطع ہے امام باقر حضرت علی کی شہادت کے تقریباً اکیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ (تہذیب ص ۳۵۱ ج ۹)

(٨٥٦) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنابت کی حالت میں جماعت کرائی اور نماز لوٹائی مگر لوگوں نے نہ لوٹائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن لوگوں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ اسے لوٹائیں لوگوں نے حضرت علی کی بات کو قبول کیا۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم ہے۔ جب یہ تینوں ایک سند میں جمع ہوں تو وہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۰ و ۸۶۰)

(٨٥٧) اخروهن من حيث اخرهن الله (ابن مسعود مرفوعاً)

٨٥٤۔ دارقطنی ص٣٦٤ ج١، نصب الراية ص٥٨ ج٢، دراية ص١٧٣ ج١، بيهقي ص٤٠١ ج٢۔

٨٥٥۔ دراية ص١٧٣ ج١۔

٨٥٦۔ مصنف عبد الرزاق ص٣٥١ ج٢، دراية ص١٧٣ ج١۔

٨٥٧۔ هداية ص١٢٣ ج١، نصب الراية ص٣٦ ج٢، دراية ص١٧١ ج١۔

تم عورتوں کو پیچھے رکھو جس جگہ اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے ☆

مرفوعاً ثابت نہیں صاحب ھدایہ کا وھم ہے۔

(۸۵۸) الاثنان فما فوقهما جماعة (ابو موسی)

دو اور اس سے زیادہ افراد جماعت ہے ☆

سخت ضعیف ہے راوی ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص۱۰۰) جس کو ربیع نے اپنے دادا عمرو بن جرار سے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہے (تقریب ۲۵۸)

(۸۵۹) یہی روایت عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے بھی مروی ہے اس کا راوی عثمان بن عبد الرحمان متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (تقریب ص۲۳۵)

(۸۶۰) اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شئی نہیں اور اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین) منکر الحدیث ہے (ابن مدینی) قوی نہیں (دارقطنی) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۷ ج۳)

(۸۶۱) اور حضرت حکم ثمالی سے بھی روایت کی جاتی ہے راوی عیسی بن ابراہیم بن طهمان متروک ہے (لسان ص ۳۹۱ ج۴ الکامل ص۱۸۹۰ ج۵) اس کا شاگرد بقیہ ضعیف ہے۔

(۸۶۲) اور حضرت انس سے بھی مروی ہے جس میں والثلاثۃ جماعۃ کے الفاظ بھی ہیں راوی سعید بن زربی کوئی شئی نہیں (ابن معین) ثقہ نہیں (نسائی) ضعیف ہے (دارقطنی) ☆ میزان ص ۱۳۶ ج۲) قلت روایات کے باوجود ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۳۱۸ ج۱)۔

ابن حجر فرماتے ہیں مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں اور اس کی تضعیف پر تمام کا اتفاق ہے قسطلانی

۸۵۸۔ ابن ماجة ح۹۷۲، الكامل ص۲۳۱۶ ج۶، تاريخ بغداد ص۴۱۵ ج۸، بيهقی ص۶۹ ج۳، دارقطنی ص۲۸۰ ج۱۔

۸۵۹۔ دارقطنی ص۲۸۱، فيض القدير ص۱۴۹ ج۱، ضعيف الجامع ص۲۲۔

۸۶۰۔ الكامل ص۹۸۹ ج۳۔

۸۶۱۔ الكامل ص۱۸۹۰ ج۵، لسان ص۳۹۱ ج۴، ميزان ص۳۰۸ ج۳۔

۸۶۲۔ الكامل ص۱۲۰۳ ج۳۔

فرماتے ہیں اس کے تمام طرق ضعیف ہیں (فیض القدیر ص ۱۴۹ ج ۱)۔

(۸۶۳) لا یؤمن احد بعدی جالساً (شعبی مرفوعاً)

میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرائے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند سخت ضعیف ہے جابر جعفی سخت مجروح اور متروک ہے۔ (نصب الرایہ ص ۵۰ ج ۲)

(۸۶۴) کتب عمر لا یؤمن احد جالساً بعد النبی ﷺ (حکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم نامہ جاری فرمایا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی امام بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے۔ ☆

مرسل موقوف ہے۔ (نصب الرایہ ص ۵۰ ج ۲) اس لئے کہ حکم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

صف بندی

(۸۶۵) لتسون الصفوف لتطمسن الوجوه و لتغمضن ابصارکم او لتخطفن ابصار کم (ابو امامه)

تم صفوں کو درست کرو یا تمہارے چہرے مسخ کر دیے جائیں گے اور نظروں کو پست کرو یا تمہاری نظریں اچک لی جائیں گی ☆

سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید ضعیف ہیں (دیکھئے نمبر ۱۳۰ و ۸۶۰)

(۸۶۶) استووا تستوی قلوبکم و تماسوا تراحموا (علی رضی اللہ عنہ)

تم درست کھڑے ہو تمہارے دل بھی درست رہیں گے اور آپس میں مل کر کھڑے ہو تم ایک دوسرے پر رحم کھاؤ گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۸۶۷) من سد فرجة فی الصف رفعه الله بها درجة و بنی له بیتا فی الجنة (عائشه رضی اللہ عنہا)

۸۶۳۔ بیهقی ص ۸۰ ج ۳، دار قطنی ص ۳۶۹ تج ۱، نصب الرایة ص ۴۹ ج ۲، کنز ص ۶۱۳ ج ۷، درایة ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۶۴۔ نصب الرایة ص ۵۰ ج ۲۔

۸۶۵۔ مسند أحمد ص ۲۵۸ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۱۳ ج ۸، فتح الباری ص ۲۰۷ ج ۲۔

۸۶۶۔ طبرانی أوسط ص ۵۶ ج ۶، ح ۵۱۱۷۔

۸۶۷۔ طبرانی أوسط ص ۳۷۲ ج ۶ ح ۵۷۹۳۔

جو صف میں خلاء کو پورا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلہ میں درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کا گھر بنائے گا☆

ضعیف ہے مسلم بن خالد زنجی صدوق کثیر الاوہام ہے (تقریب ص۳۳۴)۔

(۸٦۸) ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی الذین یصلون الصفوف ولا یصل عبد صفا الا رفعه اللہ به درجة (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ مختصراً)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو صفوں کو ملاتے ہیں کوئی بندہ صف کو نہیں ملاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے☆

ضعیف ہے راوی غانم بن احوص قوی نہیں (مجمع ص۹۱ ج۲)۔

(۸٦۹) اور یہ روایت قدرے اختصار سے عبد اللہ بن زید سے بھی مروی ہے اس کا راوی موسیٰ بن عبید ضعیف ہے (مجمع ص۹۱ ج۲)۔

(۸۷۰) استغفر للصف الاول ثلاثا و للثانی مرتین و للثالث مرة (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ نے پہلی صف کے لئے تین مرتبہ استغفار کیا اور دوسری کے لئے دو مرتبہ اور تیسری مرتبہ کے لئے ایک مرتبہ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن تمیمہ حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص۹۲ ج۲)۔

(۸۷۱) علیکم بالصف الاول و علیکم بالمیمنة منه و ایاکم والصف بین السواری (ابن عباس)۔

تم پر پہلی صف اور دائیں طرف لازم ہے اور تم سطونوں کے درمیان صف بنانے سے بچو☆

راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (مجمع ص۹۲ ج۲)۔

(۸۷۲) ان استطعت ان تکون خلف الامام والا فعن یمینه (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

۸٦۸۔ طبرانی أوسط ص٦٣ ج٤ ح٣٧٨٣۔

۸٦۹۔ مجمع الزوائد ص۹۱ ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۸۷۰۔ عقیلی ص۱۰۹ ج۱، کشف الاستار ح۵۰۹، مجمع ص۹۲ ج۲۔

۸۷۱۔ طبرانی أوسط ص۲۰٦ ج٤ ح۳۳٦۲، طبرانی کبیر ص۲۸۲ ج۱۱ ح۱۲۰۰٤، کنز ص٦۲۲ ج۷۔

۸۷۲۔ بیهقی ص۱۰٤ ج۳، طبرانی أوسط ص٤٥ ج۷ ح٦۰۷٥۔

اگر تو طاقت رکھے کہ امام کے پیچھے کھڑا ہو ورنہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو ☆

سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۳) ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی میا من الصفوف (عائشہ رضی اللہ عنہا)

بیشک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان کے لئے جو صفوں کی دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں ☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زید لیثی ضعیف ہے (تہذیب ص ۲۰۹ ج ۱)۔

(۸۷٤) من عمر جانب المسجد الایسر لقلۃ اھلہ فلہ اجران (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو مسجد کی بائیں طرف کو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے آباد کرتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۸۷٥) من ترك الصف الاول مخافۃ أن یوذی احدا اضعف اللہ لہ اجر الصف الاول (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پہلی صف کو اس لئے چھوڑ دیتا ہے کہ کسی ایک کو تکلیف نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر کو پہلی صف والوں کے اجر سے بڑھا دیتا ہے ☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم حدیثیں وضع کرتا تھا (تقریب ص ۳۴۰) تفصیل ملاحظہ ہو داستان حنفیہ ص ۱۸۷ میں)

(۸۷٦) وسطوا الامام (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

امام کو درمیان میں رکھو ☆

۸۷۳۔ ابن ماجۃ ح ۱۰۰٥ باب فضل میمنۃ الصف، بیھقی ص ۱۰۳ ج ۳، شرح السنۃ ص ۳۷٤ ج ۳، کامل ابن عدی ص ۲۰۱۰ ج ٥۔

۸۷٤۔ طبرانی کبیر ص ۱٥۲ ج ۱۱، مجمع ص ۹٤ ج ۱، الترغیب والترھیب ص ۳۲٤ ج ۱، کنز ص ٦۲٦ ج ۷۔

۸۷٥۔ طبرانی أوسط ص ۳۲٦ ج ۱ ح ٥٤۱، الترغیب ص ۳۲۱ ج ۱، کنز ص ٦۳٥ ج ۷۔

۸۷٦۔ أبوداود ح ٦۸۱ باب مقام الامام من الصف۔

ضعیف ہے۔ راوی یحیٰ بن بشیر بن خلاد اور اس کی والدہ دونوں مجہول ہیں (فیض القدیر ص۳۶۲ ج۶)

(۸۷۷) لیقم الاعراب خلف المهاجرين والانصار ليقتدوا بهم فى الصلوة (سمرہ رضی اللہ عنہ)

بدوی مہاجرین اور انصار کے پیچھے کھڑے ہوں تاکہ وہ نماز میں ان کی اقتدا کریں ☆

ضعیف ہے اولاً حسن بصری مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین ص۵۶)

ثانیاً دوسرا راوی سعید بن بشیر صاحب قتادہ ضعیف اور لاشئی ہے (ابن معین) ضعیف ہے (نسائی) محدثین اس کے بارہ میں اس کے حافظے کی وجہ سے کلام کرتے ہیں (بخاری) قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن نمیر) قابل حجت نہیں (ابو زرعہ ☆ میزان ص۱۲۹ ج۲)

(۸۷۸) لا احب ان يكون الاعراب امامهم ولا يدرون كيف (الصلوة (سمرہ رضی اللہ عنہ)

میں پسند نہیں کرتا کہ بدوی امام بنیں درانحالیکہ وہ جانتے نہ ہوں کہ نماز کیسے ہے ☆

ضعیف ہے (مجمع ص۹۴ ج۳)

(۸۷۹) اذا انتهى احدكم الى الصف وقدتم فليجذب اليه رجلا، يقيمه الى جنبه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی صف تک پہنچے اور صف پوری ہو چکی ہو تو صف سے وہ اپنی طرف ایک آدمی کو کھینچ کر اپنے پہلو میں کھڑا کر لے جس کو وہ اپنے پہلو میں کھڑا کر لے ☆

سخت ضعیف ہے راوی بشر بن ابراہیم سخت ضعیف ہے (مجمع ص۹۶ ج۲) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۳۱۱ ج۱)۔

(۸۸۰) انصرف رسول الله ﷺ و رجل يصلى خلف القوم فقال ايها المصلى

۸۷۷۔ طبرانی کبیر ص۲۱۳ ج۷ ح۶۸۸۷، مسند الشامیین ح۲۶۵۶۔

۸۷۸۔ کشف الاستار ح۵۰۶، مجمع ص۹٤ ج۲۔

۸۷۹۔ طبرانی أوسط ص۳۷۵ ج۸ ح۷۷٦۹، مجمع ص۹٦ ج۲۔

۸۸۰۔ بیہقی ص۱۰۵ ج۳، کنز ص٦۲۱ وص٦۳٦ ج۷، ارواء ص۳۵۵ ج۲۔

وحده الا تكون وصلت صفاً فدخلت معهم او اجتررت اليك رجلاً ان ضاق بكم المكان اعد صلاتك فانه لا صلاة لك۔ (و ابصه بن معبد رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو دیکھا کہ قوم کے پیچھے ایک آدمی تنہا ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا تو صف میں کیوں نہیں ملا اگر جگہ تنگ تھی تو اپنی طرف تو نے کوئی آدمی کیوں نہ کھینچ لیا۔ تو دوبارہ نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی ☆

سخت ضعیف ہے راوی سری بن اسماعیل صاحب الشعبی متروک ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا (احمد) اس کا جھوٹ مجھ پر ایک مجلس میں ظاہر ہوا تھا (یحیی القطان ☆ میزان ص ۱۱۷ ج ۲)۔

تکبیر اولی

(۸۸۱) من صلى اربعين يوماً في جماعة يدرك التكبيرة الاولى كتبت له براء ة من النفاق (انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے چالیس دن با جماعت تکبیر اولی پانے سے نماز پڑھی اس کے لئے دو براتیں لکھی جاتی ہیں ایک آگ سے اور دوسری نفاق سے ☆

غیر محفوظ ہے راوی اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل ہے راوی عمارہ بن غزیہ حضرت انس کو نہیں ملا (ابن حوزی) ترمذی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے اور بزار نے مستغرب فرمایا ہے کیونکہ اس کا دار مدار اسماعیل عیاش پر ہے وہ شامیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اس روایت میں راوی مدنی ہے دارقطنی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے (التلخیص ۲۷ ج ۲)۔

(۸۸۲) لكل شئى صفوة وصفوة الصلوة التكبيرة الاولى (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

ہر چیز کا صفوہ ہے اور نماز کا صفوہ تکبیر اولی ہے ☆

۸۸۱۔ ترمذی ح ۲۴۱ باب فی فضل تکبیرة الأولی، العلل المتناهية ص ۴۳۵ ج ۱۔

۸۸۲۔ الکامل ص ۷۴۰ ج ۲، کشف الاستار ح ۵۲۱، مجمع ص ۱۰۳ ج ۲، کنز العمال ص ۲۹۲ ج ۷۔

ضعیف ہے راوی حسن بن سکن ضعیف ہے (میزان ص۴۹۳ ج۱)۔

(۸۸۳) یہ روایت حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں حسن بن عمارہ ضعیف ہے (التلخیص ص۲۸، ص دیکھئے نمبر ۳۶۹)

(٨٨٤) لكل شئى انف و ان انف الصلوة التكبيرة الاولى فحافظوا عليها (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

ہر چیز کی ناک ہے اور نماز کی ناک تکبیر اولی ہے تم اس کی حفاظت کرو☆

اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (التلخیص ص۲۸ ج ۲)۔

(٨٨٥) ان ابن مسعود خرج الى المسجد فجعل يهرول فقيل له اتفعل هذا وانت تنهى عنه قال اردت حد الصلواة التكبيرة الاولى (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود مسجد کی طرف نکلے تو دوڑنا شروع کر دیا ان سے کہا گیا کیا آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں نماز کی حد یعنی تکبیر اولی کو پالوں ☆

ضعیف ہے طبرانی نے اس کو عن رجل من طی عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے (التلخیص ص ۲۸ ج۲) رجل اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

(٨٨٦) ان ابن مسعود سعى الى الصلوة فقيل له فقال او ليس احق ما سعتيم اليه الصلوة (سلمة بن كهيل)

ابن مسعود نے نماز کی طرف دوڑ لگائی ان سے کہا گیا یہ کیا ہے؟ فرمایا تم جس کی طرف دوڑ لگاتے ہو کیا نماز سے زیادہ حقدار نہیں کہ اس کی طرف دوڑ لگائی جائے؟ منقطع ہے سلمہ نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔

۸۸۳۔ حلية الأولياء ص٦٧ ج٥، تلخيص ص٢٨ ج٢۔

٨٨٤۔ ابن أبي شيبة ص٢٧١ ج١ ح٣١٢٠، كشف الاستار ح٥٢١، مجمع ص١٠٣ ج٢۔

٨٨٥۔ طبراني كبير ص ٢٥٤ ج ٩ ح ٩٢٥٩۔

٨٨٦۔ طبراني كبير ص ٢٧٢ ج ٩ ص ٩٣٦٠

متابعت امام

(۸۸۷) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ آپ کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور آپ کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے سر اٹھا لیا جب نماز پوری ہوئی تو آپ نے پوچھا ایسے کون کرتا تھا وہ کہنے لگا میں نے کیا ہے تاکہ میں جان لوں آپ کو علم ہوتا ہے یا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا نماز کے خداج (نقصان) سے ڈرو۔

جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ (ابوسعید)۔

اس متن سے ضعیف ہے راوی ایوب بن جابر امام احمد۔ ابن عدی اور فلاس کے نزدیک صدوق اور صالح ہے ابن معین کہتے ہیں کوئی شئی نہیں ابو زرعہ کہتے ہیں واہ ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن المدینی فرماتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

(۸۸۸) انا بدنت فمن فاته ركوعي ادركه في بطء قيامي (ابن مسعده)

میں بوڑھا اور موٹا ہوگیا ہوں جس سے میرا رکوع فوت ہوگیا وہ اس کو میرے قیام کی سستی میں پالے گا ☆

منقطع ہے ابن مسعدہ سے راوی عثمان بن ابی سلیمان کی اکثر روایتیں تابعین سے ہیں (ذہبی ☆ مجمع ص ۷۷ ج ۲)۔

(۸۸۹) ان كان احدنا ليقيم صلبه في الصلوة خلف النبى ﷺ حتى يتمكن النبى ﷺ من السجود (انس رضی اللہ عنہ)۔

بلاشبہ ہمارا ایک نماز میں اپنی پشت کو نبی ﷺ کے پیچھے سیدھی کرتا جب نبی ﷺ سجدہ میں جگہ پکڑ لیتے ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے (مجمع ص ۷۷ ج ۲)

۸۸۷۔ مسند أحمد ص٤٣ ج٣، طبراني أوسط ص٢٦٢ ج٥ ح٥١٣ ٤.

۸۸۸۔ مسند أحمد ص١٧٦ ج٤.

۸۸۹۔ أبو يعلى ص١٣٩ ج٤ ح٤٠٦٨، مجمع ص٧٧ ج٢.

(۸۹۰) لا تسبقوا امامکم بالرکوع فانکم تدر کونه بما سبقکم (سمرة رضی اللہ عنہ)
تم رکوع میں اپنے امام سے سبقت نہ کرو کیونکہ جو تم سے سبقت لے چکے ہے تم اسے پالو گے ☆
ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (مجمع ص۷۸ ج۲)

نماز کی قضا

(۸۹۱) من نسی صلوۃ فلیصلها حین یذکرها و من الغد للوقت (سمرة)۔
جو نماز پڑھنی بھول جائے اسے جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے یا اگلے دن اسی نماز کے وقت پڑھ لے۔ ☆
ضعیف ہے راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن مدینی و ابن معین) قوی نہیں (احمد) متروک ہے (ابن خراش) ابن مدینی سے ایک روایت اس کے ثقہ کی ہے ابن عدی فرماتے ہیں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں میں اس کی کسی روایت کو منکر نہیں پہچانتا (میزان ص۳۱۴ ج۱) صدوق ہے اس میں نرمی ہے (تقریب ۴۴)

(۸۹۲) کان یامرنا اذا نام احدنا عن الصلوۃ او نیسها حتی یذهب حینها الذی نصلی فیه ان یصلها مع النبی تلیها من الصلوۃ المکتوبة (سمرہ رضی اللہ عنہ)
آپ ہم کو حکم دیتے کہ جب ہم میں سے کوئی ایک نماز سے سو جائے یا بھول جائے حتی کہ اس نماز کا وقت گزر جائے تو اس کو ساتھ والی فرضی نماز کے ساتھ پڑھ لے۔ ☆
باطل ہے راوی یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے۔ (داستان حنفیہ ص۲۲۳)

(۸۹۳) من نسی صلوۃ فوقتها اذا ذکرها (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
جو نماز پڑھنی بھول جائے اس نماز کا وہی وقت ہے جب یاد آئے ☆
ضعیف ہے راوی حفص بن عمر بن ابی العطاف سخت ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۲ ج۱) منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۵۶۰ ج۱)

۸۹۰۔ کشف الاستار ح٤٧٤، مجمع ص٧٨ج٢۔
۸۹۱۔ مسند أحمد ص٢٢ج٥، طبرانی کبیر ص٢٣٥ج٧ ح٦٩٧٨۔
۸۹۲۔ کشف الاستار ح٣٩٧، طبرانی کبیر ص٢٥٤ج٧ ح٧٠٣٤۔
۸۹۳۔ دارقطنی ص٤٢٣ج١، طبرانی أوسط ص٣٨٨ج٩ ح٨٨٣٥، الکامل ص٧٩٢ج٢۔

(۸۹٤) عن رجل نسی الصلوۃ حتی طلعت الشمس او غربت قال اذا ذکرھا فلیصلھا و لیحسن صلوته ولیتوضأ فلیحسن وضوء ہ فذلك كفارتها (میمونه بنت سعد)۔

اس آدمی کے بارہ میں فرمایا جو نماز سے غافل ہو جاتا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے یا غروب فرمایا جب اسے یاد آئے وہ پڑھ لے اور نماز کو اچھے طریقے سے پڑھے اور وضوء بھی اچھے طریقے سے کرے پس یہی اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۳۲۴ ج ۱)۔

(۸۹۵) انه عام الاحزاب صلی المغرب فلما فرغ قال هل علم احد منکم انی صلیت العصر قالوا یا رسول الله ما صلیتها فامر المؤذن فاقام الصلوۃ فصلی العصر ثم اعاد المغرب (ابی جمعه حبیب بن سباع)۔

آپ نے خندق کے موقعہ پر مغرب کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو پوچھا تم میں سے کسی کو علم ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ صحابہ نے فرمایا آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی آپ نے موذن کو حکم دیا اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز کو دوبارہ لوٹایا۔☆

ضعیف ہے ایک تو ابن لھیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن یزید مجہول ہے (ارواالغلیل ص ۲۹۱ ج ۱)۔

نماز میں لباس

(۸۹٦) رایت ابی یصلی فی ثوب واحد فقلت یا ابة تصلی فی ثوب واحد و ثیابك موضوعة فقال یا بینة ان آخر صلوۃ صلاھا رسول الله ﷺ خلفی فی ثوب واحد (اسماء رضی اللہ عنہا)

میں نے اپنے باپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے عرض کیا ابا جان

۸۹٤۔ طبرانی کبیر ص۳۵ ج۲۵ ح۵۹۔

۸۹۵۔ مسند أحمد ص۱۰٦ ج٤، طبرانی کبیر ص۲٤ ج٤ ح۳۵٤۲۔

۸۹٦۔ أبو یعلی ص۵۵ ج۱ ح٤۷۔

آپ رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں درانحالیکہ آپ کے کپڑے پاس پڑے ہیں فرمایا اے بیٹی رسول اللہ ﷺ نے جو آخری نماز میرے پیچھے پڑھی تھی وہ ایک کپڑے میں تھی۔☆

سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا متواتر احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ واقعہ درست نہیں ہے۔

(۸۹۷) رایت النبی ﷺ و عائشة یصلیان فی ثوب واحد نصفه علی النبی ﷺ و نصفه علی عائشة (ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ)

میں نے نبی ﷺ اور عائشہ کو دیکھا کہ دونوں ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں آدھا کپڑا رسول اللہ پر ہے اور آدھا عائشہ پر۔☆

باطل ہے راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)

(۸۹۸) سئل عن الصلوة فی الثوب الواحد فقال ان کان واسعا فلیضمه و ان کان عاجزا فلیتزربه (عبادہ)

آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کو ملا لیا جائے اور اگر تنگ ہو تو اس پر بٹن لگا لیا جائے۔☆

منقطع ہے راوی اسحاق بن یحیی نے حضرت عبادہ کو نہیں پایا (مجمع ص ۵۰ ج ۲)۔

(۸۹۹) الصلوة فی الثوب الواحد سنة کنا نفعله مع رسول الله ﷺ ولا یعاب علینا و قال ابن مسعود انما کان ذلك اذ کان فی الثیاب قلة فاما اذا او سع الله فالصلوة فی الثوبین از کی (ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ)

ایک کپڑے میں نماز سنت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاتا تھا ابن مسعود فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی کمی تھی اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت پیدا (کمی دور) کر دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ درست ہے۔☆

۸۹۷۔ طبرانی أوسط ص۳۲۵ ج٦ ح۵٦۹۱۔

۸۹۸۔ مجمع ص۵۰ ج۲ بحوالۃ طبرانی کبیر۔

۸۹۹۔ مجمع ص٤۹ ج۱۔

منقطع ہے راوی ابونصرہ نے حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود کو نہیں پایا (مجمع ص ۴۹ ج ۲)۔

(۹۰۰) نهى عن الصلوة فى السراويل (جابر رضی اللہ عنہ)

شلوار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔☆

منکر ہے راوی حسین بن وردان قوی نہیں (ابو حاتم) نا معلوم ہے اور مذکورہ روایت منکر ہے (میزان ص ۵۵۰ ج ۱)

(۹۰۱) لا يقبل الله من امراة صلوة حتى توارى زينتها (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا حتی کہ وہ اپنی زینت چھپا لے۔ (ضعیف ہے راوی اسحاق بن اسماعیل بن عبد الاعلی کا ترجمہ نہیں ملا۔ (مجمع ص ۵۲ ج ۲)۔

(۹۰۲) اذا صليتم فارفعوا سبلكم فكل شئى اصاب الارض من سبلكم فهو فى النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جب تم نماز پڑھو تو اپنی چادروں کو ٹخنوں سے اوپر اٹھا لو تمہاری چادروں سے جو بھی زمین کو چھوئے وہ آگ میں ہے۔☆

سخت ضعیف ہے۔ راوی عیسی بن قرساس سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۵۰ ج ۲) قوی نہیں (یحی) متروک الحدیث (نسائی) غالی رافضی تھا (عقیلی ☆ میزان ص ۳۲۲ ج ۳)۔

ٹخنوں کے نیچے چادر اور شلوار لٹکانے کی ممانعت صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ روایت درست نہیں۔

(۹۰۳) صلوا فى نعالكم فانها من جمالكم (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۹۰۰۔ تاریخ بغداد ص۱۳۸ ج۵، العلل المتناهية ص۱۹۲ ج۲، طبرانی أوسط ص۴۰۸ ج۸ ح۷۸۳۳، میزان ص۵۵۰ ج۱۔

۹۰۱۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۱۳۸ ج۲ ح۹۲۰، طبرانی أوسط ص۲۹۴ ج۸ ح۷۶۰۲، نصب الراية ص۲۹٦ ج۱، دراية ص۱۲۲ ج۱، تلخيص ص۲۷۹ ج۱۔

۹۰۲۔ عقیلی ص۳۹٦ ج۳، الكامل ص۱۸۹۱ ج۵، كتاب المجروحين ص۱۱۸ ج۲، طبرانی كبير ص۲۰۸ ج۱۱ ح۱۱٦۷۷۔

۹۰۳۔ دیلمی ص۳٦۵ ج۲ ح۳۵۱۵،

تم جوتوں میں نماز پڑھو اس میں تمہاری خوبصورتی ہے۔ ☆
ان الفاظ سے دیلمی نے ذکر کی ہے جس کی سند نا معلوم ہے۔

(٩٠٤) اذا قمتم الی الصلوۃ فانتعلوا (معاذ رضی اللہ عنہ)۔
جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو جوتے پہنا کرو۔ ☆من گھڑت ہے دونوں روایتوں کا راوی محمد بن حجاج لخمی کذاب ہے (مجمع ص ۵۴ ج ۲) کذاب خبیث ہے ثقہ نہیں (ابن معین) کذاب ہے (دارقطنی) اس نے ھدیہ والی روایت گھڑی ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۹ ج ۲)۔

(٩٠٥) زین الصلوۃ الحذاء (علی رضی اللہ عنہ)
جوتے نماز کی زینت ہیں۔ ☆
من گھڑت ہے۔

(٩٠٦) خذوا زینتکم عن کل مسجد صلوا فی نعالکم (انس رضی اللہ عنہ)
آیت خذوا زینتکم کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھو۔ ☆من گھڑت ہے راوی عباد بن جویریہ کذاب ہے (بخاری واحمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(٩٠٧) من تمام الصلوۃ الصلوۃ فی النعلین (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
کامل نماز یہ ہے کہ وہ جوتوں سمیت پڑھی جائے۔ ☆
ضعیف ہے راوی علی بن عاصم غلطیوں اور خطاؤں کی کثرت کے باوجود ان پر ڈٹ جاتا تھا (میزان ص ۱۳۵ ج ۳)۔

(٩٠٨) رایت النبی ﷺ وهو يصلي و عليه نعلان من بقر قال فتفل عن يساره ثم

٩٠٤۔ الکامل ص٢١٥٦ج٦، میزان ص٥٠٩ج٣، لسان ص١١٦ج٥، اللالی ص١٦ج٢، تذکرة الموضوعات ص٣٨، کتاب الموضوعات ص٢٠ج٢.

٩٠٥۔ الکامل ص٢١٥٦ج٦، أبو يعلى ص٢٧٣ج١ ح٥٢٨، در منثور ص٧٨ج٣، مجمع ص٥٤ج٢.

٩٠٦۔ کتاب الموضوعات ص٢١ج٢، اللالی ص١٧ج٢، تاريخ بغداد ص٢٨٧ج١٤.

٩٠٧۔ طبرانی أوسط ص١٣٢ج١ ح١٥٠.

٩٠٨۔ مسند أحمد ص٦ج٥.

حلك حيث تفل بنعله (اعرابی رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے گائے کے چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے تھے آپ نے بائیں طرف تھوکا اور پھر اس جگہ کو جوتے کے ساتھ کھرچ دیا۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (مجمع ص ۵۴ ج ۲)۔

(۹۰۹) خذوا زينة الصلوة قالوا يا رسول الله ﷺ وما زينة الصلوة قال البسوا نعالكم وصلوا فيها (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

تم نماز کی زینت کو لازم پکڑو صحابہ نے پوچھا نماز کی زینت کیا ہے؟ فرمایا جوتوں سمیت نماز پڑھا کرو۔ ☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن فضل کوئی شئی نہیں اس کی حدیث اہل کذب کی حدیث ہے (احمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۹۱۰) رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے کہ انہوں نے اپنے جوتے اتار دیے ہم نے بھی اپنے اپنے جوتے اتار دیے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا میں تو ان سے اکتا گیا تھا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

منکر ہے راوی محمد بن عبید اللہ عزرمی متروک ہے (مجمع ص ۵۵ ج ۲) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۶۳۵ ج ۳)۔

(۹۱۱) صلى و في نعليه اثر طين (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی جن میں کیچڑ کے نشان تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمٰن بن عثمان ضعیف ہے۔ (میزان ص ۵۷۸ ج ۲)

۹۰۹۔ الكامل ص۲۱۷۱ ج٦، علل الحديث ص١٤٩ ج١، كتاب الموضوعات ص٢١ ج٢، حلية الأولياء ص٨٣ ج٥، الفوائد المجموعة ص٢٣، اللالی ص١٦ ج٢، در منثور ص٧٨ ج٣، قرطبی ص١٩٠ ج٧، تاريخ اصفهان ص٣٣٩ ج١ وص٢٦٥ ج٢.

۹۱۰۔ طبرانی كبير ص٣١٠ د١١ ح١٢٠٩٧.

۹۱۱۔ طبرانی أوسط ص٢٣ ج٥ ح٤٠٣٤.

باب السترة

(۹۱۲) اذا صلی احدکم فی الصحراء فلیجعل بین یدیه سترة۔☆

تم میں سے کوئی جنگل میں نماز پڑھے تو اپنے آگے سترہ رکھے۔

(۹۱۳) أیعجز احدکم اذ صلی فی الصحراء ان یکون امامه مثل مؤخرة الرحل☆

کیا تمہارا ایک اس سے عاجز ہے کہ وہ جنگل میں نماز پڑھے تو اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی جانب کی مثل کوئی چیز ہو ان الفاظ کے ساتھ یہ دونوں حدیث رسول نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا استدراج ہیں۔

(۹۱٤) ما رایت رسول الله یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله حاجبه الایمن او الا یسرو لا یصمد له صمداً (مقداد رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی لکڑی یا ستون کی طرف نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اس کو اپنی آنکھوں کے دائیں طرف یا بائیں طرف کرتے اور بالکل سیدھا اس کے سامنے کھڑے نہ ہوتے۔☆

سخت ضعیف ہے اس کی سند میں تین مجہول راوی ہیں اولاً ضباع ثانیاً مہلب بن حجر دونوں مجہول الحال ہیں ثالثاً ولید بن کامل ان تینوں کی عدالت ثابت نہیں اور نہ ہی ان کی روایات باکثرت ہیں کہ جس پر کوئی استدلال کیا جائے (ابن قطان ☆ نصب الرایہ ص ۸۴ ج ۲) اضطراب یہ ہے کہ ولید کبھی تو مہلب سے اور کبھی ضبیعہ بنت مقدام عن ابیہا سے روایت کرتا ہے ابن حجر کہتے ہیں یہ کہتے ہیں یہ اضطراب ولید کی طرف سے ہے اور وہ مجہول ہے (درایہ ص ۱۸۱ ج ۱)۔

(۹۱۵) صلی ببطحاء مكة الی عنزة ولم یکن للقوم سترة (ابو جحیفه رضی اللہ عنہ)

آپ نے بطحاء مکہ میں نیزے کی طرف نماز پڑھی اور قوم کے لئے سترہ نہیں تھا۔☆

الی عنزۃ تک مفہوماً روایت صحیح ہے۔ ولم یکن سے لیکر آخر تک صاحب ہدایہ کا استدارج ہے۔

۹۱۲۔ هداية ص۱۳۸ ج۱، نصب الراية ص۸۰ ج۲، دراية ص۱۷۹ ج۱۔

۹۱۳۔ هداية ص۱۳۸ ج۱، نصب الراية ص۸۱ ج۲، دراية ص۱۸۰ ج۱۔

۹۱٤۔ أبوداود ح۶۹۳ باب الخط أو لم يجد عصاً، دراية ص۱۸۱ ج۱۔

۹۱۵۔ هداية ص۱۳۹ ج۱، نصب الراية ص۸٤ ج۱، نصب الراية ص۱۸۱ ج۱۔

(۹۱۶) بینا رسول اللہ ﷺ یصلی اذ جاء ت شاۃ تسعی بین یدیہ فساعاھا حتی الزق بدنہ بالحائط (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی آپ نے اس کی طرف جلدی کی حتی کہ اپنا بدن دیوار کے ساتھ چپکا دیا۔ ☆ضعیف ہے راوی عمرو بن حکام ضعیف ہے ہے (مجمع ص ۶۰ ج ۲) محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری ☆ میزان ص ۲۵۴ ج ۳)۔

(۹۱۷) بادر رسول اللہ الی ھرۃ ان تمرہ بین یدیہ فی الصلوۃ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے بلی کی طرف جلدی کی کہ کہیں حالت نماز میں وہ آپ کے آگے سے نہ گزر جائے۔ ☆ ضعیف ہے راوی مندل بن علی ضعیف ہے۔ (مجمع ص ۶۱ ج ۲ وتقریب ص ۳۴۷)

(۹۱۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ایک اعرابی دودھ کا برتن لیکر گزرا رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا مگر وہ سمجھ نہ سکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے اعرابی پیچھے ہو جا رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو پوچھا کس نے کلام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا اسے سمجھ نہیں ہے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ ضعیف ہے راوی عیسی بن میتب بجلی کو ابن حبان اور حاکم نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۱) ابو داؤد ابن معین نسائی اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور ابو حاتم اور ابو زرعہ کہتے ہیں قوی نہیں اور ابن حبان نے اس میں کلام کیا ہے (میزان ص ۳۲۳ ج ۳)

(۹۱۹) ان الشیطان اراد ان یمربین یدی فخنقتہ حتی وجدت برد لسانہ علی یدی الحدیث (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

ایک شیطان نے میرے آگے سے گزرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کو گلے سے پکڑ لیا حتی کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ میں محسوس کی۔ ☆

۹۱۶۔ طبرانی کبیر ص۲٦۸ ج۱۱ ح۱۱۹۳۷۔

۹۱۷۔ طبرانی أوسط ص۵۰۸ ج۵ ح٤۹٦۵۔

۹۱۸۔ طبرانی أوسط ص۳۳٦ ج۲ ح۱۵۸٤۔

۹۱۹۔ بیہقی ص٤۵۰ ج۲، الدر منثور ص۳۱۳ ج۵، کنز العمال ص۲۵۵ ج۱؛ دارقطنی ص۳٦۵ ج۱، مجمع ص٦۱ ج۲۔

منکر ہے راوی مفضل بن صالح ضعیف ہے (بخاری و ابو حاتم ☆ مجمع ص۶۱ ج۲) اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۶ ج ۳)

(۹۲۰) جب کوئی تیرے آگے سے گزرنا چاہے کہ تو نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو نہ چھوڑ کیونکہ وہ تیری نصف نماز بیکار کر دیتا ہے۔ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہے (مجمع ص۶۱ ج۲)۔

(۹۲۱) الذی یمر بین یدی الرجل وهو یصلی عمدا یتمنی یوم القیامة انه شجرة یابسة (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

وہ شخص جو کسی نمازی کے آگے سے عمداً گزرتا ہے قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش کہ وہ خشک درخت ہوتا۔☆ ایک مجہول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع (ص۶۱ ج ۲)

(۹۲۲) لو یعلم احدکم ما له فی ان یمشی بین یدی اخیه معترضا وهو یناجی ربه لکان ان یقف فی ذلك المقام مائة عام احب الیه من الخطوة التی خطا (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر تمہارا ایک جان لے کہ کتناہ گناہ ہے اپنے اس بھائی کے آگے سے گزرنے کا جو اپنے رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم جو چلا ہے اس کے لئے بہتر رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم چلا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ وہ سو سال تک اسی جگہ ٹھہرا رہتا۔☆

ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن موہب التیمی المدنی قوی نہیں (تقریب ص۲۲۶)۔

(۹۲۳) رای رجلا یصلی الی رجل فامره ان یعید الصلوة (علی رضی اللہ عنہ)

آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی آدمی کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہے آپ نے حکم دیا کہ وہ نماز

۹۲۰۔ طبرانی کبیر ص۲۶۰ ج۹ ح۹۲۹۰، مجمع ص۶۱ ج۲۔

۹۲۱۔ طبرانی أوسط ص۵۵۳ ج۲ ح۱۹۴۹ مجمع ص۶۱ ج۲۔

۹۲۲۔ ابن ماجة ح۹۴۶ باب المرور بین یدی المصلی، ابن حبان ص۴۶ ج۵، مسند أحمد ص۳۷۱ ج۲، الترغیب والترهیب ص۳۷۷ ج۱۔

۹۲۳۔ کشف الاستار ح۵۸۳، مجمع ص۶۲ ج۲۔

لوٹائے۔ ضعیف ہے راوی عبد الاعلی تغلبی ضعیف ہے ص ۶۱ ج ۱)۔

(۹۲۴) نهى ان يصلى الانسان الى نائم او متحدث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص سوئے ہوئے یا بے وضوء کی طرف (سترہ بنا کر) نماز پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابان بن سفیان مقدسی کذاب ہے (کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱)

(۹۲۵) الا لا يصلين احدكم الى احد ولا الى قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

کوئی ایک کسی ایک کی طرف اور قبر کی طرف نماز نہ پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے دیگر وہ ضعیف راویوں رشدین بن کریب اور مندل بن علی کے علاوہ جبارہ بن مغلس کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایات من گھڑت ہیں (العلل المتناھیۃ ص ۴۳۴ ج ۱)۔

نماز میں ممنوع افعال

(۹۲۶) كنا نصلى مع النبى صلی اللہ علیہ وسلم و نحن ننظر الى السدف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور روشنی کی طرف دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو بکر مدنی مجہول ہے (مجمع ص ۸۳ ج ۲)۔

(۹۲۷) لا صلوة لملتفت۔ (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)

ادھر ادھر دیکھنے والے کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن مہران مجہول الحال ہے اور یہ روایت ثابت نہیں۔ (میزان ص ۳۲۰ ج ۲)۔

۹۲۴۔ كتاب المجروحين ص۹۹ ج ۱، العلل المتناهية ص ٤٣٤ ج ١، ميزان ص٧ ج ١۔

۹۲۵۔ كتاب المجروحين ص ٣٠٢ ج ١، العلل المتناهية ص ٤٣٤ ج ١، ميزان ص ٥١ ج ٢۔

۹۲۶۔ كشف الاستار ح ٥٧٢، مجمع ص ٨٢ ج ٢۔

۹۲۷۔ ميزان ص ٣٢٠ ج ٢، لسان ص ١٩٨ ج ٣، كنز ص ٥٠٥ ج ٧۔

(۹۲۸) لا تلتفتوا فی صلوتکم فانه لا صلوة لملتفت (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)

نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا کرو جو ادھر ادھر دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن طریف معولی کا حال معلوم نہیں (ابن القطان) اس کی حدیث مضطرب ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۱۹ ج ۲) طبرانی کبیر میں راوی کا نام صلت بن یحیی ہے اور معجم اوسط اور صغیر میں صلت بن ثابت ہے یہ دونوں وہم ہیں اصل نام صلت بن طریف ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

(۹۲۹) ایاکم والالتفات فی الصلوة فانه لا صلوة لملتفت فان غلبتم فی التطوع فلاتغلبوا فی الفریضة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

تم نماز میں ادھر ادھر نہ جھانکا کرو جھانکنے والے کی نماز نہیں اگر تم نفلی نماز میں جھانکنے پر مجبور ہو جاؤ تو فرضی نماز میں مجبور نہ ہو۔ ☆

باطل ہے راوی عطاء بن عجلان متروک کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆ میزان ص ۷۴ ج ۳)۔

(۹۳۰) من قام فی الصلوة فالتفت رد الله علیه صلوته (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جو نماز میں کھڑا ادھر ادھر جھانکے اللہ تعالیٰ اس کی نماز رد کر دیتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۸۱ ج ۲) متروک ہے۔ (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۴۶۸ ج ۴)۔

(۹۳۱) ایا کم والالتفات فی الصلوة فان احدکم یناجی ربه ما دام فی الصلوة (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

تم نماز میں ادھر ادھر جھانکنے سے بچو کیونکہ تمہارا ایک جب تک نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ ☆

۹۲۸۔ تاریخ اصفهان ص۱۲۷ج۱، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۱۱۸ج۱ ح۱۷۳، طبرانی أوسط ص۲۷ج۳ ح۲۰٤۲۔

۹۲۹۔ مجمع الزوائد ص۸۰ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۹۳۰۔ مجمع ص۸۱ج۱ بحوالة طبرانی کبیر۔

۹۳۱۔ طبرانی أوسط ص٥٥٦ج٤ ح۳۹٤۷۔

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے راوی وقدی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

(۹۳۲) لو علم المصلی من یناجی ما التفت۔☆

اگر نمازی کو علم ہو وہ کس سے ہمکلام ہے تو ادھر ادھر نا جھانکے۔☆

اس متن کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۳۳) نماز میں رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف جھانکتے تو آیت قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون نازل ہوئیں اس کے بعد آپ ایسا نہ کرتے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی حمرہ بن نجم اسکندرانی نا معلوم ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (احمد ونسائی ☆ میزان ص ۵۷ ج ۱)

(۹۳۴) نمازی کے سر پر آسمان کے بادلوں سے خیر بکھرتی ہے اور فرشتہ آواز دیتا ہے اگر اس بندے کو علم ہو جائے کہ وہ کس سے کلام کر رہا ہے تو ادھر ادھر نہ جھانکے (انس)۔

سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر رملی حدیث میں کوئی شئی نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۶۹ ج ۲)۔

نماز میں ہنسنا اور قہقہہ لگانا

(۹۳۵) الضاحك فی الصلوة والملتفت والمفقع اصابعه بمنزلة واحدة (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)۔

نماز میں ہنسنے والا اور جھانکنے والا اور انگلیوں کے کڑاکے نکالنے والا سب ایک درجہ میں ہیں ☆

ضعیف ہے اس روایت کے تین راوی ابن لھیعہ و زبان بن فائد (مجمع ص ۷۹ ج ۲) اور سہل بن معاذ

۹۳۲۔ هداية ص١٤٠ ج١، نصب الراية ص٨٨ ج٢، دراية ص؟؟۔

۹۳۳۔ طبراني أوسط ص؟؟ ج٥ ح٤٠٨٢۔

۹۳۴۔ كتاب المجروحين ص١٧٠ ج٢، دراية ص١٨٣ ج١، نصب الراية ص٨٨ ج٢۔

۹۳۵۔ مسند أحمد ص٤٣٨ ج٣، بيهقي ص٢٨٩ ج٢، دارقطني ص١٧٥ ج١، نصب الراية ص٨٧ ج٢، دراية ص١٨٢ ج١، كنز العمال ص٤٩٣ ج٧، مجمع ص٧٩ ج٢، طبراني كبير ص١٩٠ ج٢٥ وص٤١٩ وص٤٢٠۔

تینوں ضعیف ہیں (تعلیق بردرایہ ص۱۸۲ ج۱)۔

(۹۳۶) آپ ﷺ غزوہ بدر میں نماز پڑھاتے ہوئے مسکرائے جب فارغ ہوئے تو پوچھا گیا آپ نماز میں مسکرا رہے تھے فرمایا میرے پاس میکائیل گزرے ان کے پروں پر غبار تھا وہ میری طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی وازع بن نافع متروک اور منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)

(۹۳۷) يقطع الصلوة الكثر و تقطع القرفرة (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

دانت نکال کر ہنسنے اور زور دار قہقہہ لگانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے راوی ثابت بن محمد کوفی عابد صدوق ہے (ابو حاتم) ضابط نہیں (حاکم) بخاری نے صحیح میں روایت لی ہے مگر اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے (میزان ص ۳۶۶ ج۱) ضعف کی دوسری علت ابو الزبیر کی تدلیس ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں اس کو صرف ثابت نے مرفوع روایت کیا ہے محمد بن جعفر بن اعین نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اور محمد بن جعفر ثقہ ہے (الروض الدانی ص۱۸۶ ج۲)

(۹۳۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا آدمی آیا اور مسجد کے گڑھے میں گر گیا جس سے بہت سے لوگ نماز میں ہی ہنس پڑے آپ نے حکم فرمایا جو ہنسا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹائے۔ (ابو موسی رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی ابو نعیم محمد بن موسی واسطی کوئی شئی نہیں کذاب خبیث ہے (ابن معین) عام روایات میں متفرد ہے (ابن عدی) دوسرا راوی ہشام بن حسان مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۱۴ ج۱) یہ روایت معنعن ہے ہشام نے اس کو حفصہ بنت سرین عن ابی العالیہ عن ابی موسی کے طریق سے روایت کیا ہے دارقطنی فرماتے ہیں ایوب، خالد الحذاء اور مطر الوراق نے اس کو عن ابی العالیہ کے طریق سے مرسل روایت کیا ہے۔

۹۳۶۔ طبرانی أوسط ص۹۹ ج۸ ح۷۱۹۹۔

۹۳۷۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۱۸۳ ج۲ ح۹۹۵، میزان ص۳۶۶ ج۱۔

۹۳۸۔ دارقطنی ص۱۷٤ ج۱، درایة ص۳۵ ج۱، نصب الرایة ص٤۷ ج۲۔

(۹۳۹) اس روایت کو عبد الرحمٰن بن محمد بن جبلہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے عبد الرحمٰن متروک حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی ص ۱۲۳ ج ۱) حضرت انس کی روایت کی ایک اور سند بھی ہے اس کا راوی داؤد بن محبر بھی متروک حدیث وضع کرتا تھا (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

اور اس کا استاذ ایوب بن خوط ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۶۳ ج ۱)

(۹۴۰) اسی طرح کی ایک روایت ابو الملیح بن اسامہ عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ متروک ہیں اور دونوں نے اس سند میں خطاء کی ہے اس روایت کو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے حسن بصری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی مرسل حدیثیں روایت کرتے تھے حسن بن عمارہ کا عن خالد الحذاء عن ابی الملیح سے روایت کرنا بہت غلط وہم ہے کیونکہ اس کو خالد الحذاء نے حفصہ بنت سرین عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے اس طرح یہ روایت سفیان ثوری، ہشیم وہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے بھی ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے پھر اس روایت میں ابن اسحاق حسن بن دینار سے روایت کرنے میں مضطرب ہے کبھی تو حسن بصری سے اور کبھی عن قتادۃ عن ابی الملیح عن ابیہ روایت کرتا ہے قتادہ نے یہی روایت ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے اسی طرح سعید بن ابی عروبہ، معمر، ابو عوانہ اور سعید بن بشیر وغیرھم نے بھی مرسل روایت کی ہے (دارقطنی ص ۱۶۲ ج ۱)

خلاصہ یہ ہے کہ ابو الملیح کی اس روایت کو ثقہ ائمہ کرام نے ابو العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے ان کے بر عکس حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کیا ہے حسن بن دینار متروک بلکہ امام احمد اور یحیی کے نزدیک کذاب ہے اور حسن بن عمارہ بھی متروک نا قابل حجت ہے۔ (میزان ص ۵۴۱ ج ۱)

(۹۴۱) ایک آدمی نماز کے لئے آیا اور گڑھے میں جا گرا جس پر قوم نے قہقہہ لگایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا جن حضرات نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹائیں (سعید الجھنی رضی اللہ عنہ)

۹۳۹۔ دارقطنی ص ۱۷٤ ج ۱، العلل المتناهية ص ۳۷۱ ج ۱، نصب الراية ص ٤۹ ج ۱۔

۹٤۰۔ دارقطنی ص ۱٦۲ ج ۱، العلل المتناهية ص ۳۷۰ ج ۱، نصب الراية ص ٤۹ ج ۱، دراية ص ۳٦ ج ۱۔

۹٤۱۔ دارقطنی ص ۱٦۷ ج ۱، نصب الراية ص ۵۱ ج ۱، دراية ص ۳۷ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت میں ابو حنیفہ کو منصور سے روایت کرتے وقت وہم ہو گیا ہے اس کو منصور نے محمد بن سیرین عن معبد روایت کیا ہے اور معبد صحابی نہیں بلکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے تابعین میں سے تقدیر کے بارہ میں کلام کیا ہے اس روایت کو منصور عن ابن سرین کے طریق سے غیلان بن جامع اور ھشیم بن بشیر نے روایت کیا ہے اور یہ دونوں ابو حنیفہ سے احفظ ہیں ابن عدی کہتے ہیں اس اسناد میں عن معبد صرف ابو حنیفہ نے کہا ہے اور اس میں انہوں نے خطاء کی ہے (نصب الرایہ ص ۵۱ ج۱) واضح رہے کہ کنویں یں گرنے کا واقعہ اسناداً بے بنیاد ہے مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن محبر، ایوب بن خوط، عبد الرحمٰن بن جبلہ اور حسن بن دینار راویوں کا روایت کردہ ہے یہ تمام متروک ہیں ان میں کوئی ایک بھی قابل حجت نہیں ہے (نصب الرایہ ص ۵۰ ج۱)

پہلو پر ہاتھ رکھنا

(۹٤۲) الا ختصار فی الصلوۃ استراحۃ اھل النار (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنا جہنم والوں کی راحت ہے۔☆

منکر ہے راوی عبد اللہ بن ازور سخت ضعیف ہے (ازدی) اس نے ہشام بن حسان سے مذکورہ حدیث منکر روایت کی ہے (میزان ص ۳۹۲ ج۲)

پسینہ

(۹٤۳) یمسح العرق عن وجھہ فی الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نماز میں اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرتے تھے۔☆ سخت ضعیف ہے راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے (وکیع وابن مبارک) ثقہ نہیں کذاب ہے ابن معین) میزان ص ۶۲۵ ج۱)

۹٤۲۔ بیہقی ص۲۸۷ج۲، ابن خزیمۃ ص۵۷ج۲ ح۹۰۹، ابن حبان ص۲٤ج۵ ح۲۲۸۳، طبرانی أوسط ص٤٦۹ج۷ ح۶۹۲۱، لسان ص۳۹۲ج۲، لسان ص۱۱۰ج۳ وص۱۸۸ج٤.

۹٤۳۔ طبرانی کبیر ص۳۱۵ج۱۱ ح۱۲۱۲۲.

چھینک جمائی اور اونگھ وغیرہ

(۹٤٤) العطاس والنعاس والتثاؤب فی الصلوۃ والحیض والقی والرعاف من الشیطان۔ (عدی بن ثابت عن ابیه عن جده)

نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قی اور نکسیر کا آنا شیطان کی طرف سے ہے۔☆

ضعیف ہے اولاً قاضی شریک ضعیف اور مدلس ہیں ثانیاً دوسرا راوی ثابت بن عدی مجہول الحال ہے ترمذی فرماتے ہیں غریب ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص۵ ج۴)

(۹٤٥) کان یکره التثاؤب فی الصلوة (ابو امامه رضی اللہ عنہ)

نماز میں جمائی کو ناپسند کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (مجمع ص۸۲ ج۲)

(۹٤٦) التثاؤب والنعاس فی الصلوة من الشیطان (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان کے عمل سے ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن ابی زیاد نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین) کوئی شئی نہیں (وکیع) اس کی حدیث کسی لائق نہیں (احمد) اس کو پھینک دو (ابن مبارک☆ میزان ص۴۲۳ ج۴) اس روایت کی سند ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص۶ ج۴)۔

داڑھی چھونا

(۹٤٧) کان یمس لحیته فی الصلوة من غیر عبث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز میں داڑھی کو بغیر عبث (کھیل) کے چھوتے تھے۔☆

۹٤٤۔ ترمذی ح۲۷٤۸ باب ما جاء ان العطاس فی الصلاة من الشیطان، الحاوی للفتاوی للسیوطی ص۵۳۵ج۱۔

۹٤٥۔ طبرانی کبیر ص۸۳ج۸، کنز العمال ص۵۹ج۷۔

۹٤٦۔ طبرانی کبیر ص۲۸۸ج۹ ح۹٤۵۲۔

۹٤٧۔ کشف الاستار ح۵۷۱، مجمع ص۸۵ج۲۔

ضعیف ہے راوی عیسی بن عبد اللہ بن حکم انصاری جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(٩٤٨) يمس لحيته فى الصلوة (ابن ابى اوفى رضی اللہ عنہ) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی منذر بن زیاد لمائی متروک ہے فلاس کہتے ہیں کذب ہے (میزان ص ۱۸۱ ج ۴)۔

(٩٤٨) يمس لحيته فى الصلوة (حسن بصرى) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

مرسل ہے

(٩٥٠) ربما مس لحيته فى الصلوة (عمرو بن حريث رضی اللہ عنہ)

بسا اوقات نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن خطاب نامعلوم ہے ازدی کہتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص ۵۳۷ ج ۳)

کڑاکے نکالنا اور پھونک مارنا

(٩٥١) لا تفقع اصابعك وانت فى الصلوة (على رضی اللہ عنہ)

نماز میں انگلیوں کے کڑاکے نہ نکالا کرو۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(٩٥٢) نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن النفخ فى السجود (زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں پھونکنے سے منع فرمایا☆

ضعیف ہے راوی خالد بن الیاس متروک ہے (مجمع ص ۸۳ ج ۲)

(٩٥٣) من نفخ فى صلوته فقد تكلم (ابن عباس و ابو هريره رضی اللہ عنہ)

٩٤٨۔ طبرانی أوسط ص١٦٠ ج ٦ ح٥٣٢٨۔

٩٤٩۔ أبو يعلى ص١٥٣ ج٣ ح٢٦٩٨۔

٩٥٠۔ أبو يعلى ص١٦٧ ج٢ ح١٤٥٨۔

٩٥١۔ ابن ماجة ح٩٦٥، مسند أحمد ص١٤٦ ج١، كنز ص٥١٥ ج٧۔

٩٥٢۔ طبرانی كبير ص١٣٧ ج٥ ح٤٨٧٠۔

٩٥٣۔ ارواء الغليل ص١٢٣ ج٢۔

جس نے نماز میں پھونکا اس نے کلام کیا۔ ☆

اس کی سند معلوم نہیں اور غیر ثابت ہے (ارواء الغلیل ص ۱۲۳ ج ۲)

(۹۵۴) ثلاثة من الجفاء ان ینفخ الرجل فی سجوده او یمسح جبهته قبل ان یفرغ من صلوته (انس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں ظلم سے ہیں یہ کہ آدمی سجدہ میں پھونک مارے یا اپنی پیشانی کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے صاف کرے۔ ☆

ضعیف ہے راوی جلد بن ایوب متروک ہے (دارقطنی) اس کی روایت کا کوئی وزن نہیں (احمد) ضعیف ہے (ابن مبارک و ابن راہویہ ☆ میزان ص ۴۳۱ ج ۱)

(۹۵۵) جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو سجدہ کی جگہ تیار کر لے اور اس وقت کے لئے نہ چھوڑے کہ جب وہ سجدہ میں جائے تو پھونک مار کر جگہ بنائے آگ کے انگارے پر سجدہ کر لینا بہتر ہے کہ وہ اپنی پھونکی ہوئی جگہ پر سجدہ کرے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سخت ضعیف ہے راوی عبدالمنعم بن بشیر سخت منکر الحدیث نا قابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص ۱۵۸ ج ۲)

کنکریاں چھونا

(۹۵۶) سالت النبی ﷺ عن مسح الحصی فقال واحدة ولان تمسك عنها خیرلك من مائة ناقة (جابر رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کے چھونے کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا صرف ایک مرتبہ اور اگر ایک مرتبہ کے چھونے سے بھی رک جائے تو تیرے لئے سو اونٹوں سے بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو سعد شرجیل بن سعد ضعیف ہے (تعلیق بردار یہ ص ۱۸۲ ج ۱) آخری عمر میں مختلط ہو گیا تھا (تقریب ص ۱۴۴)

۹۵۴۔ کشف الاستار ح ۵۴۸ مجمع ص ۸۳ ج ۲۔

۹۵۵۔ طبرانی أوسط ص ۱۸۳ ج ۱ ح ۲۴۲۔

۹۵۶۔ مسند أحمد ص ۳۲۸ ج ۳، درایة ص ۱۸۲، نصب الرایة ص ۸۷ ج ۲۔

(۹۵۷) آپ نے ایک آدمی کو نماز میں کنکریوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھا اس نے جب سلام پھیرا تو فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (انس رضی اللہ عنہ)

باطل ہے یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۹۵۸) ہم ایک نماز میں رسول ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی نے اپنے ہاتھ سے کنکریاں الٹ پلٹ کی جب آپ نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کس نے کنکریاں الٹ پلٹ کی ہیں تو اس آدمی نے کہا میں نے آپ ﷺ نے فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی وازع بن نافع متروک ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)

(۹۵۹) اسی کے قریب قریب ایک روایت سائب بن یزید سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی یزید بن عبدالملک نوفلی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۳)

باب السھو

(۹۶۰) ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں وسوسہ پاتا ہوں جب نماز میں داخل ہوتا ہوں مجھے پتہ نہیں رہتا کہ شفع پر سلام پھیر رہا ہوں یا طارق پر آپ نے فرمایا تو جب ایسی حالت محسوس کرے تو اپنے دائیں ہاتھ کی سبابہ (شہادت والی انگلی) کو آسمان کی طرف اٹھا اور پھر اپنے بائیں ران پر مار اور بسم اللہ کہہ تو یہ شیطان کے لئے چھری ہے (اسامہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی مہاجر بن میتب مجہول ہے (مجمع ص ۱۵۱ ج ۲) میزان میں میتب کے بجائے مُیب ہے اور یہ بھی مجہول ہے نیز عقیلی اور میزان میں فانہا تسک الشیطان ہے اور ایک نسخہ میں مسکن الشیطان ہے واللہ اعلم۔

۹۵۷۔ أبو يعلى ص ۱۱۸ ج ٤ ح ٤٠٠٠، كشف الاستار ح ٥٦٩، مجمع ص ٨٦ ج ٢۔

۹۵۸۔ طبراني كبير ص ٢٢٤ ج ١٢ ح ١٣٢٢٧۔

۹۵۹۔ طبراني كبير ص ١٥٩ ج ٧ ح ٦٦٩١۔

۹۶۰۔ طبراني كبير ص ١٩٢ ج ١ ح ٥١٢، كشف الاستار ح ٥٨٠، عقيلي ص ٢٠٩ ج ٤، ميزان ص ١٩٤ ج ٤، لسان ص ١٠٤ ج ٦۔

(٩٦١) یا رسول الله افتنا فی رجل سها فی صلوته فلا یدری کم صلی قال لا ینصرف ثم یقوم فی صلوته حتی یعلم کم صلی فانما ذاك الوسواس یعرض فیسهیه عن صلوته (میمونه بنت سعد رضی اللہ عنہ)

اللہ کے رسول ہمیں اس آدمی کے بارہ میں فتوی دیجئے جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا وہ سلام نہ پھیرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے حتی کہ اسے علم ہو جائے کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے یہ وسوسہ ہے جو آدمی کو پیش آتا ہے اور اسے نماز میں بھلاتا ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص۱۵۱ ج۲)

(٩٦٢) سئل عن رجل سها فی صلوته فلم یدر کم صلی قال لیعد صلوته و لیسجد سجدتین قاعداً (عباده رضی اللہ عنہ)

اس آدمی کے بارہ میں پوچھا گیا جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا نماز کو لوٹائے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے۔☆

ضعیف منقطع ہے راوی اسحاق بن یحیی کا حضرت عبادہ سے سماع نہیں ہے ابن حجر کہتے ہیں اس نے عبادہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ مجہول الحال ہے (تقریب ص۳۰)

(۹۶۳) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں بھول جانے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تو جب نماز پڑھ لے اور تیرے خیال میں تو نے پوری نماز پڑھی ہے درانحالیکہ تو شک میں ہو تو تشہد بیٹھ اور سلام پھیر دے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کر پھر تشہد بیٹھ اور سلام پھیر دے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

من گھڑت ہے راوی موسی بن مطیر متروک الحدیث منسوب الی الوضع ہے (مجمع ص۱۵۲ ج۲) متروک ہے (ابو حاتم ونسائی) جھوٹا ہے (ابن معین) صاحب عجائب اور مناکیر ہے سننے والے کو اس کی روایت کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا (ابن حبان ☆ لسان ص۱۳۰ ج۶)

(۹۶۴) آپ نے عصر کی نماز تین رکعتیں پڑھائیں اور بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ایک صحابی

٩٦١۔ طبرانی کبیر ص٣٧ ج٢٥ ح٦٧، مجمع ص١٥١ ج٢۔

٩٦٢۔ مجمع ص١٥٣ ج٢ بحوالة طبرانی کبیر۔

٩٦٣۔ طبرانی أوسط ص١٩٩ ج٥ ح٤٣٨٩۔

ذوالشمالین داخل ہوا اور کہا نماز میں کیا کمی ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کیسے وہ کہنے لگا آپ نے تین رکعتیں پڑھائیں ہیں آپ ﷺ صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں؟ صحابہ نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور تشہد کے بعد دو سجدے کئے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی اسماعیل بن ابان غنوی متروک ہے (مجمع ص۱۵۲ ج۲) کذاب ہے (ابن معین) اس نے فطر سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (احمد) ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں گھڑتا تھا (میزان ص۲۱۲ ج۱)

(۹۶۵) آپ نماز میں کھڑے ہوئے جبکہ بیٹھنا ضروری تھا لوگوں نے سبحان اللہ کہا آپ کو معلوم ہوگیا جو لوگ چاہتے تھے جب نماز پوری کر لی تو دو سجدے کیے اور فرمایا میں نے تمہاری سبحان اللہ سن لی تھی کہ میں بیٹھ جاؤں مگر ایسے بیٹھنا سنت نہیں ہے اور جو میں نے کیا ہے وہی سنت ہے (عقبہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف منقطع ہے اولاً راوی زہری نے عقبہ سے نہیں سنا۔ دوسرا راوی عبداللہ بن صالح صدوق کثیر الغلط تھا کتاب میں ثبت تھا اور اس میں غفلت تھی (تقریب ص۱۷۷)

(۹۶۶) آپ نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول گئے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا اور فرمایا جو نماز کے کامل ہونے سے پہلے بھول جائے وہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور جب نماز کے کامل ہونے کے بعد بھولے تو سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کرے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

ضعیف ہے راوی عیسی بن میمون احتجاج میں مختلف فیہ ہے اکثر نے اس کو ضعیف کہا ہے (مجمع ص۱۵۴ ج۲)

(۹۶۷) میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ اس میں بھول گئے تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اسی طرح کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص۱۵۴ ج۲)

٩٦٤۔ طبرانی کبیر ص٢٠٧ ج١٠ ح١١٦٧٣، کشف الاستار ح٥٧٨، مجمع ص١٥٢ ج٢۔

٩٦٥۔ طبرانی کبیر ص٣١٣ وص٣١٤ ج١٧ ح٨٦٧۔٨٦٨۔

٩٦٦۔ طبرانی أوسط ص٢٨٩ ج٨ ح٧٥٨٩۔

٩٦٧۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص٢٦٦ ج١ ح٤٣٧۔

(٩٦٨) اذا شك احد كم في النقصان فليصل حتى يكون الشك في الزياده (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ)

جب نماز کی کمی میں شک ہو جائے تو نماز پڑھی جانی چاہیئے حتی کہ شک زیادہ میں بدل جائے۔ ☆ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (تقریب ص ٣٥)

(٩٦٩) جب کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے زیادہ پڑھی ہے یا کم، اگر شک ایک یا دو رکعت میں ہو تو ان کو ایک بنالے، اور اگر شک دو یا تین میں ہو تو دو بنالے اور اگر تین یا چار میں شک ہو تو ان کو تین بنالے حتی کہ شک اور وہم زیادہ میں ہو (مکحول)۔

مکحول کی مرسل ہے حسین بن عبداللہ نے مکحول سے مسند روایت ہے مگر حسین ضعیف ہے (تقریب ص ٧٤)

(٩٧٠) یہی روایت حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ محمد بن اسحاق عن مکحول کریب کے طریق سے ہے امام احمد نے محمد بن اسحاق عن مکحول مرسل روایت کی ہے ابن اسحاق خود فرماتے ہیں میں حسین بن عبداللہ کو ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا مکحول نے یہ روایت مسند روایت کی ہے میں نے کہا نہیں حسین نے کہا مجھ سے مکحول نے کریب عن ابن عباس عن عبد الرحمٰن مسند روایت کی ہے اور حسین سخت ضعیف ہے التلخیص ص ٥ ج ٢) راقم کہتا ہے محمد بن اسحاق نے اس روایت کے مسند ہونے کی نفی کی ہے (دیکھئے دارقطنی ص ٣٦٩ ج ١) ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے جو زبردست سہو ہے۔

(٩٧١) یہی روایت مکحول سے ایک اور طریق سے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مسند آئی ہے جس میں ان الفاظ کا

٩٦٨۔ دارقطني ص٣٧٧ ج١۔

٩٦٩۔ دارقطني ص٣٦٨ ج١۔

٩٧٠۔ دارقطني ص٣٧٠ ج١۔

٩٧١۔ دارقطني ص٣٦٩ ج١، المستدرك ص٣٢٤ ج١۔

اضافہ ہے وہ اپنی باقی نماز کو پورا کرے حتیٰ کہ وہم کمی کے بجائے زیادہ میں ہو۔ پھر وہ سجدہ سہو کرے امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ہے راوی عمار بن مطر رہاوی کو محدثین نے ترک کر دیا تھا (مستدرک مع التلخیص ص ۳۲۴ ج ۱)

بعض محدثین نے عمار کی توثیق کی ہے مگر اکثر نے تضعیف کی ہے کہ حدیث چور تھا (ابن حبان) ثقہ راویوں سے منکر روایتیں کرتا تھا (عقیلی) ضعیف ہے (دارقطنی) کذاب ہے (ابو حاتم) اس کی حدیثیں باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۷۰ ج ۳ ولسان ص ۲۷۶ ج ۴)

(۹۷۲) لا سهو الا فی قیام عن جلوس او جلوس عن قیام (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

سہو نہیں مگر بیٹھنے کی جگہ قیام ہو جائے یا قیام کی جگہ بیٹھا جائے۔ ضعیف ہے راوی ابو بکر عسی ضعیف ہے بیہقی فرماتے ہیں مجہول ہے (التلخیص ص ۳ ج ۲)

(۹۷۳) سجدتا السهو تجزبان من کل زیادة و نقصان (عائشه)

سہو کے دو سجدے ہر زیادتی اور کمی سے کفایت کر جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی حکیم بن کو ابن معین ثقہ اور ابو زرعہ نے ضعیف کہا ہے

(۹۷٤) صلی بنا رسول الله ﷺ ثلاثا ثم سلم فقال له ذوالشمالین انقصت الصلوة یا رسول الله ﷺ قال کذاك یا دا الیدین قال نعم فرکع رکعة و سجدتین (ابن عباس)۔

رسول اللہ نے ہمیں رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیر دیا تو ذوالشمالین نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کیا نماز کم ہوگئی ہے آپ نے ذوالیدین سے فرمایا کیا بات اسی طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے کیے۔ ☆

سخت ضعیف منکر ہے جابر جعفی متہم ہے۔

(۹۷۵) صلی بهم احدی صلوتی العشیء وهی العصر رکعتین وفیه فرجع رسول

۹۷۲۔ دارقطنی ص۳۷۷ج۱، المستدرک ص۳۲٤ج۱، بیهقی ص۳٤٥ج۲ واللفظ له.

۹۷۳۔ ابو یعلی ص ۳۲۵ ج ٤ ح ٤٥٧٣۔ کشف الاستار ح ٥٧٤

۹۷٤۔ کشف الاستار ص ٥٧٩۔ مجمع ص ١٥٢

۹۷٥۔ مسند احمد ص ۷۷ ج ٤

الله وثاب الناس (مطير)

واقعہ ذوالیدین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں دو رکعتیں پڑھائیں اور اس روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ اور لوگ مسجد کیطرف لوٹ کر آئے تو آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور دو سجدے کئے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ہدی بن سلیمان ضعیف ہے

(۹۷٦) صلى بنا رسول الله ﷺ ثم دخل فقال بعض التوم انريد فس الصلوة قال وما ذاك قال صليت خمسا (ابن مسعود)

رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو پھر گھر داخل ہو گئے بعض لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہوئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ دونوں نے کہا آپ نے پانچ رکعت پڑھائی ہے آپ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر آپ مسجد کیطرف نکلے تو وہ ایک حلقہ بنا ہوا تھا جس میں ابو بکر اور عمر تھے آپ نے فرمایا ذوالیدین جو کہتا ہے وہ حق ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں آپ قبلہ رخ متوجہ ہوئے پھر دو سجدے کئے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن ابان جعفی ضعیف ہے۔

(۹۷۷) انه لم يسجد يوم ذی اليدين (ابن عمر)

آپ نے ذوالیدین کے یوم سجدہ سہو نہیں کیا۔☆

ضعیف منکر ہے راوی عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے۔

(۹۷۸) ليس فی صلوة الخوف سهو (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز خوف میں سہو نہیں ہے۔☆

ضعیف باطل ہے راوی شریک بن عبداللہ ضعیف اور مدلس ہیں ان کا شاگرد ولید بن فضل موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا کسی صورت میں قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوفیوں سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (لسان ص ۲۲٦ ج ٦)

(۹۷۹) ليس على من خلف الامام سهو فان سها الامام فعليه و على من خلفه السهو والامام كافيه (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۹۷٦۔ طبرانی کبیر ص ۳۲ ج ۱۰ ح ۹۸۵٤

۹۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۹ ج ۱۲ ح ۱۳۳۵٦

۹۷۸۔ طبرانی کبیر ص۷۲ ج ۱۰ ح۹۹۸٦۔ ۹۷۸/ب دارقطنی ص۵۸ ج ۲، الکامل ص ۱۹٦۰ ج ۵۔

۹۷۹۔ دارقطنی ص۳۷۷ ج ۱، بیہقی ص۳۵۲ ج ۲۔

مقتدی پر سہو نہیں اگر امام بھول جائے تو امام اور مقتدی دونوں پر سہو ہے اور امام مقتدی کو کافی ہے۔ باطل ہے اولاً راوی خارجہ بن مصعب کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶۲۹) ثانیاً الوالحسن مجہول ہے۔

(۹۸۰) یا رسول اللہ علی الرجل سھو خلف الامام قال لا انما السھو علی الامام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

کیا مقتدی پر سہو ہے فرمایا نہیں سہو صرف امام پر ہے۔ من گھڑت ہے راوی عمر بن عمرو طحان عسقلانی ثقہ راویوں کے نام سے باطل روایتیں کرتا تھا اور اس کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں سے ہے (الکامل ص۱۷۲۲ ج۵)

نماز قصر

(۹۸۱) خیر امتی الذین اذا اساء وا استغفروا و اذا احسنوا استبشروا و اذا سافروا قصروا و افطروا (جابر رضی اللہ عنہ)

میری امت کے بہتر لوگ وہ ہیں جب وہ گناہ کر لیتے ہیں تو بخشش مانگتے ہیں اور جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب سفر کرتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور روزے افطار کرتے ہیں۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن الھیعہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۹۸۲) خیار امتی من قصر الصلوۃ فی السفر و افطر (سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ)

میری امت کے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو سفر میں نماز قصر اور روزہ افطار کرتے ہیں۔☆

مرسل ہے۔

(۹۸۳) اور یہی روایت عروہ بن رویم سے بھی مروی ہے جو مرسل ہے۔

(۹۸۴) یا اھل مکۃ لا تقصروا فی اقل من اربع برد من مکۃ الی عسفان

۹۸۰۔ الکامل ص۱۷۲۲ ج۵۔

۹۸۱۔ طبرانی أوسط ص۲۸۶ ج۷، ح ٦٥٥٤، علل الحدیث ص۲۵۵ ج۱۔

۹۸۲۔ تلخیص ص۵۱ ج۲۔

۹۸۳۔ تلخیص ص۵۱ ج۲۔

۹۸٤۔ دارقطنی ص۳۸۷ ج۱، بیهقی ص۱۳۷ ج۳۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعا)

اے مکہ والو! تم چار برد سے کم مسافت پر قصر نہ کرو جیسا کہ مکہ سے عسفان کا فاصلہ ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی عبدالوہاب بن مجاہد متروک ہے (التلخیص الحبیر ص ۴۶ ج ۲) کوئی شئی نہیں۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین) کوئی شئی نہیں ضعیف ہے (احمد) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۸۲ ج ۲)، بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش قابل حجت نہیں اور عبدالوھاب سخت ضعیف ہے صحیح ابن عباس کا قول ہے (بیہقی ص ۱۳۸ ج ۳)۔

(۹۸۵) المتم للصلوۃ فی السفر کالمقصر فی الحضر (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

سفر میں نماز پوری پڑھنے والا وہ ایسے ہے جیسا کہ حضر میں نماز قصر کرنے والا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے ایک تو بقیہ راوی مدلس ہے دوسرا راوی احمد بن محمد بن المغلس ہے ابن جوزی کہتے ہیں کذاب ہے تنقیح میں ہے ابن جوزی پر اشتباہ ہو گیا ہے یہ اور راوی ہے اور جو کذاب اور وضاع ہے وہ احمد بن محمد بن صلت بن مغلس حمائی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی مجہول ہے (نصب الرایہ ص ۱۹۰ ج ۲) اس کی سند سخت ضعیف ہے (درایہ ص ۲۱۳ ج ۲)

(۹۸۶) ان اللہ فرض الصلوۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربعا و فی السفر رکعتین (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمہارے نبی کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زحر صدوق ہے لیکن اس کی ابوہریرہ سے ملاقات نہیں بلکہ کسی تابعی سے بھی ملاقات نہیں (شرح مسند احمد ص ۱۸ ج ۱۷)

(۹۸۷) صلوۃ السفر رکعتان (عمر رضی اللہ عنہ)

۹۸۵۔ عقیلی ص۱۶۲ج۳، العلل المتناهية ص٤٤٦ج١، میزان ص۱۹۹ج۳، لسان ص۳۰۸ج٤، نصب الراية ص١٩٠ج٢، دراية ص٢١٣ج١، تاريخ اصفهان ص٣٥٣ج١۔

۹۸۶۔ مجمع الزوائد ص١٥٤ج٢، مسند أحمد ص٤٠٠ج٢۔

۹۸۷۔ ابن ماجة ح١٠٦٣ باب تقصير الصلاة فی السفر، مسند أحمد ص٣٧ج١، تاريخ بغداد ص١٩٣ج٥، علل الحديث ١٣٨ج١۔

سفر کی نماز دو رکعتیں ہے۔☆

منقطع ہے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کا حضرت عمر سے سماع نہیں (تہذیب ص ۲۶۱ ج ۶)

(۹۸۸) یہی روایت خطیب نے تاریخ بغداد میں ص ۳۱۲ ج ۱۲ میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے: "صلوۃ المسافر رکعتان حتی یؤوب الی اھله اویموت" "مسافر کی نماز دو رکعت ہے حتی کہ وہ لوٹ آئے یا مر جائے ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی خالد بن عثمان سے احتجاج باطل ہے (کتاب المجروحین ص ۲۸۳ ج ۱)

(۹۸۹) یا اھل مکة لا تقصر الصلوۃ فی ادنی من اربعة برد من مکة الی عسفان (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اے اہل مکہ! تم چالیس برد (ارتالیس میل) مکہ سے عسفان تک سے کم سفر میں قصر نہ کرو۔☆

سخت ضعیف ہے عبدالوہاب بن مجاہد بالاتفاق متروک ہے حاکم نے اس کی نسبت وضع کی طرف کی ہے۔

(۹۹۰) سن الصلوۃ فی السفر رکعتین وھی تمام والوتر فی السفر سنة (علی)

رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعتوں کو مکمل مسنون نماز قرار دیا اور وتر سفر میں سنت ہیں سخت ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۹۹۱) صلیت مع رسول اللہ ﷺ صلوۃ الخوف رکعتین الا المغرب ثلاثا صلیت معه فی السفر رکعتین الا المغرب ثلاثا (علی رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف دو رکعتیں پڑھیں سوائے نماز مغرب کے اور وہ تین رکعتیں پڑھیں اور سفر میں بھی دو رکعتیں پڑھیں مگر مغرب تین رکعتیں پڑھیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۹۹۲) فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فصلاھا رسول اللہ ﷺ بمکة حتی

۹۸۸۔ تاریخ بغداد ص ۳۱۲ ج ۱۲۔

۹۸۹۔ دار قطنی ص ۳۸۷ ج ۱

۹۹۰۔ مجمع الزوائد ۱۵۵ ج ۲، کشف الاستار ح ۶۸۰۔

۹۹۱۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۵ ج ۲، کشف الاستار ح ۶۸۱۔

۹۹۲۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۶ ج ۲، طبرانی أوسط ص ۱۹۵ ج ۶ ح ۵۴۰۵۔

قدم المدینة وصلاها بالمدینة ما شاء الله و زید فی صلوة الحضر رکعتین وترکت الصلوة فی السفر علی حالها (سلمان رضی اللہ عنہ)

نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی آپ نے مکہ میں ایسے ہی پڑھی پھر مدینہ تشریف لئے گئے تو جتنی دیر اللہ نے چاہا دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے بعد ازاں حضر کی نماز میں دو رکعت بڑھا دی گئیں اور سفر کی نماز اپنی حالت پر ہی رہی۔☆

اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی عمر بن عبدالغفار متروک ہے (مجمع ص۱۵۶ ج۲) منکر الحدیث ہے (عقیلی) وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۲۱۷ ج۳)

(۹۹۳) من صلی فی السفر اربعا اعاد الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا)

جو سفر میں چار رکعت نماز پڑھے وہ نماز دوبارہ لوٹائے۔☆

منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص۱۵۵ ج۲)

(۹۹٤) انها اعتمرت مع رسول الله ﷺ من المدینة الی مکة حتی اذا قدمت مکة قالت یا رسول الله ﷺ قصرتَ واتممتُ وافطرت وصمتُ قال احسنتِ یا عائشة وما عاب علیّ (عائشه رضی اللہ عنہا)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کے لئے سفر کیا حتی کہ جب میں مکہ میں آ گئی تو میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ آپ نے نماز قصر کی ہے اور میں نے پوری پڑھی ہے آپ نے روزہ افطار کیا ہے اور میں نے روزہ رکھا ہے فرمایا عائشہ تو نے اچھا کیا ہے اور مجھ پر کوئی عیب نہ لگایا۔☆

منکر ہے راوی علاء بن زہیر کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جس سے احتجاج باطل ہے پھر انہوں نے اس کو کتاب الثقات میں بھی ذکر کیا ہے بیہقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے صاحب تنقیح فرماتے ہیں اس کا متن منکر ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (نصب الرایہ ص۱۹۱ ج۲) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ

۹۹۳۔ طبرانی کبیر ص۲۸۹ ج۹ ح۹٤۵۹۔

۹۹٤۔ نصب الرایة ص۱۹۱ ج۲، زاد المعاد ص۱٦۱ ج۱، درایة ۲۱٤ ج۱، نسائی ح۱٤۵۷ باب المقام الذی یقصر بمثله۔

حدیث عائشہ پر جھوٹ ہے ابن القیم فرماتے ہیں یہ حدیث غلط ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (زاد المعاد ص۱۶۱ ج۱)

(۹۹۵) ان النبی ﷺ و اصحابه كانوا يسافرون و يعودون الى اوطانهم مقيمين من غير عزم جديد۔☆

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سفر کرتے اور اپنے وطنوں کی طرف واپس لوٹتے اور بغیر نئے ارادہ کے قیام کرتے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۹٦) من تأهل ببلد فليصل صلوة المقيم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جو کوئی کسی شہر میں اہل بنائے وہاں مقیم کی نماز پڑھے۔

(۹۹۷) اذا تأهل المسافر فی بلد فهو من اهلها يصلی صلوة المقيم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جب کوئی مسافر کسی شہر میں اہل بنا لے تو وہاں کے رہنے والوں میں سے ہو جاتا ہے وہ مقیم کی نماز پڑھے۔☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں میں راوی عکرمہ بن ابراہیم ضعیف ہے (مجمع ص۱۵۶ ج۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین و ابو داؤد) اس کے حافظہ میں اضطراب ہے (عقیلی میزان ص۸۹ ج۳)

(۹۹۸) لا تقصر الصلاة الا فی حج او جهاد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز قصر صرف حج اور جہاد میں کی جائے۔☆منقطع ہے راوی قاسم بن عبد الرحمٰن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (مجمع ص۱۵۷ ج۲)

(۹۹۹) شهدت معه الفتح فاقام بمكة ثمان عشرة ليلة لا يصلی الا ركعتين يقول

۹۹۵۔ هداية ص١٦٧ ج١، دراية ص٢١٣ ج١۔

۹۹٦۔ مسند أحمد ص٦٢ ج١، نصب الراية ص٢٧١ ج٣۔

۹۹۷۔ أبويعلى ص١٧٥ ج١ ح١٨، نصب الراية ص٢٧١ ج٣، مجمع ص١٥٦ ج٢۔

۹۹۸۔ طبراني كبير ص٢٨٨ ج٩ ح٩٤٥٤۔

۹۹۹۔ أبو داود ح١٢٢٩، ترمذي، نصب الراية ص١٨٧ ج٢۔

یا اهل مكة صلوا اربعا فانا قوم سفر و فی روایة اتموا صلوتكم فانا قوم سفر (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

میں فتح مکہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے اٹھارہ راتیں مکہ میں قیام فرمایا اس دوران صرف دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری (چار رکعت) پڑھو ہم تو مسافر لوگ ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور یہ روایت ضعیف ہے (نصب الرایہ ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۰) اقام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بتبوك عشرين ليلة يقصر الصلوة (انس رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس راتیں قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔☆

ضعیف ہے راوی عمرو بن عثمانی کلابی متروک ہے (مجمع ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۱) اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخيبر اربعين ليلة يقصر الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں چالیس راتیں قیام کیا نماز قصر کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (نصب الرایہ ص ۱۸۶ ج ۲ ☆ دیکھئے نمبر ۵۶۱)

(۱۰۰۲) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الهجرة عد نفسه بمكة من المسافرين۔☆

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مکہ میں خود کو مسافروں میں شمار کیا۔☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

نمازوں کا جمع کرنا

(۱۰۰۳) من جمع بين صلوتين من غير عذر فقد آتى بابا من ابواب

۱۰۰۰۔ طبرانی أوسط ص۲۵۵ ج٤ ح۳۹۳۹۔

۱۰۰۱۔ بیهقی ص۱۵۲ ج۳۔

۱۰۰۲۔ هدایة ص۱٦۷ ج۱، نصب الرایة ص۱۸۸ ج۲، درایة ص۲۱۳ ج۱۔

۱۰۰۳۔ ترمذی ح۱۸۸ باب ما جاء فیمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس، مستدرك حاكم ص۲۵۷ ج۱، بیهقی ۱٦۹ ج۳، در المنثور ۱٤۷ ج۲، ابن كثیر ص۲٤۲ ج۲، ترغیب الترهیب ص۳۸۷ ج۱، نصب الرایة ص۱۹۳ ج۲۔

الکبائر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز بغیر عذر کے جمع کی وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازہ پر آیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی حنش بن قیس ضعیف ہے نا قابل حجت متروک ہے امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے (نصب الرایہ ص۱۹۳ ج۲) سخت ضعیف ہے (درایہ ص۲۱۴ ج۱)

(۱۰۰۴) اقام بخيبر ستة اشهر يصلى الظهر والعصر جمعا و المغرب والعشاء جمعا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے خیبر میں چھ ماہ قیام فرمایا ظہر اور عصر جمع کرتے اسی طرح مغرب اور عشاء جمع کرتے۔ ☆

منکر ہے راوی حفص بن عمر الجدی منکر الحدیث ہے (مجمع ص۱۶۱ ج۲)

(۱۰۰۵) جمع رسول الله ﷺ بين الاولى والعصر و بين المغرب والعشاء فقيل له فى ذلك فقال صنعت هذا لكى لا تحرج امتى (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا مغرب اور عشاء کو جمع کیا اس کے بارہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں نے اس لئے جمع کی ہیں تاکہ میری امت حرج میں مبتلا نہ ہو۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن عبد القدوس کو ابن معین اور نسائی نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے (مجمع ص۱۶۱ ج۲) اصل حدیث ابن عباس سے اس سے قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۰۰۶) جمع بين الصلوتين بالمدينة من غير خوف (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

آپ نے مدینہ میں دو نمازیں بغیر کسی خوف کے جمع کیں۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عثمان بن خالد اموی ضعیف ہے (مجمع ص۱۶۱ ج۲)

(۱۰۰۷) جمع بين الظهر والعصر للمطر (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

آپ نے ظہر اور عصر کو بارش کی وجہ سے جمع کیا۔ ☆

۱۰۰۴۔ طبرانی أوسط ص۱۸۰ ج۷ ح۶۳۳۳۔

۱۰۰۵۔ طبرانی أوسط ص۷۲ ج۵ ح۴۱۳۰۔

۱۰۰۶۔ کشف الاستار ح۶۸۹، مجمع ص۱۶۱ ج۲۔

۱۰۰۷۔ تلخیص ص۵۰ ج۲۔

بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کا کچھ اصل نہیں بیہقی نے ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے بعض فقہاء نے یحی بن واضح عن موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر مرفوع روایت کی ہے (تلخیص ص۵۰ ج۲) بعض فقہاء کا علم نہیں لہذا ان پر اعتماد نہیں۔

سواری پر نماز و امامت

(۱۰۰۸) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ بارش ہوگئی جس سے زمین میں کیچڑ ہوگیا آپ تنگ جگہ میں تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا آپ نے بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا انہوں نے پہلے اذان اور پھر اقامت کہی رسول اللہ ﷺ نے سواری پر امامت کروائی ہم بھی اپنی اپنی سواریوں پر تھے آپ اشارہ سے نماز پڑھتے سجدہ رکوع سے ہلکا کرتے (یعلی رضی اللہ عنہ)

غریب ہے اس میں عمر بن رماح متفرد ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۱۷ ج۱) راقم کہتا ہے عمر بن رماح دراصل عمر بن میمون بن بحر بن سعد الرماح بلخی ہے جو ثقہ ہے اس روایت کے ضعف کی علت راوی عثمان بن یعلی ہے جو مجہول ہے (تقریب ص۲۳۶) اس کی سند میں ضعف ہے بعض راویوں کی عدالت ثابت نہیں جو خبر کے قبول کرنے کو واجب کرے (بیہقی ص۷ ج۲)

(۱۰۰۹) حضرت الصلوة المكتوبة و نحن مع رسول الله ﷺ على ركابنا فامّنا رسول الله ﷺ فتقدمنا ثم امّنا فصلينا على ركابنا (عمرو بن يعلى)

نماز کا وقت ہوگیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواریوں پر تھے آپ ہم سے آگے بڑھے اور ہماری امامت کرائی ہم نے نماز اپنی سواریوں پر پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الاعلی بن عامر ضعیف ہے (مجمع ص۱۶۱ ج۲) قوی نہیں (یحی) ضعیف ہے (سفیان ثوری۔ احمد و ابو زرعہ ☆ میزان ص۵۳۰ ج۲)

راقم کے خیال میں فرض نماز سواری پر پڑھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہاں البتہ نفلی نماز سواری پر پڑھنے کی بہت سے صحیح احادیث ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۰۰۸۔ طبرانی کبیر ص۲۵۶ ج۲۲ ح۶۶۳، بیهقی ص۷ ج۲۔

۱۰۰۹۔ کشف الاستار ح۶۸٤، مجمع ص۱۶۱ ج۲۔

کشتی میں نماز

(۱۰۱۰) امره ان یصلی من السفینة قائماً الا ان یخشی الغرق (جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

آپ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے مگر یہ کہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی کا نام نا معلوم ہے (مجمع ص۱۶۳ ج۲)

قیدی کی نماز

(۱۰۱۱) صلوة الا سیر رکعتان حتی یموت او یفك الله اسره (عمر رضی اللہ عنہ)

قیدی کی نماز دو رکعت ہے حتی کہ وہ مر جائے یا قید سے آزاد ہو جائے۔ ☆

باطل ہے راوی ابان بن محبر ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں گھڑتا تھا قابل احتجاج نہیں اور یہ روایت باطل ہے (کتاب المجروحین ص۹۹ ج۱)

مریض کی نماز

(۱۰۱۲) یصلی المریض قائماً فان نالته مشقة صلی جالسا فان نالته مشقة صلی نائماً یؤمی برأسه فان نالته مشقة یسبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر مشقت ہو تو بیٹھ کر پھر بھی مشقت ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے کہ سر کے ساتھ اشارہ کرے اگر پھر بھی مشقت ہے تو سبحان اللہ کا ورد کرے۔☆

ضعیف ہے راوی فلس بن محمد ضبعی کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص۱۴۹ ج۲)

(۱۰۱۳)یصلی المریض قائماً فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلی فقاه

۱۰۱۰۔کشف الاستار ح۶۸۳، مجمع ص۱۶۳ج۲۔

۱۰۱۱۔کتاب المجروحین ص۹۹ج۱۔

۱۰۱۲۔طبرانی ص۱۱ج۵ ح۴۰۰۹۔

۱۰۱۳۔هدایة ص۱۶۱ج۱، نصب الرایة ص۱۷۶ج۲، درایة ص۲۰۹ج۱۔

یؤمی ایماء فان لم یستطع فالله احق بقبول العذوز۔☆

مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو گدی کے بل اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ لے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۱۴) یصلی المریض قائماً فان لم یستطع صلی قاعداً فان لم یستطع ان سیجد اوما وجعل سجوده اخفض من رکوعه فان لم یستطع ان یصلی قاعدا صلی علی جنبه الایمن مستقبل القبلة فان لم یستطع صلی مستلقیا رجلاه ممایلی القبلة (علی رضی اللہ عنہ)

مریض کھڑا ہو کر نماز پڑھے اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو بیٹھ کر، اگر وہ سجدہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ کرے اور سجدہ رکوع سے ہلکا کرے، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے داہنے پہلو پر قبلہ کی جانب منہ کرکے نماز پڑھے لے اگر پھر بھی طاقت نہیں تو گدی کے بل لیٹ کر پڑھ لے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی جانب ہوں۔ ☆سخت کمزور ہے (درایہ ص۲۰۹ ج۱) حسن عرنی شیعوں کا سرغنہ تھا جو صدوق نہیں ہے۔ دوسرا راوی حسین بن زید کا حال معلوم نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو ثقہ راویوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مقلوب روایتیں کرتا تھا (نصب الرایہ ص۱۷۶ ج۲)

(۱۰۱۵) سالت رسول الله ﷺ عن الرجل یغمی علیه فیترك الصلوة فقال لیس لشئی من ذلك قضاء الا ان یغمی علیه فی وقت صلوة فیفیق علیه فانه یصلیه (عائشه رضی اللہ عنہا)

عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جس آدمی پر بیہوشی طاری ہو جائے اور اس حالت میں وہ نماز چھوڑ دیتا ہے فرمایا اس پر قضاء نہیں ہے مگر یہ کہ نماز کے وقت بیہوشی طاری ہوئی ہو اور نماز کے وقت میں ہی

۱۰۱۴۔ دار قطنی ص۴۲ ج۲، نصب الرایة ص۱۷۶ ج۲، درایة ص۲۰۹ ج۱۔

۱۰۱۵۔ دارقطنی ص۸۲ ج۲، بیهقی ص۳۸۸ ج۱، نصب الرایة ص۱۷۷ ج۲، درایة ص۲۰۹ ج۱۔

افاقہ ہو جائے تو وہ اس نماز کو پڑھے گا۔ ☆

باطل ہے راوی حکم بن سعید ایلی ثقہ اور مامون نہیں (ابن معین) اس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیثیں من گھڑت ہیں (احمد) حکم تک باقی سند بھی مظلم ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲)

(۱۰۱۶) فی الذی یغمی علیه یوما ولیلة قال یقض (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

اس آدمی کے بارہ میں جو پورا دن بیہوش رہتا ہے فرمایا وہ نماز کی قضاء دے۔ ☆

ضعیف ہے ابراہیم نخعی کا ابن عمر سے سماع نہیں نیز سند کے باقی راوی محمد بن حسن ان کے استاذ ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔ کمامرّ۔

(۱۰۱۷) اغمی علیه فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء و افاق نصف اللیل فقضاهن (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمار پر نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں بے ہوشی طاری ہوئی اور نصف رات کو ہوش میں آئے تو انہوں نے نمازیں ادا کیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید مولی عمار مجہول ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲) اس کی سند میں ضعف ہے (درایہ ص ۲۱۰ ج ۱)

(۱۰۱۸) ان ابن عمر اغمی علیه شهراً فلم یقض ما فاته (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر ایک مہینہ بھر بے ہوش رہے آپ نے نمازوں کی قضاء نہ دی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن ابی لیلی صدوق سخت سئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۰۸) روی الحفظ کثیر الوہم اور فحش

۱۰۱۶۔ بیهقی ص۳۸۸ج۱، کتاب الآثار محمد ص؟؟؟، درایة ص۲۰۹ج۱، عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲، ابن أبی شیبة ص۷۲ج۲، دارقطنی ص۸۲ج۲۔

۱۰۱۷۔ مصنف عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲، ابن أبی شیبة ص۷۰ج۲ ح۶۵۸۴، بیهقی ص۳۸۸ج۱، دارقطنی ص۸۱ج۲۔

۱۰۱۸۔ مصنف عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲ ح۴۱۵۳۔

غلطیاں کرتا تھا ترک کا مستحق ہے۔ (کتاب المجروحین ص۲۴۴ ج ۲) صحیح واقعہ ایک رات اور دن کی بے ہوشی کا ہے مہینہ بھر کی بے ہوشی کا نہیں ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲)۔

سجدہ تلاوت وسجدہ شکر

(۱۰۱۹) اذا رأى الشيطان ابن آدم ساجداً صاح وقال يا ويل الشيطان امر الله ابن آدم ان يسجد وله الجنة فاطاع و امرنى ان اسجد فعصيت فلى النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

شیطان جب آدم زادے کو سجدہ کرتے دیکھتا ہے تو چیختا ہے اور کہتا ہے شیطان پر ویل اور ہلاکت، اللہ تعالیٰ نے آدم زادے کو سجدہ کا حکم دیا اور اس کے لئے جنت ہے کیونکہ اس نے اطاعت کی اور مجھے سجدے کا حکم دیا اور میں نے نافرمانی کی میرے لئے آگ ہے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابو اسحاق نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔ (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲)

(۱۰۲۰) رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں اسلام کا اظہار کیا تو تمام مکہ والے مسلمان ہو گئے یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے آپ جب سجدہ والی آیت کی تلاوت کرتے تو زیادہ بھیڑ کی وجہ سے کچھ لوگ سجدہ کی طاقت نہ رکھتے اس وقت قریش کے سرغنے ولید بن مغیرہ اور ابوجہل طائف میں اپنی زمینوں پر تھے جب مکہ واپس آئے تو کہنے لگے تم نے اپنے آباء کے دین چھوڑ دیا ہے تو لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا (مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۳)

(۱۰۲۱) ان لم يسجد فى شئى من المفصل منذ تحول الى المدينة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں کیا جب سے مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ ☆

۱۰۱۹۔ طبرانی كبير ص ۲۹۰ ج ۹ ح ۹۴۶۳۔

۱۰۲۰۔ طبرانی كبير ص ۵ ج ۲۰ ح ۲۔

۱۰۲۱۔ أبوداود ح ۱۴۰۳، بيهقى ص ۳۲۴ ج ۲۔

منکر ہے ایک راوی ابو قدامہ حارث بن عبید ضعیف (ابن معین) مضطرب الحدیث ہے (احمد) صدوق ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (نسائی) شیخ صالح تھا مگر اس کے وہم بہت زیادہ ہیں (ابن حبان) دوسرا راوی مطر الوراق سئی الحفظ ہے اور حافظہ میں ابن ابی لیلیٰ کے مشابہ ہے (نصب الرایہ ص۱۸۲ ج۲) یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ (تلخیص ص۸ ج۲) اس کی سند قوی نہیں (عبد الحق) یہ حدیث منکر ہے (ابن عبداللہ ☆ نصب الرایہ ص۱۸۲ ج۲)

(۱۰۲۲) ایک آدمی نے آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا رسول اللہ نے بھی سجدہ کیا پھر کسی دوسرے آدمی نے تلاوت کی تو اس نے سجدہ نہ کیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے فلاں کی قرأت پر سجدہ کیا ہے اور میری قرأت پر سجدہ نہیں کیا آپ نے فرمایا تو امام تھا اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے (زید بن اسلم رضی اللہ عنہ)

مرسل ہے۔ اس روایت کو قرہ بن معاویہ نے ابو ہریرہ سے متصل روایت کیا ہے مگر قرہ ضعیف ہے تلخیص ص۱۰ ج۲)

(۱۰۲۳) سجد فی الظهر فرای اصحابه انه قرأ أية سجدة فسجدوا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

آپ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا تو صحابہ نے گمان کیا کہ آپ نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے اس لئے صحابہ نے بھی سجدہ کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابومجلز نا معلوم ہے (تلخیص ص۱۰ ج۲)

(۱۰۲٤) انه سجد مع رسول الله ﷺ احدى عشره سجدة ليس فيها شئى من المفصل (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیئے ان میں مفصل (اعراف، الرعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، حج، فرقان، نمل، السجدہ، ص، حم، السجدہ) میں سے کوئی نہیں تھا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عثمان بن فاید قابل حجت نہیں (ابن حبان) سخت کمزور ہے (ابن عدی) اس کی سند

۱۰۲۲۔ أبوداود كتاب المراسيل في السجود ص۸، بيهقى ص۳۲٤ ج۲ متصلاً۔

۱۰۲۳۔ تلخيص ص۱۰ ج۲۔

۱۰۲٤۔ أبن ماجة ح۱۰۵۵، أبو داود ح۱۸۱۰۱ ضمناً۔

سخت کمزور ہے (ابو داود ☆ نصب الرایہ ص۱۸۲ ج۲ ☆ درایہ ص۲۱۱ ج۱)

(۱۰۲۴ب) پختہ سجدے چار ہیں سورۃ سجدہ کا، سورۃ حم کا، نجم کا اور اِقراء کا (علی رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۰۲۵) انه كان اذا اقرء والنجم على الناس سجدها واذا قرأها فى الصلوة ركع بها و سجد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا)

ابن مسعود نے سورت والنجم لوگوں پر پڑھی اور سجدہ کیا اور جب نماز میں پڑھتے تو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص۲۸۶ ج۲)

(۱۰۲۶) انما السجدة على من سمعها و على من تلاها (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

سجدہ اس پر ہے جو آیت تلاوت کو سنے یا پڑھے۔ ☆ مرفوعاً ثابت نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۲۷) من اراد السجود كبر ولم يرفع يديه و سجد ثم كبر و رفع رأسه ولا تشهد عليه ولا سلام (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو سجدہ کا ارادہ کرے اللہ اکبر کہے اور رفع یدین نہ کرے اور سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اس پر تشہد اور سلام نہیں۔ ابن مسعود سے معلوم نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۲۸) ہم ابو عبد الرحمٰن سلمی پر قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے جا رہے تھے تو سجدہ کی آیت آئی انہوں نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا انہوں نے بھی سجدہ کیا اور ہم نے بھی پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا اور کہا السلام وعلیکم تو ہم نے بھی کہا السلام علیکم ابو عبد الرحمٰن کا خیال ہے کہ حضرت عبد اللہ

۱۰۲٤ب۔ طبرانی أوسط ص۲۸۸ ج۸ ح۷۵۸٤، مجمع ص۲۸۵ ج۲۔

۱۰۲۵۔ مجمع ص۲۸۶ ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۱۰۲٦۔ هداية ص۱٦۳ ج۱، نصب الراية ص۱۷۸ ج۲، دراية ص۲۱۰ ج۱۔

۱۰۲۷۔ هداية ص۱٦۵ ج۱، نصب الراية ص۱۷۹ ج۲، دراية ص۲۱۰ ج۱۔

۱۰۲۸۔ طبرانی کبیر ص۱٤۸ ج۹ ح۸۷٤۲۔

بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے عطاء بن سائب مختلط ہو گئے تھے۔ (تقریب ص۲۳۹)

(۱۰۲۹) ان النبی مربه رجلٍ به زمانة فنزل و سجد و مربه ابو بکر فنزل و سجد و مربه عمر فنزل و سجد (ابن عمر)

نبی اکرم ﷺ ایک اپاہج شخص کے پاس سے گزرے تو آپ نے سواری سے اتر کر سجدہ کیا اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے بھی سواری سے اتر کر سجدہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو وہ بھی سواری سے اترے تو سجدہ کیا۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالعزیز بن عبیداللہ سخت ضعیف ہے (الکاشف ص ۱۷۷ ج ۲)

۱۰۲۹۔ مجمع الزوائد ج ۲

۱۳- کتاب قیام اللیل

(۱۰۳۰) علیکم بقیام اللیل ولو رکعة واحدة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تم پر رات کا قیام لازم ہے خواہ ایک رکعت ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبداللہ ضعیف ہے (مجمع ص۲۵۲ ج۲)

(۱۰۳۱) رکعتان فی جوف اللیل یکفران الخطایا (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں دو رکعتیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔ ☆

منکر ہے ایک راوی احمد بن محمد الازہری منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) اس پر جھوٹ کا تجربہ کیا گیا ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ملیح نیشاپوری کی روایت پر منکر روایات غالب ہیں (حاکم ☆ فیض القدیر ص۵۷ ج۴)

(۱۰۳۲) رکعتان یرکعهما ابن آدم فی جوف اللیل الاخر خیر له من الدنیا وما فیها ولو لا ان اشق علی امتی لفرضتهما علیهم (حسان بن عطیه رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں ابن آدم جو دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس بہتر ہے اگر میں اپنی امت پر گراں اور مشکل نہ سمجھتا تو ان پر یہ نماز فرض کر دیتا۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۰۳۳) حافظ عراقی فرماتے ہیں دیلمی نے اس روایت کو ابن عمر سے موصول روایت کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۳۳۷ ج۱ ☆ فیض القدیر ص۴۷ ج۴)

(۱۰۳٤) رکعتان بعد العشاء بالاخلاص عشرین مرة۔ ☆

۱۰۳۰۔ طبرانی أوسط ص۴۲۰ ج۷، ح۶۸۱۷، قیام اللیل مروزی ص۳۲۔

۱۰۳۱۔ کنز العمال ص۷۹۰ ج۷ ح۲۱٤۲۶، ضعیفة ح۳۶٤۵۔

۱۰۳۲۔ احیاء العلوم ص۳۵ ج۲، قیام اللیل ص۶۳، کنز العمال ص۷۸۵ ج۷۔

۱۰۳۳۔ المغنی عن حمل الاسفار ص۳۳۷ ج۱ ح۱۲۷٤۔

۱۰۳٤۔ تذکرة الموضوعات ص٤۷، الفوائد المجموعة ص۵۸۔

عشاء کے بعد اخلاص کے ساتھ دو رکعتیں۔☆

لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے راوی ابوسلیمان جھوٹ بولتا تھا (تذکرۃ الموضوعات ص ۴۷)

(۱۰۳۵) کان یامرنا ان یصلی احدنا کل لیلة بعد الصلوة المکتوبة ما قل او کثر ویجعلها وترا (سمرۃ رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم کرتے کہ ہم ہر رات فرضی نماز کے بعد تھوڑی یا بہتی نماز ضرور پڑھیں اور اس کو وتر بنالیں۔☆

سخت ضعیف ہے ایک راوی جعفر بن سعد بن سمرہ قوی نہیں (تقریب ص ۵۵) اور اس کا استاذ خبیب بن سلیمان بن سمرہ مجہول ہے (تقریب ص ۹۲)

(۱۰۳۶) لا تدعن صلوة اللیل ولو حلب شاة (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کی نماز ترک نہ کرو خواہ بکری کے دودھ دوہنے کے وقت کے برابر (مختصر پڑھو)۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔ (تقریب ص ۴۶ ج۱)

(۱۰۳۷) امرنا لصلوة اللیل ورغب فیها حتی قال علیکم بصلوة اللیل ولو رکعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کو رات کی نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس بارہ میں ترغیب دی اور فرمایا تم پر رات کی نماز لازم ہے خواہ ایک رکعت ہی ہو۔☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبداللہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ و تقریب ص ۷۴)

(۱۰۳۸) یا اهل القرآن لا توسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته فی اناء اللیل والنهار (عبیدة الملیکی رضی اللہ عنہ)

اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے رات اور دن

۱۰۳۵۔ طبرانی کبیر ص۲٤٦ ج۷ ح۷۰۰۲۔

۱۰۳٦۔ طبرانی أوسط ص۷۱ ج٥ ح٤١٣٧، کنز العمال ص۷۸٤ ج۷۔

۱۰۳۷۔ قیام اللیل ص۳۲، مجمع ص۲٥۲ ج۲۔

۱۰۳۸۔ شعب الایمان ص۳٥۰ ج۲، مجمع ص۲٥۲ ج۲، کنز العمال ص٦۱۱ ج۱، تاریخ اصفهان ص۲٦۰ ج۱، تهذیب تاریخ دمشق ص۲٥۱ ج٤۔

کی گھڑیوں میں۔☆

ضعیف ہے راوی ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ضعیف مختلط ہے (تقریب ص۳۹۶) ردی الحفظ ہے جب منفرد ہوتو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۶۴ ج۳)

(۱۰۳۹) من صلی منکم باللیل فلیجھر لقرأته فان الملائکة تصلی لصلوته و تسمع لقرأته الحدیث (معاذ رضی اللہ عنہ)

تم میں سے جو رات کو نماز پڑھے وہ قرات کو جہر کرے کیونکہ فرشتے اس کی نماز پر نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں۔☆

منقطع ہے راوی ابن معدان کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص۲۵۶ ج۲)

(۱۰۴۰) ما خیب اللہ امرأ قام فی جوف اللیل فیستفتح سورة البقرة و آل عمران (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناکام نہیں لوٹاتا جو رات کے قیام میں سورۃ البقرہ اور آل عمران کی قرات سے نماز شروع کرتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے اس کی روایت میں تمیز نہیں ہوسکی کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں یا بعد کی جس کی وجہ سے ترک کر دی گئی ہیں۔ (تقریب ص۴۸۲)

(۱۰۴۱) من بات لیلة فی خفة من الطعام والشراب یصلی حوله الحورالعین حتی یصبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس شخص نے ہلکے پھلکے کھانے اور پینے کے ساتھ رات گذاری حوریں اس کے گرد دعا کرتی رہتی ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی اصرم بن حوشب کذاب تھا جو حدیثیں وضع کرتا تھا (لسان ص۴۶۲ ج۱)

(۱۰۴۲) اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے ہنستا ہے ایک آدمی سے جو رات کو اچھے وضوء کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دوسرے

۱۰۳۹۔کشف الاستار ح۷۱۲، مجمع ص۲۵۳ ج۲، الترغیب والترھیب ص۴۳۱ ج۱۔

۱۰۴۰۔حلیة الأولیاء ص۱۲۹ ج۸، طبرانی أوسط ص۴۰۹ ج۲ ح۱۷۹۳۔

۱۰۴۱۔طبرانی کبیر ص۲۰۸ ج۱۱ ح۱۱۸۹۱۔

۱۰۴۲۔کشف الاستار ح۷۱۵، مجمع ص۲۵۶ ج۲۔

اس آدمی سے جو سجدہ میں سو جاتا ہے تیسرے اس سے جو شکست کھا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو میدان سے بھاگ جائے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی صدوق سییٔ الحفظ ہے (تقریب ص۳۰۸) دوسری سند میں مجالد بن سعید غیر قوی مختلط ہے (تقریب ص۳۲۸)

(۱۰۴۳) من کثرت صلوته باللیل حسن و جهه بالنهار (جابر رضی اللہ عنہ)

جس کی رات کی نماز کثرت سے ہو دن کے وقت اس کا چہرہ خوبصورت ہوگا۔☆

بے اصل ہے ابن جوزی فرماتے ہیں حضرت جابر سے اس کے مختلف طرق ہیں راوی عبد الحمید بن بحر کوفی ہے جو حدیث چور اور ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتی تھیں کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان رضی اللہ عنہ)

باقی طرق میں ضعیف مجہول اور کذاب راوی ہیں ضعیف راویوں میں سے محمد بن ایوب ہے اور مجہول راویوں میں سے محمد اور اس کا باپ ضرار ہے اور کذاب راویوں میں سے ابو سعید عدوی ہے (کتاب الموضوعات ص۳۶ ج۲)

ائمہ جرح و تعدیل ابن عدی، دارقطنی، عقیلی، ابن حبان، اور حاکم کا اتفاق ہے کہ یہ قاضی شریک کا قول ہے ابن حجر مکی فرماتے ہیں تمام کا اتفاق ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہونے کے باوجود من گھڑت ہے (کشف الخفاء ص۳۷۴ ج۲)

(۱۰۴۴) حضرت انس سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے جو باطل اور بے اصل ہے (کتاب الموضوعات ص۳۶ ج۲)

اسے حکامہ راوی نے اپنے باپ عثمان بن دینار سے روایت کیا ہے یہ اپنے باپ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا تھا اس کی روایت قصہ گو حضرات کی روایات کے مشابہ ہے جس کا کوئی اصل نہیں (عقیلی ص۴۰۰ ج۳)

۱۰۴۳۔ تاریخ اصفهان ص۳۵۸ج۱، ابن ماجة ح۱۳۳۳ باب ما جاء فی قیام اللیل، ابن کثیر ۲۴۲ج۷، قرطبی ص۲۹۳ج۱۶، ص۲۲۶ج۱۹، تاریخ بغداد ص۳۴۱ج۱، ص۳۸ ج۱۳، عقیلی ص۱۷۶ج۱، تذکرة الموضوعات ص۴۸، فوائد المجموعة ص۳۰، موضوعات کبیر ص۱۲۷، تنزیه الشریعة ص۱۰۶ج۲، کشف الخفاء ص۳۷۴ج۲۔

۱۰۴۴۔کتاب الموضوعات ص۳۶ج۲، اللآلی ص۳۲ج۲۔

حکامہ کا والد عثمان کوئی شئی نہیں اور حدیث واضح جھوٹ ہے (میزان ص ۳۳ ج ۳)

(۱۰۴۵) شرف المومن صلوته باللیل (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

مومن کا شرف رات کی نماز میں ہے۔ ☆

باطل ہے راوی داؤد بن عثمان تغزی اس روایت میں متہم ہے عقیلی فرماتے ہیں اس روایت کا سنداً کوئی اصل نہیں داؤد اوزاعی وغیرہ سے باطل روایتیں روایت کرتا تھا۔ (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۹۲)

مذکورہ روایت بھی داؤد نے اوزاعی سے روایت کی ہے۔

(۱۰۴۶) یہی روایت قدرے طوالت سے حضرت سہل بن سعد سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا ایک راوی محمد بن حمید متہم بالکذب ہے (میزان ص ۵۳۹ ج ۳) اور اس کے استاذ زافر بن سلیمان کی عام روایات پر متابعت نہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲)

(۱۰۴۷) اذا نام احدکم وفی نفسه ان یصلی من اللیل فلیضع قبضة من تراب الحدیث (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

جب کوئی رات کو سوئے اور اس کے دل میں رات کو نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو وہ ایک مٹھی مٹی کو اپنے پاس رکھ لے۔ ☆

باطل ہے راوی ایوب بن عتبہ کوئی شئی نہیں نسائی فرماتے ہیں مضطرب الحدیث ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۴ ج ۲)

باب الوتر

(۱۰۴۸) الوتر واجب علیٰ کل مسلم۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۴۵۔ عقیلی ص۳۸ ج۲، کتاب الموضوعات ص۳۳ ج۲، اللآلی ص۲۷ ج۲، تذکرۃ الموضوعات ص۴۹۔

۱۰۴۶۔ کتاب الموضوعات ص۳۳ ج۲، المستدرک ص۳۲۵ ج۴، وقال صحیح الاسناد، اللآلی ص۲۸ ج۲۔

۱۰۴۷۔ کتاب المجروحین ص۱۷۰ ج۱، تاریخ بغداد ص۳۷۸ ج۲، کتاب الموضعات ص۳٤ ج۲، اللآلی ص۲۹ ج۲، تنزیه ص۸۲ ج۲، الفوائد المجموعة ص۳۵۔

۱۰۴۸۔ کشف الاستار ح۷۳۳، مجمع ص۲۴۰ ج۲، درایة ص۱۸۹ ج۱۔

وتر ہر مسلمان پر واجب ہے ☆ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم بالکذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۰٤۹) الوتر واجب فمن لم یوتر فلیس منا (بریرہ رضی اللہ عنہ)

وتر واجب ہے جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے ☆

ضعیف ہے راوی عبید اللہ عتکی امام ابن معین ابو حاتم اور ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہے بخاری فرماتے ہیں اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص۱۱ ج۳) ابن جوزی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں (العلل المتناہیہ ص۴۵۱ ج۱)۔

(۱۰٥۰) ان اللہ زادکم صلوۃ الی صلوتکم وھی الوتر۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کے ساتھ نماز وتر کو زائد کیا ہے۔ ☆

ان الفاظ سے من گھڑت ہے راوی احمد بن عبد الرحمٰن اپنے چچا سے ایسی روایات لاتا تھا جس کا کوئی اصل نہیں ہوتا (کتاب المجروحین ص۱۴۹ ج۱) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے چچا ابن وہب سے روایت کی ہے۔ امام دارقطنی نے اس حدیث کو حمید بن ابی الجون اسکندرانی کے طریق سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۱۱۰ ج۲) ابن حجر فرماتے ہیں اس سے علی بن سعید رازی نے روایت کی ہے اور یہ اس سند کے ساتھ من گھڑت ہے ابن یونس کہتے ہیں اس نے ابن وہب سے منکر حدیث روایت کی ہے جس کی کسی ایک نے متابعت نہیں کی (لسان ص۳۶۳ ج۲ وتعلیق برنصب الرایہ ص۱۱۰ ج۲)۔

(۱۰٥۱) ان اللہ حرم علی امتی الخمرو المیسروز ادنی صلوۃ الوتر (عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب اور جوا حرام کیا ہے اور مجھ پر نماز وتر زیادہ کی ہے ☆

۱۰٤۹۔ أبو داود ص۱٤۱۹، باب فیمن لم یوتر بلفظ الوتر حق، تاریخ بغداد ص۱۷٥ج٥، المستدرك ص۳۰٥ج۱، بیهقی ص۲۷۰ج۲، درایة ص۱۸۹ج۱، نصب الرایة ص۱۱۲ج۲۔

۱۰٥۰۔ کتاب المجروحین ص۱٤۹ج۱، العلل المتناهیة ص٤٥۱ج۱، میزان ص۱۱٤ج۱، لسان ص۳٦۲ج۲، نصب الرایة ص۱۱۰ج۲۔

۱۰٥۱۔ ترمذی ح٤٥۲ باب ما جاء فی فضل الوتر، ترغیب الترهیب ص٤۰۷ج۱، علل المتناهیة ص٤٥۲ج۱، أبوداود ح۱٤۱۸ باب استحباب الوتر، أرواء الغلیل ص۱٥٦ج۲۔

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے فرج بن فضالہ ضعیف ہے ابراہیم بن عبدالرحمان بن رافع مجہول ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری نماز کے ساتھ مدد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ وتر ہے۔☆ غریب ہے (ترمذی) بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں (بخاری) اس کی سند منقطع ہے (ابن حبان ☆التعلیق المغنی ص ۳۰ ج ۲) ایک راوی عبد اللہ بن زحرفی مجہول ہے (میزان ص ۴۲۰ ج ۳) مستور ہے (تقریب ص) اس کا اپنے استاذ عبد اللہ بن مرہ سے سماع نہیں (بخاری ☆العلل المتناہیہ ص ۴۵۳ ج ۱)۔

(۱۰۵۲) مکثنا زمانا لا نزید علی الصلوة الخمس فامرنا بالوتر۔ (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

ہم ایک مدت تک پانچ نمازوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پھر ہم کو وتر کا حکم ہوا۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ عزرمی ضعیف ہے متروک الحدیث ہے اس کی متابعت حجاج بن ارطاۃ نے کی ہے جو ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص ۳۱ ج ۲)، عزرمی متروک الحدیث ہے (نسائی و فلاس)، لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی۔ (احمد ☆العلل المتناہیہ ص ۴۵۲ ج ۱)۔

(۱۰۵۳) ان الله زادكم صلوة فحافظوا عليها وهى الوتر (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کے لحاظ سے زیادہ کیا ہے تم اس کی حفاظت کرو وہ وتر ہے☆

ضعیف ہے راوی مثنی بن صباح ضعیف اور مختلط ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی چیز کے برابر نہیں (کوئی وزن نہیں) نسائی فرماتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی حدیث میں ضعیف واضح ہے یحییٰ قطان فرماتے ہیں اختلاط کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے (میزان ص ۴۳۵ ج ۳)۔

(۱۰۵٤)الوتر على اهل القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر اہل قرآن (حفاظ حضرات) پر ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عمران خیاط غیر معروف ہے ذہبی فرماتے ہیں قریب نہیں کہ پہچانا جاتے (مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۲)

(۱۰۵۴ ب) اور یہ روایت مختصراً ابن عباس سے بھی مروی ہے جس میں راوی ابو عمر نضر الخزار ضعیف ہے (دارقطنی

۱۰۵۲۔ مسند أحمد ص۲۰۸ج۲، دارقطنی ص۳۱ج۲، العلل المتناهية ص٤٥٢ج۱۔

۱۰۵۳۔ مجمع ص۲٤۱ج۲ بحوالة مسند أحمد۔

۱۰۵٤۔

۱۰۵٤ب۔ دارقطنی ص۳۰ج۲۔

ص۳۰ ج۲)۔ متروک الحدیث ہے (ابن نمیر) ثقہ راویوں سے یہ ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں جب ایسی صورت اس کی روایات میں زیادہ ہوگئی تو اس سے دلیل پکڑنا باطل ہوگیا (کتاب المجروحین ص۴۹ ج۳) ضعیف ہے (احمد) ذاہب الحدیث ہے (بخاری) اس کی حدیث باطل ہے (ابو داؤد ☆ میزان ص ۲۶۰ ج۴) اس نے عکرمہ سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی متابعت نہیں اہل علم احکام میں اس کی روایت سے احتجاج پکڑنے سے رک گئے ہیں (بزار ☆ نصب الرایہ ج۲ یہ روایت بھی عکرمہ کے طریق سے ہے۔

(۱۰۵۵) زادنی ربی عزوجل صلوة وهی الوتر۔ (معاذ رضی اللہ عنہ)

میرے رب نے نماز زائد کی ہے اور وہ وتر ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے اس کی روایات منکر ہیں (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) اور اس کے استاذ عبد الرحمٰن بن رفاع تنوخی نے حضرت معاذ کو نہیں پایا (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) درایہ ص۱۸۹ ج۱)

(۱۰۵٦) من لم یوتر فلیس منا۔ (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ ☆

منقطع ضعیف ہے راوی معاویہ بن قرہ کی ابو ہریرہ سے نہ ملاقات ہے اور نہ سماع اور معاویہ کا شاگرد خلیل بن مرہ کو یحیی اور نسائی نے ضعیف کہا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) اس حدیث کی سند ضعیف ہے (درایہ ص۱۸۹ ج۱)۔

(۱۰۵۷) من لم یوتر فلا صلوة له۔ (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص۸۴۳) راوی علی بن سعید علیک ضعیف ہے (سیر اعلام النبلاء ص۱۴۶

۱۰۵۵۔ مسند أحمد ص۲٤۲ ج٥، کنز العمال ص٤۰٥ ج۷، فتح الباری ص٤۸۷ ج۲۔

۱۰۵٦۔ ابن أبی شیبة ص۹۲ ج۲ ح٦۸٦۱، مسند أحمد ص٤٤۳ ج۲، حلیة الأولیاء ص۲٦ ج۱۰، کنز العمال ص٤۰۹ ج۷۔

۱۰۵۷۔ طبرانی أوسط ص۱۹ ج٥، ح٤۰۲٤، کنز العمال ص٤۰٦ ج۷۔

ج ۱۴۳) دوسرے راوی عبد اللہ بن ابی رومان کو بہت سے ائمہ نے ضعیف کہا ہے جس نے جھوٹی حدیث روایت کی ہے دارقطنی نے کمزور کہا ہے اور یہ ضعیف الحدیث ہے جس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (لسان ص ۲۸۶ ج ۳) تیسرے راوی عیسی بن واقد کا ترجمہ نہیں ملا۔

(۱۰۵۸) الوتر فی اول اللیل مسخط للشیطان واکل السحور مرضاة للرحمن۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

رات کے پہلے حصے میں وتر شیطان کے لئے ناراضگی ہے اور سحری کھانا رحمٰن کے لئے رضا مندی ہے۔ ☆ من گھڑت ہے راوی آباء بن جعفر کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے ابو حنیفہ پر تین سو سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں حس القطان کہتے ہیں رسول اللہ پر جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۱۷ ج ۱)۔

(۱۰۵۹) الوتر ثلاث رکعات کصلوة المغرب۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵ و میزان ص ۲۵ ج ۱)۔

(۱۰۶۰) وتر اللیل ثلاث کوتر النهار صلوة المغرب۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رات کے وتر تین ہیں جیسا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحیی بن زکریا بن الحواجب ضعیف ہے (دارقطنی ص ۲۸ ج ۲)۔

(۱۰۶۱) ثلاث هن علی فرائض وهن لکم تطوع۔ النحر والوتر و رکعتا الفجر۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں قربانی، وتر اور فجر کی دو رکعتیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ ☆

۱۰۵۸۔ تذکرة الموضوعات ص ۴۸، میزان ص ۱۷ ج ۱، لسان ص ۲۷ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۸۵ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۲۶ ج ۲، اللالی ص ۲۶ ج ۲، تنزیه ص ۸۰ ج ۲، الفوائد ص ۵۸۔

۱۰۵۹۔ علل المتناهية ص ۴۵۴ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۰۸ ج ۲، میزان ص ۲۵۰ ج ۲، نصب الراية ص ۱۲۰ ج ۲، دراية ص ۱۹۰ ج ۱۔

۱۰۶۰۔ دارقطنی ص ۲۸ ج ۲، نصب الراية ص ۱۱۹ ج ۲۔

۱۰۶۱۔ مسند أحمد ص ۲۳۱ ج ۱، بیهقی ص ۴۶۸ ج ۲، ص ۲۶۴ ج ۹، نصب الراية ص ۲۰۶ ج ۴، تلخیص ص ۱۸ ج ۲ ص ۱۱۸ ج ۳، کنز العمال ص ۴۰۷ ج ۷، دارقطنی ص ۲۱ ج ۲، المستدرک ص ۳۰۰ ج ۱۔

غریب منکر ہے ☆راوی ابو جناب یحیی بن ابی حیہ کلبی ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) صدوق مدلس ہے (ابو زرعہ) متروک ہے (فلاس) مین اس سے روایت لینی حلال نہیں جانتا (یحیی قطان ☆میزان ص۳۷۱ ج۴) اس روایت کا دارو مدار کلبی پر ہے جو جوزی اور نووی ☆تلخیص ص۱۸ ج۲) منکر غریب ہے (ذہبی ☆تلخیص مستدرک ص۳۰۰ ج۱) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی وضاح بن یحیی منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں روایت کرتا تھا جب منفرد ہو تو سوء حفظ کی وجہ سے قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۸۵ ج۳) اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۷)

(١٠٦٢) امرت بالوتر والاضحی ولم یعزم علی۔ (انس رضی اللہ عنہ)

مجھے وتر اور چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہے لیکن مجھ پر فرض نہیں کی گئیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن محرر متروک ہے دارقطنی لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی (احمد) ہالک ہے (جوز جانی ☆التعلیق المغنی ص۲۱ ج۲) جھوٹ بولتا تھا مگر جانتا نہیں تھا خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا اور سمجھتا نہیں تھا۔ (کتاب المجروحین ص۲۲ ج۲)۔

(١٠٦٣) آپ وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلی دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھتے اور پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور سلام پھیرنے سے فصل نہ کرتے (سلام نہ پھیرتے) تیسری رکعت میں ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھتے اور پھر تکبیر کہہ کر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (احمد) ضعیف متروک ہے (ابن معین) ساقط ہے (جوز جانی) اس سے روایت لینے سے تو زنا کر لینا بہتر ہے نیز میرا گھر اور گدھا مسکینوں میں صدقہ ہے اگر ابان حدیث میں جھوٹ نہ بولتا ہو (شعبہ ☆میزان ص۱۱ ج۱) علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں مجھے ملا علی قاری پر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے اس من گھڑت روایت کو اپنے مذہب کی حمایت میں خاموشی سے درج کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بلاشبہ من گھڑت ہے کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ ابان متروک اور کذاب ہے (التعلیق المغنی ص۲۹ ج۲)۔

١٠٦٢۔ مصنف عبد الرزاق ص٥ ج٣، دارقطنی ص٢١ ج٢، کنز العمال ص٤٠٦ ج٧، تلخیص ص١٨ ج٢۔

١٠٦٣۔ الاصابة ص٤٧٥ ج٤، الاستیعاب بر حاشیة الاصابة ص٤٧١ ج٤۔

(١٠٦٤) اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن۔ (حسن بصری)

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں سلام صرف ان کے آخر میں پھیرا جائے۔☆

باطل ہے راوی عمرو بن عبید متروک ہے (درایہ ص۱۹۳)۔

(١٠٦٥) نھی عن البتیرأ ان یصلی الرجل واحدة یوتربھا۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

بتیراء سے منع کیا کہ آدمی صرف ایک رکعت پڑھے اور اسے وتر بنا لے۔☆

سخت کمزور ہے راوی عثمان بن محمد بن ربیعہ پر وہم غالب ہے (عبد الحق اور یہ روایت شاذ ہے (ابن القطان ☆ میزان ص۵۳ ج۳)۔

(١٠٦٦) یوتر بثلاث لا یفصل فیھن۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

تین وتر پڑھتے اور سلام کے ساتھ فصل نہ کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن یعفر قابل حجت نہیں ہے (ارواء الغلیل ص۱۵۰ ج۲)۔

(١٠٦٧) القنوت واجب فی الوتر۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر میں قنوت واجب ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(١٠٦٨) کان یوتر بثلاث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی سعید بن سالم صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص۱۲۲) ضعیف ہے۔

١٠٦٤۔ درایة ص١٩٣، نصب الرایة ص١٢٢ ج٢، ابن أبی شیبة ص٩٠ ج٢ ح ٦٨٣٤۔

١٠٦٥۔ میزان الاعتدال ص٥٣ ج٣ قابل غور ھے۔

١٠٦٦۔ ارواء الغلیل ص١٥٠ ج٢، بیھقی ص٣١ ج٣، مسند أحمد ص١٥٥ ج٦۔

١٠٦٧۔ دیلمی ص٢٨٧ ج٣ ح ٤٧٣١۔

١٠٦٨۔ درایة ص١٩٤ ج١، طبرانی أوسط ص٤٣٠ ج٨ ح ٧٨٨١، مجمع الزوائد ص١٣٨ ج٢۔

(۱۰۶۹) اوتر بثلاث رکعات فقنت فیها قبل الرکوع۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔ ☆

غریب ہے راوی عطاء بن مسلم کی کتب دفن ہوگئیں تھیں اس کی حدیث ثابت نہیں (ابو حاتم) کمزور ہے (ابو زرعہ) ضعیف ہے (ابو داؤد میزان ص۷۶ ج۳)۔

(۱۰۷۰) ان النبی ﷺ قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نبی ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆

ضعیف ہے راوی شریک بن عبداللہ ضعیف اور مدلس ہے (طبقات المدلسین)

(۱۰۷۱) قنت قبل الرکوع وقال اخبرتنی امی انه قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود نے رکوع سے پہلے قنوت کی اور فرمایا میری والدہ نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ نے بھی رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متہم بالکذب ہے۔ (میزان ص۱۱ ج۱ ☆ دیکھئے نمبر ۱۰۶۳)

(۱۰۷۲) قنت رسول اللہ ﷺ فی آخر الوتر و کانو یفعلون ذلك۔ (خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے وتر کے آخر میں قنوت کی خلفاء راشدین بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی عمرو بن شمر کذاب ہے صحاب کو گالیاں دیتا تھا۔ (میزان ص۲۶۸ ج۳)

(۱۰۷۳) من فاته الوتر من اللیل فلیقضه من الغد۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس سے رات کو وتر فوت ہو جائے وہ صبح کو اس کی قضاء دے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی رواد حافظہ متغیر ہونے کی وجہ سے مختلط ہو گیا تھا۔ (بخاری و نسائی ☆ الاغتباط تعلیق

۱۰۶۹۔ درایة ص۱۹۴ ج۱، نصب الرایة ص۱۲۴ ج۲۔

۱۰۷۰۔ دارقطنی ص۳۲ ج۲، حلیة الأولیاء ص۳۰ ج۱۰، نصب الرایة ص۱۲۴ ج۲، درایة ص۱۹۳ ج۱، ابن أبی شیبة ص۹۲ ج۲ ح۶۹۱۳۔

۱۰۷۱۔ ابن أبی شیبة ص۹۷ ج۲ ح۶۹۱۲، دارقطنی ص۳۲ ج۲۔

۱۰۷۲۔ دارقطنی ص۳۲ ج۲۔

۱۰۷۳۔ الکامل ص۱۰۳۹ ج۳۔

نہایۃ الاغتباط ص۱۲۳) دوسرا راوی نہشل کذاب ہے (میزان ص۲۷۵ ج۴)۔

(۱۰۷۴) الوتر يقضي ولو الى سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

وتر کی قضاء دی جائے خواہ سال گزرنے کے بعد ہو۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۰۷۵) الوتر في السفر سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

سفر میں وتر سنت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

صلوة التراويح

(۱۰۷۶) خلفاء نے تراویح پر ہمیشگی کی۔☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۷۷) كان يصلي في شهر رمضان عشرين ركعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رمضان میں بیس رکعت نماز پڑھتے تھے۔☆

منکر باطل ہے (راوی ابراہیم بن عثمان ثقہ نہیں (ابن معین) ضعیف ہے (احمد) اس سے سکوت ہے (سخت مجروح ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں اس کی یہ روایت منکر ہے (میزان ص۴۰ ج۱) من گھڑت ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۲۳۶ ج۱) بخاری اور مسلم کی متفق گیارہ رکعت والی حدیث کے خلاف ہے (نصب الرایہ ص۱۵۳ ج۲ ودرایہ ص۲۰۳ ج۱)

(۱۰۷۸) فصلى اربع و عشرين ركعة و اوتر بثلاث (جابر رضی اللہ عنہ)

۱۰۷٤۔ كنز العمال ص۴۰۸ ج۷، ديلمی ص۱٤۳ ج۵ ح۷٤۳۸۔

۱۰۷۵۔ تاريخ بغداد ص۳۷ ج۱۰۔

۱۰۷٦۔ هداية ص۱۵۱ ج۱۔

۱۰۷۷۔ بيهقی ص٤۹٦ ج۲، أرواء الغليل ص۱۹۰ ج۲، تاريخ بغداد ص۱۱۳ ج٦، ص٤۵ ج۱۲، ضعيفة ص۳۵ ج۲، نصب الراية ص۱۵۳ ج۲، دراية ص۲۰۳ ج۱، طبرانی أوسط ص٤٤٤ ج۱ ح۸۰۲۔

۱۰۷۸۔ ضعيفة ص۳٦ ج۲۔

چوبیس رکعت اور تین وتر پڑھے۔☆

من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے دو راوی مجہول ہیں اور دو متہم بالکذب ہیں جن میں ایک راوی محمد بن حمید رازی ہے (میزان ص۵۳۰ ج۳) اور دوسرا راوی محمد کا استاذ عمر بن ہارون کذاب خبیث ہے (میزان ص۲۲۸ ج۳)

(۱۰۷۹) کان الناس فی زمن عمر یقومون فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة (یزید بن رومان رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں تیئس (۲۳) رکعتوں کا قیام کرتے تھے۔☆

منقطع ہے یزید نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا (نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲)

(۱۰۸۰) امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة (علی رضی اللہ عنہ موقوفا)

حضرت علی نے حکم دیا کہ امام لوگوں کو پانچ ترویحے بیس (۲۰) رکعت پڑھائیں۔☆

ضعیف ہے راوی ابو الحسناء مجہول ہے (تحفۃ الاحوذی ص۷۴ ج۲) اور اس کا شاگرد ابو سعد بقال متروک اور مدلس ہے (داستان حنفیہ ص۱۳۹) اس کی سند میں ضعف ہے (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

(۱۰۸۱) دعا القراء فی رمضان فامرھم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة رضی اللہ عنہ (علی رضی اللہ عنہ مرقوفاً)

حضرت علی نے قاریوں کو بلایا اور ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔☆ضعیف ہے ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے (ابن معین ونسائی) اس میں نظر ہے قابل حجت نہیں (بخاری) اس کی اکثر روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ تحفۃ الاحوذی ص۷۵ ج۲) اس کا استاذ عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص۲۳۹)

(۱۰۸۲) ان عمر امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعة (یحی بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ)

۱۰۷۹۔ نصب الرایة ص۱۵٤ ج۲، بیهقی ص٤۹٦ ج۲، درایة ص۲۰۳ ج۱، مؤطا امام مالك ص۹۱۔

۱۰۸۰۔ بیهقی ص٤۹۷ ج۲۔

۱۰۸۱۔ موطا ص۷۱، بیهقی ص٤۹٦ ج۲۔

۱۰۸۲۔ ابن أبی شیبة ص۱٦۳ ج۲ ح۷٦۸۲۔

حضرت عمر نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ بیس رکعت پڑھائے۔☆
منقطع ہے یحیی نے حضرت عمر کونہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص۷۵ ج۲)

(۱۰۸۳) کان ابی یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة (عبد العزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ)

حضرت ابی رضی اللہ عنہ لوگوں کو مدینہ منورہ میں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔☆
منقطع ہے راوی عبدالعزیز بن رفیع نے حضرت ابی بن کعب کونہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج۲)
حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ وہ گیارہ رکعت پڑھاتے تھے۔

(۱۰۸٤) کانوا یقومون علی عهد عمر فی شهر رمضان بعشرین رکعة (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔☆
شاذ ہے راوی یزید بن خصیفہ ثقہ ہے مگر جب اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو اس کی روایت شاذ ہوتی ہے امام احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (تہذیب ص۳٤۰ ج۱۱) حالانکہ امام احمد نے انہیں ثقہ بھی کہا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ متفرد ہو یا اپنے سے ثقہ کی مخالفت کرے تو اس وقت یہ منکر الحدیث ہوتا ہے اس نے محمد بن یوسف کی مخالفت کی ہے جن کی روایات میں گیارہ کا ذکر ہے جو اس سے ثقہ ثبت ہے لہذا اس مخالفت کی وجہ سے مذکورہ روایت شاذ ہے۔

(۱۰۸۵) کنا نقوم فی زمان عمر بعشرین رکعة والوتر (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

ہم حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔☆
ضعیف ہے راوی ابوعثمان بصری نا معلوم ہے (تحفہ ص۷۵ ج۱)

(۱۰۸٦) انهم کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة و علی عهد عثمان

۱۰۸۳۔ ابن أبی شیبة ص۱٦۳ ج۲ ح۷٦۸٤۔

۱۰۸٤۔ بیهقی ص٤۹٦ ج۲۔

۱۰۸۵۔ بیهقی ص٤۹۷ ج۲۔

۱۰۸٦۔ آثار السنن ص۲۵۲، تحفة الأحوذی ص۷۲ ج۲۔

وعلی مثله (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔ ☆

مدرج ہے بعض حضرات نے مذکورہ روایت کی نسبت بیہقی کی طرف کی ہے جو غلط ہے علامہ نیموی حنفی اور امام عبدالرحمٰن مبارکفوری فرماتے ہیں عہد عثمان اور علی کے الفاظ مدرج ہیں جو امام بیہقی کی تصانیف میں نہیں پائے جاتے (آثار السنن ص۲۵۲ وتحفہ ص۷۲ ج۲)

حضرت عمر کے عہد کے الفاظ والی روایت بھی ضعیف ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

نوٹ: بیس رکعات کے متعلقہ ایک بھی نہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے اور نہ ہی کسی ایک صحابی سے پھر بیس رکعت پر اجماع کا دعویٰ بھی سراسر باطل ہے کیونکہ بیس رکعت تراویح کا وجود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں قطعاً نہ تھا اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ سے قیام رمضان گیارہ رکعت ثابت ہیں (بخاری و مسلم) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی اور تمیم داری کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (مؤطا) ان دونوں نے گیارہ رکعت پڑھائیں اور لوگوں نے گیارہ رکعتیں پڑھیں ابن ابی شیبہ ص؟ و اثار السنن ص ۲۵۰)

(۱۰۸۷) ان عمر رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لھم عشرین رکعة (حسن بصری رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا وہ ان کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ ☆

منقطع ہے حسن بصری کی حضرت عمر سے ملاقات نہیں حسن حضرت عمر کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص۲۶۴ ج۲) پھر حسن کثیر الارسال اور مدلس ہیں جب معنعن روایت کریں تو قابل حجت نہیں۔

نوٹ: ابو داؤد کے صحیح ترین نسخوں میں رکعت کے بجائے لیلة کا لفظ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کو بیس رات نماز پڑھاتے تھے رکعة کا لفظ پاک و ہند میں طبع ہونے والے بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے جو تصحیف یا تحریف ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔

۱۰۸۷۔ أبو داؤد ح۱٤۲۹ باب القنوت فی الوتر۔

۱۴- کتاب الجمعة

(۱۰۸۸) سمیت الجمعة لأن آدم جمع فیها خلقه (سلمان رضی اللہ عنہ)

جمعہ کو اس لئے جمعہ کہتے ہیں کہ آدم کی اس دن پیدائش مکمل ہو گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ابی امیہ میں جہالت ہے۔

(۱۰۸۹) اے لوگو! اللہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے جو شخص بے رغبتی کی وجہ سے جمعہ چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو اکٹھا نہ کرے۔ اور نہ اس کے امر میں برکت کرے۔ اور جو جمعہ کو بغیر عذر کے ترک کرے نہ اس کی نماز قبول ہے اور نہ زکوۃ، نہ حج، نہ جہاد، نہ صدقہ اور نہ روزہ اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے (ابو ہریرہ) سخت ضعیف ہے راوی خالد بن عبدالدائم مصری ایسی منکر حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں انتہائی درجہ کمزور متون کو مشہور اسناد کے ساتھ چسپاں کر دیتا تھا (بطور مثال) اسی روایت کو پیش کیا ہے۔ (کتاب المجروحین ص۲۸۰ ج۱) اور اس کا شاگرد زکریا بن یحیٰ حدیثیں وضع کرتا تھا (العلل المتناهية ص۴۶۰ ج۱) ابن ماجہ نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد العدوی عن علی بن زید کے طریق سے روایت کیا ہے علی بن زید ضعیف ہے۔ اور عدوی متروک ہے وکیع نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں ابن عبدالبر اور ابن حجر فرماتے ہیں واہی الحدیث ہے (ارواء الغلیل ص۵۲ ج۳)

اس روایت کی تیسری سند بقیہ بن ولید عن حمزہ عن علی بن زید کے طریق سے ہے بقیہ اور علی دونوں ضعیف ہیں اور ان کے علاوہ مجہول راوی بھی ہیں (ارواء الغلیل ص۵۲ ج۳)

(۱۰۹۰) الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ حضرت ابو سعد سے بھی مروی ہے اس کی سند بھی سخت ضعیف ہے راوی عطیہ اور اس کا شاگرد فضیل بن مرزوق دونوں ضعیف ہیں اور فضیل کا شاگرد موسیٰ بن عطیہ باہلی نا

۱۰۸۸۔ مشكاة ص۴۳۱ ج۱۔

۱۰۸۹۔ كتاب المجروحين ص۲۸۰ ج۱، علل المتناهية ص۴۶۰ ج۱، ارواء الغليل ص۵۳ ج۳۔

۱۰۹۰۔ أرواء الغليل ص۵۳ ج۳، طبراني أوسط ص۱۲۰ ج۸، ح۷۲۴۲۔

معلوم ہے ابو حاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (ارواء الغلیل ص۵۴ ج۳)

(۱۰۹۱) من ترك جمعة من غير عذر فليتصدق بدينار فان لم يجد فنصف دينار (سمرہ رضی اللہ عنہ)

جو بغیر عذر کے جمعہ چھوڑتا ہے وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر وہ ایک دینار نہیں پاتا تو آدھا دینار صدقہ کرے۔☆

منقطع ہے راوی قدامہ بن وبرہ کا سماع حضرت سمرہ سے نہیں (بخاری) ابو العلاء نے یہ حدیث عن قتادۃ عن قدامہ سے مرسل روایت کی ہے اور اس میں دینار کے بدلے ایک درھم یا نصف صاع صدقہ کرے کے الفاظ ہیں۔ (العلل المتناھیۃ ص۴۷۱ ج۱)

(۱۰۹۲) من فاتته صلوة الجمعة فليصدق بدينار (عائشة رضی اللہ عنہا)

جس سے جمعہ کی نماز فوت ہو جائے وہ ایک دینار صدقہ کرے۔☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن عمر بن غالب کذاب ہے (ابن ابی الفوارس☆ العلل المتناھیۃ ص۴۷۱ ج۱)

(۱۰۹۳) الجمعة حج المساكين (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ مسکینوں کا حج ہے پہلی والی حدیث ہے فرق صرف فقیر کی بجائے مسکین کے لفظ کا ہے اس کا راوی بھی مقاتل کذاب ہے۔ (میزان ص۲۹۰ ج۳)

(۱۰۹۴) الجمعة حج فقرائها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جمعہ فقیروں کا حج ہے۔☆

۱۰۹۱۔ أبو داود ح۱۰۵۳ باب كفارة من ترك، مسند أحمد ص۸ج۵، بيهقی ص۲۴۸ج۳، طبرانی كبير ص۲۱۹ج۷ ص۲۳۵ ح۶۹۷۹، تاريخ الكبير البخاری ص۱۷۶ج۴، علل المتناهية ص۴۲۰ج۱، ابن ماجة ح۱۱۲۸ باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، نسائی ح۱۳۷۳ باب كفارة من ترك الجمعة غير عذر.

۱۰۹۲۔تاريخ بغداد ص۱۵ج۷، حلية الأولياء ص۲۶۹ج۷ ،العلل المتناهية ص۴۷۰ج۱۔

۱۰۹۳۔ اتحاف ص۱۹۲ج۹، كنز العمال ص۷۰۷ج۷، المغنی عن حمل الاسفار ص۱۳۳ج۴، تاريخ اصفهان ص۱۹۰ج۲، تذكرة الموضوعات ص۱۱۴، كشف الخفاء ص۲۳۴ج۱، فوائد المجموعة ص۴۳۷، ضعيفة ص۲۲۴ج۱۔

۱۰۹۴ — كتاب المجروحين ص۹۰ج۳، كشف الخفاء ص۳۴ج۱، الفوائد المجموعة ص۴۳۷۔

من گھڑت ہے راوی ہشام بن عبید اللہ رازی قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۹۰ ج۳)
اور اس کا شاگرد عبداللہ بن یزید تحمش واضع الحدیث ہے (دار قطني ☆ میزان ص۵۲۷ ج۲) یہ حدیث
باطل ہے اس کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان) یہ جھوٹ ہے اور اس کے وضع کا بوجھ تحمش پر ہے جو حدیثیں
وضع کرتا تھا (دار قطني ☆ اللآلی المصنوعہ ص۲۸ ج۲)

(۱۰۹۵) اذا سلمت الجمعة سلمت الايام فاذا سلم رمضان سلمت السنة (عائشہ رضی اللہ عنہا)
جب جمعہ کا دن محفوظ ہو تو تمام دن محفوظ ہوتے ہیں اور جب رمضان محفوظ ہو تو پورا سال محفوظ رہتا ہے☆
من گھڑت ہے روای عبد العزیز بن ابان کذاب خبیث ہے جس نے من گھڑت روایت کی ہیں (ابن
معین ☆ میزان ص۶۲۲ ج۲)

(۱۰۹۶) الا اخبر كم بافضل الملائكة جبريل وافضل النبيين آدم و افضل الايام
يوم الجمعة الحديث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
کیا میں تمہیں فرشتوں میں سے بہتر فرشتہ کی خبر نہ دوں وہ جبریل ہیں اور نبیوں میں افضل آدم ہیں اور
دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔☆
اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی ابو ہرمز ضعیف ہے (احمد) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) ثقہ
نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۲۴۳ ج۴)

(۱۰۹۷) ليلة الجمعة ليلة غرة ويوم ازهر (انس رضی اللہ عنہ)
جمعہ کی رات اور دن روشن ہے۔☆
ضعیف ہے راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ المغنی فی الضعفاء ص۲۳۶ ج۱ و مجمع
الزوائد ص۱۶۵ ج۲)

۱۰۹۵- تذكرة الموضوعات ص۷۰، در منثور ص۱۸۸ج۱، حلية الأولياء ص۱٤۰ج۷، تنزيه ص۱۵۵ج۲، كشف الخفاء ص۹۱ج۱، الفوائد المجموعة ص۹۳۔

۱۰۹٦- طبراني كبير ص۱۲۹ج۱۱ ح۱۱۳٦۱، در منثور ص۹۲ج۱، كنز العمال ص۳٤٦ج۱۲۔

۱۰۹۷- كشف الاستار ح٦۱٦، مجمع ص۱٦۵ج۲۔

(۱۰۹۸) ان یوم الجمعة ولیلة الجمعة اربع و عشرون ساعة لیس فیها ساعة الا ولله فیها ستمائة عتیق من النار کلهم قد استوجب النار (انس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا دن اور رات چوبیں گھنٹے کا ہے اس کے ہر ایک گھنٹے میں اللہ تعالیٰ چھ سو ایسے آدمی آگ سے آزاد کرتا ہے جن تمام پر آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی عبد الصمد بن ابی خداش اور اس کا استاذ عوام بصری کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۱۶۵ ج ۲) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو میمون شیخ من اہل البصرۃ مجہول ہے ایک تیسری سند بھی ہے جس کا راوی ازور بن غالب منکر الحدیث ہے ایسی روایات لاتا ہے جو قابل متحمل نہیں ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۶۵ ج ۱) ثقہ راویوں سے منکر روایات کرتا تھا۔ خطأ کرتا تھا مگر اسے علم نہیں ہوتا تھا جب یہ متفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ روایت کا متن باطل ہے جس کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۷۸ ج ۱)

(۱۰۹۸ اب) ایک لمبی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ میں ایک لاکھ موحدین کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کو ابو محمد قاص نے وضع کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سند کے دو راوی خلیل اور اس کا باپ عبید اللہ عبدی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲)

(۱۰۹۹) فضل الجمعة فی شهر رمضان علی سائر الجمع کفضل رمضان علی سائر الشهو (جابر رضی اللہ عنہ)

رمضان میں جمعہ کی فضیلت باقی جمعوں پر ایسے ہے جیسا کہ رمضان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ہے۔☆

من گھڑت ہے ایک راوی ہارون بن زیاد کی حدیث باطل ہے (ذہبی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اور دوسرا راوی عمر بن موسیٰ رجبی حدیث وضع کرتا تھا۔ (فیض القدیر ص ۴۳۰ ج ۴)

۱۰۹۸ (الف)– أبویعلی ص۳۸٤ ج۳ ح۳٤۲۲، العلل المتناهیة ص٤٦٦ ج۱۔

۱۰۹۸ (ب)– کتاب الموضوعات ص۳۱ ج۲، کتاب المجروحین ص۱۷۸ ج۱، اللالی ص۲۵ ج۲، تنزیه ص۸۱ ج۲۔

۱۰۹۹– دیلمی ص۱۵۰ ج۳ ح٤۲۳۵۔

غسل و صفائی

(۱۱۰۰) الغسل فی هذه الایام واجب یوم الجمعة و یوم الفطر و یوم النحر و یوم عرفة (ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ)

جمع عیدین، اور یوم عرفہ میں غسل واجب ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یحیی بن عبدالحمید حمانی کو امام احمد نے ثقہ کہا ہے ابن معین فرماتے ہیں علانیہ جھوٹ بولتا تھا زیادہ کہتے ہیں اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۴)

(۱۱۰۱) الغسل یوم الجمعة سنة (ابن مسعود رض)

جمعہ کا غسل سنت ہے۔☆

ضعیف ہے راوی ابو بحر بکراوی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۸۳ ج ۲)

(۱۱۰۲) الغسل یوم الجمعة لیسل الخطایا من اصول الشعر استلالا (ابو امامہ رض)

جمعہ کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہوں کو نکال دیتا ہے۔☆

منکر ہے راوی ابو فاطمہ مسکین بن عبداللہ ضعیف ہے۔ (لسان ص ۲۹ ج ٦) نیز حسن بصری مدلس ہیں امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔ (علل الحدیث ص ۲۱۰ ج ۱)

(۱۱۰۳) الغسل یوم الجمعة کفارة و المشئی الی الجمعة کفارة (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل (گناہوں کا) کفارہ ہے اور جمعہ کے لئے جانا بھی کفارہ ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے (بخاری و ابن حبان ☆ مجمع ص ۱۷۴ ج ۲)

(۱۱۰۴) جو شخص جمعہ کے روز غسل جنابت کے علاوہ صرف نیت اور ثواب کے لئے غسل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے قیامت کے دن نور لکھ دے گا۔ (یہ روایت بہت لمبی ہے جو تقریباً دو صفحات پر پھیلی

۱۱۰۰– طبرانی کبیر ص۲۱۲ ج۱۰ ح۱۰۵۰۱، حلیة الأولیاء ص۱۷۸ ج٤.

۱۱۰۲– علل الحدیث ۲۱۰ ج۱.

۱۱۰۳– طبرانی أوسط ص۲۳۷ ج٤ ح۳٤۲۱، العلل المتناهیة ص٤٦٤ ج۱.

۱۱۰٤– کتاب الموضوعات ص۲۹ ج۲، اللالی ص۲٤ ج۲، تنزیه ص۸۱ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۵.

ہوئی ہے اس کے آخر میں ہے) اس کے لئے دار السلام میں اللہ کے پڑوس میں ہمیشگی ہوگی (ابو ہریرہ)

من گھڑت ہے ایک راوی بشیر بن زاذان ضعیف ہے (دارقطنی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) متہم ہے (ابن جوزی ☆ میزان ص ۳۲۸ ج ۱) اس پر نور نہیں غیر ثقہ ضعیف ہے (الکامل ص ۲۵۳) اس کی روایت پر وہم غالب ہے اور اس سے احتجاج باطل ہے (کتاب المجروحین ص ۱۹۲ ج ۱) تیسرا راوی عمر بن صبح متہم بالوضع ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۹) یہ اس لائق ہے کہ وضع کی نسبت اس کی طرف کی جائے۔ (کتاب الموضوعات ص ۲۹)

(۱۱۰۵) غسل یوم الجمعة واجب کوجوب غسل الجنابة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل جنابت کے غسل کی طرح واجب ہے۔☆

من گھڑت ہے (ضعیف ہے الجامع ص ۵۷۵)

(۱۱۰۶) اغتسلوا یوم الجمعة ولو کاس بدینار (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

تم جمعہ کے روز غسل کرو خواہ پانی کا ایک پیالہ ایک دینار کے عوض لینا پڑے۔☆

مرفوعاً من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حبان ساقط اور زائغ ہے جس کی روایت قابل حجت نہیں (کتاب الموضوعات ص ۲۹ ج ۲)

نوٹ: ابراہیم بن حبان دراصل ابراہیم بن براء نضر بن انس کی اولاد میں سے تھا ابن عدی کہتے ہیں سخت ضعیف ہے جو باطل حدیثیں روایت کرتا تھا عقیلی فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (میزان ص ۲۲ ج ۱)

(۱۱۰۷) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے موقوف بھی مروی ہے جو زیاد بن عبد اللہ نمیری کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۸۸ ج ۱)

(۱۱۰۸) من توضا یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل (سمرة رضی اللہ عنہ)

۱۱۰۵ – دیلمی ص۱۲۷ ج۳ ح۴۱۴۷.

۱۱۰۶ – کتاب الموضوعات ص۲۹ ج۲، اللآلی ص۲۶ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۵، تنزیہ ص۱۰۴ ج۲.

۱۱۰۷ – ابن أبی شیبة ص۴۳۴ ج۱ ح۵۰۰۴.

۱۱۰۸ – ابن ماجة ح۱۶۹۱ باب ما جاء فی الرخصة فی ذالك، نسائی ح۱۳۸۱، باب الرخصة فی ترك

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسن بصری مدلس ہے۔

(۱۱۰۹) یہی حدیث حسن نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا راوی ابو بکر ہزلی ضعیف ہے اور اس کو وہم ہو گیا ہے۔

(۱۱۱۰) اور اسی طرح حسن عن جابر سے بھی مروی ہے مگر وہ بھی نام میں وہم ہے (التلخیص الحبیر ص ٦٧ ج ٢)

(۱۱۱۱) من توضأ يوم الجمعة فبها و نعمت يجزى عنه الفريضة و من اغتسل فالغسل افضل (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور اس سے فرض کفایت کر جائے گا اور جو غسل کرے بس غسل بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی اور اس کا استاذ یزید بن ابان رقاشی دونوں ضعیف ہیں۔ (تقریب ص ٣٨١ و ص ٣٥)

(۱۱۱۲) من قص اظفاره واحد من شاربه كل يوم الجمعة ادخل الله فيه شفاء و اخرج منه داءً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

الغسل يوم الجمعة، ترمذى ح٤٩٧، باب ما جاء فى الوضوء يوم الجمعة، بيهقى ص٤٩٥ ص٤٩٦ ج١، ص١٩٠ ج٣، أبوداود ح٣٥٤ باب الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة، مسند أحمد ص١٥ ص١٦ ص٢٢ ج٥، تلخيص ص٦٧ ج٢، نصب الراية ص٨٨ ج١، شرح السنة ص١٦٤ ج٢، مجمع الزوائد ص١٧٥ ج٢، قرطبى ص١٠٦ ج١٨، معانى الآثار ص١١٩ ج١، تاريخ بغداد ص٣٥٢ ج٢، حلية الأولياء ص٣٠٧ ج٦، طبرانى كبير ص١٩٩ ج٧، عقيلى ص١٦٧ ج٢، كشف الخفاء ص؟؟ ج؟، اتحاف ص٢٤٦ ج٣۔

١١٠٩ — تلخيص ص٦٧ ج٢۔

١١١٠ — كشف الاستار ح٦٢٩، مجمع ص١٧٥ ج٢، تلخيص ص٦٧ ج٢۔

١١١١ — ابن ماجة ح١٠٩١ باب ما جاء فى الرخصة فى ذلك، مجمع ص١٧٥ ج٢، كشف الاستار ح٦٢٨۔

١١١٢ — العلل المتناهية ص٤٦٤ ج١۔

جو جمعہ کے روز اپنے ناخن اور لبیں کاٹے اللہ اس میں شفاء داخل کرے گا اور بیماری نکال دے گا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی صالح بن بیان متروک ہے (میزان ص ۲۹۰ ج ۲)

(۱۱۱۳) مثل المومن یوم الجمعة كمثل المحرم لا یاخذ من شعره ولا من اظفاره حتی یقضی الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے دن مومن کی مثال احرام باندھنے والے کی طرح ہے وہ نماز کی ادائیگی سے پہلے نہ تو بال کاٹے اور نہ ہی ناخن کاٹے۔ ☆

ضعیف ہے اس روایت کا ایک جعفر بن محمد جشمی کا ترجمہ نا معلوم ہے اور دوسرا راوی عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی منکر الحدیث نا قابل حجت ہے۔ اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (لسان ص ۲۲ ج ۴)

سنگی لگوانا

(۱۱۱٤) فی الجمعة ساعة لا یوافقها رجل یحتجم فیها الامات (حسین)

جمعہ میں ایک گھڑی ہے جو اس میں سنگی لگواتا ہے مر جاتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی یحیی بن العلاء کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (میزان ص ۳۹۷ ج ۴)

حجامت بنوانا

(۱۱۱۵) كان یقلم اظفاره یوم الجمعة ویقص شاربه قبل ان یخرج الی الصلوة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ جمعہ کے روز نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ناخن اور لبیں کاٹتے تھے۔ ☆

منکر ہے راوی ابراہیم بن قدامہ جمحی مشہور نہیں اور نہ ہی اس کی متابعت ہے اور جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (بزار ☆ تلخیص الحبیر ص ٦٩ ج ۲)

غیر معروف ہے اور حدیث منکر ہے۔ (میزان ص ۵۳ ج ۱)

۱۱۱۳ — العلل المتناهیة ص٤٦٥ ج١، تاریخ بغداد ص٤٦٣ ج١٢، كنز العمال ص٧٤١ ج٧۔

۱۱۱٤ — تذكرة الموضوعات ص٢٠٩، میزان ص٣٩٧ ج٤۔

۱۱۱۵ — طبرانی أوسط ص٤٦٦ ج١ ح٨٤٦، كنز العمال ص١٢٧ ج٧، تلخیص ص٦٩ ج٢۔

پگڑی باندھنا

(۱۱۱٦) جمعة بعمامة افضل من سبعين بلا عمامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جمعہ پگڑی کے ساتھ بہتر ہے ستر جمعوں سے جو بغیر پگڑیوں کے ہوں۔☆

دیلمی نے اسے ذکر کیا ہے راقم کو سند نہیں ملی۔ یہ روایت قدرے تفصیل سے ابن عمر سے ہی مروی ہے اس میں مجہول راوی ہے اور یہ روایت منکر موضوع ہے (ابن حجر ☆ تعلیق بر فردوس ص۱۷۴ ج۲)

(۱۱۱۷) ان لله ملائكة يوم الجمعة يستغفرون لا صحاب العمائم البيض (انس رضی اللہ عنہ)

کچھ ایسے فرشتے ہیں جو جمعہ کے روز سفید پگڑی باندھنے والوں کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی یحیی بن شبیب قابل حجت نہیں (ابن حبان) اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں (خطیب بغدادی) اور روایت من گھڑت ہے (میزان ص۳۸۵ ج۴)

(۱۱۱۸) ان الله و ملائكته يصلون على اصحاب العمائم يوم الجمعة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کے روز پگڑی باندھتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی ایوب بن مدرک متروک ہے (ابو حاتم ونسائی) کذاب ہے۔ (ابن معین) اس نے مکحول سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا تک نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۲۹۳ ج۱) یہ حدیث بھی ایوب نے مکحول سے روایت کی ہے۔

۱۱۱٦ – دیلمی ص۱۷٤ ج۲ ح۲۳۹۳، تذکرة الموضوعات ص۱۰٦۔

۱۱۱۷ – تاریخ بغداد ص۲۰۷ ج۱٤، میزان ص۳۸۵ ج٤، لسان ص۲٦۲ ج٦۔

۱۱۱۸ – الكامل ص۳٤۰ ج۱، حلية الأولياء ص۱۹۰ ج٥، میزان ص۲۹۳ ج۱، عقیلی ص۱۱٥ ج۱، کتاب الموضوعات ص۳۰ ج۲، احياء العلوم ص۲٤۰ ج۱، المغنی عن حمل الاسفار ص۱۳۳ ج۱۔

خوشبو کا اہتمام

(۱۱۱۹) ان عمر کان یجمر مسجد رسول ﷺ کل جمعة (ابن عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت عمر ہر جمعہ کو مسجد نبوی میں خوشبو کا اہتمام کرتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے (تقریب ص۱۸۲)

دیہات میں جمعہ

(۱۱۲۰) لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الافی مصر جامع (علی مرفوعاً)

جمعہ، تشریق، عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہے۔ ☆

مرفوعاً من گھڑت ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔ دراصل یہ حضرت علی کا قول یعنی موقوف روایت ہے نبی ﷺ سے مرفوعا کچھ ثابت نہیں (نصب الرایہ ص ۱۹۵ ج ۲)

جمعہ کس پر؟

(۱۱۲۱) الجمعة علی من اواه اللیل الی أهله (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر فرض ہے جو اپنے اہل میں رات گزارے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) اس کا استاد معارک بن عباد بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۱) اور اس کا استاذ عبد اللہ بن سعید المقبر ی متروک ہے (تقریب ص ۱۷۵ ☆ دیکھئے نمبر ۱۵۲)

۱۱۱۹— أبویعلی ص۱۲۱ ج۱ ح۱۸۵۔

۱۱۲۰— هدایة ص۱۶۸ ج۱، نصب الرایة ص۱۹۵ ج۲، درایة ص۲۱٤ ج۱۔

۱۱۲۱— ترمذی ح۵۰۱، ۵۰۲ باب ما جاء من کم یؤتی الی الجمعة، شرح السنة ص۲۲۱ ج٤، تاریخ اصفهان ص۱٤۰، العلل المتناهیة ص٤٦۰ ج۱۔

(۱۱۲۲) الجمعة واجبة علی کل قریة وان لم یکن فیها الا اربعة (ام عبداللہ دوسیہ رضی اللہ عنہا)

جمعہ ہر بستی پر واجب ہے خواہ اس میں چار افراد ہی ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی معاویہ بن سعید تجیبی اور ولید بن محمد اور حکم بن عبداللہ تینوں ہی متروک ہیں اور ایک تالف ہے (ذہبی) ضعیف اور منقطع ہے اور اس کی سند سخت کمزور ہے (فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳) من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۳۹۴)

(۱۱۲۳) الجمعة واجبة الا علی امرة اوصبی او مریض او عبد او مسافر (تمیم الداری رضی اللہ عنہ)

جمعہ واجب ہے سوائے عورت، بچے، بیمار، غلام اور مسافر کے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابوعبداللہ شامی مجہول ہے (ابن القطان) اس کی متابعت نہیں (بخاری) کذاب ساقط ہے (ازدی ☆ فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳)

(۱۱۲۴) الجمعة علی من سمع النداء (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر ہے جس نے اذان سنی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابوسلمہ بن نبیہ اور اس کا استاد عبداللہ بن ہارون دونوں مجہول ہیں (تقریب ص ۴۰۹ و ص ۱۹۴) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی زہیر بن محمد خراسانی کثیر الخطاء ہے (تقریب ص ۱۰۹) اس کا شاگرد ولید بن مسلم بڑی کثرت سے تدلیس کرتا اور تدلیس تسویہ کا قائل تھا (تقریب ص ۳۷۱)

(۱۱۲۵) الجمعة علی من کان بمدی الصوت (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر ہے جس تک آواز پہنچے۔ ☆

باطل ہے راوی محمد بن فضل بن عطیہ متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کذب کی ہے

۱۱۲۲ــ بیهقی ص۱۹۷ج۳، دارقطنی ص۷ ص۹ج۲، الکامل ص۶۲۱ج۲، نصب الرایة ص۱۷۹ج۲، کنز العمال ص۷۲۳ج۷.

۱۱۲۳ــ طبرانی کبیر ص۵۱ج۲ ح۱۲۵۷، عقیلی ص۲۲۲ج۲، بیهقی ص۱۸۳ج۳.

۱۱۲۴ــ حلیة الأولیاء ص۱۰۴ج۷، أبوداود ح۱۰۵۶، شرح السنة ص۲۲۲ج۴، دارقطنی ص۶ج۲.

۱۱۲۵ــ دارقطنی ص۶ج۲.

(التعلیق المغنی ص ٦ ج ٢)

(١١٢٦) امرنا النبی ﷺ ان تشهد الجمعة من قباء (عن رجل عن ابیه)۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم جمعہ کے لئے قباء سے حاضر ہوں۔☆

ضعیف ہے رجل مجہول ہے ثویر بن ابی فاختہ ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے ثوری فرماتے ہیں کذب کا رکن تھا امام بخاری فرماتے ہیں اسکو یحیی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا تھا (تحفۃ الاحوذی ص ٣١ ج ٣)

جمعہ کے لئے جانا

(١١٢٧) مثل الجمعة مثل قوم غشوا ملكا فنحر لهم الجزار ثم جاء قوم فنحر لهم البقر ثم جاء القوم فذبح لهم الغنم ثم جاء قوم فذبح لهم الدجاجة ثم جاء قوم فذبح لهم العصافير (واثله رضی اللہ عنہ)

جمعہ کی مثال اس قوم کی ہے جو بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا، پھر ایک قوم آ گئی بادشاہ نے ان کے لئے گائے ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے بکری ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے مرغی ذبح کی پھر ایک قوم آ گئی تو ان کے لئے چڑیاں ذبح کیں۔☆

من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے اس کو گھڑا ہے اس نے اپنی سند کے ساتھ کئی حدیثیں گھڑی ہیں ذہبی فرماتے ہیں اس نے مکحول سے سو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو تمام کا تمام من گھڑت اور یہ روایت بھی اس نسخہ کی ہے۔ (میزان ص ٣٢٢ ج ١)

(١١٢٨) الذی يتخطى رقاب الناس يوم الجمعة ويفرق بين اثنين بعد خروج الامام كالجار قصبه فی النار (ارقم رضی اللہ عنہ)

وہ شخص جو جمعہ کے دن لوگوں کے گردنیں پھاندتا ہے اور امام کے مسجد میں آنے کے بعد دو کے درمیان

١١٢٦ــ ترمذی کتاب الجمعة ح ٥٠١

١١٢٧ــ میزان ص ٣٢٢ ج ١، لسان ص ٢٨ ج ٢، کنز العمال ص ٧٤٢ ج ٧۔

١١٢٨ــ مسند أحمد ص ٤١٧ ج ٣، المستدرك ص ٥٠٤ ج ٣، طبرانی کبیر ص ٣٠٨ ج ١ ح ٩٠٨۔

تفریق ڈالتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتڑیاں آگ میں کھینچتا ہے۔☆
سخت ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (مجمع ص ۱۷۹ ج ۲) متروک ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابو داؤد) اس میں کلام ہے (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۹۸ ج ۴)

(۱۱۲۹) رایتك تخطی رقاب الناس وتوذیهم من اذی مسلما فقد اذانی و من آذانی فقد آذی الله (انس رضی اللہ عنہ)
میں نے دیکھا ہے کہ تو لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہے اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہے جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔☆
ضعیف ہے راوی قاسم بن میسب عجلی خطاء کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب المجروحین ص ۲۱۳ ج ۲)

(۱۱۳۰) امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یتحلق یوم الجمعة قبل خروج الامام و یقبلوا علی القبلة ولا یوم العید بعد الصلوة (واثلة رضی اللہ عنہ)
ہمیں رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ جمعہ کے روز امام کے مسجد میں آنے سے پہلے حلقہ نہ بنایا جائے اور قبلہ کی طرح متوجہ ہوا جائے اور نہ ہی عید کے روز نماز پڑھنے کے بعد حلقہ بنایا جائے۔☆
من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے مکحول کے نام سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے یہ روایت بھی اس نسخہ سے ہے (مجمع ص ۱۷۸ ج ۲ ☆ دیکھئے نمبر ۱۱۲۷)

تعداد سامعین

(۱۱۳۱) مضت السنة فی کل اربعین فما فوقها جمعة (جابر رضی اللہ عنہ)

۱۱۲۹- الاتحاف ص ۲٦۱ ج ۱ و موسوعة اطراف الحدیث ص ۱۰۵ ج ۵

۱۱۳۰- طبرانی کبیر ص ٦۱ ج ۲۲ ح ۱٤۸، مسند الشامیین ح ۳۳۹۲۔

۱۱۳۱- دارقطنی ص ٤ ج ۲، بیهقی ص ۱۷۷ ج ۳، تلخیص ص ۵۵ ج ۱۔

سنت گزر چکی ہے کہ ہر چالیس یا ان سے زائد پر جمعہ ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی عبد العزیز بن عبد الرحمٰن قرشی ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (دارقطنی) قابل حجت نہیں (ابن حبان) اس کی حدیث کو پھینک دو یہ جھوٹ ہے یا من گھڑت (احمد) اس جیسی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیہقی ☆ التلخیص ص ۵۵ ج ۲)

(۱۱۳۲) اذا ابلغ اربعين رجلا فعليهم الجمعة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جب چالیس تک مردوں کی تعداد پہنچ جائے تو ان پر جمعہ ہے۔

(۱۱۳۳) لا جمعة الا باربعين (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ چالیس سے کم افراد پر نہیں ہے۔☆

ان دونوں کا کچھ اصل نہیں (تلخیص ص ۵٦ ج ۲)

(۱۱۳٤) الجمعة على خمسين رجلاً وليس على ما دون خمسين جمعة (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

پچاس آدمیوں پر جمعہ ہے اور ان سے کم پر نہیں۔☆

باطل ہے راوی جعفر بن زبیر نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص ٤٠٦ ج ۱) اور دوسرا راوی ہیاج بن بسطام متروک ہے بیہقی نے نقاش مفسر کے طریق سے روایت کی ہے وہ سخت کمزور ہے (تلخیص ص ۵٦ ج ۲)

(۱۱۳۵) اذا راح منا سبعون رجلا الى الجمعة كانوا كسبعين لموسى الذين وفدوا الى ربهم او افضل (انس رضی اللہ عنہ)

جب ہم میں سے ستر آدمی جمعہ کے لئے جائیں وہ ایسے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر آدمی تھے جو اپنے رب کی طرف وفد بن کر گئے تھے یا ان سے بھی افضل ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی احمد بن بکر بالسی ثقہ راویوں سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) حدیث

۱۱۳۲ — تلخیص ص ۵٦ ج ۲۔

۱۱۳۳ — تلخیص ص ۵٦ ج ۲۔

۱۱۳٤ — الکامل ص ۵۵۹ ج ۲۔

۱۱۳۵ — طبرانی أوسط ص ۳۷٤ ج ۸ ح ۵۷۹۸، درمنثور ص ۱۳۱ ج ۳، کنز العمال ص ۷۰۹ ج ۷۔

وضع کرتا تھا (ازدی) اس کی ایک روایت بسند صحیح موضوع ہے۔ (لسان ص ۱۴۱ ج ۱)

امام کا منبر پر بیٹھ کر سلام کہنا

(۱۱۳۶) اذا صعد المنبر توجه الى الناس فسلم عليهم ثم جلس (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

آپؐ جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سلام کہتے اور پھر بیٹھ جاتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن عبد اللہ ضعیف ہے ابن حبان کہتے ہیں جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۲۱ ج ۲ و میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(۱۱۳۷) كان اذا صعد المنبر سلم (جابر رضی اللہ عنہ)

جب آپ منبر پر تشریف لاتے تو سلام کہتے۔ ☆

واہ ہے اس کی سند میں ابن لھیعہ ضعیف اور مدلس ہے باقی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر زیلعی کہتے ہیں یہ روایت واہ ہے ابو حاتم کہتے ہیں من گھڑت ہے (نصب الرایہ ص ۲۰۵ ج ۲)

(۱۱۳۸) اذا صعد المنبر يوم الجمعة استقبل الناس بوجهه وقال السلام عليكم (عطا رضی اللہ عنہ)

جب جمعہ کے روز منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو السلام علیکم کہتے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں اور آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۴۰) لو لا المنابر لهلك الناس (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۱۱۳۶ — كتاب المجروحين ص ۱۲۱ ج ۲، ميزان ص ۳۱۶ ج ۳۔

۱۱۳۷ — ابن ماجة ح ۱۱۰۹، شرح السنة ص ۲۴۲ ج ٤، بيهقى ص ۲۰٤ ج ۳، نصب الراية ص ۲۰۵ ج ۲، كنز العمال ص ٦٤ ج ۷۔

۱۱۳۸ — مصنف عبد الرزاق ۱۹۲ ج ۳۔

۱۱۳۹ — مصنف عبد الرزاق ص ۱۹۳ ج ۳، در منثور ص ۲۲۲ ج ٦۔

۱۱٤۰ — كتاب المجروحين ص ۳۲٦ ج ۱، موضوعات كبير ص ۹۸۔

اگر منبر نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ ☆

من گھڑت ہے ابن حبان فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس کو سعید بن موسیٰ نے وضع کیا ہے یا سلیمان بن سلمہ نے یہ نہ تو حدیث رسول ہے اور نہ ابن عمر کا فرمان نافع اور مالک بن انس کی روایت ہے (کتاب المجروحین ص۳۲۶ ج۱) سلیمان بن سلمہ خیاتری ساقط ہے (میزان ص۲۰ ج۲) متہم بالوضع ہے (لسان ص۹۴ ج۳)

خطبہ کے درمیان کلام اور نماز

(۱۱۴۱) احناف کی اکثر مساجد میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے جس میں طویل قسم کے سلام ہیں وہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۱٤۲) من تكلم يوم الجمعة و امام يخطب فهو كالحمار يحمل اسفاراً والذی يقول له انصت ليس له جمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن دوران خطبہ کلام کرے وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے اور جو اس کو خاموش ہونے کو کہتا ہے اس کا جمعہ نہیں ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب ص۳۲۸)

(۱۱٤۳) اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام۔ ☆

جب امام تشریف لے آئے پھر نہ کوئی نماز ہے اور نہ کلام۔ ☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۱٤٤) خروج الامام يوم الجمعة للصلوة يعنی يقطع الصلوة و كلامه يقطع

۱۱٤۱ — طبرانی أوسط ص۳۷۳ ج٤ ح۳۶۳۲، ترغيب الترهيب ص٥٠٤ ج۱، مجمع الزوائد ص۱۷۹ ج۲۔

۱۱٤۲ — مسند أحمد ص۲۳۰ ج۱، طبرانی کبير ص۷۱ ج۱۲ ح۱۲٥۶۳، کشف الاستار ح٦٤٤۔

۱۱٤۳ — هداية ص۱۷۱ ج۱، نصب الراية ص۲۰۱ ج۲۔

۱۱٤٤ — بيهقی ص۱۶۳ ج۳، ضعيفة ص۱۲۳ ج۱۔

الکلام (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
امام کا جمعہ کے روز تشریف لانا نماز کو قطع کر دیتا ہے اور اس کا کلام (خطبہ) کلام کو قطع کر دیتا ہے۔(یعنی دوران خطبہ مقتدی نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ کلام کر سکتا ہے)☆
مرفوعاً بے اصل فحش خطا ہے دراصل سعید بن مسیب کا قول ہے جو مرفوع نہیں ہے (بیہقی ص۱۹۳ ج ۳)

کیفیت خطبہ

پاک و ہند میں احناف میں خطبہ جمعہ کا جو طریق کار رائج ہے کہ پہلے تقریر کی جائے پھر اذان کہہ کر عربی خطبہ پڑھا جائے رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ آپ ﷺ کے خطبے کا طریقہ وہی تھا جو آج اہل حدیثوں میں مروج ہے۔

(۱۱۴۵) کان اذا خطب یوم الجمعة دعا و اشار باصبعه (زهری رضی اللہ عنہ)
جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو دعا کرتے اور انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔☆
مرسل ہے اسی روایت کو قرہ بن عبد الرحمٰن نے زہری سے عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ موصول روایت کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں (بیہقی ص ۲۱۰ ج ۳) قرہ صدوق ہے اور اس کی روایات منکر ہیں (تقریب ص ۲۸۲)

(۱۱۴۶) اذا خطب لا یلتفت۔☆
جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو ادھر ادھر نہ جھانکتے تھے۔☆
بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں میں نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی (تلخیص ص ۶۴ ج ۲)

مستجاب گھڑی

(۱۱۴۷) ان فی الجمعة ساعة لا یوافقها عبد مسلم یسال الله فیها خیراً الا اعطاه

۱۱۴۵ــ بیهقی ص ۲۱۰ ج ۳۔
۱۱۴۶ــ تلخیص ص ٦٤ ج ٢
۱۱۴۷ــ مجمع الزوائد ص۱٦٥ ج۲، مسند أحمد ص۱٦٤ ج۲، بیهقی ص۳ ج۹، الکامل ص۲۰۲ ج۷، در المنثور ص۲۱۷ ج٦، مسند حمیدی ح۹۸۹۔

اياه وهی بعد العصر (ابو سعيد و ابو هريرہ رضی اللہ عنہ)

بلا شعبہ جمعہ میں ایک گھڑی ہے اس گھڑی میں کوئی بھی بندہ مسلم موافقت نہیں کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ خاص اسے وہ عطاء کر دیتا ہے اور یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔☆

مرفوعاً بعد العصر کے الفاظ منکر ہیں باقی حدیث صحیح ہے راوی محمد بن ابی سلمہ انصاری مجہول ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۶۵ ج ۲)

(۱۱۴۸) ابتغوا الساعة التی ترجی فی الجمعة ما بين العصر الی غيوبة الشمس وهی قدر هذا يعنی قبضة (انس رضی اللہ عنہ)

تم جمعہ کے روز استجابت والی گھڑی کو عصر سے لیکر سورج کے غروب ہونے تک کے وقت میں تلاش کرو اور یہ مختصر سی گھڑی ہے مذکورہ متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۱۴۹) قلت ای ساعة هی قال حين يقوم الامام (ميمونه بنت سعد رضی اللہ عنہا)

میں نے پوچھا استجابت والی کونسی گھڑی ہے فرمایا جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۶۲ ج ۲) ان راویوں میں ایک راوی عبدالحمید بن یزید مجہول ہے (تقریب ص ۱۹۶)

نماز جمعہ

(۱۱۵۰) انما اقر الجمعة ركعتين من اجل الخطبة (عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً)

جمعہ کی دو رکعتیں خطبہ کی وجہ سے ہیں۔☆

اس کی سند نا معلوم ہے۔

(۱۱۵۱) انما جعل الخطبة مكان الركعتين فان لم يدرك الخطبة فليصل اربعا

۱۱۴۸ — طبرانی أوسط ص ۱۲۴ ج ۱ ح ۱۳۶۔

۱۱۴۹ — طبرانی کبير ص ۳۷ ج ۲۵، ح ۶۶۔

۱۱۵۰ — أرواء ص ۷۲ ج ۳۔

۱۱۵۱ — أرواء ص ۷۲ ج ۳۔

(عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

خطبہ دو رکعتوں کی جگہ پر ہے جس نے خطبہ کو نہیں پایا وہ چار رکعتیں پڑھے۔☆

منقطع ہے راوی یحیی بن ابی کثیر کا حضرت عمرؓ سے سماع نہیں ابو حاتم فرماتے ہیں اس نے سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی ایک صحابی کو نہیں پایا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھی صرف دیکھا ہے اور ان سے کچھ سنا نہیں۔ (کتاب المراسیل ص۲۴۴)

(۱۱۵۲) كانت الجمعة اربعا فجعلت ركعتين من اجل الخطبة فمن فاتته الخطبة فليصل اربعا (عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

جمعہ کی چار رکعتیں تھیں پھر خطبہ کی وجہ سے دو رکعتیں ہوگئیں جس سے خطبہ رہ جائے وہ چار رکعتیں پڑھے۔ منقطع ہے راوی عمرو بن شعیب کی روایت حضرت عمر سے مرسل ہے۔ (کتاب المراسیل ص۱۴۸)

(۱۱۵۳) من ادرك من الجمعة ركعة فليصل بها اخرى فان ادرك جلوسا صلى الظهر اربعا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے پس اگر امام کو تشہد میں پائے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

ضعیف ہے راوی یسین بن معاذ منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یسین کی بجائے صالح بن ابی الاخضر ضعیف ہے (ائمہ کرام ابن معین، احمد، بخاری نسائی یحیی القطان، ابو ذرعہ ابو حاتم ابن عدی اور عجلی نے ضعیف کہا ہے (التعلیق المغنی ص۱۱ ج۲)

(۱۱۵٤) من لم يدرك الركوع من الركعة الاخرى فليصل الظهر اربعا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

۱۱۵۲— أرواء ص۷۳ ج۳.

۱۱۵۳— ابن ماجة ح۱۱۲۱، باب ما جاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة، أرواء الغليل ص۸۸ ج۳، العلل المتناهية ص٤٦٩ ج۱، كامل ابن عدى ص۲٤٥ ج۱، دارقطنى ص۱۰ ص۱۱ ص۲۳ ج۲.

۱۱٥٤— دارقطنى ص۱۲ ج۲.

جس نے امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔☆
سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن ابی داؤد حرانی منکر الحدیث ہے (بخاری) قابل حجت نہیں (ابن حبان☆تعلیق المغنی ص۱۲ ج۲)

(۱۱۰۵۵) من ادرك من الجمعة ركعة فليضف اليها اخرى (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

جو نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری ملالے۔☆
ضعیف ہے اس کی مختلف اسناد ہیں ایک سند میں عبد الرزاق بن عمرو مشقی ضعیف ہے۔(مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی امام زہری سے روایات کی کتاب ضائع ہوگئی تھی اور یہ کتاب کے ضائع ہونے سے پہلے بھی ضعیف تھا۔(دارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص۱۰ ج۲) دوسری سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اس نے یہ حدیث زہری سے روایت کی ہے یحیٰ فرماتے ہیں اس نے زہری کو نہیں دیکھا۔تیسری سند کا راوی نوح بن ابی مریم معروف کذاب ہے (دیکھئے نمبر۱) چوتھی سند میں راوی عمر بن قیس ابن المعروف السندل منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کو احمد، نسائی اور دارقطنی نے ترک کر دیا تھا (التعلیق المغنی ص۱۱ ج۲) پانچویں سند میں یحیٰ بن راشد البراء ضعیف ہے اور چھٹی سند میں عبید اللہ بن تمام ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص۱۳ ج۲)

(۱۱۵۶) من ادرك ركعة من صلوة الجمعة وغيرها فليضف اليها اخرى وقد تمت صلوته (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو نماز جمعہ یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت پالیتا ہے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے تو اس کی نماز پوری ہے۔☆
ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اسے اس روایت میں وہم ہوگیا ہے اصل روایت تو حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ من ادرک من الصلوۃ رکعۃ فقد ادرکہا ہے جسے اس نے ابن عمر سے روایت کر دیا ابن حجر فرماتے ہیں صلوۃ الجمعۃ کا لفظ وہم ہے (التعلیق المغنی ص۱۲ ج۲)

۱۱۵۵— دارقطنی ص۱۰ ج۲، الکامل ص۱۶۳۷ ج٤ وص۱۹٤۷ ج٥، العلل المتناهية ص٤٦٧ ج۱۔
۱۱۵٦— دارقطنی ص۱۲ ج۲۔
۱۱۵۷— ابن ماجة ح۱۱۲۹۔

نماز جمعہ سے پہلے و بعد نوافل

(۱۱۵۷) یرکع من قبل الجمعۃ اربعا لا یفصل فی شئی منھن و اربعاً بعدھا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ خطبہ سے پہلے چار اور خطبہ کے بعد چار رکعت پڑھتے اور ان میں (سلام پھیر کر) فصل نہ کرتے۔☆

بے اصل ہے راوی حجاج بن ارطاۃ اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہے اور ایک تیسرا راوی مبشر بن عبید کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے اور اس روایت کی سند واہ ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۰۶ ج ۲)

(۱۱۵۸) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل الجمعۃ اربعاً و بعدھا اربعاً۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے۔ ضعیف ہے راوی علی بن سعید رازی میں ضعیف ہے۔ (درایہ ص ۲۱۸ ج ۱)

(۱۱۵۹) یہی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ جسکا ایک راوی عاصم بن ضمرہ ردی الحفظ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقوف اقوال کو مرفوع روایت کر دیتا تھا، اور اس کا شاگرد حسین بن عبدالرحمٰن سلمی متغیر ہے۔ (تقریب ص ۷۶) اور تیسرا راوی سلمی کا شاگرد محمد بن عبدالرحمٰن تیمی لین الحدیث ہے۔ (تقریب ص ۳۰۷)

(۱۱۶۰) کان یصلی الجمعۃ اربع رکعات وبعدھا اربع رکعات۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

ابن مسعود جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھتے تھے۔☆

منقطع ہے راوی قتادۃ کا ابن مسعود سے سماع نہیں ہے۔ (مجمع ص ۱۹۵ ج ۲)

(۱۱۶۱) کان یأمرنا ان نصلی قبل الجمعۃ اربعاً و بعدھا اربعاً۔

۱۱۵۸— طبرانی أوسط ص۵۶۸ ج۴ ح۳۹۷۱، نصب الرایۃ ص۲۰۶ ج۲، درایۃ ص۲۱۸ ج۱۔

۱۱۵۹— طبرانی أوسط ص۳۶۸ ج۲ ح۱۶۴۰۔

۱۱۶۰— طبرانی کبیر ص۳۱۰ ج۹ ح۹۵۵۵۔

۱۱۶۱— طبرانی کبیر ص۳۱۰ ج۹ ح۹۵۵۲۔

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود ہمیں جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب مختلط ہے۔ (تقریب ۲۳۹)

جمعہ کے روز تلاوت و استغفار

(۱۱۶۲) من قرأ حم الدخان فی لیلة الجمعة او یوم الجمعة بنی الله له بیتا فی الجنة۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کی رات یا دن کو سورۃ دخان کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔☆

بے اصل ہے راوی فضال بن جبیر حضرت ابو امامہ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات سے نہیں ہوتیں یہ کسی صورت میں بھی قابل احتجاج نہی ہے اور حضرت ابو امامہ سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص۲۰۴ ج۲)

(۱۱۶۳) من قرأ سورة آل عمران صلى الله عليه وملائكته حتى تغيب الشمس (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو سورۃ آل عمران پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔☆

بے اصل ہے راوی طلحہ بن زید الرقی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) سخت منکر الحدیث ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں (ابن حبان) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مدینی) اس نے چھ من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۳۳۸ ج۲)

۱۱۶۲– طبرانی کبیر ص۲٦٤ج۸ ح۸۰۲٦۔

۱۱٦۳– طبرانی أوسط ص۲۹۲ج۷ ح٦۱۵۳۔

۱۱٦٤– طبرانی أوسط ص۳٤۹ج۸ ح۷۷۱۳۔

(۱۱٦٤) من قال قبل صلوة الغداة یوم الجمعة ثلاث مرة استغفر الله الذی لا اله الا هو واتوب الیه غفرت ذنوبه وان کانت اکثر من زید البحر (انس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے روز فجر کی نماز سے پہلے تین مرتبہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو واتوب الیہ کہتا ہے تو اس کے تمام گناہ خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں معاف کر دیے جاتے ہیں۔☆

بے اصل ہے راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بالسی متہم ہے (احمد) یہ کسی بھی حالت میں قابل احتجاج نہیں ہم نے عمر بن سنان عن اسحاق بن خالد بالسی کے طریق سے سو روایات کے قریب اس سے ایک نسخہ لکھا جو مقلوب روایات پر مشتمل ہے جس کا کچھ اصل نہیں (میزان ص۶۳۱ ج۲)

صدقہ و کار خیر

(۱۱٦٥) یتصدق مما قل او کثر یوم الجمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز صدقہ کیا جائے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن نہیک منکر الحدیث ہے اور اس کا شاگرد ابو قتادہ حرانی کوئی شئی نہیں (العلل المتناھیہ ص۴۶۸ ج۱)

(۱۱٦٦) من وافق صیامه یوم الجمعة وعاد مریضا وشهد جنازة و تصدق واعتق و جبت له الجنة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز جس نے روزہ رکھا، بیمار کی تیمار داری کی، نماز جنازہ میں حاضر ہوا، صدقہ کیا اور غلام آزاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔☆

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

۱۱٦٥— بیهقی ص۲۹٥ ج٤، العلل المتناهیة ص٤٦٨ ج١۔

۱۱٦٦— اللالی ص٢٦ ج٢، کنز العمال ص٨٨٩ ج١٥۔

(۱۱۶۷) من اصبح يوم الجمعة صائما وعاد مريضا واطعم مسكينا وشيع جنازة لم يصبه ذنب اربعين سنة (جابر رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے روز روزہ رکھے، بیمار کی تیمار داری کرے، مسکین کو کھانا کھلائے۔ جنازہ کے ساتھ چلے تو چالیس سال تک اسے گناہ نہیں پہنچے گا۔ ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں من گھڑت ہے راوی عمرو بن حمزہ بصری اس کا استاذ خلیل بن مرہ اور اس کا استاذ اسماعیل بن ابراہیم کلھم ضعیف اور مجروح ہیں (کتاب الموضوعات ص۳۲ ج۲)

(۱۱۶۸) تضاعف الحسنات يوم الجمعة (ابو هريرہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز نیکیاں دوگناہ ہو جاتی ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی خالد بن آدم کذاب ہے (مجمع ص۱۶۴ ج۲)

☆☆☆☆☆☆

۱۱۶۷— الكامل ص۹۳۰ج۳، كتاب الموضوعات ص۳۲ج۲، تنزيه ص۱۰٤ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۳۷، اللالی ص۲۸ج۲، شعب الايمان ص۳۹٤ج۳ ح۳۸٦٥۔

۱۱٦۸ (أ) طبراني أوسط ص٤۳٥ج۸ ح۷۸۹۱۔

۵۱- کتاب العیدین

عید کی رات عبادت

(۱۱۶۸ب) ایک بہت لمبی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اسرافیل علیہ السلام سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر دی ہے کہ جو شخص فطر کی رات سو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے اس کے آخر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری امت کے مرد اور عورتوں کے لئے ہے جو مجھ سے پہلے کسی ایک کو نہیں دیا گیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں راویوں کی ایک جماعت ہے جو اصلاً نا معلوم ہے (کتاب الموضوعات ص۵۳ ج۲)

(۱۱۶۹) جو فطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ الشمس پڑھے اور تیسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ پڑھے اور چوتھی رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس نے گویا کہ پورا قرآن انبیاء پر تلاوت کیا ہے اور اس نے جہاں بھر کے یتیموں کو سیر کر دیا ہے اس کے لئے ان کے اجر کے برابر اجر ہے جن پر بھی سورج طلوع ہوا ہے اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد اللہ بن محمد ہے جس کا ذکر کرنا کتابوں میں حلال نہیں (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

(۱۱۷۰) من احیاء لیلتی العید لم یمت قلبه یوم تموت القلوب (ابو امامه)

جس نے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی دونوں راتوں کو بیدار رکھا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن دل مردہ

۱۱۶۸ (ب) کتاب الموضوعات ص۵۳ ج۲، اللالی ص۶۱ ج۲، تنزیه ص۹۴ ج۲، الفوائد المجموعة ص۵۲۔

۱۱۶۹ — کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲، اللالی ص۶۱ ج۲، تنزیه ص۹۵ ج۲، الفوائد ۵۲۔

۱۱۷۰ — ابن ماجة ح۱۷۸۲، تذکرة الموضوعات ص۴۷، احیاء العلوم ص۴۴ ج۲، المغنی عن حمل الاسفار ص۳۴۲ ج۱۔

ہو جائیں گے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۱۷۱) اور یہی روایت حضرت عبادہؓ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ہارون بلخی متروک الحدیث ہے (احمد، ابن مہدی، نسائی) ثقہ راویوں سے معضل روایتیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) کذاب ہے (ابن معین و صالح جزرہ ☆ میزان ص ۲۲۸ ج ۳) اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا روای بشر بن رافع متہم بالوضع ہے (تلخیص ص ۸۵ ج ۲)

(۱۱۷۲) من قام ليلتي العيد لله محتسبا فلم يمت قلبه حين تموت القلوب (ابو درداءؓ)

جس نے عید کی دو راتوں کو ثواب کی خاطر قیام کیا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جب دل مردہ ہو جائیں گے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد متروک ہے (تقریب ص ۲۳)

(۱۱۷۳) من احيأ الليالي الاربع وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر (معاذؓ)

جس نے چار راتوں کو بیدار رکھا اس کے لئے جنت واجب ہے ترویہ (۸ ذوالحج) کی رات، عرفہ کی رات، قربانی کی رات اور عید الفطر کی رات۔☆

باطل ہے ایک راوی سوید بن سعید ضعیف ہے دوسرا راوی عبد الرحیم بن زید العمی متروک متہم بالکذب ہے (دیکھیے نمبر ۵۱) مسند فردوس میں یہ روایت ابراہیم بن ابی یحی عن ابی معشر عن املۃ بن سہل کے طریق سے ہے یہ ابراہیم وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں تقریب کے حوالہ سے متروک گزر چکا ہے اس کا استاذ ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن سندھی مختلط اور ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۲)

(۱۱۷۴) یہی روایت ابن اعرابی نے المعجم میں اور علی بن سعید عسکری نے کردوس صحابی سے روایت کی ہے اس کی

۱۱۷۱ — دیلمی ص ۲۷۱ ج ٤ ح ٦٣٥٠، الترغيب والترهيب ص ١٥٣ ج ٢، مجمع ص ١٩٨ ج ٢.

۱۱۷۲ — تلخیص ص ۸۰ ج ۲

۱۱۷۳ — دیلمی ص ۲۷۲ ج ٤ ح ٦٣٥١، تلخیص ص ٨٠ ج ٢.

۱۱۷٤ — تلخیص ص ٨٠ ج ٢.

سند میں راوی مروان بن سالم تالف ہے (تلخیص ص ۸۵ ج ۲) ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دار قطنی) منکر الحدیث (بخاری، مسلم وابو حاتم) کذاب ہے (ابو عروہ حرانی) اس کی عام روایات پر ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے (ابن عدی☆ میزان ص ۹۰ ج ۴)

(۱۱۷۵) من صلی لیلة الفطر مائة رکعة الحدیث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو عید الفطر کی رات سو رکعت پڑھے۔☆

لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے من گھڑت ہے اس کی سند کے چند راوی اصلاً نا معلوم ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۲ ج ۲ والفوائد المجموعہ ص ۵۲)

غسل

(۱۱۷۶) من صام رمضان وغدا بغسل الی المصلی وختمه صدقه رجع مغفورا له (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جس نے رمضان کے روزے رکھے اور صبح غسل کر کے عید گاہ کی طرف گیا اور اس کا اختتام صدقے سے کیا تو گھر بخشا ہوا لوٹے گا۔☆

ضعیف ہے راوی نصر بن حماد متروک ہے (مجمع ص ۱۹۸ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) ذاهب الحدیث ہے (مسلم) کذاب ہے (ابن معین☆ میزان ص ۲۵۱ ج ۴)

(۱۱۷۷) کنا ناکل ونشرب ونغسل ثم نخرج الی المصلی (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کھا، پی اور غسل کر کے عید گاہ کی طرف نکلتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن یزید کی متروک ہے (مجمع ص ۱۴۸ ج ۲) ثقہ نہیں (ابن معین) اس سے سکوت ہے (بخاری☆ میزان ص ۷۵ ج ۱)

۱۱۷۵– کتاب الموضوعات ص ۵۲ ج ۲، اللالی ص ۶۱ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۵۲، تنزیه ص ۹٤ ج ۲۔

۱۱۷٦– طبرانی أوسط ص ٦٦٧ ج ٦ ح ٥٧٨٠۔

۱۱۷۷– طبرانی کبیر ص ۲۰۱ ج ۱۱ ح ۱۱٦٤٨۔

کھانا کھانا اور عید کے لئے جانا

(۱۱۷۸) کان یطعم یوم الفطر قبل ان یغدو و یامر الناس بذلک (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

آپ عید الفطر کے دن عید کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھاتے اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔☆

اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی واقدی کذاب ہے۔(میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

(۱۱۷۹) ان من السنة ان تاتی العید ماشیاً (علی رضی اللہ عنہ)

سنت طریقہ یہ ہے کہ عید کے لئے پیدل جایا جائے۔سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔

(دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۱۸۰) لم یرکب فی جنازة قط ولا فی خروج الاضحی ولا الفطر (زهری)

آپ جنازہ اور عید الضحیٰ اور عید الفطر کو جاتے وقت سوار نہیں ہوتے تھے۔☆ مرسل ہے

(۱۱۸۱) سنة الفطر ثلاث المشی الی المصلی والاکل قبل الخروج والاغتسال (سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ)

عید الفطر میں تین سنتیں ہیں عید گاہ کی طرف پیدل چلنا اور نماز کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھانا اور غسل کرنا۔☆ مرسل ہے۔

تکبیرات

(۱۱۸۲) زینوا اعیادکم بالتکبیر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۷۸ــ طبرانی أوسط ص۲۵۲ ج ۵ ح ۴۴۹۹.

۱۱۷۹ــ ترمذی ح ۵۳۰، مصنف عبد الرزاق ص۲۸۹ ج ۳، بیهقی ص۲۸۱ ج ۳، ابن أبی شیبة ص۴۸۶ ج ۱ ح ۵۶۰۶.

۱۱۸۰ــ فتح الباری ص۴۵۱ ج ۲، بحوالة کتاب الأم، تلخیص ص ۷۰ و ص۸۲ ج ۲.

۱۱۸۱ــ أرواء ۱۰۴ ج ۳.

۱۱۸۲ــ طبرانی أوسط ص۱۸۹ ج ۵ ح ۴۳۷۰.

تم اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو۔☆

ضعیف ہے ایک راوی عبد اللہ بن وہیب غزی نا معلوم ہے (مجمع ص ۴۷ ج ۲) دوسرا راوی بقیہ ضعیف ہے اور تیسرا راوی عمر بن راشد یمامی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۵۳)

(۱۱۸۳) زینو العیدین بالتهلیل و التقدیس و التهمید و التکبیر (انس رضی اللہ عنہ)

تم عیدین کو لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر سے مزین کرو۔☆

من گھڑت ہے اس میں دو راوی کذاب ہیں (المقاصد الحسنہ ص ۲۳۵) من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۴۶۷)

(۱۱۸٤) کان یکبر یوم الفطر من حین یخرج من بیته حتی یاتی المصلی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

عید الفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیریں شروع کر دیتے حتی کہ عید گاہ پہنچ جاتے۔☆

ضعیف ہے راوی ولید بن محمد الموقری اور اس کا شاگرد موسیٰ بن عطاء بلقادی متروک ہیں (تلخیص المستدرک ص ۲۹۸ ج ۱) موسیٰ منکر الحدیث ہے اور ولید ضعیف ہے محفوظ روایت ابن عمر کا موقوف قول ہے (بیہقی ص ۲۷۹ ج ۳)

(۱۱۸٥) انه یسمع تکبیر عمر وهو یمر فی زقاق (عبد الله بن هشام رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سنتے جب عمر رضی اللہ عنہ گلیوں سے گزرتے ہوئے تکبیریں کہتے۔☆

ضعیف ہے ابن الھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۱۸٦) انه یکبر حتی یسمع اهل الطریق (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بلند آواز سے تکبیر کہتے حتی کہ راستے والے سن لیتے۔☆

سند نا معلوم ہے۔

۱۱۸۳ – حلیة الأولیاء ص۲۸۸ ج۲، کنز العمال ص٥٤٦ ج۸، کشف الخفاء ص٤٤٣ ج۱۔

۱۱۸٤ – دارقطنی ص٤٤ ج۲، کنز العمال ص٦٤٢ ج۸۔

۱۱۸٥ – أرواء ص۱۲۱ ج۳۔

۱۱۸٦ – أرواء ص۱۲۱ ج۳۔

نوٹ: بہت سے صحابہ سے موقافا مروی ہے کہ وہ راستہ میں عید کی تکبیریں بلند آواز سے کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۸۷) کان یکبر فی الطریق یعنی فی عید الاضحی۔☆

آپ عید الاضحیٰ کی تکبیریں راستے میں کہتے ☆ حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۱۸۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ماثور تکبیر اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد☆

بے اصل ہے صاحب ہدایہ کا وہم ہے۔

اسلحہ ساتھ لے جانا

(۱۱۸۹) نهی ان یلبس السلاح فی بلاد الاسلام فی العیدین الا ان یکون بحضرة العدو (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے منع فرمایا کہ اسلامی علاقہ میں عیدین کے موقع پر اسلحہ پہنا جائے مگر دشمن کی موجودگی میں (درست ہے۔) ☆

من گھڑت ہے راوی نائل بن نجیح ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۲) اس کی حدیثیں تاریکی والی ہیں الکامل ۲۵۲۰ ج ۷) اس کا استاذ اسماعیل بن زیاد متروک کذاب ہے (دارقطنی) دجال ہے (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص۴۷۶ ج۱)

(۱۱۹۰) رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم العیدین یدیه بالحراب (ابن ابی اوفی)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کے دنوں میں دیکھا کہ آپ کے سامنے نیزہ تھا☆

من گھڑت ہے راوی منذر بن زیادہ متروک ہے (دارقطنی) کذاب ہے (فلاس ☆ العلل المتناہیہ ص۴۷۶ ج۱) محدثین کو قرار ہے کہ اس روایت کو منذر نے وضع کیا ہے (لسان ص۸۹ ج۶)

۱۱۸۷ — هداية ص١٧٤ ج١، نصب الراية ص٢٢٤ ج٢۔

۱۱۸۸ — هداية ص١٧٥ ج١، دراية ص٢٢٣ ج١۔

۱۱۸۹ — ابن ماجة ح١٣١٤ باب ما جاء فی السلاح فی یوم العید، العلل المتناهية ص٣٧٥ ج١۔

۱۱۹۰ — العلل المتناهية ص٤٧٦ ج١، لسان ص٨٩ ج٦۔

نماز میں تکبیرات زوائد

(۱۱۹۱) كان يكبر في العيدين اربعا تكبيرة على الجنائز (ابو موسى و حذيفه رضی اللہ عنہ)

آپ عیدین میں جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے اولاً ابوعائشہ نا معلوم راوی ہے جسے کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس کی روایت درست ہے (المحلی ص۸۹ ج۳) غیر معروف ہے (میزان ص۵۴۳ ج۴) ثانیاً راوی عبدالرحمٰن بن ثوبان ضعیف ہے (محلی ص ۸۹ ج ۳) اس کی روایات منکر ہیں (احمد☆ العلل المتناھیہ ص۴۷۵ ج۱)

(۱۱۹۲) كبر في العيدين في الاولى سبعاً قبل القراة وفي الآخرة خمساً قبل القراة (عمرو بن عوف مزني رضی اللہ عنہ)۔

عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی کثیر بن عبداللہ بن متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)

(۱۱۹۳) اور یہی روایت محمد بن عمار سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبداللہ بن محمد بن عمار کوئی شئی نہیں (نصب الرایہ ص۲۱۸ ج۲)

(۱۱۹۴) اور یہی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص۲۷۴)

(۱۱۹۵) اور یہی روایت حضرت عائشہ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ ہیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ اس میں رکوع کی تکبیریں شامل نہ ہوتیں۔☆

١١٩١ — أبو داود ح١١٥٣، المحلى ص٨٩ ج٣، العلل المتناهية ص٤٧٥ ج١، طحاوی ص٣٤٦ ج٤.

١١٩٢ — ابن ماجة ح١٢٧٩ باب ما جاء في كم يكبر الامام في صلاة العيدين.

١١٩٣ — دارقطني ص٤٧ ج٢، دارمی ص٣١٥ ج١، نصب الراية ص٢١٨ ج٢.

١١٩٤ — دارقطنی ص٤٩ ج٢، نصب الراية ص٢١٨ ج٢.

١١٩٥ — أبوداود ح١١٤٩ باب التكبير في العيدين، ابن ماجة ح١٢٨٠ باب ما جاء في صلاة العيدين أرواء الغليل ص١٠٨ ج٣، دارقطني ص٤٧ ج٢، بيهقي ص٢٨٧ ج٣، مسند أحمد ص٧٠ ج٦.

اس کا راوی ابن لھیعہ ہے امام بخاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت مضطرب ہے اور اس میں اضطراب ابن لھیعہ کی طرف سے ہے (نصب الرایہ ص۲۱۶ ج۲) البانی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس روایت کو ابن لھیعہ سے ابن وہب نے روایت کیا ہے عبدالغنی بن سعید ازدی فرماتے ہیں ابن لھیعہ سے ابن مبارک اور ابن وھب کی روایت صحیح ہے محمد ذیلی فرماتے ہیں اس لئے کہ ابن وہب ابن لھیعہ سے قدیم السماع ہیں لھذا سند صحیح ہے امام دارقطنی نے اس روایت میں خالد بن یزید سے ابن لھیعہ کے سماع اور تحدیث کی وضاحت کی ہے۔ (جس سے تدلیس کا شبہ زائل ہو جاتا ہے) امام بخاری نے اس روایت کو ابن لھیعہ کے تفرد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ تفرد ابن وہب کی روایت میں مضر نہیں (ارواء الغلیل ص ۱۰۸ ج۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے مروی مذکورہ روایت صحیح ہے واللہ اعلم۔

(۱۱۹۶) كان يكبر فى العيدين فى الاولى سبعاً قبل القرة وفى الآخرة خمسا قبل القراة (سعد بن عمار)۔

آپ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمٰن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲) امام احمد کہتے ہیں تکبیرات عید کے بارہ میں کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں (نصب الرایہ ص۲۱۸ ج۲) راقم الحروف کہتا ہے امام احمد علی بن المدینی اور بخاری نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت کو صحیح کہا ہے جس میں ہے عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں اور اس روایت کے بعد امام احمد فرماتے ہیں میرا بھی یہی مذہب ہے ارواء الغلیل ص۱۰۹ ج۳) ممکن ہے دیگر شواہد کی وجہ سے مذکورہ ائمہ نے اسے صحیح کہا ہو۔

(۱۱۹۷) کیونکہ اس روایت کی حضرت ابو ہریرہ کے موقوف عمل سے بھی تائید ہوئی ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت میں

۱۱۹۶— ابن ماجة ح۱۲۷۷ باب ما جاء كم يكبر الامام فى صلاة العيدين۔

۱۱۹۷— موطا ص۱۰۸، المحلى ص۸۸ج۳، طحاوى ص۳٤٤ج٤۔

قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں (موطا) اس حدیث کی سند اس باب میں سب سے عمدہ اور اعلی ہے ابن حزم فرماتے ہیں اس حدیث کی سند سورج کی طرح روشن ہے (المحلی ص ۸۸ ج ۳)

(۱۱۹۸) بارہ تکبیرات کے علاوہ اس باب میں جتنی مرفوع روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور اس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کہ وہ نو تکبیرات سکھاتے تھے ضعیف ہے اس کا راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۹۹) اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے پھر قرأت کرتے اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرتے پھر چار تکبریں کہتے کو بعض آئمہ نے اگرچہ صحیح قرار دیا ہے مگر ضعیف ہے راوی ابو اسحاق سبعی مدلس اور مختلط ہیں۔ (طبقات المدلسین ص ۱۰۱)

قرأت اور خطبہ

(۱۲۰۰) صلی العید رکعتین لا یقرأ فیها الا بام الکتاب لم یزد علیها شیئاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے عید کی نماز دو رکعتیں پڑھیں ان میں صرف سورت فاتحہ کی قرأت کی۔ ☆

منکر ہے راوی شہر بن حوشب صدوق کثیر الارسال اور ادھام ہے (تقریب ص ۱۵۷)

(۱۲۰۱) کان یقرأ فی صلوة العیدین بعم یتساء لون والشمس وضحاها (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین میں سورت النباء اور الشمس پڑھتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن سیار ضعیف ہے نسائی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان ص ۲۸۹ ج ۱)

۱۱۹۸ — ابن أبی شیبة ص ۴۹۴ ج ۱ ح ۵۶۹۷۔

۱۱۹۹ — المحلی ص ۸۸ ج ۳، نصب الرایة ص ۲۱۳ ج ۲۔

۱۲۰۰ — أبویعلی ص ۸۶ ج ۳ ح ۲۵۵۴، طبرانی کبیر ص ۱۹۳ ج ۱۲ ح ۱۲۰۱۶، ۴۳۰، کشف الاستار ح ۲۷۰ وص ۴۹۰۔

۱۲۰۱ — کشف الاستار ح ۶۵۶۔ مجمع ص ۲۰۴ ج ۲۔

(۱۲۰۲) یکبر بین اضعاف الخطبة یکثر التکبیر فی خطبة عیدین (سعد المؤذن)

عیدین کے خطبہ کے درمیان کثرت سے تکبیریں کہتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲) اس نے یہ حدیث اپنے باپ سعد سے اور اس نے اپنے باپ عمار سے روایت کی ہے دونوں باپ بیٹا مجہول ہیں (تہذیب ص۴۷۹ ج۳)

(۱۲۰۳) یخطب بعدهما خطبتین کذلك فعل علیه السلام۔☆

امام نماز کے بعد دو خطبے دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔☆

دو خطبوں کا ذکر بے اصل ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۲۰۴) تقبل الله منا ومنك (واثلہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول کرے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس اور ضعیف ہے اس کا شاگرد محمد بن ابراہیم سامی منکر الحدیث ہے (العلل المتناھیہ ص۴۷۶ ج۱)

(۱۲۰۵) سالت رسول الله ﷺ عن قول الناس تقبل الله منا ومنکم قال ذالك فعل اهل الکتاب و کرهه (عبادہ رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں پوچھا کہ لوگ آپس میں جو تقبل اللہ منا و منکم کہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ اہل کتاب کا فعل ہے اور اس کو ناپسند فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی مکحول کثیر الارسال ہیں اور ان کی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے دوسرا روای عبدالخالق بن زید بن واقد ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف الحدیث، منکر الحدیث غیر قوی ہے (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں (ابونعیم☆ لسان ص۴۰۱ ج۳) مشاہیر سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۴۹ ج۲)

۱۲۰۲ — ابن ماجة ح۱۲۸۷ باب ما جاء فی الخطبة فی العیدین، المستدرك حاکم ص۶۰۷ ج۳۔

۱۲۰۳ — هدایة ص۱۷۴ ج۱، نصب الرایة ص۲۲۰ ج۲، درایة ص۲۲۲ ج۱۔

۱۲۰۴ — بیهقی ص۳۱۹ ج۳، العلل المتناهیة ص۴۷۶ ج۱۔

۱۲۰۵ — کتاب المجروحین ص۱٤۹ ج۲، لسان ص۴۰۰ ج۳۔

نماز عید کے بعد نماز

(۱۲۰۶) جس نے عید الفطر کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاعلی، دوسری رکعت میں سورۃ الشمس، تیسری رکعت میں سورۃ الضحی اور چوتھی رکعت میں قل ھو اللہ پڑھی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے تمام نبیوں پر نازل شدہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں اور اس کا اجر تمام یتیموں کو سیر کرنے کے برابر ہے۔ اور مزید اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اور اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ایک راوی عبد اللہ بن محمد ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس کا کتابوں میں تذکرہ کرنا حلال نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

جمعہ اور عید کا اجماع

(۱۲۰۷) شهدت مع النبی ﷺ عیدین اجتمعا فصلی العید ثم رخص فی الجمعة فقال من شاء ان یصلی فلیصل (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو عیدیں (عید اور جمعہ) میں حاضر تھا جو اکٹھی آ گئیں آپ نے نماز عید پڑھی اور جمعہ کی نماز پڑھنے میں رخصت دے دی فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۴۷)

(۱۲۰۸) اجتمع فی یومکم هذا عیدان فمن شاء منکم اجزاه من الجمعة وانا مجمعون (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں جو شخص (صرف عید کی نماز پر اکتفا) چاہتا ہے تو نماز عید اس

۱۲۰۶ــ كتاب الموضوعات ص۹۳ ج۲، تنزيه ص۹٤ ج۲، الفوائد المجموعة ص۵۳.

۱۲۰۷ــ المستدرك ص۲۸۸ ج۱، نسائي ح۱۵۹۲، ابن ماجة ح۱۳۱۰، مسند أحمد ص۳۷۲ ج٤، بيهقي ص۳۱۷ ج۳.

۱۲۰۸ــ أبوداود باب اذا وافق يوم الجمعة بوم عيد ح ۱۰۷۳، بيهقي ص۳۱۷ ج۳، ابن ماجة ح۱۳۱۱، المستدرك ص۲۸۸ ج۱، تاريخ بغداد ص۱۲۵ ج۳، العلل المتناهية ص۷٤۷ ج۱.

کو جمعہ سے کفایت کر دے گی اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت مغیرہ ضبی کی غریب روایت ہے اسے صرف شعبہ نے مرفوع روایت کیا ہے اور شعبہ سے صرف بقیہ نے نیز اسکو زیاد بکائی اور صالح بن موسی طلحی نے عبد العزیز بن رفیع سے متصل روایت کیا ہے اسی طرح ثوری عن عبد العزیز سے بھی متصل ہے اور یہ روایت اس سے غریب ہے ایک جماعت نے عبد العزیز سے عن ابی صالح عن النبی ﷺ مرسل روایت کی ہے اس میں ابو ہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح امام احمد نے بھی فرمایا ہے کہ ابو صالح سے عام لوگوں نے مرسل روایت کی ہے اور احمد نے بقیہ سے مرفوع روایت کرنے پر تعجب فرمایا ہے (العلل المتناہیہ ص۴۷۳ ج۱) واضح رہے کہ روایت دراصل ابو ہریرہ کی سند سے ہے ابن ماجہ میں ابو ہریرہ کے بجائے ابن عباس ہے جو وہم ہے۔

(۱۲۰۹) اجتمع عيدان على عهد رسول الله ﷺ فصلى بالناس ثم قال من شاء ان ياتى الجمعة فلياتها ومن شاء ان يتخلف فليتخلف (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آ گئے آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے اور جو اس سے پیچھے رہنا چاہے وہ پیچھے رہ جائے۔☆

من گھڑت ہے راوی مندل ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۷) اس کا شاگرد جبارہ بن مغلس کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۳۸۷ ج۱)

(۱۲۱۰) شهدت معاوية وهو يسال زيد بن ارقم شهدت مع رسول الله ﷺ عيدان اجتمعا قال نعم صلى العيد الاول اول النهار ثم ارخص فى الجمعة ثم قال من شاء ان يجمع فليجتمع (اياس بن ابى رملة رضی اللہ عنہ)

۱۲۰۹— ابن ماجه ح ۱۳۱۲، الكامل ص ۱۰۵۰ و ص ۱۲۱۸ ج ۳ و ص ۲٤٤٨ ج ٦، العلل المتناهية ص٤٧٤ ج ١۔

۱۲۱۰— أبوداود باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عيد ح ۱۰۷۰، نسائى ح۱۵۹۲، ابن ماجة ح ۱۳۱۰، المستدرك ص۲۸۸ ج۱، العلل المتناهية ص۷٤۷ ج۱۔

میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہوئے تو انہوں نے فرمایا جی ہاں آپ ﷺ نے دن کے پہلے وقت عید پڑھائی پھر جمعہ کے بارہ میں رخصت دے دی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔☆

ضعیف ہے راوی ایاس مجہول ہے (تقریب ص ۴۰)

(۱۲۱۱) اجتمع عیدان علی عهد رسول الله ﷺ فقال من احب ان یجلس من اهل البادیة فلیجلس من غیر حرج (عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آ گئے آپ نے فرمایا دیہاتیوں میں سے جو بیٹھنا چاہتا ہے وہ بغیر کسی حرج کے بیٹھ جائے۔☆

منقطع ہے اور پھر سند بھی ضعیف ہے (بیہقی ص ۳۱۸ ج ۳) راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰی متروک ہے (تقریب ص ۲۳)

۱۲۱۱— بیہقی ص۳۱۸ ج۳

۱۶- کتاب الصلوات التطوعات

صلوۃ الضحی

(۱۲۱۲) یصلی الضحی حتی نقول لا یدعها ویدعها حتی نقول لا یصلها (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

چاشت کی نماز پڑھتے حتی کہ ہم کہتے آپ اس کو چھوڑیں گے نہیں اور چھوڑ دیتے حتی کہ ہم کہتے آپ اسے پڑھیں گے نہیں۔ ☆اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (ابو حاتم) ☆ضعیف الحدیث ہے (احمد) ☆میزان ص۸۰ ج۳)

(۱۲۱۳) صلی رسول اللہ ﷺ الضحی یوما رکعتین ثم یوما اربعا ثم یوما ستا ثم یوما ثمانیا ثم ترك یوماً (مجاهد رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے ایک دن چاشت کی نماز دو رکعتیں، دوسرے دن چار رکعتیں تیسرے دن چھ رکعتیں اور چوتھے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے ایک دن چھوڑ دی۔ ☆مرسل ہے۔

(۱۲۱٤) صلی سبحة الضحی ثمانی رکعات یسلم من کل رکعتین (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے چاشت کی نمازِ آٹھ رکعتیں پڑھیں اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔☆ یسلم من کل رکعتین کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عیاض بن عبداللہ لین ہے (تقریب ص۲۷۰) اور یہ اس میں متفرد ہے۔

(۱۲۱۵) صلی بمکة یوم فتحها ثمان رکعات یطول فیها القرأة والرکوع (سعد رضی اللہ عنہ)

آپ نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں جن میں قرأۃ اور رکوع لمبے کئے۔ ☆

۱۲۱۲– مسند أحمد ص۳٦ ص۲۱ ج۳، أرواء الغلیل ص۲۱۲ ج۲، ترمذی ح۴۷۷ باب صلاة الضحی۔

۱۲۱۳– ارواء الغلیل ص۲٤۷ ج۔

۱۲۱٤– ابو داود باب صلاة الضحی ح۱۲٤۰، بیهقی ص٤۸ ج۳

۱۲۱۵– کشف الاستار ح٦۹۸، مجمع ص۲۳٦ ج۲۔

یطول سے لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبد اللہ بن شبیب ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۲) ذاہب الحدیث ہے (ابو احمد حاکم) خبروں کو پلٹ دیتا اور روایات کی چوری کرتا تھا۔ (ابن حبان) واہ ہے (میزان ص ۴۳۸ ج ۲)

(۱۲۱۶) لا يترك الضحى في السفر ولا في غيره (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

آپ چاشت کی نماز سفر وغیرہ میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔☆

باطل ہے راوی یوسف سمتی کذاب ہے۔ حدیث وضع کرتا تھا۔ (کتاب المجروحین ص ۱۳۱ ج ۳) تفصیل داستان حنفیہ ص ۲۲۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲۱۷) لا يحافظ على صلوة الضحى الا اوّاب (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

نماز چاشت کی حفاظت صرف اوّاب (اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا) کرتا ہے۔☆ ضعیف ہے سند میں ایک مجہول راوی ہے اور دوسرا راوی محمد بن عمرو متکلم فیہ ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۸) جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے قیامت کے دن آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں وہ جو نماز ضحیٰ پر ہمیشگی کرتے تھے وہ آج اس دروازہ سے داخل ہوں (ابو ہریرہ)

سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن داؤد یمامی متروک ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۹) ان في الجنة بابا يقال له ضحى فمن صلى صلوة الضحى حنت اليه صلوة الضحى كما يحن الفصيل الى امه حتى انها لتستقبله حتى يدخل الجنة (انس رضی اللہ عنہ)

جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے جس نے چاشت کی نماز پڑھی وہ نماز (قیامت کے دن) نمازی کی طرف جھکے گی جیسا کہ بچہ ماں کی طرف جھکتا ہے حتی کہ وہ اس کا استقبال کرے گی یہاں تک کہ نمازی جنت میں داخل ہو جائے۔☆ باطل ہے۔

۱۲۱۶– كشف الاستار ح ٦٩٥، مجمع ص٢٣٨ ج٢.

۱۲۱۷– ابن خزيمة ص٢٢٨ ج٢، المستدرك ص٣١٤ ج١، الكامل ص٢٢٠٥ ج٦، طبراني أوسط ص٥١٠ ج٤ ح٣٨٧٧، درمنثور ص٢٩٩ ج٥، كنز العمال ص٨٠٧ ج٧.

۱۲۱۸– طبراني أوسط ص٢٨ ج٦ ح٥٠٥٦، العلل المتناهية ص٤٧٢ ج١.

۱۲۱۹– العلل المتناهية ص٤٧١ ج١، تاريخ بغداد ص٢٠٧ ج١٤.

(۱۲۲۰) ان فی الجنة بابا یقال له الضحی لا یدخل منه الا من حافظ علی صلوة الضحی (انس رضی اللہ عنہ)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ضحیٰ ہے اس دروازے سے وہی شخص داخل ہوگا جو نماز چاشت کی حفاظت کرتا ہے۔ ☆

باطل ہے ان دونوں روایتوں کا راوی یحی بن شبیب یمامی سفیان سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو سفیان نے کبھی روایت نہیں کیا کسی حالت میں بھی قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۲۹ ج۳) خطیب نے شبیب کے ترجمہ میں مذکورہ حدیث ذکر کی ہے اور فرمایا ہے اس سے محمد بن سری اور علی بن محمد بن فتح نے باطل حدیثیں روایتیں کی ہیں (تاریخ بغداد ص۲۰۶ ج۱۴) مذکورہ حدیث بھی علی بن محمد کے طریق سے ہے۔

(۱۲۲۱) من دوام علی صلوة الضحی ولم یقطعها الا من علة کنت انا وهو فی الجنة فی زورق من نور فی بحر من نور الله حتی نزور رب العالمین (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو نماز چاشت پر ہمیشگی کرے اور اسے بغیر کسی علت اور سبب کے ترک نہ کرے میں اور وہ جنت میں نور کی کشتی پر سوار ہوں گے جو اللہ کے نور کے سمندر میں ہوگی حتی کہ ہم رب العالمین کی زیارت کریں گے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی زکریا بن دریت کندی حمید طویل پر روایتیں گھڑتا تھا اس نے حمید کے نام پر ایک نسخہ روایت کیا ہے جو بالکل من گھڑت ہے اس کا کتابوں میں ذکر کرنا حلال نہیں (کتاب المجروحین ص۳۱۵ ج۱)

(۱۲۲۲) ایک طویل حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے روز نماز چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں دس مرتبہ سورۃ الفاتحہ دس مرتبہ سورۃ الاخلاص دس مرتبہ سورۃ الکافرون دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ معوذتین کو پڑھا اس کے آخر میں ہے اس کے لئے حضرت ابراہیم، موسیٰ، یحیی اور عیسیٰ علیہم الصلوات والسلام کو ثواب ہوگا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۱۲۲۰ – العلل المتناهية ص۴۷۱ ج۱، تاریخ بغداد ص۲۰۷ ج۱۴۔

۱۲۲۱ – کتاب المجروحین ص۳۱۵ ج۱، العلل المتناهية ص۴۷۲ ج۱، میزان ص۷۲ ج۲۔

۱۲۲۲ – کتاب الموضوعات ص۳۷ ج۲، اللالی ص۳۲ ج۲، تنزیه ص۸۲ ج۲، الفوائد المجموعة ص۳۶۔

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث بلاشبہ من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے اس روایت کو گھڑا ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۷ ج ۲) سیوطی فرماتے ہیں شیرازی نے اس روایت کو القاب میں روایت کیا ہے اس کے من گھرٹ ہونے میں کوئی شک نہیں (اللالئ المضوعہ ص ۳۷ ج ۲)

(۱۲۲۳) یہی روایت حضرت علی سے بھی مرفوعاً بیان کی جاتی ہے سیوطی فرماتے ہیں ابونعیم نے اس روایت کو کتاب قربان المتقین میں دو متصل اور منقطع سندوں سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں من گھڑت الفاظ ہیں اور اس کے من گھڑت ہونے کے آثار بڑے واضح ہیں (اللالئ المصنوعہ ص ۳۷ ج ۲)

کیا چار رکعتیں نماز پڑھنے والا اوالعزم انبیاء کے ثواب کا پا سکتا ہے حاشا وکلا۔

(۱۲۲٤) صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلوة الضحى (عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو چاشت کی نماز پڑھائی۔ ضعیف ہے اس کی سند میں شیخ راوی مجہول ہے (مسند احمد ص ٦٤ ج ۵)

(۱۲۲۵) من صلى الضحى فكانما صلى صلاة الاوّابين و كان معى مرافقتي يوم القيامة في الجنة۔ (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اس نے گویا کہ نماز اوابین پڑھی اور وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔ (سند نا معلوم ہے۔

(۱۲۲٦) من صلى الضحى و صيام ثلاثة ايام الحديث۔☆

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اور مہینہ میں تین روزے رکھے اور وتر سفر اور حضر میں نہ چھوڑے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔ ☆ضعیف ہے راوی ایوب بن نھیک ضعیف ہے۔ (میزان ص ۲۹۴ ج ۱)

۱۲۲۳ – اللالی ص۳۳ج۲۔

۱۲۲٤ – مسند أحمد ص٦٤ج٥.

۱۲۲۵ – دیلمی ص ۵۷ ج ٤ ح ٥٦٦٦

۱۲۲٦ – حلية الأولياء ص۳۳۲ج٤، مجمع ص ۲٤۱ ج ۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

(١٢٢٧) ما من رجل يصلي صلوة الضحى ثم تركها الا عرج بها الى الله فقالت يا رب ان فلانا حفظني فاحفظه و ان فلانا ضيني فضيعه(عبدالله بن سمجيج)
جو آدمی پہلے نمازِ ضحیٰ پڑھتا رہا ہو پھر چھوڑ دیتا ہے نماز اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے اور عرض کرتی ہے اللہ! فلاں نے میری حفاظت کی تو بھی اس کی حفاظت کر! اور فلاں نے مجھے ضائع کر دیا ہے تو بھی اسے ضائع کر دے! ☆
سخت ضعیف ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ عبد اللہ بن حسین مصیصی حدیث چور تھا منفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ (میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(١٢٢٨) صلوا ركعتي الضحى بسورتيهما والشمس والضحى۔ (عقبه بن عامر رضی اللہ عنہ)
نمازِ ضحیٰ میں سورت والشمس اور والضحیٰ پڑھو۔ ☆من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو حدیث وضع کرتا تھا۔
(ابن حبان ☆المغنی فی الضعفاء ص ۵۴۱ ج ۲)

(١٢٢٩) المنافق لا يصلي الضحى ولا يقرأ قل يا أيها الكافرون۔ (عبد الله بن جراد رضی اللہ عنہ)
منافق نمازِ ضحیٰ اور سورۃ الکافرون نہیں پڑھتا۔ ☆
من گھڑت ہے۔ راوی یعلی بن اشدق اس کی حدیث نہ لکھی جائے (بخاری) کوئی شئی نہیں۔ (ابو زرعہ) اس کے لئے حدیثیں وضع کی جاتیں وہ انہیں روایت کر دیتا تھا اور اسے معلوم نہ ہوتا کہ (یہ من گھڑت ہیں) (ابن حبان ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۷۶۰ ج ۲) من گھڑت ہے۔ (ضعیف الجامع ص ۸۵۷)

نماز تسبیح

(١٢٣٠) يا عباس يا عماه الاعطيك الا منحك الا اخبرك الا أفعل بك عشر

١٢٢٧ — ديلمى ص ٣١٥ ج ٣ ح ٦٤٦٣

١٢٢٨ — ديلمى ص٥٣٦ ج٢ ح٣٥١٧، كنز العمال ص٨٠٥ ج٧۔

١٢٢٩ — ديلمى ص٤٤٨ ج٤ ح٦٩٠٣، در منثور ص٤٠٥ ج٦، كنز العمال ص٨٠٧ ج٧۔

١٢٣٠ — المستدرك ص٣١٨ ج١، بيهقى ص٥١ ج٣، كنز العمال ص٨١٨ ج٧، تنزيه ص١٠٧ ج٢، أبوداود ح١٢٩٧، الفوائد المجموعة ص٣٧۔

خصال اذا انت فعلت غفرك الله لك ذنبك اوله و آخره قديمه و حديثه خطأه وعمده صغيره وكبيره سره وعلانيته ان تصلی اربع رکعات الحدیث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

چچا عباس رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے کچھ عطیہ نہ دوں کیا میں تجھے خبر نہ دوں کیا میں تیرے ساتھ ایسے نہ کروں دس خصلتیں ہیں جب آپ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام پچھلے پرانے نئے خطأ اور عمد چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا یہ کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں۔ ☆ضعیف ہے ایک راوی موسی بن عبدالعزیز قابل حجت نہیں ہے (ذہبی)

کوئی حرج نہیں (ابن معین و نسائی) کبھی کبھی خطا کر جاتا تھا (ابن حبان) منکر الحدیث (ابوالفضل سلیمان) ضعیف ہے (ابن مدینی) اس کی حدیث منکر ہے (میزان ص۲۱۳ ج۴) صدوق سئی الحفظ ہے (تقریب ص۳۵۱) اس کا استاذ حکم بن ابان ثبت نہیں (میزان ص۲۱۳ ج۴)

(۱۲۳۱) يا عم الا اصلك الا احبوك الا انفعك قال بلى يا رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال صل اربع ركعات الحديث (ابو رافع رضی اللہ عنہ)

اے چچا کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ ☆ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں اس کی حدیث قابل حجت نہیں (اب معین ثقہ ہے قابل حجت نہیں (ابن سعد) صدوق سخت ضعیف ہے (یعقوب بن شیبہ) اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد) ہم اس کی حدیث سے بچتے تھے (یحی بن سعید) اس کی روایت پر ضعف واضح ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۲۱۳ ج۴) ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۱) اس کا استاذ سعید بن ابی سعید مجہول ہے (تقریب ص۱۲۲) یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۵۰ ج۱)

(۱۲۳۲) جاء العباس الى النبى صلی اللہ علیہ وسلم ساعة لم يكن ياتيه فيها فقيل يا رسول

۱۲۳۱ – ابن ماجة ح۱۳۸٦، ترمذی ح۴۸۲ باب ما جاء فی صلاة التسبيح، اللالی ص۳٤ج۲، كتاب الموضوعات ص٦٤ج۱۔

۱۲۳۲ – طبرانی کبیر ص۱۳ج۱۱ ح۱۱۳٦٥۔

الله ﷺ هذا عمك على الباب. قال اذنوا له فقد جاء لامر۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جس وقت میں اس سے پہلے نہیں جاتے تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے چچا دروازہ پر کھڑے ہیں فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو انہیں کوئی کام لے آیا ہے۔ ☆ضعیف ہے لمبی حدیث کا ابتدائی حصہ ہے راوی نافع بن ہرمز ضعیف ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جس کو امام احمد اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور ابن معین نے تکذیب کی ہے (میزان ص ۲۴۳ ج ۴)

(۱۲۳۳) يا غلام الا احبوك الا انحلك الا اعطيتك قال قلت بلى فقال اربع ركعات الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے بچے کیا میں تجھے کوئی عطیہ نہ دوں میں نے کہا جی ہاں فرمایا چار رکعتیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) اس کے ترک پر اجماع ہے (فلاس) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (عبد اللہ بن مبارک) اس کی روایات سند اور متن کے اعتبار سے منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۴۳ ج ۲)

(۱۲۳٤) يا ابا الجوزاء الا احبوك الا انحلك الا اعطيك قلت بلى فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول من صلى اربع ركعات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اے ابو الجوزاء کیا میں تجھے عطیہ نہ دوں؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جو چار رکعت نماز پڑھے۔ ☆ضعیف ہے راوی یحیٰ بن عقبہ بن ابی العیزار ضعیف ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی) کذاب خبیث اللہ کا دشمن ہے (ابن معین)، حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴) اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے جس میں راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے جو اس سے پہلے روایت میں گزر چکا ہے۔

۱۲۳۳– طبرانی أوسط ص۱٦۷ج۳ ح۲۳۳۹، حلیة الأولیاء ص۲٥ج۱، کنز العمال ص۸۲۰ج۷.

۱۲۳٤– طبرانی أوسط ص٤۱۸ج۳ ح۲۳۳۹.

(۱۲۳۵) اس کے ہم معنی روایت حافظ ابونعیم نے کتاب القربان میں عبد الحمید بن عبد الرحمن طائی عن ابیہ عن ابی رافع عن الفضل بن عباس کے طریق سے بیان کی ہے عبد الحمید اور اس کا باپ عبد الرحمن دونوں نا معلوم ہیں اور ابو رافع یہ صحابی نہیں بلکہ خیال ہے کہ اسماعیل بن ابی رافع ہے جو ضعیف ہے (الآثار المرفوعہ ص ۱۲۶)

(۱۲۳۶) وجه رسول الله ﷺ جعفر بن ابی طالب الی بلاد الحبشة فلما قدم اعتنقه وقبل بين عينيه قال الا اهب لك الا ابشرك الا امنحك الا اتحفك قال نعم یا رسول الله ﷺ قال تصلی اربع رکعات الحديث (ابن عمر)

رسول اللہ ﷺ نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے علاقہ کی طرف بھیجا جب آپ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا کیا میں تجھے تحفہ نہ دوں تو چار رکعت پڑھ۔ ☆سخت ضعیف ہے راوی احمد بن داؤد بن عبدالغفار کی امام دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔ ☆میزان ص ۹۶ ج ۱) ذہبی نے اس کی دو من گھڑت روایات کی نشاندھی فرمائی ہے (میزان ص ۹۶ ج ۱)

نوٹ: امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں (متدرک ص ۳۱۹ ج ۱) مگر احمد بن داؤد پر امام دارقطنی کی شدید جرح سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۱۲۳۷) دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان فرمائی ہے مگر اس کی سند میں ضعف اور انقطاع ہے اس کی ایک اور سند ابن الاشعث عن موسی بن جعفر بن اسماعیل بن موسی بن جعفر لا صادق عن آباءٔ الی عن علی کے طریق سے ہے جس پر محدثین نے اس سند اور جو بھی اس سند کے ساتھ نسخہ اس نے روایت کیا ہے میں طعن کیا ہے (آثار المرفوعہ ص ۱۲۷) راقم کہتا ہے یہ سارا نسخہ ہی من گھڑت ہے۔

(۱۲۳۸) اسی طرح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی ہے جس کو دارقطنی نے عبد المالک بن ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن جدہ عن علی عن جعفر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے جو سخت ضعیف ہے اولاً عبد المالک بن

۱۲۳۵ – الآثار المرفوعة ص۱۲۶۔

۱۲۳۶ – المستدرك ص۳۱۹ ج۱۔

۱۲۳۷ – الآثار المرفوعة ص۱۲۷۔

۱۲۳۸ – الآثار المرفوعة ص۱۲۸۔

ہارون متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۷)

اور اس کا باپ ہارون بن عنترہ سخت منکر الحدیث نا قابل حجت ہے (میزان ص ۲۸۴ ج ۴) اس روایت کی خطیب نے ایک اور سند بھی ذکر کی ہے جس کا راوی ابو معشر نجیح ضعیف ہے پھر یہ ابو رافع کی مرسل روایت ہے اور ابو رافع خود بھی ضعیف ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

نماز تسبیح کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں بعض مرفوع متصل ہیں بعض موقوف ہیں اور بعض مرسل ہیں مگر ان میں کوئی اسکی بھی اس لائق نہیں کہ انفراداً درجہ صحت کو پہنچ سکے خصوصاً مرفوع تو کوئی بھی صحیح نہیں ہے حافظ عقیلی فرماتے ہیں نماز تسبیح کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں عقیلی کے اس قول کو حافظ عراقی نے بعینہ بلا کسی نقد و جرح کے نقل فرمایا ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۴۱ ج ۱)

سورج گرہن کی نماز

(۱۲۳۹) فی کل رکعة رکوع (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع ہے۔☆ بے اصل ہے (نصب الرایہ ص ۲۲۷ ج ۲ و درایہ ص ۲۲۴ ج ۱)

(۱۲۴۰) اذا کسفت الشمس والقمر فصلوا کا حدث صلوة فلیتموها فی المکتوبة (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

منقطع ہے راوی ابو قلابہ کا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں (تہذیب ص ۲۲۵ ج ۵)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جو عن ابی قلابہ عن رجل عن النعمان کے طریق سے ہے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا شاگرد رجل مجہول ہے۔

(۱۲۴۱) صلیت مع النبی ﷺ الکسوف فلم اسمع منه فیها حرفاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تو آپ سے قرأت کا ایک حرف بھی نہ سنا۔☆

۱۲۳۹ — نصب الرایة ص۲۲۷ ج۲، درایة ص ۲۲٤ ج ۱۔

۱۲٤٠ — کنز العمال ص ۸۲۱ ج۷۔

۱۲٤۱ — مسند احمد ص ۲۹۳ ج ۱۔ حلیة الاولیاء ص ۳٤٤ ج ۳۔ درایة ص ۲۲٤ ج ۱

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اس روایت کو ابو نعیم نے واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے واقدی کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)

(۱۲۴۲) صليت الى جنب رسول الله ﷺ يوم كيف الشمس فلم اسمع له قراة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سورج گرہن کے روز نماز پڑھی میں نے آپ کی قرأت نہیں سنی۔☆

ضعیف ہے ایک راوی حکم بن ابان صدوق ہے اس کے کئی وہم ہیں (تقریب ص۷۹) اور اس کا شاگرد موسیٰ بن عبد العزیز سئی الحفظ ہے (تقریب ص۳۵۱)

(۱۲۴۳) ليس فى الكسوف خطبة لانه لم ينقل۔☆

کسوف میں خطبہ نہیں ہے اس لئے کہ منقول نہیں ہے۔☆

صاحب ہدایہ کی لاعلمی کا نتیجہ ہے ورنہ صحیح احادیث میں ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا (بخاری ص۱۴۲ ج۱ اور مسلم ص۲۹۵ ج۱)

بارش طلب کی نماز

(۱۲۴۴) ليس فى الاستسقاء صلوة مسنونة فى جماعة۔☆

نماز استقاء میں جماعت کے ساتھ مسنون نماز نہیں ہے۔☆صاحب ہدایہ کی لاعلمی ہے متعدد صحیح احادیث میں نماز استقاء کا ذکر ہے (دیکھئے بخاری ص۱۳۹ ج۱)

(۱۲۴۵) صلى ركعتين كبر فى الاولى سبع تكبيرات وكبر فى الثانية خمس تكبيرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۱۲۴۲ — نصب الرايه ص ۲۳۳ ج ۲

۱۲۴۳ — هداية ص۱۷۶ ج۱، نصب الراية ص۲۳۶ ج۲، دراية ص۲۲۵ ج۱۔

۱۲۴۴ — هداية ص۱۷۶ ج۱۔

۱۲۴۵ — بيهقى ص۳۴۸ ج۳، المستدرك ص۳۲۶ ج۱، دارقطنى ص۶۷ ج۲۔

آپ نے نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبدالعزیز منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) ضعیف الحدیث ہے اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابو حاتم) احتجاج سے ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الرایہ ص ۲۴۵ ج ۲)

(۱۲۴۶) لمبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا لوگوں نے شکایت کی اللہ کے رسول ﷺ بارش کم ہوئی ہے جس سے درخت خشک ہو گئے ہیں چار پائے ہلاک ہو گئے اور لوگ قحط زدہ ہیں آپ اللہ سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا فلاں دن کو آ جانا اور اپنے ساتھ صدقہ بھی لیتے آنا جب یہ دن آ گیا تو رسول اللہ ﷺ اور لوگ میدان کی طرف نکلے آپ نے فرمایا تم وقار اور سکون کے ساتھ چلو حتی کہ آپ عید گاہ، پہنچ گئے آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور قرأت کو جہر کیا پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الغاشیہ پڑھی (الحدیث (انس رضی اللہ عنہ)

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو کذابوں میں سے ایک ہے (مجمع ص ۲۱۳ ج ۲) اس کی حدیث منکر ہے (عقیلی ☆ میزان ص ۴۳۶ ج ۳)

(۱۲۴۷) قحط المطر فامرهم ان يجثوا على الركب الحديث (سعد رضی اللہ عنہ)

بارش نہیں ہو رہی تھی آپ نے حکم فرمایا گھٹنوں کے بل گر کر دعاء کرو۔ ☆

ضعیف ہے راوی عامر بن خارجہ بن سعد ضعیف ہے (مجمع ص ۲۱۴ ج ۲)

ہفتہ بھر کی نمازیں

(۱۲۴۸) من صلى ركعتين فى ليلة الجمعة قرأفيهما بفاتحة الكتاب و خمس عشره مرة اذا زلزلت آمنه الله من عذاب القبرو من احوال يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کی رات دو رکعت نماز پڑھی ان میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پندرہ دفعہ سورۃ الزلزال پڑھی اللہ

۱۲۴۶— طبرانی أوسط ص ۳۰۰ ج ۸ ح ۷۶۱۵۔

۱۲۴۷— کشف الاستار ح ۶۶۵، مجمع ص ۲۱۴ ج ۲۔

۱۲۴۸— کتاب المجروحین ص ۳۵ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۴۲، کنز العمال ص ۷۷۵ ج ۷۔

اسے عذاب قبر اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔ ☆ باطل ہے راوی عبد اللہ بن داؤد سخت منکر الحدیث ہے مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا دل کہتا ہے ایسے یہ عمداً کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۳۴ ج۲)

(۱۲۴۹) من صلى يوم الجمعة مابين الظهر والعصر ركعتين و فى آخره فلا يخرج من الدنيا حتى يرى ربه فى المنام ويرى مكانه فى الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک وہ خواب میں اپنے رب کو اور جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ ☆

من گھڑت ہے اس میں کئی راوی مجہول اور غیر معروف ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۳ ج۲)

(۱۲۵۰) من صلى ليلة السبت اربع ركعات يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب مرة واحد وقل هو الله أحد خمسا و عشرين مرة حرم الله جسده على النار (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ہفتے کی رات چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پچیس مرتبہ سورت قل ہو اللہ احد پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔

۱۔ یزید رقاشی، ۲۔ ھیثم متروک ہے، ۳۔ بشر بن سری اس لائق نہیں کہ اس سے کچھ لکھا جائے۔

۴۔ احمد جوئباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۳۸ ج۲)

(۱۲۵۱) من صلى يوم السبت عند الضحى اربع ركعات۔ فى آخره۔ كتب له بكل يهودى و نصرانى حجة و عمرة (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جو ہفتہ کے دن چاشت کے وقت چار رکعت پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کے لئے ہر یہودی

۱۲۴۹ — كتاب الموضوعات ص۴۳ ج۲، اللالی ص۵۲ ج۲، تنزيه ص۸۷ ج۲۔

۱۲۵۰ — كتاب الموضوعات ص۳۸ ج۲، تنزيه ص۴۹ ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۴، اللالی ص۴۸ ج۲۔

۱۲۵۱ — كتاب الموضوعات ص۳۸ ج۲، اللالی ص۴۹ ج۲، تنزيه ص۸۴ ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۴۔

اور عیسائی کے بدلے ایک حج اور عمرے کا ثواب لکھا جائے گا۔☆ بے اصل ہے اس کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور ایک راوی اسحاق بن یحیٰ کوئی شئی نہیں احمد فرماتے ہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹ ج۲)

(۱۲۵۲) من صلى يوم السبت عند الضحى أربع ركعات وفي آخره يجتمع أولياء الله عند تلك الأشجار طوبى لهم وحسن ماب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو ہفتے کے دن چاشت کے وقت رکعت نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اللہ کے دوستوں کو جنت کے درختوں کے پاس جمع کیا جائے گا مبارک ہے ان کے لئے اور اچھی ہے لوٹنے کی جگہ۔☆

بے اصل ہے اس کی سند بھی اوپر والی روایت کی ہے۔ جس میں ایک راوی احمد جوئیباری بھی ہے جو کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)

(۱۲۵۳) من صلى ليلة الأحد أربع ركعات الحديث (أبو سعيد)

جو اتوار کی رات چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ پچاس مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے گا اور قیامت کے دن عذاب سے محفوظ اٹھائے گا اور اس کا حساب آسان سا لے گا وہ پلصراط سے چمکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔☆

من گھڑت ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۰ ج۲) ایک راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (اللآلی المصنوعہ ص ۵۰ ج۲)

(۱۲۵۴) یہی روایت مختلف الفاظ سے انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نمازی کو دس مرتبہ قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب دے گا قیامت کے روز جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک رکعت کے بدلے یاقوت کے ایک ہزار گھر عطا کرے گا اور ہر گھر میں کستوری کے ہزار کمرے ہوں گے اور ہر کمرے میں ہزار تخت ہوں گے

۱۲۵۲ – كتاب الموضوعات ص۳۹ ج۲، اللآلی ص۴۲ ج۲.

۱۲۵۳ – كتاب الموضوعات ص۴۰ ج۲، اللآلی ص۴۳ ج۲، تنزيه ص۸۵ ج۲، الفوائد ص۴۵.

۱۲۵۴ – كتاب الموضوعات ص۴۰ ج۲، اللآلی ص۴۳ ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۴، تنزيه ص۸۵ ج۲.

اور ہر تخت پر لڑکیاں براجمان ہوں گی۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند کے عام راوی مجہول ہیں اور ایک راوی سلمہ بن وروان کوئی شئی نہیں احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان فرماتے ہیں قابل حجت نہیں اور راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۴۰)

(۱۲۵۵) جو اتوار کے روز ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیت امن الرسول پڑھے اللہ تعالیٰ ہر نصرانی مرد اور عورت کے بدلے اس کے لئے ایک ہزار حج اور عمرے اور ایک ہزار جہاد کا ثواب لکھے گا اور ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار نماز لکھے گا اس کے اور آگ کے درمیان ہزار خندقیں بنا دے گا اور اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا وہ جنت میں جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے گا اور اللہ قیامت کے دن اس کی حاجتیں پوری کرے گا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے دیکھئے اوپر والی روایت (کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۲)

(۱۲۵۶) جو سوموار کی رات چھ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بیس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور اس کے بعد سات دفعہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہزار صدیق۔ ہزار عابد اور ہزار زاہد کا ثواب دے گا اور نورانی موتیوں کا اسے تاج پہنائے گا اسے کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف کھائیں گے اور پلصراط سے بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں یزید رقاشی، ہیثم اور بشر تمام مجروح راوی ہیں اور احمد جوئیباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۲)

(۱۲۵۷) جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ اور معوذ تین ایک ایک بار پڑھے، جب سلام پھیرے تو دس مرتبہ استغفر اللہ کہے اور دس مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

۱۲۵۵ــ کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۲، اللالی ص۴۳ ج۲، تنزیہ ص۸۶ ج۲، الفوائد المجموعۃ ص۴۵۔

۱۲۵۶ــ کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۱، اللالی ص۴۳ ج۲، تنزیہ ص۸۴ ج۲، الفوائد المجموعۃ ص۴۵۔

۱۲۵۷ــ کتاب الموضوعات ص۴۲ ج۲، اللالی ص۴۴ ج۲، تنزیہ ص۸۶ ج۲، الفوائد المجموعۃ ص۴۵۔

درود بھیجے تو اس کے تمام گناہ بخشش دیے جائیں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

یہ لمبی حدیث ہے بلا شبہ من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص۴۲ ج۲)

(۱۲۵۸) من صلى يوم الاثنين أربع ركعات أعطاء الله قصرا فيه الف الف حوراء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ایک محل دے گا جس میں دس لاکھ حوریں ہوں گی۔☆

من گھڑت ہے راوی حسین بن ابراہیم دجال ہے اس نے اپنی سند سے ہفتہ بھر کے دنوں کی نمازیں گھڑیں ہیں (میزان ص۵۳۰ ج۱)

عاشوراء کی رات اور دن کی نمازیں

(۱۲۵۹) من احيى ليلة العشوراء فكأنما عبد الله تعالى بمثل عبادة اهل السموات ومن صلى اربع ركعات يقرأ فى كل ركعة الحمد مرة و خمسين مرة مرة قل هو الله احد غفر الله له الذنوب خمسين عاما ماض و خمسين عاماً مستقبل و بنى له فى المثل الاعلى الف الف منبر من نور (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

جس نے عاشوراء کی رات کو بیدار رکھا گویا کہ اس نے آسمان والوں جیسی عبادت کی ہے اور جو چار رکعتیں نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک بار اور پچاس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال گذشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور مثل الاعلیٰ میں اس کے لئے نور کے دس لاکھ منبر بناتا ہے۔☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے بعض غفلت زدہ متاخرین پر اس حدیث کو داخل کیا گیا ہے اور پھر اس کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مجروح ہے احمد فرماتے ہیں مضطرب

۱۲۵۸ — كتاب الموضوعات ص۴۲ ج۲، اللآلى ص۴۳ ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۵، تنزيه ص۸۶۔

۱۲۵۹ — كتاب الموضوعات ص۴۵ ج۲۔

الحدیث ہے اور ابن معین فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۴۵ ج۲) عبد الرحمٰن بن الزناد بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اصل خرابی ان سے نیچے طبقہ کے کسی راوی میں ہے واللہ اعلم۔

(۱۲۶۰) جو عاشوراء کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چالیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور دس مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد ستر دفعہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں سفید قبہ عطاء کرے گا اس میں ایک سبز پتھر کا کمرہ ہوگا اس کمرے کی وسعت دنیا کے تین مثل ہوگی۔ پھر اس کمرے میں نورانی تخت ہوگا اس تخت کے پائے عنبر اشہب سے ہوں گے اور اس تخت پر ایک ہزار زعفرانی بستر ہوں گے (ابو ہریرہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اس جیسی تخلیط سے منزہ ہوتے ہیں اس روایت کے راوی مجہول ہیں اس میں متہم حسین بن ابراہیم ہے (کتاب الموضوعات ص۴۶ ج۲)

عرفہ کے روز کی نماز

(۱۲۶۱) طویل حدیث میں ہے جو عرفہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے اس کا درجہ جنت میں بلند کرے گا ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی قرآن کے ہر حرف کے بدلے اس کی شادی ایک حور کے ساتھ موتیوں کے ستر ہزار دستر خوان ہوں گے الحدیث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی ضعیف اور مجہول راوی ہیں ابن عدی فرماتے ہیں اس کے راوی نہار کا کچھ وزن نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

۱۲۶۰ – کتاب الموضوعات ص۴۶ ج۲، اللالی ص۴٦ ج۲، تنزیہ ص۸۹ ج۲، الفوائد ص۴۷۔

۱۲۶۱ – کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲، اللالی ص۵۲ ج۲۔

(۱۲۶۲) جو عرفہ کے روز دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ تین مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ بسم اللہ سے شروع کرے پھر تین مرتبہ سورۃ الکافرون پڑھے اور سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے ہر مرتبہ سورت کا آغاز بسم اللہ سے کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس نمازی کو بخش دیا ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے راوی عبد الرحمٰن بن اسلم کو محدثین نے ضعیف کہا ہے احمد کہتے ہیں ہم اس سے کچھ روایت نہیں کرتے۔ ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا اور محمد بن سعید المصلوب سے تدلیس کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص۵۵ ج۲)۔

(۱۲۶۳) جو قربانی کی رات دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے سلام پھیر کر آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھے اور اللہ سے پندرہ مرتبہ استغفار کرے تو اللہ اس کے نام کو جنت والوں میں سے لکھ دے گا اور اس کے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کو معاف کر دے گا اور ہر ایک آیت کے بدلے جو اس نے پڑھی ہے حج اور عمرہ لکھ دے گا اور وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ساٹھ غلاموں کو آزاد کیا (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

غیر صحیح ہے اس کی سند میں ایک تو قاسم بن عبد الرحمٰن منکر الحدیث ہے اور دوسرا راوی احمد بن محمد بن غالب جو خلیل کا غلام تھا حدیث وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج۲)

رجب کی نمازیں

(۱۲٦٤) ما من احد يصوم يوم الخميس اول خميس فى رجب ثم يصلى ليلة الجمعة ثنتى عشرة ركعة۔ الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص رجب کے مہینے کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے پھر جمعہ کی رات بارہ رکعتیں پڑھے (روایت کے

۱۲٦۲ــ طبرانی کبیر ص۲٦٤ ج۸ ح۸۰۲٦۔

۱۲٦۳ــ كتاب الموضوعات ص۵۵ ج۲، اللالى ص۵۳ ج۲، تنزيه الشريعة ص ۹۰ ص۹۲ ج۲، فوائد ص۵۳۔

۱۲٦٤ــ كتاب الموضوعات ص٤۸ ج۲، اللالى ص٤۷ ج۲، تنزيه الشريعة ص ۹۰ ص۹۲ ج۲، فوائد ص٤۷۔

آخر میں ہے) پھر وہ اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے تو اس کی حاجت کو پورا کیا جائے گا۔ ☆
من گھڑت ہے جو طویل روایت کا ایک حصہ ہے راوی علی بن عبد اللہ بن جہیم متھم ہے محدثین نے اس کی نسبت جھوٹ کی طرف کی ہے علاوہ ازیں اس روایت کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۸ ج۲)

(۱۲۶۵) جو رجب کے کسی بھی دن میں روزہ رکھے اور چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سو بار آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سو بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ موت سے پہلے ہی جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
من گھڑت ہے اکثر راوی مجہول ہیں اور عثمان بن عطاء متروک ہے (کتاب الموضوعات ص۴۷ ج۲)

(۱۲۶۶) رجب کی پہلی رات مغرب کے بعد جو شخص بیس رکعتیں پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کو عذاب قبر سے پناہ حاصل ہوگی اور پل صراط سے بجلی کی رفتار سے بغیر حساب اور عذاب کے گزر جائے گا۔ (انس رضی اللہ عنہ)
من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۶ ج۲)

شعبان کی نمازیں

(۱۲۶۷) ایک لمبی روایت میں ہے جو پندرھویں شعبان کو سو رکعت نماز پڑھے ......اس روایت کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا حصہ اسی رات میں کر دے گا۔ (علی رضی اللہ عنہ)

(۱۲۶۸) جو شعبان کی پندرھویں رات میں سو رکعت میں ہزار دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھے یہ فوت نہیں ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کی خواب میں سو فرشتے بھیجے گا جو اسے جنت کی بشارت دیں گے اور ان کے علاوہ تین فرشتے بھیجے گا جو اسے جہنم سے امان میں رکھیں گے اور تین فرشتے بھیجے گا جو اسے خطأ سے محفوظ رکھیں گے اور بیس

۱۲۶۵ـ كتاب الموضوعات ص٤٧ ج٢، اللالى المصنوعة ص٤٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٩٠، ٨٩ ج٢، فوائد ص٤٧.

۱۲۶۶ـ كتاب الموضوعات ص٤٦ ج٢، اللالى ص٤٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٨٩ ج٢، فوائد ص٤٧.

۱۲۶۷ـ كتاب الموضوعات ص٤٦ ج٢، اللالى ص٥٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٩٢ ص٩٣ ج٢، فوائد المجموعة ٥١، ٥٠.

۱۲۶۸ـ كتاب الموضوعات ص٥١ ج٢، اللالى ص٥٨ ج٢، تنزيه ص٩٣ ج٢، الفوائد المجموعة ص٥١.

فرشتے جو اس کے دشمن سے تدبیر کریں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام ابن جوزی اور شوکانی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں ان کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۱ ج ۲ والفوائد ص ۵۱)

(۱۲۶۹) اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان الله ینزل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الامن مستغفر بی فاغفر له (الحدیث - علی رضی اللہ عنہ)

جب پندرھویں شعبان کی رات ہوتی ہے اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا، میں اس معاف کر دوں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی صبرہ حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد۔ ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۴ ج ۴ و الکامل ص ۲۷۵۲ ج ۷) اس پر وضع کا طعن ہے (تقریب ص ۳۹۶) ثقہ راویوں کا نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا اس سے حدیث لکھنا اور احتجاج پکڑنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۴۷ ج ۳)

(۱۲۷۰) من احیاء لیلة النصف من شعبان لم یمت قلبه یوم تموت فیه القلوب (کردوس رضی اللہ عنہ)

جس نے پندرھویں شعبان کی رات کو زندہ کیا (عبادت کی) اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن کہ دل مردہ ہو جائیں گے۔ ☆

غیر صحیح ہے ایک راوی مروان بن سالم ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) دوسرا راوی سلمہ بن سلیمان ضعیف ہے عیسیٰ بن ابراہیم منکر الحدیث ہے (بخاری ونسائی و ابو حاتم ☆ یہ حدیث منکر مرسل ہے (میزان ص ۳۰۸ ج ۳)

۱۲۶۹ — ابن ماجة باب فی لیلة النصف من شعبان ح۱۳۸۸، شعب الایمان ص۳۷۸ج۳ ح۳۸۲۲، دیلمی ص۳۲۱ج۱ ح۱۰۱٤، میزان ص٥٠٤ج٤، العلل المتناهیة ص۷۱ج۲۔

۱۲۷۰ — العلل المتناهیة ص۷۲ج۲، میزان ص۳۰۸ج۳۔

نماز توبہ

(۱۲۷۱) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا گناہگار اپنے گناہوں سے توبہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا سوموار کی رات نماز وتر کے بعد غسل کرے اور بارہ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ اور دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اس کے بعد پھر چار رکعت نماز پڑھے اور سلام پھیر کر سجدہ کرے سجدہ میں آیۃ الکرسی پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور سو مرتبہ استغفارہ کرے پھر ایک لمبی دعا کا ذکر ہے اور آخر میں ہے جو ایسے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کا پڑوسی ہوگا۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں حافظ ابن عباس فرماتے ہیں یہ حدیث باطل ہے (کتاب الموضوعات ص۵٦ ج۲)۔

نماز حاجت

(۱۲۷۲) من توضا فاسبغ الوضوء ثم صلی رکعتین یتمهما اعطاه الله ما سال مؤجلا او مؤخراً (ابو هریره رضی اللہ عنہ)۔

جو اچھے طریقے سے وضوء کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا وہ ضرور پورا کرے گا خواہ جلدی کرے یا دیر سے۔ ☆ضعیف ہے اس کا راوی ابو محمد میمون نا معلوم ہے (مجمع ص۲۷۸ ج۲)۔

(۱۲۷۳) جس کو اللہ کی طرف یا بندوں کی طرف کوئی حاجت ہو وہ صحیح طریقہ سے وضوء کر کے دو رکعتیں نماز پڑھے پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے الحدیث (عبد الرحمٰن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۱ – کتاب الموضوعات ص٥٦ ج٢، اللالی ص٦٤ ج٢، تنزیه ص٩٦ ج٢، الفوائد المجموعة ص٥٤۔

۱۲۷۲ – مسند أحمد ص٤٤٣ ج٦، مجمع ص٢٧٨ ج٢۔

۱۲۷۳ – کتاب الموضوعات ص٦١ ج٢، اللالی ص٤٠ ج٢، تنزیه ص١١٠ ج٢، الفوائد المجموعة ص٣٩، ابن ماجة ص١٣٨٤، ترمذی ص٤٧٩، المستدرك ص٣٢٠ ج١۔

ضعیف غریب ہے راوی ابو الورقاء حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۸ ج ۱) متروک الحدیث ہے (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) ذاہب الحدیث ہے (رازی) قابل حجت نہیں (ابن حبان☆ کتاب الموضوعات ص ۶۱ ج ۲)۔

(۱۲۷۴) اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے راوی ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے (بخاری و نسائی) اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابو حاتم) اس کا خیال ہے کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں جن کے متعلق دل گواہی دیتا ہے کہ یہ من گھڑت ہے (تہذیب ص ۴۱۸ ج ۸)

(۱۲۷۵) من كانت له حاجة عاجلة او اجلة فليتقدم بين يدى نجواه صدقة الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جس کو جلدی سے حاجت درپیش ہو یا دیر سے تو وہ اپنی حاجت کرنے سے پہلے صدقہ کرے اور جمعہ کے روز کسی جامع مسجد میں جا کر بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو رد نہیں کرے گا۔

سخت ضعیف ہے راوی ابان بن عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص ۱۸)

ضائع شدہ نماز کی تلافی کیلئے نماز

(۱۲۷۶) لمبی روایت میں ہے طائف کا ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھ سے نماز ضائع ہو گئی ہے اب اس بارہ میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جمعہ کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھ پھر اس کا لمبا سا طریقہ بیان ہوا ہے اور آخر میں ہے جو اس نماز کو میری وفات کے بعد پڑھے گا

۱۲۷۴ — طبرانی صغیر ص۲۱۳ ج۱ ح۱۳۴۱، طبرانی أوسط ص۲۳۷ ج٤ ح۳٤۲۲، اللالی ص٤٠ ج٢، بحوالة ديلمی من طريق ابی هاشم۔

۱۲۷۵ — كتاب الموضوعات ص٦١ ج٢، اللالی ص٤١ ج٢، تنزيه ص٨٤ ج٢، الفوائد المجموعة ص٤١۔

۱۲۷٦ — كتاب الموضوعات ص٥٧ ج٢، اللالی ص٥٤ ج٢، تنزيه ص٩٧ ج٢، الفوائد المجموعة ص٥٥۔

وہ اس رات خواب میں میری زیارت سے ہمکنار ہوگا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کے لئے جنت ہے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کو بعض واعظین نے گھڑا ہے اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں یہ حدیث بالکل بے اصل ہے۔ (کتاب الموضوعات ص ۵۷ ج ۲)

نماز فرقان

(۱۲۷۷) من صلی رکعتین یقرأ فی احدهما من الفرقان ﴿تبارك الذی جعل فی السماء بروجا﴾ حتی یختم وفی الرکعة الثانیة اول سورة المومن حتی یبلغ ﴿فتبارك الله احسن الخالقین﴾ (الحدیث)۔

جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفرقان اور دوسری رکعت میں سورۃ المومن کی ابتدائی آیتیں حتی کہ آیت ﴿فتبارک اللہ احسن الخالقین﴾ تک پڑھے۔☆

من گھڑت ہے راوی نعیم بن سالم وضع روایت میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۴۳)

حفظ القرآن کیلئے نماز

(۱۲۷۸) اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میرے دل سے نکل جاتا ہے آپ نے فرمایا میں تجھے چند کلمے نہ سکھاؤں جو تجھے بھی فائدہ دیں اور جس کو تو سکھائے اسکو بھی فائدہ پہنچے۔ جمعہ کی رات چار رکعتیں پڑھ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ یٰس دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تبارک الذی جب تو تشہد سے فارغ ہوتو اللہ کی حمد وثناء کے بعد نبی پر درود بھیج اور ایمانداروں کے لئے استغفار کر۔ اور یہ دعاء پڑھ:

اللهم ارحمنی بترك المعاصی ابدا ما ابقیتنی (علی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۷ – کتاب الموضوعات ص۶۲ ج۲، اللالی ص۷۵ ج۲، تنزیه ص۹۸ ج۲، الفوائد المجموعة ص۴۳۔

۱۲۷۸ – کتاب الموضوعات ص۵۹ ج۲، اللالی ص۵۵ ج۲، تنزیه ص۱۱۲ ج۲، طبرانی کبیر ص۲۹۱ ج۱۱ ح۱۲۳۶۔

اے اللہ مجھ پر رحم کر ہمیشہ گناہ کے ترک کرنے پر جب تک تو مجھے باقی رکھے۔☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن ابراہیم قرشی نے مذکورہ حدیث من گھڑت روایت کی ہے (میزان ص۴۴۶ ج۳) اور اس کا استاذ ابو صالح اسحاق بن نجیح متروک ہے (کتاب الموضوعات ص۵۹ ج۲) اکذب الناس ہے (احمد) کذاب ہے جو حدیث کے وضع میں معروف تھا (ابن معین) سرے عام روایتیں وضع کرتا تھا ((فلاس☆ میزان ص۲۰۱ ج۱)

(۱۲۷۹) یہ روایت مذکورہ متن اور سند کے علاوہ ایک اور طویل متن کے ساتھ بھی مروی ہے جس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر شاذ ہے مجھے اس کی سند کے عمدہ ہونے نے حیران کر دیا ہے (تلخیص المستدرک ص۳۱۵ ج۱) یہ روایت در اصل ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمٰن شامی کی سند سے ہے دارقطنی فرماتے بذات خود صدوق ہے مگر ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت لے لیتا تھا اگر کوئی شخص حدیث وضع کر دیتا تو یہ اس میں تمیز نہیں کر سکتا تھا ذہبی نے اگرچہ ان اعتراضات کے جواب دیے ہیں مگر آخر میں خود اقرار کر گئے ہیں کہ یہ روایت نظافت سند کے باوجود سخت منکر ہے میرے دل میں اس کے بارہ میں تردد ہے شاید کہ سلیمان پر اس روایت کو غلط ملط کر دیا گیا ہو اور اس پر وار کر دیا گیا ہو جیسا کہ ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس کے حدیث وضع کرتا تو یہ سمجھتا نہ تھا (میزان ص۲۱۴ ج۲)

TRUEMASLAK@INBOX.COM

۱۲۷۹– ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء الحفظ ح۳۵۷۰، المستدرک ص۳۱۷ ج۱۔

۱۷۔ کتاب الجنائز

فضیلت مرض

(۱۲۸۰) المصيبة تبيض وجه صاحبها يوم تسود الوجوه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مصیبت اپنے صاحب (مصیبت زدہ) کا چہرہ سفید کرے گی جس (قیامت کے) دن چہرے سیاہ ہوں گے۔☆

ضعیف ہے راوی سلیمان بن رقاع منکر الحدیث ہے (مجمع ص۲۹۱ ج۲)

(۱۲۸۱) ایک آدمی نے کہا یا رسول ﷺ میں کبھی بیمار نہیں ہوا آپ نے فرمایا جو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے اس کو یہاں سے نکال دو۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی حسن بن جعفر صدوق منکر الحدیث ہے (فلاس) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے (ابن مدینی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) عبادت گزار مستجاب الدعوات تھا لیکن فن حدیث سے غافل تھا قابل حجت نہیں (ابن حبان☆ میزان ص۴۲ ج۱)

(۱۲۸۲) لا تسبها فانها تنقي الذنوب كما تنقي النار خبث الحديد (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

بیماری کو گالی نہ دو کیونکہ یہ گناہوں کو اس طرح صاف کرتی ہے جیسا کہ آگ لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔☆

ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۱)

(۱۲۸۳) قال الله اذا اشتكى عبدي فاظهر المرض من قبل ثلاث فقد شكاني (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸۰– در منثور ص٦٣ج٢، كنز العمال ص٢٩٦ج٣، طبراني أوسط ص٣١٤ج٥ ح٤٦١٩، الترغيب والترهيب ص٢٨٤ج٤، مجمع البحرين ص٣٣٥ج٢، مجمع الزوائد ص٢٩١ج٢.

نوٹ: طبرانی أوسط مطبوعه میں لفظ مصیبت ساقط ہو گیا ھے۔ والله أعلم.

۱۲۸۱– طبراني أوسط ص٤٢١ج٦ ح٥٩٠١.

۱۲۸۲– ابن ماجة ح٣٤٦٩، كنز العمال ص٣٢١ج٣.

۱۲۸۳– طبراني أوسط ص٤٨٣ج١ ح٨٧٩، كنز العمال ص٣١٧ج٣.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو تین دن میں مرض کو ظاہر کر دیتا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عمر العمری متروک ہے (مجمع ص۲۹۵ ج۲)۔

(۱۲۸٤) لا تمارضوا فتمرضوا ولا تحفروا قبوركم فتموتوا (وهب بن قیس رضی اللہ عنہ)

تم اپنے آپ کو بیمار ظاہر نہ کرو تم بیمار ہو جاؤ گے تم اپنی قبریں نہ کھودو تم مر جاؤ گے۔☆

منکر ہے راوی محمد بن سلیمان صنعانی مجہول ہے روایت منکر ہے (میزان ص۵۷۱ ج۳ وعلل الحدیث ۳۲۱ ج۲)

مریض کی خوراک

(۱۲۸٥) لا تكرهوا مرضاكم على الطعام ان الله يطعمهم ويسقيهم (عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔☆

باطل ہے راوی بکر بن یونس بن بکیر منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی☆ میزان ص۳۴۸ ج۱) بکر منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث باطل ہے (ابو حاتم) (علل الحدیث ص۲۴۲ ج۲)۔

(۱۲۸٦) اذا اشتهى مريض احدكم فليطعمه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب تمہارا مریض کھانے کو طلب کرے تو اس کو کھانا کھلا دو۔☆

ضعیف ہے راوی صفوان بن ہبیرہ لین الحدیث ہے (تقریب ص۱۵۳)۔

(۱۲۸۷) قال اتشتهى شيئا قال اشتهى كعك (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸٤ — علل الحديث ص۳۲۱ ج۲، موضوعات كبير ص۱۳۸، كشف الخفاء ص۳٤۹ ج۲۔

۱۲۸٥ — ابن ماجة باب لا تكرهوا المريض على الطعام ح۳٤٤٤، ترمذى باب لا تكرهوا مرضاكم على الطعام ح۲۰٤۰، المستدرك ص۳۵۰ ج۱ وص٤۱۰ ج٤ حلية الاولياء ص۵۱ ج۱۰، تاريخ اصفهان ص۱٤۷ ج۲، عقيلى ص۷٤ ج۳، الكامل ص٤٦٤ ج۲، العلل المتناهية ص۳۸۳ ج۲، علل الحديث ص۲٤۲ ج۲، ميزان ص٦٦٦ ج۲ لسان ص۳۱۹ ج۵۔

۱۲۸٦ — ابن ماجة باب المريض يشتهى شيئاً ح۳٤٤۰، عقيلى ص۲۱۲ ج۲، ميزان ص۲۷۷ ج٤۔

۱۲۸۷ — ابن ماجة باب المريض يشتهى شيئاً ح۳٤٤۱، كنز العمال ص۱۵ ج۱۰ ح۲۸۱٤۱۔

آپ نے ایک مریض سے پوچھا تو کس چیز کی چاہت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا کیک کی۔ ☆ضعیف ہے راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص۳۸۱)۔

تیمار داری

(۱۲۸۸) لمبی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں تیمار داری کرنے والے ان کو نور کے منبر پر بٹھایا جائے گا' وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کر رہے ہوں گے اور لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔☆ من گھڑت ہے راوی عمرو بن بکر سکسکی قابل حجت نہیں ہے اس کی روایات خود ساختہ ہیں یا مقلوب ہیں (کتاب المجروحین ص۷۹ ج۲)

(۱۲۸۹) لا یعاد المریض الا بعد ثلاث (بو ھریرہ رضی اللہ عنہ)۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد کی جائے۔ضعیف راوی۔

(۱۲۹۰) لا یجب عیادة المریض الا بعد ثلاث (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔☆

اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح بن غطیف متروک الحدیث ہے ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الورق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی ☆کتاب الموضوعات ص۳۸۱ ج۲)

(۱۲۹۱) من عاد مریضا و جلس عندہ ساعة اجری اللہ اجر الف سنة لا یعصی اللہ فیھا طرقة عین (انس رضی اللہ عنہ)

۱۲۸۸—

۱۲۸۹— طبرانی أوسط ص۲۹۸ج٤ ح۳۵۲۷، کتاب الموضوعات ص۳۸۱ ج۲، اللالی ص۳۳٦ج۲، تنزیه ص۳۵۷ج۲، الکامل ص۹۹۸ج۳، کنز العمال ص۱۰۳ج۹، تذکرة الموضوعات ص۲۱۰۔

۱۲۹۰— کتاب الموضوعات ص۳۸۱ج۲، اللالی ص۳۳٦ج۲، تنزیه ص۳۵۷، الکامل ص۱۳۸ج۳، طبرانی أوسط ص۲۹۸ج٤ ح۳۵۲۷۔

۱۲۹۱— دیلمی ص۱۳٦ج٤ ح۵۹۳۱، حلیة الأولیاء ص۱٦۱ج۸۔

جو مریض کی تیمار داری کرے اور ایک گھڑی اس کے پاس بیٹھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار سال کا اجر جاری کر دیتا ہے ایسا کہ اس نے کبھی ان کو جھپکنے کے برابر نا فرمانی نہ کی ہو۔☆

سخت ضعیف ہے راوی ابان بن ابی عیاض متروک الحدیث ہے (احمد) متروک ضعیف ہے (ابن معین) ساقط ہے (جزجانی) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیثیں منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۱ ج ۱)

(۱۲۹۲) من عاد مريضا فرجاه في الله ووعده بالعافيه لم يقطع رجاءه يوم وقوفه بين يدى الله عزوجل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو بیمار کی تیمار داری کرے اور اللہ کے بارہ میں اس سے امید دلائے اور عافیت کا وعدہ دے اس کی امید ختم نہ ہوگی جس دن وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔☆

سند نامعلوم ہے۔

(۱۲۹۳) عاد رسول الله ﷺ اجلاء من اصحابه فقبض على يده فوضع يده على جبهته (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی بڑے صحابی کی تیمارداری کی تو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پیشانی پر رکھا ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۲۱۱)۔

(۱۲۹٤) دخل على رسول الله ﷺ يعودنى فلما اراد ان يخرج قال يا سلمان كشف الله ضرك و غفر ذنبك وعافاك فى دينك و جسدك الى اجلك (سلمان رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ میری تیمار داری کے لئے تشریف لائے جب واپس جانے کا ارادہ فرمایا تو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیری تکلیف رفع کرے تیرے گناہ معاف کرے تجھے دین اور جسم میں تیری موت تک عافیت بخشے۔☆

باطل ہے راوی عمرو بن خالد قرشی کذاب ہے (احمد۔ و ابن معین) حدیث وضع کرتا تھا (وکیع ☆ میزان ص ۲۵۷ ج ۳)۔

۱۲۹۲ – ديلمى ص۱۳٦ ج٤ ح۵۹۳۲۔

۱۲۹۳ – مجمع الزوائد ص۲۹۸ ج۲، بيهقى ص۳۸۲ ج۳، اللالى ص۳۳۸ ج۲۔

۱۲۹٤ – طبرانى كبير ص۲٤۰ ج۵ ح۳٤۹۳۔

(۱۲۹۵) جو کسی بیمار کی تیمار داری کرتا ہے تو اس پر پچھتر ہزار فرشتے سایہ کرتے ہیں جب وہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اس کو رحمت گھیر لیتی ہے اور اپنے گھر لوٹنے تک رحمت میں گھرا ہوا رہتا ہے حتی کہ وہ اپنے گھر لوٹ آئے (ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی جعفر بن میسرہ اشجعی ضعیف منکر الحدیث ہے (بخاری) سخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) قوی نہیں (ابو زرعہ) یہ اپنے باپ کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور منکر الحدیث ہے (ابن عدی ☆لسان ص۱۳۰ ج ۲)۔

(۱۲۹٦) اذا دخلتم علی المریض فنفسوا فی اجله فان ذلك لا یرد شیئا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔

جب تم مریض پر داخل ہو تو اسے موت کے بارہ میں تسلی دو یہ تسلی کسی چیز کو رد نہیں کر سکتی۔ ☆

منکر ہے راوی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری) منکر الحدیث ہے (نسائی) متروک ہے۔ دارقطنی ☆میزان ج ۴) یہ حدیث منکر ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ من گھڑت ہے موسیٰ سخت ضعیف الحدیث ہے اس کے باپ ابوسعید سے سماع بھی نہیں (ابو حاتم ☆علل الحدیث ص۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۷) غبوا فی العیادة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

تم تیمار داری میں ناغہ کیا کرو۔ ☆

منکر ہے اس کا راوی بھی موسیٰ بن محمد اوپر والی روایت والا ہے (علل الحدیث ص۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۸) لا یجب عیادة المریض الا بعد ثلاث (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۵— طبرانی أوسط ص۲۰۱ ج۵ ح۴۳۹۳۔

۱۲۹٦— ابن ماجة کتاب الجنائز ح۱٤۳۸، ترمذی کتاب الطب آخری باب ح۲۰۸۷، الکامل ص۲۳٤۳ ج٦، ابن ابی شیبة ص٤٤٥ ج۲ ح۱۰۸۵۱، علل الحدیث ص۲٤۱ ج۲، عمل الیوم واللیلة ص٤۸٦ ح۵۳۷، میزان ص۲۱۸ ج٤۔

۱۲۹۷— علل الحدیث ص۲٤۱ ج۲۔

۱۲۹۸— الکامل ص۱۳۸ ج۳، کتاب الموضوعات ص۳۸۱ ج۲، اللالی ص۳۳٦ ج۲، تنزیه ص۳۵۷ ج۲۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔☆

اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح عطیف متروک الحدیث ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الوراق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲)

(۱۲۹۹) کان لا یعود مریضا الا بعد ثلاثة ایام (انس رضی اللہ عنہ)۔

آپ مریض کی تیمارداری تین دن کے بعد کرتے تھے۔ (باطل ہے اس کا راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (ابن عدی) ابو حاتم فرماتے ہیں باطل من گھڑت ہے (میزان ص ۱۱۰ ج ۴)۔

(۱۳۰۰) عودو المرضی و مروهم فلیدعوا لکم فدعوة المریض مستجابة و ذنبه مخفور (انس)۔

بیماروں کی تیمارداری کیا کرو اور ان کو حکم کیا کرو کہ تمہارا لئے دعا کریں بلا شبہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن قیس غبی متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

(۱۳۰۱) من انفق علی مریض حتی عوفی کتب الله له بکل حبة فضة عبادة سنة (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو مریض پر خرچ کرے حتی کہ وہ صحت یاب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر درہم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے۔ سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر کوئی شئی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی میزان ص ۳۷۲ ج ۲)

(۱۳۰۲) ثلاث لا یعاد صاحب ارمد و صاحب الضرس و صاحب الرملة (ابو هریره رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۹ – ابن ماجة ما جاء فی عیادة المریض ح۱٤۳۷۔

۱۳۰۰ – طبرانی أوسط ص۱۷ج۷ ح ٦۰۲٤، کنز العمال ص۹٦ج۹۔

۱۳۰۱ – تنزیه ص۱٤۲ج۲۔

۱۳۰۲ – عقیلی ص۲۱۲ج٤، کتاب الموضوعات ص۳۸٤ج۲، اللالی ص۳۳۸ج۲، طبرانی أوسط ص۳۳ج۱ ح۱۵۲، الکامل ص۲۳۱٤ج٦، شعب الایمان ص۵۳۵ج٦ ح۹۱۸۸۔

تین قسم کے مریضوں کی تیمار داری نہیں کرنی چاہئے آنکھ کی تکلیف والے، داڑھ کی تکلیف والے اور پھوڑے والے کی۔ ☆

باطل ہے راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں۔ (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۹ ج ۴)۔

(۱۳۰۳) ان الله ليستلى العبد وهو يحب يسمع تضرعه (ابن مسعود و عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے کی عاجزی اور انکساری سنے۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد الملک قوی نہیں (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

بیماری میں موت

(۱۳۰۴) من مات مريضا مات شهيدا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جو حالت بیماری میں فوت ہوا وہ شہادت کی موت مرا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی متہم بالکذب ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کا دارومدار ابراہیم بن ابی نجیح پر ہے تدلیس سے کام لیتے ہوئے کبھی اس کو ابراہیم بن ابی عطاء کہہ دیتے ہیں اور کبھی ابراہیم بن ابی یحی در حقیقت یہ تمام نام ابراہیم بن محمد بن ابی یحی اسلمی کے ہیں امام مالک امام یحییٰ بن سعید اور ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں لوگوں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا تھا (کتاب الموضوعات ص ۳۹۳ ج ۲)

مختلف قسم کی موتوں سے پناہ

(۱۳۰۵) كان يتعوذ من موت فجأة و كان يعجبه ان يمرض قبل ان يموت (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

آپ اچانک موت سے پناہ طلب کرتے تھے اور آپ کو پسند تھا کہ مرنے سے پہلے بیمار ہوں۔ ☆

۱۳۰۳ – طبرانی أوسط ص ۱٤٤ ج ۲ ح ۱۲٦۷۔

۱۳۰٤ – ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱٦۱٥، الكامل ص ۲۲۲ ج ۱، علل الحديث ص ۳٥۸ ج ۱ اللآلى ص ۳٤٤ ج ۲۔

۱۳۰٥ – طبرانی کبیر ص ۱۳۲ ج ۸، کنز العمال ص ۷۷ ج ۷۔

سخت ضعیف ہے راوی عثمان بن عبدالرحمٰن قرشی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

(۱۳۰۶) استعاذ من سبع موتات موت الفجأة ومن لدغ الحية ومن السبع ومن الغرق ومن الحرق وان يخر على شئى او يخر عليه شئى ومن القتل عند فرار الزحف (عبد الله بن عمرو)۔

آپ سات قسم کی موت سے پناہ طلب کرتے تھے اچانک موت سے، سانپ کے ڈسنے سے درندے سے، پانی میں غرق ہونے، آگ سے جل جانے سے اور یہ کہ آپ کسی چیز پر گریں یا کوئی چیز آپ پر گرے، اور لڑائی سے فرار کے وقت قتل سے۔☆

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۳۰۷) موت الفجأة راحة للمومن واخذة اسف على الفاجر (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اچانک موت مومن کے لئے راحت ہے اور فاجر کے لئے ندامت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن ولید رصافی متروک ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین) حدیث کو ضبط نہیں کرتا تھا (احمد) ضعیف ہے (ابو زرعہ و دارقطنی) ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایسا عمداً کرتا تھا جس سے اسکا ترک مستحق ہو گیا ہے (میزان ص ۱۷ ج ۳)

(۱۳۰۸) موت الغريب شهادة (ابن عباس)۔

مسافر کی موت شہادت ہے۔☆

۱۳۰۶ — مسند أحمد ص۱۷۱ ج۲، مجمع ص۳۱۸ ج۳.

۱۳۰۷ — بيهقي ص۳۷۹ ج۳.

۱۳۰۸ — طبرانی كبير ص۴۸ ج۱۱ ح۱۱۰۳۴، كنز العمال ص۴۲۰ ج۴، حلية الأولياء ص۲۰۱ ج۸، عقيلي ص۳۶۵ ج۴، تذكرة الموضوعات ص۱۲۲، الفوائد المجموعة ص۲۰۹، تنزيه ص۱۷۹ ج۲، العلل المتناهية ص۴۰۸ ج۲، الكامل ص۲۵۶ ج۱ وص۲۵۸۴ ج۷، ابن ماجة من مات غريبا ح۱۶۱۳، كشف الخفاء ص۲۹۰ ج۲، تلخيص ص۱۴۱ ج۲، ضعيفة ص۴۲۵ ج۱.

سخت ضعیف ہے لمبی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے راوی عمرو بن حسین عقیلی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲) ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) واہ ہے (ابوزرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۳)۔

(۱۳۰۹) ما من مومن یموت فی غربة الا ناحت علیه الملائکة رحمة له حیث غابت عنه بو اکیه (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص غربت (سفر) میں فوت ہوتا ہے تو فرشتے اس پر ترس کھاتے ہوتے نوحہ کرتے ہیں اس لئے کہ اس پر رونے والی نہیں ہوتیں۔ (دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔)

(۱۳۱۰) اللهم انی اعوذبك ان اموت هما او غما او غرقا او یتخبطنی الشیطان عند الموت او اموت لدیغا (ابو هریره رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں پریشانی، غم کی موت مروں یا پانی میں غرق ہو کر شیطان مجھے موت کے وقت پاگل کر دے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن اسحاق کی توثیق نا معلوم ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

موت سے فرار و محبت

(۱۳۱۱) ایک لمبی حدیث میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا انہوں نے شیطان سے پوچھا میں اسے کہاں لے جاؤں اس نے کہا زمین کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی اچھا پھر سمندر کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پالے گی اچھا پھر مغرب کی طرف بھیج دیں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی تو کہنے لگا اچھا پھر مشرق میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی۔ اچھا پھر زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا دیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے جن بچے کو اٹھا کر زمین اور آسمان کے درمیان لے گئے اتنے میں ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے اس بچے کی روح قبض

۱۳۰۹ — دیلمی ص۳۲٤ ج٤ ح٦٤٨٣۔

۱۳۱۰ — مسند أحمد ص۲، کنز العمال ص۲۰۸ ج۲، مجمع ص۳۱۸ ج۲۔

۱۳۱۱ — عقیلی ص٤٢٤ ج٤، کتاب الموضوعات ص۲۹۳ ج۲، اللالی ص٣٤٥ ج۲، تنزیه ص٣٦٢ ج۲۔

کرنے کا حکم ملا تھا میں نے اسے زمین کی تہہ میں سمندر کی گہرائی میں اور مشرق و مغرب کے کونوں میں تلاش کیا مگر مجھے نہ مل سکا۔ بالآخر میں آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا تو میں نے اس کو پا لیا اور اس بچے کا جسم کرسی پر آگرا یہ ہے آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت راوی یحیٰ بن کثیر ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی تھیں (ابن حبان) اسی سند کے دوسرے راوی محمد بن عمرو کی روایات کو لوگ پھاڑ دیتے تھے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۹۴ ج ۲)۔

یحیٰ بن کثیر ابو زخرف منکر الحدیث ہے (عقیلی ص ۴۲۴ ج ۴)۔

(۱۳۱۲) من احب الموت فھو حبیبی حقا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو موت سے محبت رکھے وہ میرا حقیقی دوست ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

موت کے وقت وصیت

(۱۳۱۳) المحروم من حرم وصیته (انس رضی اللہ عنہ)۔

محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم ہو گیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱) اور اس کا شاگرد درست بن زیاد عنبری بھی ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۹۷)

(۱۳۱٤) من حضره الموت فوضع وصیته علی کتاب اللہ کان ذلك کفارة لما ضیع من زکوته فی حیاته (قره)

جس کے پاس موت حاضر ہو وہ اپنی وصیت کتاب اللہ کے مطابق کرے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگی ان

١٣١٢ — دیلمی ص٢٤٧ ج٤ ح٦٢٧٩۔

١٣١٣ — ابن ماجه باب الحث علی الوصیة ح ٢٧٠٠

١٣١٤ — ابن ماجة کتاب الوصایا ح٢٧٠٥، کتاب الموضوعات ص٣٩٦ ج٢، تاریخ بغداد ص٢٤٧ ج٨، دارقطنی ص١٤٩ ج٤، تنزیه ص٣٦٥ ج٢، طبرانی کبیر ص٣٣ ج١٩ ح٦٩ اللآلی ص٣٤٧ ج٢۔

اعمال کا جو اس کی زندگی میں ضائع ہوئے ہیں۔☆

ضعیف ہے اس کی ایک سند میں بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور اس کا استاذ ابوحلیس مجہول ہے (تقریب ص ۴۰۲) اور اس کا استاذ خلید بن ابی خلید بھی مجہول ہے (تقریب ص ۹۳) دوسری سند میں یعقوب بن محمد زہری کسی شئی کے مساوی نہیں (احمد) یہ حدیث ہی نہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۹۶ ج ۲)۔

تلقین میت

(۱۳۱۵) اذا قرءت یس عند الموت خفف عنه بها۔ (صفوان)

موت کے وقت جب سورۃ یٰسین پڑھی جائے تو میت پر تخفیف ہو جاتی ہے☆

حدیث رسول نہیں بعض مشائخ کا قول ہے۔

(۱۳۱۶) اقرء وا سورۃ یس علی موتاکم (معقل بن سیار)

تم اپنے فوت ہونے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھو۔☆

ضعیف اور مضطرب ہے اس کے دو راوی ابوعثمان اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف الاسناد مجہول المتن ہے۔ (تلخیص الحبیر ص ۱۰۴ ج ۲)۔

(۱۳۱۷) ما من میت یموت فتقرأ عنده یس الا هون الله (ابو درداء، ابو ذر رضی اللہ عنہ)

جس مرنے والے کے پاس سورت یٰسین پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کر دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی مروان بن سالم جزری ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دارقطنی) منکر الحدیث ہے (بخاری، مسلم، ابو حاتم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابوعروبہ حرانی ☆ میزان ص ۹۰ ج ۴)

۱۳۱۵ — مسند احمد ص ۱۰۵ ج ٤، در منثور ص ۲۵۷ ج ٥

۱۳۱٦ — ابو داود کتاب الجنائز ح۳۱۲۱، ابن ماجة کتاب الجنائز ح۱٤٤۸، مسند أحمد ص۲٦ج٥، طبرانی کبیر ص۲۱۹ج۲۰ ح ۵۱۰ و۵۱۱، ابن ابی شیبة ص٤٤٥ج۲ ح۱۰۸٥٤، المستدرك ص٥٦٥ج۱ ابن حبان ص۳ج٦ ح۲۹۹۱ بیهقی ص۳۸۳ج۳۔

۱۳۱۷ — کنز العمال ص٥٦۳ج۱٥، تلخیص ص۱۰٤ج۲، در منثور ص۲٥۷ج٥۔

(١٣١٨) ما من مريض يقرأ عنده سورة يسين إلا مات ريانا و ادخل قبره ريانا و حشر يوم القيامة ريانا (عبدالله بن سميع)

جس مریض کے پاس سورۃ یسین پڑھی جائے وہ پانی سے سیر ہو کر مرے گا اور قبر میں بھی سیر ہو کر داخل ہو گا اور قیامت کے دن بھی پانی سے سیر ہو کر اٹھایا جائے گا۔☆

باطل ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ ایک راوی عبد اللہ بن حسین مصیصی حدیث چور اور خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان☆ میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(١٣١٩) لقنوا موتا كم لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم احمد لله رب العالمين (عبد الله بن جعفر رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ (الی آخرہ) کی تلقین کرو۔☆

ضعیف ہے راوی اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر مجہول الحال ہے جس کی کسی ایک نے توثیق نہیں کی (تعلیق بر مشکوۃ البانی ص ۵۱۰ ج ۱)

(۱۳۲۰) اپنے بچوں کو سب سے پہلے لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور موت کے وقت اسی کلمہ کی تلقین کرو جس کا اول اور آخر کلام لا الہ الا اللہ ہو گیا خواہ وہ ہزار سال زندہ رہا اس سے کسی گناہ کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے ایک راوی ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے (بخاری) اور دو راوی محمد بن محویہ اور اس کا باپ مجہول الحال ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲)

(١٣٢١) لا يقولن احدكم اللهم لقنى حجتى فان الكافر يلقن حجته ولكن ليقل اللهم لقنى حجة الايمان عند الممات (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

١٣١٨– ديلمى ص٣٢٨ج٤ ح٦٤٩٣۔

١٣١٩– ابن ماجة كتاب الجنائز ح١٤٤٦۔

١٣٢٠– كتاب الموضوعات ص٣٩٥ج٢، اللالى ص٣٤٧ج٢، شعب الايمان ص٣٩٨ج٦ ح٨٦٤٩، تنزيه ص٣٦٤ج٢۔

١٣٢١– طبرانى أوسط ص٥٢٧ج٢ ح١٩٠٧۔

تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ مجھے میری حجت کی تلقین کر کیونکہ کافر کو اس کی حجت کی تلقین کی جاتی ہے لیکن یہ کہے اے اللہ مجھے موت کے وقت ایمان کی حجت کی تلقین کر۔ ☆

ضعیف ہے ایک راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی سکن بن ابی کرعہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۲)

موت کے وقت اعمال کا پیش ہونا

(۱۳۲۲) رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمار داری کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تو کیا پاتا ہے؟ وہ کہنے لگا سیاہ اور سفید پاتا ہوں آپ نے پھر پوچھا ان دونوں میں تیرے قریب کون ہے وہ کہنے لگا سیاہ قریب ہے آپ نے فرمایا خیر قلیل ہے اور شر کثیر ہے اس پر وہ کہنے لگا آپ میرے لئے دعا فرمایئے آپ نے دعائی فرمائی اور پوچھا اب کیا پاتا ہے وہ کہنے لگا اب میں خیر کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بڑھ رہی ہے اور شر کمزور ہو رہی ہے (سلمان رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱ و مجمع ص ۳۲۲ ج ۲)۔

(۱۳۲۳) ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائر کم من الاموات فان کان خیراً استبشروا وان کان غیر ذلك قالو الهم لا تمتهم حتی تهديهم كما هديتنا (انس رضی اللہ عنہ)

تمہارے اعمال تمہارے فوت شدہ قریبی رشتے داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں اے اللہ تو ان کو فوت نہ کرحتی کہ ان کو بھی ہدایت نصیب کر جیسا کہ تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مجہول روی ہے جس کا نام ذکر نہیں ہے (مسند احمد ص ۱۶۵ ج ۳ و مجمع ص ۳۲۹ ج ۲)۔

(۱۳۲٤) لا تفضحوا امواتكم بسيّات اعمالكم فانها تعرض على اولياء كم من

۱۳۲۲ — مجمع ص ۳۲۹ ج ۲۔

۱۳۲۳ — مسند أحمد ص ۱٦٤ وص ۱٦٥ ج ۳، مجمع ص ۳۲۹ ج ۲۔

۱۳۲٤ — المقاصد الحسنة ص ٤٦٤، كشف الخفاء ص ۳٥۸ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۲٦۹۔

اھل القبور (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

تم برے اعمال سے اپنے فوت شدگان کو رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے اعمال تمہارے ان دوستوں پر پیش کئے جاتے ہیں جو قبروں میں ہیں۔☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنۃ ص ۲۶۴)

کیفیت موت

(۱۳۲۵) لمعالجة ملك الموت اشد من الف ضربة بالسيف (انس رضی اللہ عنہ)۔

ملک الموت کی سختی تلوار کی ہزار ضربوں سے زیادہ سخت ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن قاسم بلخی حدیثیں وضع کرتا تھا (حاکم) متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۹۲ ج ۲) اس نے مکہ کے طریق میں من گھڑت روایتیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم ص ۲۱۰) ایسی روایتیں لاتا ہے جن کے باطل ہونے کی امت گواہی دیتی ہے (کتاب المجروحین ص ۳۱۱ ج ۲) حدیثیں وضع کرتا اور جھوٹ بولتا تھا (جوزجانی ☆ لسان ص ۳۴۴ ج ۵)۔

(۱۳۲۶) ایک لمبی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت کو ایک نصاری کے پاس پایا اور فرمایا میرے ساتھی سے نرمی برتنا کیونکہ ایماندار ہے فرشتے نے کہا میں ہر مومن کے ساتھ نرمی برتتا ہوں جب میں روح قبض کرتا ہوں تو میت کے گھر والے رونا شروع کر دیتے ہیں اور میں روح کو لے کر چلا جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں یہ کیوں رو رہے ہیں میں نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے میں ان کو نماز کے وقت تک مؤخر کرتا ہوں پس جو نماز کی حفاظت کرتا ہے تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان دور بھاگ جاتا ہے فرشتہ اس میت کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے (حارث بن خزرج عن ابیہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کے دو راوی عمر بن شمر جعفی اور حارث بن خزرج کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۲)۔

۱۳۲۵ – تاريخ بغداد ص۲۵۲ج۳، كتاب الموضوعات ص۳۹۵ج۲، كنز العمال ص۵۷۰ج۱۵، تنزيه ص۳٦٥ج۲، تذكرة الموضوعات ص۲۱٤۔

۱۳۲٦ – كشف الاستار ح۷۸٤، مجمع ص۳۲٦ج۲۔

(۱۳۲۷) مومن کی روح پسینے کی طرح نکل جاتی ہے اور کافر کی روح بڑی سختی کے ساتھ جیسا کہ گدھے کی روح نکلتی ہے مومن پر اس کے گناہ کی وجہ سے سختی کی جاتی ہے تا کہ وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے اور کافر پر موت کے وقت سختی نہیں کی جاتی اس لئے کہ اس نے جو نیکیاں کی ہیں اسے ان کا بدلہ دیا جائے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی قاسم بن مطیب ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۶ ج۲) قلت روایات کے باوجود خطأ کرتا تھا کثرت خطا کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب المجروحین ص۲۱۳ ج۲)

(۱۳۲۸) مومن کی روح جب قبض ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے کہتے ہیں تم اپنے ساتھی کو آرام کا موقعہ دو کیونکہ یہ دنیا میں سخت تکلیف میں تھا پھر وہ پوچھتے ہیں فلاں مرد اور فلاں عورت نے کیا کیا؟ کیا اس نے شادی کر لی ہے؟ اگر وہ اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے وہ مر چکا ہے جس پر وہ انا اللہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ اسے ھاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے جو بہت بری جگہ ہے بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے قریبی رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر بہتر ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ یہ تیرا فضل اور رحمت ہے تو اپنی نعمت اس پر پوری کر۔ الحدیث (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک سند کا راوی مسلمہ بن علی متروک منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۱۲۹۹) دوسری سند کا ایک راوی زمزم بن زرعہ صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص۱۵۵) اور دوسرا راوی محمد بن اسماعیل بن عیاش ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا (ابو حاتم) یہ روایت کے لائق نہیں۔ (ابو داؤد ☆ میزان ص۴۸۱ ج۳)

(۱۳۲۹) لما اتی ابراهیم ربه قال له یا ابراهیم کیف وجدت الموت قال وجدت جسدی ینزع بالسلمة قال هذا وقد یسر ناه علیك (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جب ابراہیم فوت ہو کر اپنے رب کے ہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا ابراہیم تو نے موت کو کیسے پایا؟ فرمایا

۱۳۲۷ — حلیة الأولیاء ص۵۹ ج۵، طبرانی کبیر ص۷۹ ج۱۰ ح۱۰۰۱۵۔

۱۳۲۸ — طبرانی کبیر ص۱۲۹ ج۴ ح۳۸۸۷ و۳۸۸۹، طبرانی أوسط ص۱۳۰ ج۱ ح۱۴۸، مسند الشامیین ح۱۵۴۴ و۳۵۷۴۔

۱۳۲۹ — کتاب المجروحین ص۲۱۴ ج۱، کتاب الموضوعات ص۲۹۶ ج۲، اللآلی ج۲، تنزیه ص۳۶۲ ج۲۔

میرا جسم کانٹوں کے ساتھ کھینچا جاتا تھا اللہ نے فرمایا ہم نے تو موت کو آپ پر آسان کر دیا تھا۔☆
من گھڑت ہے راوی جعفر بن نصر عنبری متہم بالکذب ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص۴۱۹ ج۱)۔

(۱۳۳۰) یہی روایت جعفر بن نصر عنبری نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حبان فرماتے ہیں من گھڑت ہے (کتاب المجروحین ص۲۱۴ ج۱)۔

انا للہ کہنا

(۱۳۳۱) اعطیت امتی شیئاً لم یعطه احد من الامم عند المصیبة انا للّٰه وانا الیه راجعون (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

میری امت کو ایسی چیز عطاء ہوئی ہے جو دیگر امتوں میں سے کسی ایک کو عطاء نہیں ہوئی وہ مصیبت کے وقت انا اللہ پڑھتے تھے۔☆

اس سیاق کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی محمد بن خالد طحان بہت برا آدمی تھا کوئی شئی نہیں کذاب تھا (ابن معین ☆میزان ص۵۳۳ ج۳)

(۱۳۳۲) من استرجع عند المصیبة جبر اللہ مصیبته و جعل له خلفا یرضه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو مصیبت کے وقت انا اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے اور اس کے لئے ایسا نائب بناتا ہے جو اس کی پسند ہوتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن ابی طلحہ ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں ابن عباس سے مرسل روایت کرتا تھا حالانکہ اس نے ابن عباس کو دیکھا نہیں ہے (تقریب ص۲۴۸)۔

۱۳۳۰ — کتاب المجروحین ص۲۱٤ ج۱۔

۱۳۳۱ — طبرانی کبیر ص۳۲ ج۱۲ ح۱۲٤۱۱، الترغیب والترهیب ص۳۳۷ ج٤، کنز العمال ص۲۹٦ ج۳۔

۱۳۳۲ — کنز العمال ص۳۰۰ ج۳، الترغیب والترهیب ص۳۳۷ ج٤، مجمع ص۳۳۱ ج۲ وص۳۱۷ ج٦۔

(۱۳۳۳) ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها ان قدم عهدها فيحدث له استرجاعا الا احدث الله له عند ذلك واعطاه ثواب يوم اصيب بها (حسين بن علی رضی اللہ عنہ)

کسی مسلمان مرد یا عورت کو مصیبت نہیں پہنچتی اگرچہ اس کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو مگر وہ اسے انا للہ کہنے کی خاطر نئے سرے سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئے سرے سے ثواب دیتا ہے جتنا کہ اس کو تکلیف پہنچنے کے دن عطاء کیا تھا۔☆

ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد متروک ہے (تقریب ص ۳۶۴)۔

(۱۳۳٤) من سمع بموت مسلم فدعا له بخير كتب الله له اجر من عاده او شيعه ميتا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو کسی مسلمان کی موت کی خبر سنے تو اس کے لئے بھلائی کی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے برابر اجر لکھ دیتا ہے جس نے اس کی تیمار داری کی ہوتی ہے یا اس کے جنازہ کے ساتھ گیا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی صالح بن بشیر مری ضعیف ہے (تقریب ص ۱۴۸) قصہ گو ہے صاحب حدیث نہیں اور نہ حدیث کو پہچانتا ہے (احمد) متروک ہے (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) سخت منکر الحدیث ہے (فلاس ☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۲)

میت کے پاس عورتوں کی حاضری

(۱۳۳۵) لا خير في جماعة النساء ولا عند ميت فانهن اذا اجتمعن قلن وقلن (خولة بنت يمان)۔

عورتوں کی جماعت کرانے اور میت کے پاس جمع ہونے میں خیر نہیں ہے جب یہ جمع ہوتی ہیں تو ایسی ویسی

۱۳۳۳– مسند أحمد ص۲۰۱ ج۱، مجمع ص۳۳۱ ج۲، طبراني أوسط ص۳۷۱ ج۳ ح۲۷۸۹، ابن كثير ص۲۹۵ ج۱ البقرة ص۱۵٦۔

۱۳۳٤– كنز العمال ص٦٦۲ ج۱۵۔

۱۳۳۵– طبراني أوسط ص٤٤ ج۸ ح۷۱۲٦۔

باتیں کرتی ہیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی وازع بن نافع متروک ہے (مجمع ص۳۳۰ ج۲ دیکھئے نمبر۴۲)

قبلہ رخ کرنا

(۱۳۳۶) اوصی ان یوجهه الی القبلة لما احتضر (عبد الله بن ابی قتادة رضی اللہ عنہ)

انہوں نے وصیت کی کہ موت کے وقت انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔☆

مرسل ہے۔

(۱۳۳۷) کان البراء بن معرور اول من استقبل القبلة حیا و میتا (عبد الرحمن بن عبد الله بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

براء بن معرور پہلے شخص تھے جو زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔☆ مرسل ہے۔

(۱۳۳۸) قال حذیفة وجهونی الی القبلة۔ (حذیفة رضی اللہ عنہ)

حضرت حذیفہ نے فرمایا مجھے قبلہ رخ کر دینا ہے۔☆ نامعلوم ہے۔

موت کفارہ ہے

(۱۳۳۹) الموت کفارة لکلّ مسلم (انس رضی اللہ عنہ)

موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے۔☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں پہلی سند میں محمد بن احمد المفید سخت ضعیف ہے اور اس کا استاذ احمد بن عبد الرحمٰن ثقفی مجہول ہے دوسری سند میں مفرج بن شجاع واہی الحدیث ہے نیز اس کا شمار مجہولوں میں سے ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹۵ ج۲)۔

۱۳۳۶— المستدرک ص۳۵۳ ج۱ بیہقی ص۳۸٤ ج۳۔

۱۳۳۷— بیہقی ص۳۸٤ ج۳۔

۱۳۳۸— أرواء الغلیل ص۱۵۲ ج۳۔

۱۳۳۹— تاریخ بغداد ص۳۷٤ ج۱، حلیة الأولیاء ص۱۲۱ ج۳، کنز العمال ص۵٤۸ ج۱٦، موضوعات کبیر ص۱۲۹، کتاب الموضوعات ص۳۹٤ ج۲، اللآلی ص۳٤٦ ج۲، دیلمی ص۵۱۳ ج٤ ح۶۹۸۵۔

(۱۳۴۰) الموت كفارة للمومن (انس رضی اللہ عنہ)۔

موت مومن کے لئے کفارہ ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی داؤد بن المجر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

(۱۳۴۱) الموت كفارة لكل ذنب۔ ☆

موت ہر گناہ کے لئے کفارہ ہے۔☆

من گھڑت ہے اس روایت کے دو راوی خزر بن جمیل اور اس کا استاد حفص بن عبد الرحمٰن نا معلوم ہے اور تیسرا راوی داؤد بن المجر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

میت پر رونا نوحہ کرنا

(۱۳۴۲) ويل ام سعد سعداً سرامة وجدا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تزيدن على هذا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی مسلم ملائی ضعیف ہے مجمع ص ۱۵ ج ۳)۔

(۱۳۴۳) الميت تنضح عليه الحميم ببكاء الحی (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

میت پر گرم پانی چھڑکا جاتا ہے زندوں کے رونے کی وجہ سے۔☆

باطل ہے راوی محمد بن حسن بن زبالہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی و رازی) واهی الحدیث (ابو حاتم) منکر الحدیث (دارقطنی) کذاب ہے (میزان ص ۵۱۴ ج ۳)۔

(۱۳۴۴) لا يبكى الا احد رجلين فاجر مكمل فجوره او بارٌ مكملٌ بره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

صرف دو آدمیوں پر رویا جائے کامل فاجر پر یا کامل نیک پر۔☆

۱۳۴۰ – كتاب الموضوعات ص۳۹٤ ج۲، اللالی ص۳٤٦ ج۲۔

۱۳٤۱ – اللالی ص۳٤٦ ج۲۔

۱۳٤۲ – طبرانی کبیر ص۹ ج٦ ح٥٣٢٨۔

۱۳٤۳ – أبويعلى ص٥٤ ج۱ ح٤٣، كنز العمال ص٦١٢ ج١٥، مجمع ص١٦ ج٣، مسند أبی بكر للمروزی ص٧٣، كشف الاستار ص٣٧٩ ج١۔

۱۳٤٤ – طبرانی أوسط ص٢٢٧ ج١ ح٣٤٢، كنز العمال ص٦٢٥ ج١٥۔

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص۱۰۳)

(۱۳٤٥) كان الاسترجاع فى الجاهلية النوح عندالمصيبة والاياس من الانابة فابدلنا الله فى الاسلام مكان النياحة الاسترجاع عند المصيبة و مكان الاياس اليقين بالانا بة(ابو هريرةؓ)

جاہلیت میں مصیبت کے وقت انا اللہ کہنے کے بجائے نوحہ تھا اور انابت سے نا امیدی تھی اللہ تعالیٰ نے اسلام میں مصیبت کے وقت نوحہ کی جگہ انا للہ کو بدل دیا اور نا امیدی کو انابت بالیقین سے بدل دیا۔

دیلمی نے بلاسند ذکر کی ہے۔

حرمین میں موت

(۱۳٤٦) من مات فى احد الحرمين يبعث أمناً (جابرؓ)۔

جو حرمین میں سے ایک میں مرا وہ قیامت کے دن با امن اٹھایا جائے گا۔ ☆

منکر ہے راوی ابو الزبیر مدلس ہیں اور اس کا شاگرد عبد اللہ بن مؤمل مخزومی ضعیف ہے (ابن معین۔ نسائی و دارقطنی) اس کی حدیث منکر ہے (احمد ☆ میزان ص۵۱۰ ج۲)۔

(۱۳٤٧) من مات فى احد الحرمين استوجب شفاعتى وكان يوم القيامة من الآمنين (سلمانؓ)۔

جو حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی اور قیامت کے دن وہ امن والوں میں سے ہوگا۔ ☆

۱۳٤٥– دیلمی ص ۳۲۲ ج ۳ ح ٤٨٥٢

۱۳٤٦– طبرانی أوسط ص٤١٢ج٦ ح٥٨٧٩، شعب الایمان ص٤٩٧ج٣، کنز العمال ص٣٧١ج١٢، تنزيه ص١٧٣ج٢، در منثور ص٥٥ج٢۔

۱۳٤٧– طبرانی کبیر ص٢٤٠ج٦ ح٦١٠٤، شعب الایمان ص٤٩٦ج٣، کنز العمال ص٢٧١ج١٢، تنزيه ص١٧٣ج٢، الفوائد المجموعة ص١١٤۔

ضعیف ہے راوی عبد الغفور بن سعید متروک ہے (مجمع ص۳۱۹ ج ۲)۔

(۱۳۴۸) من مات فی طریق مكة لم يعرضه الله يوم القيامة ولم يحاسبه (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

جو مکہ کے رستہ میں فوت ہوا اللہ تعالی اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش نہیں کریں گے۔☆

منکر ہے راوی عائذ بن بشیر (میزان میں نسیر ہے) ضعیف ہے (ابن معین) منکر الحدیث ہے (عقیلی ☆لسان ص۲۲۶ ج ۳) اس کا شاگرد یحیٰ بن یمان وہم زدہ اور خطا کرتا تھا (الکامل ص۱۹۹۳ ج ۵)۔

(۱۳۴۹) من مات فی طریق مكة حاجا لم يعرضه الله عزوجل ولم يحاسبه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو مکہ کے رستہ میں حج کی نیت سے مر گیا اللہ تعالی اس سے نہ تعرض کرے گا اور نہ ہی حساب لے گا۔☆

من گھڑت ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۶) اور اس کے شاگرد اسحاق بن بشر الکاہلی کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے (دارقطنی ☆میزان ص۱۸۶ ج۱)

(۱۳۵۰) من خرج فی هذا الوجه فی حجة او عمرة فمات لم يعرض ولم يحاسب وقيل له ادخل الجنة (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

جو حرم کی طرف حج یا عمرہ کے لئے نکلے تو وہ مر جائیں اس سے نہ تعرض ہوگا اور نہ حساب لیا جائے گا اس کو کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔☆

منکر ہے سند میں ایک راوی مجہول ہے ابن عدی کہتے ہیں وہ مجہول راوی عائذ ہے جو اوپر والی حدیث کا راوی ہے اس کی یہ دونوں روایتیں غیر محفوظ ہیں (الکامل ص۱۹۹۲ ج ۵)۔

۱۳۴۸– شعب الايمان ص٣٧٤ج٣ ح٤٠٩٩، كنز العمال ص١٦ج٥، اللالی ص١٠٨ج٢، تذكرة الموضوعات ص٧٢۔

۱۳۴۹– الكامل ص٣٣٦ج١، ديلمی ص١٤٨ج٤ ح٥٩٦٩، تذكرة الموضوعات ص٧٢۔

۱۳۵۰– أبويعلى ص٣٣٠ج٤ ح٤٥٨٩، مجمع ص٢٠٨ج٣، الترغيب والترهيب ص١٧٨ج٢، دارقطنی ص٢٩٨ج٢، الكامل ص١٩٩٢ج٥، طبرانی أوسط ص١٨٥ج٦ ح٥٣٨٤، كتاب المجروحين ص١٩٤ج٢، ميزان ص٣٦٣ج٢۔

(۱۳۵۱) من مات بین الحرمین حشره الله یوم القیامة من الآمنین و کنت شهیدا وشفیعاً یوم القیامة (انس رضی اللہ عنہ)

جو حرمین (مکہ اور مدینہ) کے درمیان فوت ہوا وہ قیامت کے روز با امن لوگوں میں سے اٹھایا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے لئے گواہ یا شفارشی ہوں گا۔ متن کی سند نا معلوم ہے۔

(۱۳۵۲) من مات فی بیت المقدس فکانما مات فی السماء (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیت المقدس میں فوت ہوا گویا کہ وہ آسمان میں مرا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ بصری متروک ہے (تقریب ص ۳۸۹) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات محفوظ نہیں ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۶۸ تا ۴۷۰ ج ۴)۔

(۱۳۵۳) من مات بیت المقدس او حولها باثنی عشر میلاً کان بمنزلة من قبض من السماء الدنیا (معاذ رضی اللہ عنہ)

جو بیت المقدس یا اس کے اردگرد بارہ میل کے اندر مر جائے وہ ایسے ہے جیسا کہ پہلے آسمان پر فوت ہوا۔☆

باطل ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (دارقطنی) ثقہ نہیں (نسائی) وہ بصری سے بھی زیادہ کذاب ہے (فلاس) اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۷۰ ج ۴)

علاقہ شام میں موت

(۱۳۵٤) من مات بالشام اعطی امانا من ضغطة القبر و الجواز علی الصراط (علی رضی اللہ عنہ)

جو شام کے علاقہ میں فوت ہو وہ قبر کے جھٹکے سے محفوظ رہے گا اور پل صراط سے بآسانی گزر جائے گا۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

۱۳۵۱ — دیلمی ص۱٤۸ج٤ ح۵۹۷۰۔

۱۳۵۲ — کتاب الموضوعات ص۱۳۰ج۲، اللالی ص۱۰۸ج۲، کنز العمال ص۲۸۹ج۱۲۔

۱۳۵۳ — دیلمی ص۱٤۸ج٤ ح۵۹۷۳۔

۱۳۵٤ — دیلمی ص۱٤۸ج٤ ح۵۹۷۱۔

جمعہ کے روز کی موت

(۱۳۵۵) من مات یوم الجمعة ولیلتها غفر له (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

جو جمعہ کے دن یا اس کی رات کو مرے تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

منکر ہے راوی ہشام بن سعد حدیث میں محکم نہیں (احمد) ضعیف ہے (نسائی) اسکی یہ روایت (میزان ص۲۹۹ ج۴) اس کا استاذ ربیعہ بن سیف صدوق ہے (تقریب ص۱۰۱) اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری) پھر اس کا حضرت عبد اللہ بن عمر سے سماع نہیں (ترمذی ☆ میزان ص۴۳ ج۲)۔

(۱۳۵٦) ما من مسلم یموت یوم الجمعة او لیلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ ☆

اس کی سند بھی اوپر والی حدیث کی سند ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس کی سند متصل نہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ ربیعہ بن سیف کا حضرت عبد اللہ بن عمرو سے سماع ہو (ترمذی مع تحفہ ص۱٦۴ ج۲)۔

(۱۳۵۷) من مات یوم الجمعة وقی عذاب القبر (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو جمعہ کے روز مرے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ ☆

راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص۳۸۱) اور اس کا شاگرد واقد بن سلامہ منکر الحدیث ہے قابل حجت نہیں۔ کتاب المجروحین ص۸۵ ج۳) اس کی حدیث صحیح نہیں (بخاری ☆ الکامل ص۲۵۵۴ ج۷)

اس روایت کی سند بہت سخت ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص۱٦۴ ج۲)۔

(۱۳۵۸) اثنان لا یعذبان فی قبورهم من مات یوم الجمعة ومن مات فی

۱۳۵۵– میزان ص۲۹۹ ج٤۔

۱۳۵٦– ترمذی کتاب الجنائز ح۱۰۷٤۔

۱۳۵۷– الکامل ص۲۵۵٤ ج۷، أبویعلی ص۱٤۹ ج٤ ح٤۰۹۹۔

۱۳۵۸– دیلمی ص۵۰۲ ج۱ ح۱٦۸۱۔

رمضان۔ (عمران رضی اللہ عنہ)

دو قسم کے آدمیوں کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا جو جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہو۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

غسل

(۱۳۵۹) جو میت کو غسل دے اور اس میں امانت کو کما حقہ ادا کرے اور میت کے اس راز کو افشانہ کرے جو غسل کے وقت دیکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو غسل قریبی رشتہ دار دے اگر اسے غسل دینے کا تجربہ ہو ورنہ جس کو تم پرہیز گار اور امانت دار سمجھو وہ غسل دے۔ (عائشۃ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۳۶۰) من غسل میتا خرج من ذنوبه کیوم ولدت امه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس کی والدہ نے اسے آج ہی جنا ہو۔☆

ضعیف ہے راوی خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (بخاری) قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (ابن معین☆ میزان ص ۶۶۸ ج ۱ و تقریب ص ۹۴)۔

(۱۳۶۱) من غسل میتا فکتم علیه طهره الله من ذنوبه فانه کفنه کساه الله من سندس (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے اور اس کے معاملہ کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کر دے گا اور جو کفن دے اللہ تعالیٰ اسے ریشم کا لباس پہنائے گا۔☆

ضعیف ہے راوی ابو عبد اللہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۲) من غسل میتا و کفنه و تبعه رجع مغفوراً له (معاویه بن خدیج رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۵۹ — مسند أحمد ص۱۱۹ ج۶، طبرانی أوسط ص۳۴۹ ج٤ ح۳۵۹۹۔

۱۳۶۰ — طبرانی أوسط ص۲۸۱ ج۸، ح۹۲۸۸۔

۱۳۶۱ — طبرانی کبیر ص۲۸۱ ج۸ ح۸۰۷۸، کنز العمال ص۵۷۵ ج۱۵۔

۱۳۶۲ — مسند أحمد ص۴۰۲ ج۶۔

جو میت کو غسل اور کفن دے اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے تو وہ بخشا ہوا واپس لوٹے گا۔☆

ضعیف ہے راوی صالح مجہول ہے (مجمع ص۲۱ ج۳)۔

(۱۳۶۳) فی الرجل یموت مع النساء والمراة تموت مع الرجال ولیس لهما محرم یتیمما (سنان بن عرفه رضی اللہ عنہ)۔

وہ آدمی جو عورتوں کے ساتھ اور عورت مردوں کے ساتھ مرتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی محرم نہیں ہوتا تو ان دونوں کو تیمم کرایا جائے۔☆

راوی عبد الخالق بن یزید بن واقد ضعیف ہے (مجمع ص۲۳ ج۳) ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری☆ میزان ص۵۴۳ ج۲)

(۱۳٦٤) فلما حضرت خالد بن الحواری الوفاة وقد اتی اهله اغسلونی غسلتین غسلة للجنابة و غسلة للموت (خالد بن الحواری رضی اللہ عنہ)۔

صحابی خالد بن الحواری کو جب موت حاضر ہوئی تو وہ جنبی تھے انہوں نے فرمایا مجھے دو غسل دینا ایک جنابت کا غسل اور دوسرا موت کا۔☆

ضعیف ہے راوی اسحاق بن حارث نامعلوم ہے (مجمع ص۲۳ ج۳)

(۱۳٦٥) اغسلو اقتلاکم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مقتولوں کو غسل دو۔☆

ذہبی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر حدیث کی نکارت ظاہر ہے۔ (میزان ص۶۲۱)۔

(۱۳٦٦) افعلوا بمیتکم ما تفعلون باحیاء کم۔☆

تم اپنے مردوں کے ساتھ ایسے کرو جیسا کہ تم اپنے زندوں کے ساتھ کرتے ہو۔

غزالی نے اس روایت کی اپنی کتاب وسیط میں ذکر کیا ہے ابن صلاح فرماتے ہیں کوشش کے باوجود نہیں

۱۳٦۳– طبرانی کبیر ص۱۰۸ ج۷ ح٦٤٩٧۔

۱۳٦٤– طبرانی کبیر ص۱۹٦ ج٤ ح٤١٢٣۔

۱۳٦٥– الکامل ص۸۲۷ ج۲ ح، میزان ص٦٢١ ج١۔

۱۳٦٦– تلخیص ص۱۰٦ ج۲۔

ملی ابو شامہ فرماتے ہیں غیر معروف ہے (تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

(۱۳۶۷) افعلوا بميتكم كما تفعلون بعروسكم۔ ☆

تم اپنے مردوں کے ساتھ ویسے کرو جیسا کہ تم اپنی دلہنوں کے ساتھ کرتے ہو۔ ☆

نا معلوم ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں تلاش بسیار کے باوجود اسکا اصل معلوم نہیں ہوا (تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

(۱۳۶۸) ان الميت ليعرف من يحمله ومن يغسله ومن يدليه في القبور (ابو سعيد)

میت جانتی ہے اسے کس نے اٹھایا، غسل دیا اور قبر میں اتارا ہے۔ ☆

ضعیف ہے سند میں ایک نا معلوم راوی ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۹) لا يغسل موتاكم الا المأمونون۔ ☆

تمہارے مردوں کے صرف مامون ہی غسل دیں۔ ☆

حدیث نہیں کسی نا معلوم کا قول ہے۔

(۱۳۷۰) ان انسا اوصى ان يغسله محمد بن سرين۔ ☆

حضرت انس نے وصیت کی تھی کہ ان کو محمد بن سیرین غسل دیں چنانچہ ابن سرین نے حسب وصیت ان کو غسل دیا۔ ☆

سند نا معلوم ہے (ارواء ص ۱۵۹ ج ۳)۔

(۱۳۷۱) ان ابا بكر الصديق اوصى ان تغسله امراته اسماء بنت عميس۔

حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ ان کو غسل ان کی بیوی اسماء دے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)۔

۱۳۶۷ــ ابن أبي شيبة ص ۴۵۲ ج ۲ ح ۱۰۹۲۵، تلخيص ص ۱۰۶ ج ۲۔

۱۳۶۸ــ مسند أحمد ص ۳ ج ۳، تاريخ بغداد ص ۲۱۲ ج ۱۲، تاريخ اصفهان ص ۲۰۸ ج ۱، مجمع الجوامع ح ۵۹۵۹، مجمع ص ۲۱ ج ۳۔

۱۳۶۹ــ ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱۴۶۱، كنز العمال ص ۵۷۱ ج ۱۵۔

۱۳۷۰ــ أرواء الغليل ص ۱۵۹ ج ۳۔

(۱۳۷۲) لا تنظر الی فخذ حی و لا میت (علی رضی اللہ عنہ)۔

اے علی نہ تو زندہ کا ران دیکھ اور نہ مردہ کا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن جریج مدلس ہیں اور انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے بلا سماع روایت ہے، بعض اسناد میں ابن جریج کے سماع کی تصریح ہے مگر وہ سندیں ضعیف ہیں سماع والی ایک میں یزید ابو خالد تیسرا راوی مجہول ہے دوسری سند میں احمد بن منصور ہے جس نے اس کو روح عبادہ سے روایت کیا ہے۔ مگر روح کے جو ثقہ شاگرد ہیں وہ سماع کا ذکر نہیں کرتے۔ تفصیل الغلیل ص۲۹۵ ج۱) میں ملاحظہ کریں۔

(۱۳۷۳) رأت امراة یکدون رأسها بمشط فقالت علام تنص میتکم (عائشه رضی اللہ عنہ)۔

عائشہ نے دیکھا کہ وہ مردہ عورت کو کنگی کر رہے ہیں فرمایا تم اپنے مردہ کے بالوں کو کیوں سیدھے کرتے ہو

منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی کا حضرت عائشہ سے سماع نہیں نیز محمد بن حسن اور ان کے اسناد ابو حنیفہ ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں۔

کفن

(۱۳۷٤) أحسنوا اکفان موتا کم (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اچھے کفن پہناؤ۔ ☆

ضعیف ہے کہ سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)

(۱۳۷٥) اذاولی احد کم اخا فلیحسن کفنه فانهم یبعثون فی اکفانهم(انس

۱۳۷۱ — بیهقی ص۳۹۷ ج۳، میزان ص٦٦٣ ج۳۔

۱۳۷۲ — أبو داؤد ح۳۱٤۰ و٤۰۱٥، ابن ماجة ۱٤٦۰، بیهقی ص۳۲۸ ج۳، دارقطنی ص۸٦ ج

العمال ص۳۳۸ ج۷۔

۱۳۷۳ — کتاب الآثار لمحمد ص۳۹، مصنف عبد الرزاق ص٤۳۷ ج۳۔

۱۳۷٤ — الکامل ص۱۱۰٥ ج۳، تنزیه ص۳۷۳ ج۲۔

جب کوئی اپنے بھائی کا ولی بنے تو اس کے کفن کو اچھا کرے قیامت کے روز وہ انہیں کفنوں میں اٹھائیں گے۔☆

ضعیف منکر ہے راوی سعید بن سلام عطار وضع حدیث کے ساتھ مشہور تھا (میزان ص۱۴۱ ج۲)

(۱۳۷۶) الکفن من جمیع المال (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میت کے تمام اثاثہ سے ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ہارون فروی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ۲۲۳ ج۲)

(۱۳۷۷) من کفن میتا فان له بکل شعرة تصیب کفنه عشره حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو میت کو کفن پہنائے اس کے ہر بال کے بدلے جس کو کفن چھوئے دس نیکیاں ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی ابوالعلاء نے نافع سے ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جو اس کی روایات میں سے نہیں اور یہ حدیث من گھڑت ہے۔ (میزان ص۵۵۴ ج۴)

(۱۳۷۸) ان النبی ﷺ لما کفن زر علیه قمیصه (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جب آپ ﷺ کو کفن پہنایا گیا تو قمیض بھی اوڑھ دی گئی۔☆

منکر ہے راوی عبدالمالک بن قریب اصمعی صدوق سئی ہے (تقریب ص ۲۲۰) دوسرا راوی احمد بن عبید بن ناصح لین الحدیث ہے (تقریب ص۱۵) یہ روایت منکر ہے (میزان ص۶۶۳ ج۲)۔

(۱۳۷۹) خیر الکفن حلة (عبادہ رضی اللہ عنہ)

حلہ بہترین کفن ہے۔☆

ضعیف ہے راوی حاتم بن ابی نصر مجہول ہے (تقریب ص۵۹)

(۱۳۸۰) اور یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے راوی عفیر بن معدان حمصی مئوذن شیخ

۱۳۷۵ — الکامل ص۱۷٦۰ ج٥، عقیلی ص٥٥ ج٢، تاریخ بغداد ص١٦٠ ج٤، تاریخ اصفهان ص٣٤٦ ج٢.

١٣٧٦ — طبرانی أوسط ص١٩٥ ج٨ ح٧٣٩٧.

١٣٧٧ — دیلمی ص١٧١ ج٤ ح٦٠٥١، تذکرة الموضوعات طبرانی ص١٢٨، میزان ص٥٥٤ ج٤.

١٣٧٨ — میزان ص٦٦٢ ج٢.

١٣٧٩ — ابو داود کتاب الجنائز ح٣١٥٦، ترمذی کتاب الاضاحی ح١٤١٧، ابن ماجة کتاب الجنائز ح١٤٧٢، بیهقی ص٤٠٣ ج٣، حلیة الأولیاء ص٥٨ ج٩.

صالح ضعیف ہے (ابو داؤد) یہ سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے بہت زیادہ روایتیں لاتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں ثقہ نہیں (ابن معین) منکر الحدیث ہے (احمد ☆ میزان ص ۸۳ ج ۳) یہ روایت بھی سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے ہے۔

(۱۳۸۱) کفن فی قطیفة الحمراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔☆

باطل ہے راوی محمد بن مصعب قرقسانی قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص ۴۲ ج ۴) اور اس کا استاذ قیس بن ربیع ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) باطل ہے (میزان ص ۴۲ ج ۴)

(۱۳۸۲) انه کفن فی حلة حمراء کان یلبسها و قمیص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ حلہ میں جسے آپ پہنتے تھے اور قمیض میں کفن دیا گیا۔☆

منکر ہے راوی عمران بن عیینہ قابل حجت نہیں منکر روایات لاتا تھا (ابو حاتم) ضعیف تھا (ابو زرعہ ☆ میزان ص ۲۴۰ ج ۲)۔ اس کا استاذ یزید بن ابی زیاد ضعیف اور متغیر لقمہ قبول کرتا تھا (تقریب ص ۳۸۲)

(۱۳۸۳) کفن فی ثلاثة اثواب قمیصه الذی مات فیه و حلة نجرانیة (ابن عباس)

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس قمیض میں جس میں آپ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلہ میں۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن زیاد اس کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ دیکھئے اس سے پہلی والی روایات)

(۱۳۸٤) کفن فی ثلاث أثواب احدها برد أحمد (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سرخ رنگ کی چادر تھی۔☆

احدہا برد أحمد کے الفاظ غیر ثابت ہیں، راوی بشر بن نبهان زہری سے روایت کرنے میں ضعیف ہے

۱۳۸۰ – ترمذی کتاب الاضاحی باب ۱۷ ح ۱۵۱۷، الکامل ص ۲۰۱۷ ج ٥۔

۱۳۸۱ – الکامل ص ۲۰٦۸ ج ٦، تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲۔

۱۳۸۲ – أبوداؤد ح ۳۱۵۳، میزان ص ۲٤۰ ج ۳۔

۱۳۸۳ – ابن ماجة کتاب الجنائز ح ۱٤۷۱، ابن ابی شیبة ص ٤٦۲ ج ۲ ح ۱۱۰٤٦، بیهقی ص ٤۰۰ ج ۳۔

(تقریب ص۱۷۹) مذکورہ روایت بھی زہری سے ہے۔

(۱۳۸۵) كفن في ثلاثة اثواب قميص و ازار ولفافة (جابر بن سمره رضی اللہ عنہ)

آپ کو تین کپڑوں قمیض چادر اور لفافہ میں کفن دیا گیا۔☆

ضعیف ہے راوی ناصح ضعیف ہے اور منفرد ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲)

(۱۳۸٦) كفن في سبعة اثواب (علی رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔☆

راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل سئی الحفظ ہے متابعت میں اس کی روایت درست ہے مگر جب منفرد ہو تو حسن ہے جب صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہو تو قابل قبول نہیں اس نے اس روایت میں خود اپنی ہی مخالفت کی ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) راقم کہتا ہے کہ یہ روایت متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے جس میں تین کپڑوں کا ذکر ہے۔

(۱۳۸۷) اھبان کی بیٹی کہتی ہے کہ میرے والد نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا تھا کہ مجھے کفن میں قمیض نہ پہنانا مگر ہم نے انہیں قمیض پہنا دی صبح کو دیکھا کہ وہ قمیض مشجب (کلی) پر لٹک رہی ہے (عدیسہ بنت اھبان)

یہ الفاظ مسند احمد ص ٦٩ ج ۵ کے ہیں طبرانی کبیر ص ۲۹۳ ج ۱ میں ہے میرے والد نے کہا تھا کہ مجھے سلے ہوئے کپڑے میں کفن نہ دینا مگر ہم نے سلی ہوئی قمیض میں دے دیا میں گھر میں آئی تو قمیض موجود تھی الحدیث۔☆

ضعیف ہے راوی ابوعمر قسملی نامعلوم ہے (مجمع الزوائد ص ۲۵ ج ۳)

طبرانی کی روایت میں عثمان بن ہشیم راوی صدوق تھا مگر آخری عمر میں لقمہ قبول کر لیتا تھا (ابوحاتم)

۱۳۸٤ — الكامل ص۱۵۵۸ ج٤.

۱۳۸۵ — الكامل ص۲۵۱۱ ج۷، كشف الاستار ح۸۱۱، مجمع ص۲۳ ج۳.

۱۳۸٦ — مسند أحمد ص۹٤ ج۱، ابن أبي شيبة ص٤٦٥ ج۲ ح۱۱۰۸٦، المحلى ص۱۲٤ ج۳، تلخيص ص۱۰۸ ج۲.

۱۳۸۷ — مسند أحمد ص٦٩ ج۵، طبراني كبير ص۲۹۳ ج۱ ح۸٦۲.

صدوق کثیر الخطأ ہے (دار قطنی) ثبت نہیں (احمد ☆ ھدی الساری ص ۴۲۴)۔

(۱۳۸۸) ان میمونة کفنت فی درع مصفر (علی بن ابی طلحه رضی اللہ عنہ)

حضرت میمونہ کو زرد قمیض میں کفن دیا گیا۔☆

منقطع اور ضعیف ہے علی بن ابی طلحہ نے ام المومنین میمونہ کو نہیں پایا علی ۱۴۳ھ کو فوت ہوا ہے (تہذ ۳۳۸ ج ۷) اور حضرت ام المومنین ۵۱ھ کو فوت ہوئیں (تقریب ص ۴۷۳)

(۱۳۸۹) لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سریعا (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میں غلو نہ کرو (مہنگا نہ ڈالو) کیونکہ یہ جلدی چھینا جاتا ہے۔☆

منقطع ہے راوی ثعلبی کا حضرت علی سے سوائے ایک روایت کے باقی میں سماع نہیں ہے ص ۱۰۹ ج ۲) دوسرا راوی عمرو بن ہاشم الجنبی لین الحدیث ہے (تقریب ص ۲۶۳)۔

(۱۳۹۰) احسنوا الکفن ولا توذواموتا کم بعویل ولا تاخیر وصیة و عجلو ء دینه واعدلواعن جیران السوء (ام سلمة رضی اللہ عنہ)

تم مردوں کا کفن اچھا کرو۔رونے پیٹنے اور وصیت کے مؤخر کرنے سے اسے تکلیف نہ دو اس جلدی ادا کرو اور برے لوگوں کے درمیان دفن نہ کرو ☆

من گھڑت ہے راوی عبدالقدوس بن حبیب کلاعی کذاب ہے (ابن مبارک) اس کے ترک پر ا (احمد) ثقہ نہیں (نسائی) اس کی روایات متن اور سند کے لحاظ سے منکر ہیں (میزان ص ۶۴۳ ج ۱)

جنازہ اٹھانا

(۱۳۹۱) ما من میت یوضع علی سریره فیخطی به ثلاث خطا الانادی ب یسمعه من شاء الله (عمر رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۸ – طبرانی کبیر ص۲۹ ج ۲٤ ح ۷٦۔

۱۳۸۹ – أبوداؤد کتاب الجنائز باب کراهیة المغالاة فی الکفن ح ۳۱٥٤، تلخیص ص۱۰۹ ج ۲۔

۱۳۹۰ – اللالی ص۳٦٥ ج ۲، دیلمی ص ۱۳٤ ج ۱ ح ۳۱۷ بمعناه۔

میت کو جب چارپائی پر رکھ کر تین قدم لے جایا جاتا ہے تو وہ آواز دیتی ہے اللہ جسے چاہتا ہے اس آواز کو سنا دیتا ہے اے بھائیوں، اے میت کی چارپائی اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکہ میں نہ رکھے جیسا کہ اس نے مجھے دھوکہ میں رکھا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی مدلس ہے (تقریب ص۲۰۹) اور اس کا استاذ خلیل بن مرہ ضعیف ہے (تقریب ص۱۹۴)

(۱۳۹۲)من اتبع الجنازة فليحمل بجوانب السرير كلها فانه من السنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ چلے وہ چارپائی کے چاروں کونوں کو پکڑے بلا شبہ یہ سنت ہے۔☆

منقطع ہے راوی ابوعبیدہ کا ابن مسعود سے سماع نہیں۔

(۱۳۹۳)من حمل جوانت السرير الا ربع كفر الله عنه اربعين كبيرة (انس رضی اللہ عنہ)

جو چارپائی کی چاروں جانبوں کو اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹاتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن ابی سارہ ضعیف ہے (مجمع ص۲۶،۳)

(۱۳۹٤أ) من تبع جنازة فاخذ بجوامع السرير الا ربع غفر له ارعون ذنبا كلها كبيرة(ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جنازے کے پیچھے چلے چارپائی کے چاروں پائے پکڑے اس کے چالیس گناہ بخش دیے جاتے ہیں☆

ضعیف ہے راوی سواد بن مصعب ہمدانی کوئی شئی نہیں (ابن معین) منکر الحدیث ہے۔(بخاری) متروک

۱۳۹۱– ديلمی ص۳۲۸ج٤ ح٦٤٩٤، كنز العمال ص٥٩٦ج١٥.وص٥٩٨ج١٥، تلخيص ص١١١ج٢، مجمع ص٢٩ج٣.

۱۳۹۲– ابن ماجة كتاب الجنائز باب ١٥ ح١٤٧٨، تهذيب المزى ص٢٣٨ج١٩، كنز العمال ص٥٩٣ج١٥.

۱۳۹۳– طبرانی أوسط ص٤٢٨ج٦ ح٥٩١٦، تذكرة الموضوعات ص٢١٧، كنز العمال ص٥٩٣

۱۳۹٤أ– ديلمی ص٩٩ج٤ ح٥٨٠٤.

ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابو داود☆ میزان ص۲۴۶ ج ۲)

(۱۳۹۴ب) من شهد جنازةً و مشى امامها و حمل باربع روايا السرير و يجلس حتى يدفن كتب له قيراطان من اجر اخفهما فى ميزانه يوم القيامة اثقل من جبل احد۔ (واثلة رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ جائے اور اس کے آگے چلے اور چار پائی کے چاروں پاؤں کو (باری باری) پکڑے اور دفن ہونے تک بیٹھا رہے اس کے لئے دو قیراط ثواب لکھا جاتا ہے قیامت کے ترازو میں ہلکا قیراط احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگا۔☆

منکر ہے راوی معروف بن عبد اللہ خیاط ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۳) قوی نہیں۔ (ابو حاتم) اس کی حدیثیں سخت منکر ہیں۔ (میزان ص۱۴۴ ج ۴)

(۱۳۹۵) زودوا موتا كم لا اله الا الله (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کا توشہ دو۔ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص۴۶۷) راقم کو سند نہیں ملی۔

(۱۳۹۶) من راى جنازة فقال الله اكبر صدق الله ورسوله هذا ما وعدنا الله و رسوله الحديث (انس رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ دیکھ کر اللہ اکبر کہے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اے اللہ ہمیں ایمان اور تسلیم میں زیادہ کر۔ تو اس کے لئے قیامت کے روز تک بیس نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔☆

من گھڑت ہے راوی سلیمان بن عمرو ابو داؤد کذاب ہے حدیث وضع کرنے میں معروف تھا۔ (میزان ص۲۱٦ ج ۲) متعدد بار گزر چکا ہے۔

(۱۳۹۷) ان الله يحب الصمت عند ثلاث عند تلاوة القرآن و عند الزحف وعند الجنازة (زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۹۴ب — الكامل ص۲۳۲۷ ج٦، كنز العمال ص۵۹۷ ج۱۵۔

۱۳۹۵ — ديلمى ۴۱۹ ج۲ ح۳۱۵۷، تاريخ اصفهان ص۲۷۰ ج۱۔

۱۳۹٦ — ديلمى ص۱۹۱ ج۴ ح٦۱۰۴، تنزيه ص۳۳۱ ج۲۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تین موقعوں پر خاموشی کو پسند کرتا ہے قرآن کی تلاوت کے وقت لڑائی اور جنازہ کے وقت۔☆

ضعیف ہے ایک راوی کا سند میں نام مذکور نہیں (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۸) نهى ان يتبع الميت بصوت او نار (جابر رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ میت کے پیچھے آواز لگائے جائے اور آگ لے جائے جائے۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن المحد د نا معلوم ہے (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۹) ان اول ما يجازى به العبد بعد موته ان يغفر لجميع من اتبع جنازته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

بندے کو اس کے مرنے کے بعد سب سے پہلے جو بدلہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۱٤۰۰) آخر ما يجازى به العبد المومن ان يغفر لمن يتبع جنازته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مؤمن بندے جو آخری جزاء دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔☆

دونوں روایتیں ضعیف ہیں ان دونوں کا راوی مروان بن سالم شامی ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی)

نیز مروان کے علاوہ اس کا شاگرد عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد متکلم فیہ ہے (میزان ص ۱۴۸ ج ۲)۔

(۱۴۰۱) لمبی روایت میں ہے جب کوئی ایماندار عورت یا مرد فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کرتا ہے کہ تو نداء کر دے جو شخص بھی اس کے جنازہ میں حاضر ہوگا بخشا جائے گا اور اس کو ہر قدم کے بدلے بارہ حج اور عمروں کا ثواب ملے گا اور جنازہ کی ہر تکبیر کے بدلے باراں ہزار شہیدوں کا اجر اس کے لئے اللہ نے لکھ

۱۳۹٧– طبرانی کبیر ص ۲۱۲ ج ۵ ح ۵۱۳۰، کنز العمال ص ۳۵۰ ج ۳، مجمع الجوامع ح ۵۲۰۹۔

۱۳۹۸– أبويعلى ص ۱۲۲ ج ۳ ح ۲٦۱۹، الكامل ص ۲۳٦۰ ج ٦، الفوائد المجموعة ص ۲٦۹، مجمع ص ۲۹ ج ۳۔

۱۳۹۹– كشف الاستار ح ۸۲۰، كتاب الموضوعات ص ٤۰۱ ج ۲، اللالى ص ۳۵۷ ج ۲، العلل المتناهية ص ۳۸۲ ج ۱، مجمع ص ۲۹ ج ۳، الترغيب والترهيب ص ۳٤۳ ج ٤، تذكرة الموضوعات ص ۲۱۷۔

۱٤۰۰– ميزان ص ۹۱ ج ٤۔

دیا ہے اس روایت کے آخر میں ہے جنازہ کے پیچھے چلنے والے کا اتنا درجہ ہے جیسا کہ میرا درجہ تمہا کسی ادنی پر ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔
من گھڑت ہے راوی اصبغ بن نباتہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابو عباس ☆ میزان ص۲۷۱ ج۱) نیز اس کا شاگرد سعد بن طریف برموقعہ فی الفور روایت گھڑ لیتا تھا (المجروحین ص۳۵۷ ج۱)۔

(۱۴۰۲) اول تحفة المومن ان یغفر لمن خرج فی جنازته (جابر رضی اللہ عنہ)۔
مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والے کو بخش دیا جاتا ہے ☆
سخت ضعیف ہے راوی محمد بن راشد متروک ہے (دارقطنی) مجہول ہے (خطیب ☆ کتاب المو ص۴۰۱ ج۲) اس کا استاذ بقیہ بھی ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۴۰۳) کرامة المومن علی اللہ ان یغفر لمشیعیه (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔
اللہ کے ذمہ مومن کی یہ عزت ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو بخش دے۔ ☆
من گھڑت ہے ایک راوی عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کی روایت کوئی شئی نہیں (متروک الحدیث ہے کذاب ہے (ابو زرعہ) حدیث وضع کرتا تھا (ابو علی صالح بن محمد) اس کا شاگرد عبداللہ بن میمون الحدیث ہے (بخاری) جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۴۰۱ ج

(۱۴۰۴) رای جنازة یسرعون بها قال لتکن علیکم سکینة (ابو موسی رضی اللہ عنہ
آپ نے ایک جنازہ کو دیکھا جس کو جلدی جلدی لے جا رہے تھے آپؐ نے فرمایا تم پر سکون اور نرمی لا

(۱۴۰۵) علیکم بالقصد فی جنائز کم اذا مشیتم (ابو موسی رضی اللہ عنہ)۔

۱۴۰۱ — الکامل ص۱۱۸۸ ج۳، کتاب الموضوعات ص۴۰۰ ج۲، اللآلی ص۳۵۷ ج۲، تنزیه ص
میزان ص۱۲۴ ج۲۔

۱۴۰۲ — کتاب الموضوعات ص۴۰۱ ج۲، اللآلی ص۳۵۷ ج۲۔

۱۴۰۳ — الکامل ص۱۶۰۱ ج۴، کتاب الموضوعات ص۴۰۱ ج۲، اللآلی ص۳۵۷ ج۲، تار
ص۲۵۱ ج۱۰، تنزیه ص۳۷۰ ج۲۔

جنازوں کے جانے میں تم پر میانہ روی لازمی ہے۔☆

دونوں روایتیں منکر ہیں راوی لیث بن ابی سلیم آخری عمر میں مختلط ہوئے تھے ان کی حدیث میں تمیز نہیں ہو سکتی کہ یہ اختلاط سے قبل کی ہے یا بعد کی لہذا انہیں ترک کر دیا گیا۔ (تقریب ص ۲۸۷) اس کی یہ سند ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۱۳ ج ۲)۔

(۱۴۰۶) عليكم ما دون الخبب ان يكن خيرا يعجل اليه وان لم يكن غير ذلك فبعداً لا هل النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر درمیانی چال لازم ہے اگر میت نیک ہے اس کو جلدی کیا جائے اور اگر بد ہے تو آگ والوں کے لئے دوری ہے۔☆

غریب ہے راوی ابو ماجد منکر الحدیث ہے سخت ضعیف ہے (بخاری) مجہول ہے اور یہ روایت غریب ہے (ترمذی ص ۱۲۵ ج ۱)۔

(۱۴۰۷) الجنازة متبوعة ولا تتبع ليس معها من تقدمها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جنازہ کی پیروی کی جاتی ہے جنازہ پیروی نہیں کرتا وہ شخص جو جنازہ کے آگے چلتا ہے وہ جنازہ کے ساتھ نہیں۔☆

اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے۔

(۱۴۰۸) لا يمشي بين يديها (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جنازہ کے آگے نہ چلا جائے۔☆

منکر ضعیف ہے اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔

۱۴۰۴— ابن ماجة كتاب الجنائز باب ١٥ ح١٤٧٩، مسند أحمد ص٤٠٣ ج٤، طحاوى ص٤٧٨ ج١.

۱۴۰۵— بيهقى ص٢٢ ج٤، ابن أبى شيبة ص٤٧٩ ج٢ ح١١٢٦١، طحاوى ص٤٧٩ ج١، تلخيص ص١١٣ ج٢.

۱۴۰۶— أبوداود ح٣١٨٤، ترمذى ح١٠١١، طحاوى ص٤٧٩ ج١، مسند أحمد ص٣٩٤ ج١، ابن أبى شيبة ص٤٧٨ ج٢ ح١١٢٤٠، كنز العمال ص٥٩٢ ج١٥، نصب الراية ص٢٨٩ ج٢.

۱۴۰۷— ابن ماجة ح١٤٨٤، مصنف عبد الرزاق ص٤٤٦ ج٣، أبوداؤد ح٣١٨٤، ترمذى ح١٠١١، طحوى ص٤٧٩ ج١، مسند أحمد ص٣٩٤ ص٤١٧ وص٤٣٢ ج١، ابن أبى شيبة ص٤٧٨ ج٢ ح١١٢٤٠، كنز العمال ص٥٩٢ ج١٥.

(۱۴۰۹) مشى خلف جنازة ابنه ابراهيم حافيا (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

آپ اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں گئے تھے۔☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی ہیں امام حاکم کے استاذ اور اس کا استاذ دونوں نا معلوم ہیں تیسرا راوی محمد بن مصفی بن بہلول مدلس تھے جو تدلیس تسویہ کرتے تھے اور اس کا استاذ بقیہ بھی مدلس ہیں (تعلیق بر نصب الرایہ ص۲۹۱ ج۲)۔

(۱۴۱۰) كان يمشى خلف الجنازة (سهل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ جنازے کے پیچھے چلتے تھے۔☆

ضعیف ہے ایک راوی سلیمان بن سلمہ نا معلوم ہے دوسرا راوی یحی بن سعید الحمصی العطار منکر الحدیث ہے (سعدی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اور تیسرا راوی عبدالجید بن سلیمان ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۹۱ ج۲)۔

(۱۴۱۱) ان فضل الماشى خلفها على الماشى امامها كفضل الصلوة المكتوبة على التطوع الحديث (على رضی اللہ عنہ)۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جنازے کے آگے چلنا بہتر ہے یا پیچھے تو فرمایا جنازے کے پیچھے چلنے والے کی آگے چلنے والے پر اتنی فضیلت ہے جتنی کہ فرضی نماز کی نفلی نماز پر ہے ابو سعید کہتے ہیں یہ تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی بار سنا ہے الحدیث۔☆

سخت ضعیف ہے راوی مطرح بن یزید ابی المہلب ضعیف ہے ثقہ نہیں اس کی روایت کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ الکامل ص۲۴۴۰ ج۶) اس کا استاذ عبید اللہ بن زحر عن علی بن زید عن القاسم تمام ضعیف ہیں جب یہ ایک سند میں جمع ہوں تو وہ حدیث ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (تفصیل دیکھئے نمبر ۱۳۰)

(۱۴۱۲) ما مشى رسول الله ﷺ حتى مات الا خلف الجنازة (طاؤوس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ تا حیات جنازے کے پیچھے چلتے رہے۔☆

۱۴۰۸– أبوداؤد كتاب الجنائز ح۳۱۷۱، مسند أحمد ص۵۲۸ وص۵۳۱ ج۲۔

۱۴۰۹– المستدرك ص۴۰ ج۴۔

۱۴۱۰– طبراني كبير ص۱۶۰ ج۶ ح۵۸۵۳۔

۱۴۱۱– مصنف عبد الرزاق ص۴۴۷ ج۳، العلل المتناهية ص۴۱۷ ج۲۔

مرسل ہے (نصب الرایہ ص۲۹۲ ج۲)

(۱٤۱۳) فاجعلوا موتاكم بين ايديكم (مسروق رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اپنے آگے رکھو۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱٤۱٤) اركب راكبك و سرامامها فانك اذا كنت امامها لم تكن معها (ثابت بن قيس بن شماس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور چاہتی تھی کہ میں اس کے جنازہ میں حاضر ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل تو تو جنازے کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۹۲ ج۲ و دارقطنی ص۷٦ ج۲) یہ حدیث ثابت نہیں۔ (احادیث ضعاف ص۲۰۲)

ایسا ہی ایک اثر حضرت عبد اللہ بن معقل سے ابن ابی شیبہ نے جریر عن عطاء بن السائب کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ جو ضعیف ہے اس لئے کہ عطاء آخر میں مختلط ہو گئے تھے اور جریر کا سماع عطاء سے اختلاط کے بعد کا ہے (تہذیب ص۲۵٤ ج۷)۔

(۱٤۱٥) كيف السنة في المشي مع الجنازة امامها او خلفها فقال ويحك يا نافع اما تراني انى امشي خلفها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں جنازے کے آگے چلنا چاہیے یا پیچھے فرمایا اے نافع افسوس تجھ پر کیا تو مجھے دیکھ نہیں رہا کہ میں جنازے کے پیچھے چل رہا ہوں۔ ☆

۱٤۱۲ — مصنف عبد الرزاق ص٤٤٥ ج۳، دراية ص۲۳۸ ج۱، نصب الراية ص۲۹۲ ج۲۔

۱٤۱۳ — ابن أبى شيبة ص٤۷۸ ج۲ ح۱۱۲٤۱۔

۱٤۱٤ — دارقطنى ص۷٦ ج۲، نصب الراية ص۲۹۲ ج۲۔

۱٤۱٥ — نصب الراية ص۲۹۳ ج۲، دراية ص۲۳۸ ج۱ بحوالة مسند الشاميين۔

ضعیف ہے راوی ابو بکر بن ابی مریم ضعیف ہے اور مختلط ہے (تقریب ص ۳۹۶)۔

جنازے کے ساتھ ورد

(۱۴۱۶) لم یکن یسمع من رسول اللہ ﷺ وھو یمشی خلف الجنازۃ الا قول لا الہ الا اللہ مبدیا و راجعا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ سے جنازہ کے پیچھے چلتے ہوئے سوائے لا الہ الا اللہ کے کچھ نہ سنا جاتا آپ جاتے اور آتے وقت یہ ورد کرتے۔☆

من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن ابی حمید الحرانی حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروبہ) اس نے ابن حران سے منکر اسناد اور متن والی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (الکامل ص ۶۹ ج ۱) اس کا استاد عبد العظیم بن حبیب ثقہ نہیں (میزان ص ۳۶۹ ج ۲)۔

(۱۴۱۷) ما عمل احد فی یوم خیراً من شھود الجنازۃ (جابر رضی اللہ عنہ)

دن میں سب سے بہتر عمل جنازہ میں شمولیت ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

نماز جنازہ

(۱۴۱۸) ما اباح لنا رسول اللہ لنا ولا ابو بکر ولا عمر فی شئی ما ابا جوا فی الصلاۃ علی المیت یعنی لم یوقت (جابر رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر نے ہمارے لئے کسی چیز کو حلال قرار نہیں دیا جو انہوں نے نماز جنازہ کو حلال قرار دیا ہے یعنی وقت مقرر نہیں کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور مدلس ہے۔ (دیکھئے نمبر ۶۲۷)

۱۴۱۶ – الکامل ص ۲۶۹ ج ۱۔

۱۴۱۷ – دیلمی ص ۳۶۱ ج ۴ ح ۶۵۸۲۔

۱۴۱۸ – ابن ماجۃ کتاب الجنائز ح ۱۵۰۱، مسند أحمد ص ۳۵۷ ج ۳۔

(۱۴۱۹) ما صف قوم صفوفا علی (میت فیستغفرون له الا شفعوا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جس میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۲۰) ما صف صفوفا ثلاثة من المسلمین علی میت الا اوجب (مالك بن هبیره رضی اللہ عنہ)۔

جب کسی جنازہ میں نمازی کم ہوتے تو آپ نے ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور فرماتے جب کسی میت پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن اسحاق مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین)

(۱۴۲۱) صلوا علی اطفالکم (ابو ہریرہ)

تم اپنے بچوں کی میت پر (جب فوت ہو جائیں) نماز جنازہ پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی بختری بن عبید عن ابیہ ضعیف ہے (ابو حاتم۔ ابن عدی۔ ابن حبان۔ دارقطنی) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابونعیم۔ حاکم۔ نقاش) اس کا باپ مجہول ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (ابن حجر ☆ ارواء ص۱۷۴ ج۳)۔

(۱۴۲۲) کان یکبر علی الجنازة اربعاً ثم یقول ماشاء الله ثم ینصرف (زید بن ارقم)۔

آپ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے پھر جس قدر اللہ چاہتا آپ خاموش رہتے پھر سلام پھیرتے ☆

غیر ثابت ہے سند معلوم نہیں۔

۱۴۱۹— دیلمی ص۳۷۱ ج۴ ح۶۶۰۹۔

۱۴۲۰— ابو داود کتاب الجنائز ح۳۱۶۶، ترمذی کتاب الجنائز ۱۰۲۸، مسند أحمد ص۷۹ ج۴، المستدرك ص۳۶۲ ج۱، بیهقی ص۳۰ ج۴، ابن ابی شیبة ص۱۳ ج۳ ح۱۱۶۲۵۔

۱۴۲۱— ابن ماجة کتاب الجنائز ح۱۵۰۹، تلخیص ص۱۱۴ ج۲، کنز العمال ص۵۸۳ ج۱۵۔

۱۴۲۲— أرواء الغلیل ص۱۸۱ ج۳۔

(١٤٢٣) صف عليها اربعا فكبر اربعا فقام بعد تكبيرة الرابعة بقدر ما بين تكبيرتين يستغفر لها ويدعوا ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا

(عبد الله بن ابی اوفی)۔

ابن ابی اوفی نے ایک نماز جنازہ میں چار صفیں باندھیں اور چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا استغفار اور دعا کرتے اور فرمایا یا رسول اللہ ابھی اسی طرح کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا (تقریب ص ۲۳)۔

(١٤٢٤) أنه صلى على زيد بن المكفف فسلم واحدة عن يمينه السلام عليكم

(علی موقوفاً)۔

حضرت علی نے زید بن مکفف کی نماز جنازہ پڑھائی اور صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور کہا السلام علیکم۔☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے۔ (دیکھیے نمبر ۶۲۷)

(١٤٢٥) صليت خلف علي على جنازة فسلم عن يمينه حين فرغ السلام عليكم

(علی موقوفاً)

میں نے حضرت علی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جب وہ فارغ ہوئے تو صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور السلام علیکم کہا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھیے نمبر ۱۳۹)

(١٤٢٦) آخر جنازة صلى عليها رسول الله ﷺ كبر عليها اربعاً (ابن عباس)

رسول اللہ نے جو آخری نماز جنازہ پڑھی اس میں چار تکبیریں کہیں۔☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک میں ابو عمر نضر ضعیف ہے اور دوسری سند میں ابو ہرمز متروک ہے۔

١٤٢٣ – مسند أحمد ص٣٥٦ وص٣٨٣ ج٤۔

١٤٢٤ – بيهقي ص٤٤ ج٤، ابن أبي شيبة ص٤٩٩ ج٢ ح١١٤٩٢ بنحوه۔

١٤٢٥ – ابن أبي شيبة ص٤٩٩ ج٢ ح١١٤٩٤۔

• (درایہ ص۲۳۳ ج۱)۔

(۱۴۲۷) آخر ما کبر النبی ﷺ اربع تکبیرات (ابن عباس)۔

آخری نماز جنازہ جو آپ نے پڑھائی اس میں اس میں چار تکبیریں کہیں۔ ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی فرات بن سائب اور دوسری میں ابن معاویہ دونوں متروک ہیں۔

(۱۴۲۸) اور یہی روایت فرات نے میمون کے طریق سے ابن عمر سے روایت کی ہے (درایہ ص۲۳۳ ج۱)

(۱۴۲۹) صلی عمر علی بعض ازواج النبی ﷺ فکبر اربعاً وقال هذه آخر صلاة صلاها رسول الله ﷺ (عمر)۔

حضرت عمر نے بعض ازواج النبی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز جنازہ اسی طرح تھی جو آپ نے پڑھائی۔☆

سخت ضعیف ہے راوی یحیی بن ابی انیسہ متروک ہے (درایۃ ص۲۳۳ ج۱)۔

(۱۴۳۰) صلی جبیریل علی آدم فکبر علیه اربعاً (ابن عباس)

جبریل نے حضرت آدم کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ سخت ضعیف ہے راوی عبدالرحمن بن مالک بن مغول متروک ہے (دارقطنی ص۷۱ ج۲)۔

(۱۴۳۱) ان الملائكة صلت علی آدم فکبرت علیه اربعاً وقالوا هذه سنتكم یابنی آدم (ابی بن کعب)۔

فرشتوں نے آدم کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا اے بنی آدم نماز جنازہ کا یہی طریقہ ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عثمان بن سعد کاتب لائق نہیں ضعیف ہے (ابن معین) قوی نہیں (نسائی ☆ میزان

١٤٢٦ — طبراني كبير ص٢٠٤ ج١١ ح١٦٦١، طبراني أوسط ص٢٢٣ ج٦ ح٥٤٧٠.

١٤٢٧ — دارقطني ص٧٢ ج٢، المستدرك ص٣٨٦ ج١، كتاب الاعتبار ص١٢٤.

١٤٢٨ — دراية ص٢٣٣ ج١، نصب الراية ص٢٦٩ ج٢ بحوالة مسند حارثه بن أبى أسامه.

١٤٢٩ — دارقطني ص٧٦ ج٢، كتاب الاعتبار ص١٢٥، دراية ص٢٣٣ ج١.

١٤٣٠ — دارقطني ص٧١ ج٢، تاريخ بغداد ص٢٧٢ ج٣، كنز العمال ص٥٨٣ ج١٥.

١٤٣١ — دارقطني ص٧١ ج٢، تفسير قرطبي ص١٤٥ ج٨، توبة ص٨٤، الكامل ص١٨١٦ ج٥.

ص۳۴ ج ۳)۔

(۱۴۳۲) کبر الملائکۃ علی آدم اربعا و کبر ابو بکر علی نبی ﷺ اربعاً و کبر عمر علی ابی بکر اربعاً و کبر صھیب علی عمر اربعاً و کبر حسن علی علي اربعاً و کبر حسین علی حسن اربعاً (انس رضی اللہ عنہ)۔

فرشتوں نے حضرت آدم کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں چار چار تکبیریں کہیں۔ حضرت عمر نے ابوبکر پر چار تکبیریں کہیں اور صہیب نے حضرت عمر پر چار تکبیریں کہیں اور حسن نے حضرت علی پر چار اور حسین رضی اللہ عنہ نے حسن پر چار تکبیریں کہیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن ولید قلاسی ضعیف ہے (دارقطنی ص۲۷ ج ۲) اور اس کا استاذ ہیثم بن جمیل متغیر ہے (تقریب ص ۳۶۷) اور اس کا استاد مبارک بن فضالہ اور پھر اس کا استاد حسن دونوں مدلس ہیں اس روایت میں دو چیزیں بالکل منکر ہیں ایک تو ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کی نمازہ جنازہ پڑھائی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھی گئی تھی۔ اور دوسری یہ کہ حسن رضی اللہ عنہ کی نمازہ جنازہ حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی غلط ہے بلکہ سعید بن عاص نے پڑھائی تھی (تلخیص ص ۱۲۱ ج ۳)۔

رفع یدین اور ہاتھ باندھنا

(۱۴۳۳) کان یرفع یدیه علی جنازۃ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود (ابن عباس)۔

آپ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے بعد میں نہ کرتے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر اور اس کا استاذ فضل بن سکن دونوں ضعیف ہیں (احادیث ضعاف ص۲۰۲) حجاج ضعیف ہونے کے ساتھ تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص۶۵) فضل حدیث کو ضبط نہیں کرتا

۱۴۳۲ — المستدرک ص۳۸۰ ج۱، کشف الخفاء ص۱۰۶ ج۲، الکامل ص۱۲٤۱ ج٦۔

۱۴۳۳ — دارقطنی ص۷۵ ج۲، عقیلی ص۹،٤٤ ج۳، أحادیث ضعاف ص۲۰۲۔

تھا مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)۔

(١٤٣٤) ☆ ان ابن عباس كان يرفع يديه فى التكبيرة الاولى ثم لا يرفع بعد (ابن عباس)۔

ابن عباس پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد نہ اٹھاتے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)

(١٤٣٥) اذا صلى على الجنازة رفع يديه فى اول تكبيرة ثم وضع يده اليمنى على السيرى (ابو هريره)۔

جب آپ نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے۔

نوٹ: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی حدیث صحیح ہے۔ (تعلیق ابن باز بر فتح الباری ص ۱۹۱ ج ۳)

(١٤٣٦) صلى على جنازة فوضع يده اليمنى على يده اليسرى (ابو هريره)۔

آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔ ☆

دونوں روایتیں ضعیف ہیں دونوں کا راوی ابوفروہ یزید بن سنان ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۲)۔

١٤٣٤ — عقيلى ص ٤٤٩ ج ٣۔

١٤٣٥ — ترمذى باب رفع اليدين على الجنازة ح ١٠٧٧، دارقطنى ص ٧٥ ج ٢۔

١٤٣٦ — دارقطنى ص ٧٤ ج ٢۔

نماز جنازہ کی دعائیں

(۱٤۳۷) امرنا ان نقرا علی میتنا بفاتحه الکتاب (ام عفیف)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم اپنے مردوں پر سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔☆

ضعیف ہے راوی ابوسعید عبدالمنعم ضعیف ہے (مجمع ص۳۲ ج۳)۔

(۱٤۳۸) قرأ علی الجنازة اربع مرات الحمد لله رب العالمین (ابو هریره)۔

آپ نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ الحمد للہ پڑھی۔☆

ضعیف ہے ناھض بن قاسم نامعلوم ہے (مجمع ص۳۲ ج۳)۔

(۱٤۳۹) کبر فقرأ بام القرآن فجهربها ثم کبر الثانية فدعی للمیت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر کہی اور سورۃ الفاتحہ کو بالجہر پڑھا پھر دوسری تکبیر کہی اور میت کے لئے دعا کی۔☆

ضعیف ہے راوی یحیی بن یزید بن عبد المالک نوفلی منکر الحدیث ہے (میزان ص۴۱۴ ج۴) ضعیف ہے (مجمع ص۳۳ ج۳)۔

نوٹ: نماز جنازہ، میں سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کی حدیث صحیح بخاری میں ابن عباس سے سنت کے لفظ کے ساتھ موجود ہے جس کی صحت میں کوئی شک نہیں اسی طرح حضرت ابوامامہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ موجود ہے اس میں بھی سنت کا لفظ ہے مگر امر کے صیغہ کے ساتھ جتنی روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں ہاں نماز جنازہ کا حکم بھی عام نماز کی طرح ہے جیسا کہ عام نماز سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس طرح نماز جنازہ بھی سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

۱٤۳۷– طبراني کبیر ص۱٦۸ ج۲٥ ح۱۰۔

۱٤۳۸– طبراني أوسط ص۲٥۹ ج۹ ح۸٥٦٥۔

۱٤۳۹– طبراني أوسط ص۳۷۱ ج٥ ح٤۷۳٦۔

(١٤٤٠) علمهم الصلواة على الميت اللهم اغفر لا حيائنا و امواتنا واصلح ذات بيننا والف بين قلوبنا اللهم هذا عبدك فلان بن فلان لا نعلم الا خيراً وانت اعلم به فاغفرلنا وله (حارث رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو میت پر نماز جنازہ کے لئے مذکورہ دعا اللّٰہم اغفر سکھائی۔☆

ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف اور مختلط ہے۔ (تقریب ص ۲۸۷)

(١٤٤١) صلينا مع رسول الله ﷺ على جنازة فسلم عن يمينه و عن شماله (ابو موسى رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا۔☆

ضعیف ہے راوی خالد بن نافع اشعری ضعیف ہے (ابوزرعہ۔نسائی) قوی نہیں (ابو حاتم ☆میزان ص ۶۴۴ ج ۱)۔

(١٤٤٢) ماتت ابنة عبد الله بن ابى اوفى فخرج فى جنازتها على بغلة خلف الجنازة فجعل النساء يرثين فقال عبدالله لا ترثين فان رسول الله ﷺ نهى عن المراثى ولكن لتفضى احدئكن من عبرتها ما شائت قال ثم صلى عليها و كبر اربعاً فقام بعد التكبيرة الرابعة بقدر مابين التكبيرتين يستغفرلها ويدعو ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا (عبد الله بن ابى عوفى رضی اللہ عنہ)۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کی بیٹی فوت ہوگئی تو وہ اس کے جنازہ کے لئے خچر پر سوار ہو کر میت کے پیچھے نکلے تو عورتیں مرثیہ کہہ رہی تھیں انہوں نے فرمایا تم مرثیہ نہ کہو رسول اللہ ﷺ نے مرثیہ سے منع فرمایا ہے ہاں تم جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا اس کے لئے استغفار اور دعا کرتے پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی اس طرح کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث ہے موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا۔ (تقریب ص ۲۳)۔

١٤٤٠ — طبراني أوسط ص ٢٠٤ ج ٦ ح ٥٩٠٩، طبراني كبير ص ٢٣٨ ج ٣

١٤٤١ — طبراني أوسط ص ١٧١ ج ٥ ح ٤٣٣٤۔

١٤٤٢ — مسند أحمد ص ٣٥٦ و ص ٣٨٣ ج ٤، بيهقي ص ٤٢ ج ٤۔

ناقص اجساد پر نماز جنازہ

(۱۴۴۳) صلی ابو عبیدہ علی رؤس بالشام (خالد بن معدان)۔

حضرت ابو عبیدہ نے شام میں سروں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

منقطع ہے خالد کا ابو عبیدہ سے سماع نہیں ہے۔

(۱۴۴۴) صلی عمر بالشام علی عظام (عامر)۔

حضرت عمر نے شام میں ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

سخت ضعیف ہے اولاً عامر کا حضرت عمر سے انقطاع ہے ثانیاً جابر جعفی متہم ہے (ارواء ص۱۶۹ ج ۳)۔

غائبانہ نماز جنازہ

(۱۴۴۵) جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی فوت ہو گئے ہیں کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں آپ نے فرمایا جی ہاں۔ جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا تو رستہ کے تمام درخت اور ٹیلے ہٹ گئے اور جنازہ کی چارپائی سامنے آ گئی آپ نے اللہ اکبر کہا نماز میں آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے الحدیث (انس رضی اللہ عنہ)۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کو ابو یعلی اور طبرانی نے روایت کیا ہے ابو یعلی کی سند میں محمد بن ابراہیم بن علاء سخت ضعیف ہے طبرانی کی روایت میں محبوب بن ہلال راوی نا معلوم ہے اس کی حدیث منکر ہے (مجمع ص۳۸۳ و میزان ص۴۴۲ ج ۳)۔

۱۴۴۳— ابن أبی شیبة ص۳۸ج۳ ح۱۱۹۰۰۔

۱۴۴۴— ابن أبی شیبة ص۳۸ج۳ ح۱۱۹۰۳۔

۱۴۴۵— طبرانی کبیر ص۲۲۹ج۴ ح۱۰۴۰، أبویعلی ص۲۱۱ج۴ ح۴۲۵۲، الاصابة ص۴۳۶ج۳، الاستیعاب بر حاشیة الاصابة باب معاویة ص۳۹۲ج۴۔

(۱۴۴۶) جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں آئے اور کہا آپ معاویہ مزنی کی نماز جنازہ میں حاضر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نکلے اور جبریل بھی ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں نکلے جبریل نے دایاں پر پہاڑوں پر مارا تو وہ جھک گئے اور بایاں پر زمینوں پر مارا تو زمین بھی جھک گئی حتی کہ آپ نے مکہ اور مدینہ کو دیکھا آپ نے جبریل اور فرشتوں سمیت اس کی نمازہ جنازہ پڑھی (ابو امامہ)۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس ہے (مجمع ص۳۸ ج۳) ضعیف بھی ہے کمامر۔

(۱۴۴۷) یہی روایت حضرت معاویہ سے بھی منقول ہے اس کی سند بھی ضعیف ہے راوی صدقہ بن ابی سہل نا معلوم ہے (مجمع ص۳۸ ج۳)۔

(۱۴۴۸) صلی علی النجاشی فکبر علی خمساً (کثیر بن عبد الله بن جده عن ابیه)۔

آپ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور پانچ تکبیریں کہیں۔☆

منکر ہے راوی کثیر بن عبد اللہ سخت ضعیف ہے نا قابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶) نجاشی کی نماز جنازہ صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر پانچ تکبیروں کا ثبوت نہیں بلکہ چار کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۴۴۹) ان اخاکم النجاشی قد مات قوموا فصلوا علیه فقال رجل کیف نصلی علیه وقد مات فی کفره الحدیث (و حشی بن حرب رضی اللہ عنہ)۔

تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تم کھڑے ہو اس کی نماز جنازہ پڑھیں ایک آدمی کہنے لگا ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں وہ تو کفر کی حالت میں مرا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی سلمان بن ابی داؤد حرانی ضعیف ہے (مجمع ص۳۹ ج۳) منکر الحدیث ہے (بخاری) حجت نہیں (ابن حبان ص۲۰۶ ج۳)۔

۱٤٤٦ — طبرانی أوسط ص۲۰ ج٤ ح۳۸۸٦، طبرانی کبیر ص۱۱٦ ج۸ ح۷٥۳۷، دلائل النبوة ص۲٤٥ ج٥، مسند الشامیین ص۸۳۱، میزان ص۲۸۷ ج٤، کتاب المجروحین ص۱٦۱ ج۲، الاستیعاب باب معاویة ص۳۹۲ ج۳، الاصابة ص٤۳۷ ج۳۔

۱٤٤۷ — معجم الصحابة ص۳۹٤ ج٥ ح۲۲۱٥، طبرانی کبیر ص۲۲۹ ج۱۹ ح۱۰٤۱، الاصابة ص٤۳۷ ج۳۔

۱٤٤۸ — طبرانی أوسط ص٦٤ ج۱۰ ح۹۱۲۹۔

۱٤٤۹ — طبرانی کبیر ص۱۳٦ ج۲۲ ح۳٦۱، درمنثور ص۱۱۳ ج۲، کنز العمال ص۷۱۹ ج۱٥۔

نوٹ: کوئی ایسی صحیح اور صریح روایت نہیں جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور نجاشی کی میت کے درمیان سے پردے ہٹا لئے گئے تھے اور میت سامنے آ گئی تھی ہاں مسند احمد اور ابن حبان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے ایسے نماز جنازہ پڑھی تھی جیسا کہ حاضر میت کی پڑھی جاتی ہے اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت ہے نہ کہ میت کے سامنے آ جانے کی۔

شہداء بدر و اُحد کی نماز جنازہ

(۱۴۵۰) صلی النبی ﷺ علی قتلی بدر (عطاءؒ)

رسول اللہ ﷺ نے شہداء بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

مرسل ہے۔

(۱۴۵۱) صلی النبی علی قتلی احد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

سخت ضعیف ہے یزید بن ابی الزیاد ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی حسن بن عمارہ کذاب ہے (شعبہ☆ بیہقی ص۱۳ ج۴)

(۱۴۵۲) صلی النبی ﷺ علی حمزة ولم یصل علی احد من الشهداء غیره (انس)۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے علاوہ کسی شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زید پر امام بخاری نے انکار کیا ہے۔ (تلخیص ص۱۱۶ ج۲)۔

(۱۴۵۳) جیئی بحمزة فصلی علیه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

حضرت حمزہ کی میت کو لایا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

ضعیف ہے راوی ابو حماد حنفی متروک ہے (تلخیص ص۱۱۶ ج۲)۔

۱۴۵۰ — مصنف عبد الرزاق ص۵۴۲ ج۳، درایة ص۲۴۴ ج۱۔

۱۴۵۱ — طبرانی کبیر ص۱۳۹ ج۱۱ ح۱۱۴۰۳، طبرانی أوسط ص۳۵۸ ج۲ ح۱۶۲۲۔

۱۴۵۲ — أبوداود باب فی الشهید یغسل ح۳۱۳۷، المستدرک ص۳۶۵ ج۱، طحاوی ص۵۰۲ ج۱۔

۱۴۵۳ — المستدرک ص۱۱۹ ج۱۔

(۱۴۵۴) حضرت حمزہ پر احد کے دن ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی۔ (شعبی) ☆

مرسل ہے۔

(۱۴۵۵) یہی روایت حضرت ابن مسعود سے مرفوع متصل بھی مروی ہے جو ضعیف ہے راوی عطاء بن السائب مختلط ہے (تقریب ص۲۳۹)۔

(١٤٥٦) صلى على قتلى احد عشرة عشرة فى كل عشرة حمزه حتى صلى عليه سبعين صلواة (غزوان رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے اکٹھے دس دس احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھی اور ہر دس کے گروپ میں ایک حمزہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے حتی کہ حمزہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ ☆

مرسل اور خلاف واقعہ ہے۔

(١٤٥٧) صلى على قتلى احد (عطاء بن ابى رباح)

آپ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

مرسل ہے۔

(١٤٥٩) صلى على (حمزه رضی اللہ عنہ) و كبر سبع تكبيرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ ☆

ضعیف ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

١٤٥٤ـ مصنف عبد الرزاق ص٥٤٦ ج٣.

١٤٥٥ـ مسند أحمد ص٤٦٣ ج١، البداية والنهاية ص٤٠ ج٤، ابن كثير ص٦١٨ ج١، آل عمران ١٥٢، الدر منثور ص٨٤ ج٢.

١٤٥٦ـ دارقطنى ص٧٨ ج٢، بيهقى ص١٢ ج٤، ابن أبى شيبة ص٤٩٧ ج٢ ح١١٤٦٢، مراسيل أبى داؤود ص١٨، طحاوى ص٥٠٣ ج١.

١٤٥٧ـ مراسيل أبى داؤد ص١٨.

١٤٥٩ـ بيهقى ص١٣ ج٤، طحاوى ص٥٠٣ ج١.

سہلی کہتے ہیں اگر اس مجہول راوی سے مراد حسن بن عمارہ ہے تو وہ ضعیف ہے ورنہ جو بھی مجہول ہے وہ قابل حجت نہیں (تلخیص ص ۱۱۷ ج ۳) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۳۸۲)

غیر مسلم کی نماز جنازہ

(۱۴۶۰) عارض رسول الله ﷺ جنازة ابی طالب ثم قال وصلتك رحم و جزيت خير اياعم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے جنازہ کے سامنے آئے اور فرمایا اے چچا تجھے صلہ رحمی پہنچے تو بہتر بدلہ دیا جائے۔☆

منکر ہے راوی ابراہیم بن عبد الرحمٰن الخوارزمی کے بارہ میں ذہبی کہتے ہیں ابراہیم بن بیطار ہے اس کی حدیث مستقیم نہیں (ابن عدی) اور یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۴۵ ج ۱ والعلل المتناھیہ ص ۴۲۲ ج ۲)۔

(۱۴۶۱) ان امی توفيت وهي نصرانية وانی احب ان احضرها فقال له أركب دابتك و سراما مها فانك اذا كنت امامها لم تكن معها (ثابت بن قيس رضی اللہ عنہ)۔

میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں آپ نے فرمایا تو سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل جب تو اس کے آگے چلے گا تو تو اس کے ساتھ نہیں ہوگا۔☆

ضعیف ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے اور یہ روایت ثابت نہیں (دارقطنی ص ۷۲ ج ۳ و تلخیص ص ۱۱۵ ج ۳)۔

نومولود پر نماز جنازہ

(۱۴۶۲) الطفل لا يصلی عليه ولا يرث ولا يورث حتى يستهل (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث بنے گا اور نہ وارث بنایا جائے حتیٰ کہ وہ پیدا ہوتے وقت روئے۔☆

۱۴۶۰ — العلل المتناهية ص ۴۲۲ ج ۲، ميزان ص ۴۵ ج ۱، لسان ص ۴۱ ج ۱۔

۱۴۶۱ — دارقطنی ص ۷۵ ج ۲۔

۱۴۶۲ — ترمذی كتاب الجنائز ح ۱۰۳۲، ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱۵۰۸، بیهقی ص ۸ ج ۴۔

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے قابل حجت نہیں (نصب الرایہ ص ۲۷۷ ج ۲)۔

(۱۴۶۳) اذا استهل المولود صلى عليه وان لم يستهل لم يصل عليه۔ (علی رضی اللہ عنہ)

بچہ جب پیدائش کے وقت رو پڑے (اس کے بعد فوت ہو جائے) تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (اگر روئے نہ) تو پھر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔☆

ضعیف ہے راوی عمر بن خالد قرشی متروک ہے۔ (تقریب ص ۲۵۹) کذاب ہے (احمد☆ الکامل ص ۱۷۷۶ ج ۵)۔

عورتوں کی شمولیت

(۱۴۶۴) ليس للنساء في اتباع الجنائزه اجر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

عورتوں کے لئے جنازہ میں جانے کا اجر نہیں۔☆

ضعیف ہے اس میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۸ ج ۳)

(۱۴۶۵) ليس للنساء في الجنازه نصيب۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

عورتوں کا جنازہ میں کوئی حصہ نہیں۔☆

ضعیف ہے راوی صباح ابو عبداللہ نا معلوم ہے (فیض القدیر ص ۳۷۸ ج ۵)

(۱۴۶۶) تبع جنازة فاذا هو بنسوة خلف الجنازة فنظر اليهن وهو يقول ارجعن ما زورات غير مأجورات مفتنات الاحياء موذيات الاموات۔ (انس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ایک جنازے کے پیچھے تھے تو دیکھا کہ چند عورتیں بھی جنازے کے پیچھے آ رہی ہیں آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا لوٹ جائیں زیارت ہوگئی ہے اجر نہ پانے والیں زندوں کو فتنے میں ڈالنے والیں اور مردوں کو تکلیف دینے والیں)☆

من گھڑت ہے راوی ابو ہدبہ کے کذاب ہونے پر اجماع ہے (العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۳)۔

۱۴۶۳ – الكامل ص۱۷۷۷ ج۵۔

۱۴۶۴ – طبراني أوسط ص۱۸۸ ج۹ ح۸۴۰۵، كنز العمال ص۳۹۱ ج۱۶۔

۱۴۶۵ – طبراني كبير ص۱۱۷ ج۱۱، ح۱۱۳۰۹، كشف الاستار ح۷۹۳۔

۱۴۶۶ – تاريخ بغداد ص۲۰۱ ج۶، العلل المتناهية ص۴۲۰ ج۲۔

(١٤٦٧) خرج رسول الله ﷺ فاذا نسوة جلوس فقال ما يجلسكن قلن ننتظر الجنازة قال هل تغسلن قلن لا قال هل تحملن قلن لا قال تدلين فيمن يدلي قلن لا قال فارجعهن مازوزات غير ما جورات (علی رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے دیکھا چند عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں فرمایا تم کس لئے بیٹھی ہوئیں ہو کہنے لگیں ہم جنازے کا انتظار کر رہی ہیں فرمایا کیا تم نے اسے غسل دینا ہے وہ کہنے لگیں نہیں فرمایا کیا تم نے اس قبر میں اتارنا ہے اس کے ساتھ مل کر جو اسے قبر میں اتارے گا کہنے لگیں نہیں فرمایا ان کو واپس لوٹا دو کہ ان کی زیارت ہوگئی ہے اور ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن سلمان ضعیف ہے (العلل المتناھیہ ص۴۲۰ ج۲ وتقریب ص۳۳)

(۱۴۶۸) حضرت فاطمہ رسول اللہ ﷺ کو ملیں تو آپؐ نے پوچھا کہاں سے آ رہی ہو۔ فرمایا میں فلاں گھر والوں کے پاس تعزیت کے لئے گئی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تو کداء جگہ تک (جنازے کے ساتھ) پہنچی تھی فرمانے لگیں معاذ اللہ میں وہاں تک کیسے جا سکتی تھی جبکہ اس بارہ میں آپؐ سے میں نے سنا ہے جو آپ نے فرمایا تھا (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی ربیعہ بن سیف معافری کے پاس منکر روایات ہیں (ابن حبان ☆میزان ص۴۳ ج۲) اس کی دو سندیں ہیں دونوں میں ربیعہ راوی ہے پہلی سند میں ربیعہ کا شاگرد مفضل بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۶) دوسری سند میں ربیعہ کے علاوہ کئی راوی اس میں ایسے ہیں جو مجہول ہیں (العلل المتناھیہ ص۴۷۱ ج۱)۔

مسجد میں نماز جنازہ

(١٤٦٩) من صلى على ميت في المسجد فلا اجر له۔☆

١٤٦٧ــ ابن ماجة ح١٥٧٨، بيهقي ص٧٧ج٤، العلل المتناهية ص٤٢١ج١، المستدرك ص٣٧٣ج١، أبوداؤد ح٣١٢٣، نسائي ح١٨٨١، دلائل النبوة، ميزان ص٤٣ج٢.

١٤٦٨ــ مسند احمد ص ١٦٩ ج٢، المستدرك ص ٣٧٣. ٣٧٤ ج ١، والبيهقي ص ٧٧ج ٤

١٤٦٩ــ نصب الراية ص٢٧٥ج٢، دراية ص٢٣٤ج١.

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ ☆

فلا اجر لہ کا لفظ حدیث کا نہیں بلکہ فحش خطا ہے۔

(۱۴۷۰) من صلی علی میت فی المسجد فلا شئی له (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جو میت پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اس کے لئے کوئی شئی نہیں۔ ☆

منکر ہے راوی صالح مولی توامتہ مختلط ہے بعض دفعہ اس نے فلا صلوۃ لہ (ابن ابی شیبہ) اور بعض دفعہ فلا شئی علیہ (ابن ماجہ) اور بعض دفعہ فلا شئی لہ (ابو داؤد) کے الفاظ بولے ہیں جو اختلاط کی واضح دلیل ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ خبر باطل ہے (کتاب المجروحین ص۲۶۶ ج۲) صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے بیضاء کے دو بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑی تھی (مسلم ص۳۱۳ ج۱)۔

(۱۴۷۱) واللہ ما صلی علی ابی بکر الآ فی المسجد (عروہ رضی اللہ عنہ)

بقسم خدا ابو بکر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

منقطع ہے عروہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔

(۱۴۷۲) حضرت ابو بکر منگل کی رات کو دفن ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن ابان غنوی متروک ہے (نصب ص۲۷۷ ج۲) ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے بخاری اور احمد نے اسے ترک کر دیا تھا ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (میزان ص۲۱۱ ج۱)۔

جنازہ سے فراغت

(۱۴۷۳) اذا صلی الانسان علی جنازة انقطع ذماما الا ان یشاء ان یتبعها (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

۱۴۷۰– ابن ماجة ح۱۵۱۷، أبوداؤد ح۳۱۹۱، نصب الراية ص۲۷۵ج۲، ابن أبی شیبة ص۴۴ج۳، ح۱۱۹۷۲، مسند أحمد ص۴۴۴ وص۴۵۵ج۲، طحاوی ص۴۹۲ج۱، بیهقی ص۵۱ج۴، زاد المعاد ص۱۴۰ج۱.

۱۴۷۱– مصنف عبد الرزاق ۵۲۶ج۳، ابن أبی شیبة ص۴۴ج۳ ح۱۱۹۶۷، المحلی ص۱۶۶ج۳.

۱۴۷۲– بیهقی ص۵۲ج۴، نصب الراية ص۲۷۷ج۲.

۱۴۷۳– العلل المتناهية ص۴۲۲ج۲، کنز العمال ص۵۸۰ج۱۵.

جب آدمی نماز جنازہ پڑھ لے تو اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی مگر یہ کہ وہ (دفن کے لئے) جنازہ کے پیچھے چلے۔☆
غیر صحیح ہے راوی عبد اللہ بن عبد العزیز کوئی شئی نہیں (ابن معین) حدیث رسول نہیں عروہ کا قول ہے
(دارقطنی ☆ العلل ص۲۴۴ ج۲)۔

(۱٤۷٤) الرجل یتبع الجنازة فلیس له ان یرجع حتی یستامر اهلها (جابر رضی اللہ عنہ)
جو آدمی جنازہ کے ساتھ جائے اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ میت کے اہل کی اجازت کے بغیر واپس لوٹے☆
منکر ہے راوی عمرو بن عبد الغفار فقیمی متہم بالوضع ہے (ابن عدی) منکر الحدیث ہے (عقیلی
☆ میزان ص۲۷۲ ج۳)

قبر پر نماز جنازہ

(۱٤۷٥) لا تصل علی قبر ولا الی قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
نہ قبر پر اور نہ قبر کی طرف نماز پڑھو۔☆
منکر ہے راوی رشدین بن کریب ضعیف ہے (ابن المدینی و جماعۃ)۔
منکر الحدیث ہے احمد و بخاری ☆ میزان ص۵۱ ج۱)۔

دفن

(۱٤۷٦) یدفن کل انسان فی تربة التی خلق منها (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
ہر انسان اسی مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے☆
ضعیف ہے راوی عمر بن عطاء بن وراز ضعیف ہے کوئی شئی نہیں (ابن معین و نسائی) قوی نہیں (احمد ☆
میزان ص۲۱۳ ج۳)

۱٤۷٤ – لسان ص۳٦۹ ج٤.

۱٤۷٥ – طبرانی کبیر ص۲۹۷ ج۱۱ ح۱۲۰۵۱ و ص۳۲٥ ج۱۱ ح۱۲۱٦۸، الکامل ص۱۰۰۷ ج۳.

۱٤۷٦ – مصنف عبد الرزاق ص٥۱٥ ج۳، عقیلی ص۱۸۰ ج۳.

(١٤٧٧) خلقت انا و ابوبکر و عمر من تربة واحد و فیها ندفن (عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

میں اور ابوبکر و عمر تینوں ایک مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں ہم دفن کیے جائیں گے۔ ☆

باطل ہے راوی موسیٰ بن سہل راسبی مجہول ہے۔ اور یہ خبر باطل ہے (لسان ص۱۳۵ ج۴ و میزان ص۲۰۶ ج۴)

(۱۴۷۸) آپ نے مدینہ میں چند لوگوں کی قبر کھودتے دیکھا تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ایک حبشی تاجر تھا مدینہ میں آیا اور یہیں فوت ہوگیا آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ یہ اپنی زمین اور آسمان سے اس مٹی کی طرف چلایا گیا جس سے یہ پیدا ہوا تھا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ ☆

ضعیف ہے راوی علی بن المدینی کے والد عبد اللہ ضعیف ہیں۔ (مجمع ص۴۲ ج۳ و تقریب ص۱۶۰)

(١٤٧٩) مرّبنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و نحن نحفر قبراً فقال ما تصنعون فقلنا نحفر قبراً لهذا الاسود فقال جاء ت به منيته الى تربته فقال ابو اسامة اتدرون يا اهل الكوفة لم احدثكم بهذا الحديث لان ابا بكر و عمر خلقا من تربة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے ہم قبر کھود رہے تھے فرمایا کیا کر رہے ہو ہم نے کہا اس حبشی کی قبر کھود رہے ہیں فرمایا اس کی موت اس کی مٹی کی طرف لے آئی ہے ابو اسامہ راوی فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے کوفہ والو! میں یہ روایت بیان کیوں کر رہا ہوں اس لئے کہ ابوبکر اور عمر بھی رسول اللہ کی مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی احوص بن حکیم کو عجلی نے ثقہ اور جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص۴۲ ج۳) ضعیف الحفظ ہے (تقریب ص۲۵)۔

(١٤٨٠) ان جيشا دفن بالمدينة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دفن بالطينة التى

١٤٧٧ — كتاب الموضوعات ص٢٤٥ ج١، اللالى ص٢٨٣ ج١، تنزيه ص٣٧٣ ج١، الفوائد المجموعة ص٣٣٩، لسان ص١٢٠ ج٦، ميزان ص٢٠٦ ج٤، كنز العمال ص٥٦٧ ج١١۔

١٤٧٨ — كشف الاستار ح٨٤٢ مجمع ص٤٢ ج٣۔

١٤٧٩ — طبراني أوسط ص٥٩ ج٦ ح٥١٢٢۔

١٤٨٠ — تاريخ أصفهان ص٣٠٤ ج٢، مجمع ص٤٢ ج٣ بحوالة طبراني كبير۔

خلق منها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

مدینہ میں ایک لشکر دفن ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" یہ اس مٹی سے پیدا ہوئے تھے جس میں دفن ہوئے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن عیسی الخزاز ضعیف ہے (مجمع ص ۴۲ ج ۳) منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ). ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص ۴۷۰ ج ۲)۔

(۱٤۸۱) حفر القبور من الجهاد و غسل الميت من الجهاد و دانق يجعله المومن في حفر الميت خير له من الف غزوة و الف رقبة يعتقها۔ (انس رضی اللہ عنہ)

قبروں کا کھودنا جہاد ہے میت کو غسل دینا بھی جہاد ہے اور وہ ایک روپیہ جو کوئی مؤمن قبر کے کھودنے (مزدوری دینے) میں خرچ کرتا ہے اس کے لئے ہزار جہاد اور ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱٤۸۲) ان لكل بيت باباً و باب القبر من تلقاء رجليه (النعمان)

ہر گھر کا دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ میت کے پاؤں کی طرف ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (مجمع ص ۴۳ ج ۳)۔

(۱٤۸۳) انه كره ان يلقى تحت الميت في القبر شئى (ابن عباس موقوفاً)۔

ابن عباس ناپسند کرتے تھے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چیز ڈالی جائے۔☆

ضعیف ہے امام ترمذی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۸۴أ) اور اس روایت کو بیہقی نے "كره ان يجعل تحت الميت ثوباً في القبر" "تم نے میرے اور زمین ک درمیان کسی چیز کو نہ رکھنا" کے الفاظ سے بصیغہ مجہول ذکر کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بیہقی ص ۴۰۸ ج ۳)

اس کی سند معلوم نہیں (ارواء ص ۱۹۷ ج ۳)۔

۱٤۸۱ — دیلمی ص ۲۳٤ ج ۲ ح ۲۰٦٦۔

۱٤۸۲ — كنز العمال ص ٦۰۰ ج ۱٥، مجمع ص ٤۳ ج ۳ بحوالة طبرانی كبير۔

۱٤۸۳ — ترمذی ما جاء في الثواب الواحد يلقى تحت الميت في القبر ح ۱۰٤۸۔

۱٤۸٤ (أ) — بيهقی ص ٤۰۸ ج ۳۔

(۱۴۸۴ب) جب حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے آیت "منها خلقنا کم و فیها نعید کم و منها نخرجکم تارۃً اخری" پڑھی الحدیث۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زہر نے اس حدیث کو علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور یہ سند سخت مجروح ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۰) ذہبی فرماتے ہیں حدیث واہ ہے اس لئے کہ علی بن یزید متروک ہے۔ (تلخیص المستدرک ص ۳۷۹ ج ۲)

(۱٤٨٥) لا تطلعوا فی لقبر فانها امانة فلعسی تحل العقد فیتجلی له وجه اسود الحدیث۔ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک چادر منگوائی اور قبر کے اوپر پھیلا دی۔ اور فرمایا تم قبر میں نہ جھانکو یہ امانت ہے ہوسکتا ہے کہ کفن کی گرہ کھولی جائے تو میت کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہو یا اس کی قبر میں سانپ ہو جو اس کی گردن میں حمائل بنا ہوا ہو بلاشبہ یہ امانت ہے ہو سکتا ہے کہ میت کو الٹ پلٹ کرنے سے اسے کے نیچے دھواں داخل ہو جائے ☆

من گھڑت ہے اس روایت کے اکثر راوی مجہول ہیں اور ایک راوی ابراہیم بن ہدبہ کذاب ہے (یحیی و علی) دجال ہے (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۹ ج ۲)

(١٤٨٦) من السنة ان یبدؤا بدفن المیت و ان یلقی التراب من قبل قبلته (انس)۔

سنت یہ ہے کہ میت کے دفن سے ابتدا کی جائے اور میت کے اوپر قبلہ کی جانب سے مٹی ڈالی جائے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبیدہ بن حسان عنبری ضعیف ہے (مجمع ص ۴۳ ج ۳) منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے (دارقطنی) ثقہ راویوں کے نام سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۶ ج ۳)۔

(١٤٨٧) حثا فی قبر ثلاثا (ابی المنذر)۔

آپ نے تین بک مٹی ڈالی۔☆

١٤٨٤ (ب)— المستدرك ص٣٧٩ ج٢۔

١٤٨٥— كتاب الموضوعات ص٤٠٩ ج٢، اللآلی ص٣٦٣ ج٢، تذكرة الموضوعات ص٢١٧، تنزيه ص٣٦٣ ج٢ كنز العمال ص٦٠٣ ج١٥۔

١٤٨٦— طبرانی ص١٢٢ ج٩ ح٨٢٥٨۔

١٤٨٧— بيهقی ص٤١٠ ج٣، ميزان ص٩٧ ج٢۔

راوی زیاد مجہول ہے اور یہ روایت مرسل ہے (میزان ص ۹۷ ج ۲)۔

(۱٤۸۸) حثا علی المیت ثلاثه حتیات بیدیه جمیعاً (جعفر بن محمد عن ابیه)۔

آپ نے دونوں ہاتھوں سے قبر پر تین بک مٹی ڈالی۔ ☆

مرسل ہے اور اس کا راوی ابراہیم بن محمد عن جعفر سخت ضعیف ہے (ارواء ص ۲۰۲ ج ۳)۔

(۱٤۸۹) رأیت النبی ﷺ حین دفن عثمان بن مظعون صلی علیه و کبر علیه اربعا و حثا علی قبره بیده ثلاث حثیات من التراب وهو قائم عند راسه (ربیعه)۔

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں فرمائیں اور قبر پر تین بک مٹی ڈالی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی قاسم بن عبد اللہ العمری متروک ہے امام احمد نے کذاب کا الزام لگایا ہے۔ (تقریب ص ۴۲۷)

(۱٤۹۰) یترك الغریق یوماً ولیلةً ثم یدفن۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ڈوب کر مرنے والے کو ایک رات اور دن کے بعد دفن کیا جائے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم کذاب ہے اس نے حدیثیں وضع کی ہیں۔ (میزان ص ۲۷۹ ج ۴) مزید دیکھئے (نمبر ۱) اور اس کا شاگرد سلم بن سالم غیر ثقہ ہے (جوزجانی) ضعیف ہے (ابن معین) میزان ص ۱۸۵ ج ۲)

(۱٤۹۱) ما المیت فی قبره الا شبه الغریق المتغوث ینتظر دعوة من اب او ام او ولد و صدیق ثقة الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو مدد کے لئے پکار رہا ہو وہ باپ، ماں، اولاد اور قابل اعتماد دوست سے دعا پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے جب اس سے دعا پہنچ جاتی ہے تو یہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس

۱٤۸۸— أرواء الغلیل ص ۲۰۲ ج ۳ بحوالة مسند الشافعي.

۱٤۸۹— بیهقی ص ٤١٠ ج ٣، دارقطنی ٨٦ ج ٢، مجمع ص ٣٥ ج ٣ بحوالة طبراني كبير.

۱٤۹۰— الكامل ص ٢٥٠٦ ج ٧، تذكرة الموضوعات ص ٢١٤، تنزيه ص ٣٧٤ ج ٢.

۱٤۹۱— دیلمی ص ٣٩١ ج ٤ ح ٦٦٦٤، كنز العمال ص ٦٩٤ ج ١٥.

سے زیادہ محبوب ہوتی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں پر گھر والوں کی دعاء سے پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے زندوں کا تحفہ مردوں کے لے ان کے لئے بخشش کی دعا اور ان کی طرف سے صدقہ ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ) ☆ من گھڑت ہے ☆ راوی حسن بن علی عبد الواحد متہم ہے اس نے پھول کی فضیلت میں ایک باطل اور بے اصل حدیث روایت کی ہے۔ (لسان ص ۲۳۱ ج ۲)

(۱۴۹۲) قبور الاموات بمنزلة الرباطات فلا تنسوا اهل القبور فی قبورهم فانهم يرجونكم كما ترجون المرابطين فی سبيل الله (علی)

فوت شدگان کی قبریں رباط کے منزلہ پر ہیں تم اہل قبور کو ان کی قبروں میں نہ بھولو۔ وہ تم سے اسی طرح امید رکھتے ہیں جیسا کہ تم مرابطین (مجاہدین) فی سبیل اللہ سے امید رکھتے ہو۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

بچیوں کا دفن کرنا

(۱۴۹۳) دفن البنات من المكرمات (ابن عمر)

بچیوں کا دفن کرنا باعزت کاموں میں سے ہے ☆

منکر ہے راوی حمید بن حماد ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۱۶ ج ۲)۔

(۱۴۹۴) لما عزى رسول الله بابنته رقيه قال الحمد لله دفن البنات من المكرمات (ابن عباس)

حضرت رقیہ کی وفات پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعزیت کی گئی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ بچیوں کا دفن کرنا مکرمات سے ہے ☆

۱۴۹۲ — دیلمی ص ۲۷۴ ج ۳ ح ۴۶۸۸۔

۱۴۹۳ — کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللآلی ص ۳۶۴ ج ۲، کنز العمال ص ۴۴۹ ج ۱۶، تاریخ بغداد ص ۲۹۱ ج ۷، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۷، الکامل ص ۶۹۳ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۲۶۶۔

۱۴۹۴ — تاریخ بغداد ص ۶۷ ج ۵، تنزیہ ص ۷۲ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللآلی ص ۳۶۴ ج ۲، الکامل ص ۱۸۱۸ ج ۵۔

سخت ضعیف ہے ایک راوی عراک بن خالد مضطرب الحدیث قوی نہیں (ابو حاتم) دوسرا راوی محمد بن عبد الرحمٰن ضعیف حدیث چور تھا (ابن عدی) تیسرا راوی عثمان بن عطاء بھی ضعیف ہے (ابن معین)، قابل حجت نہیں (ابن حبان)، چوتھا راوی عثمان کا باپ ردی الحفظ خطا کار ہے اس سے احتجاج باطل ہے عبد الوہاب انماطی فرماتے ہیں یہ حدیث فرمودہ رسول نہیں (کتاب الموضوعات ص۴۱۱ ج۲)

نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا

(۱۴۹۵) ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین فان المیت یتاذی بجوار السوء کما یتاذی الحی بجوار السوء (ابو هریره)

تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو میت برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔☆

من گھڑت ہے اس کی سند میں داؤد بن حصین ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں اس کی روایت سے پرہیز ضروری ہے اس روایت میں اصل مصیبت اس کی طرف سے ہے یہ روایت باطل ہے جس کا کلام رسول سے کچھ اصل نہیں (کتاب الموضوعات ص۴۱۲ ج۲)۔

پانی کا چھڑکاؤ

(۱۴۹۶) ان رش علی قبرابنه ابراهیم و وضع علیه حصباء (محمد باقر)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں رکھیں۔☆

معضل ہونے کے باوجود سند کے لحاظ سے بے اصل ہے راوی ابراہیم بن محمد بن یحیٰی اسلمی متروک ہے (تقریب ص۲۳)۔ غیر ثقہ ہے (مالک) کذاب ہے (قطان و ابن معین وعلی بن المدینی) ایسی حدیثیں

۱۴۹۵– طبرانی أوسط ص۱۳۸ج۵، ح۲۲۸۴، طبرانی کبیر ص۲۹۰ج۱۱ ح۱۲۰۳۵، کتاب الموضوعات ص۴۱۲ج۲، کتاب المجروحین ص۲۶۱ج۱، اللالی ص۳۶۴ج۲، حلیة الأولیاء ص۳۵۴ج۶، کنز العمال ص۵۹۹ج۱۵، کشف الخفاء ص۷۲ج۱، ضعیفة ص۷۹ج۲۔

۱۴۹۶– بیهقی ص۴۱۱ج۳۔

روایت کرتا تھا جن کا کچھ اصل نہیں (میزان ص ۵۸ ج ا)۔

(۱٤۹۷) رش علی قبر سعد (ابو رافع)۔

آپ نے سعد کی قبر پر پانی چھڑکا۔☆

سخت ضعیف ہے اولاً مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب میں اور اس کا استاذ محمد بن عبداللہ بن ابی رافع بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۰۹) سخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص ۶۳۵ ج ۳)۔

تلقین بعد از دفن اور قرآن خوانی

(۱۴۹۸) جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ ایسے ہی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے وہ یہ کہ جب کسی ایک کو دفن کر دیا جائے تو ایک آدمی سر کی طرف کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلان بن فلان میت اس کی آواز سن لیتی ہے لیکن جواب نہیں دیتی پھر وہ کہے فلاں بن فلاں تو میت سیدھی بیٹھ جاتی ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آواز دے تو میت جواب میں کہتی ہے ارشدنا رحمک اللہ ہماری رہنمائی کیجئے اللہ تجھ پر رحم کرے لیکن تم نہیں سمجھتے اور آواز دینے والا (اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ و رسولہ انک رضیت باللہ رباً وبمحمد نبیاً وبالقرآن نبیا کہے تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے چلیے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے اس کو تو لقمہ دیا گیا ہے الحدیث (ابو امامہ)۔☆

غیر ثابت ہے اس کی سند میں نا معلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص ۴۳ ج ۲) ایک راوی محمد بن ابراہیم بن العلاء الحمصی منکر الحدیث ہے (تقریب ص ۲۹۹) کذاب ہے (دار قطنی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۴۶ ج ا)۔

(۱٤۹۹) اذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره ويقرا عنه رأسه

۱٤۹۷– ابن ماجة باب ادخال الميت القبر ح ۱۵۵۱، تهذيب المزى ص ۱۵۵ ج ۷.

۱٤۹۸– طبرانى كبير ص ۲٤۹ ج ۸ ح ۷۹۷۹، زاد المعاد ص ۱٤۵ ج ۱، كنز العمال ص ۶۰۵ ج ۱۵.

۱٤۹۹– طبرانى كبير ص ٤٤۰ ج ۱۲ ح ۱۳۶۱۳، كنز العمال ص ۶۰۱ ج ۱۵، در منثور ص ۲۸ ج ۱، شعب الايمان ص ۱۶ ج ۹ ح ۹۲۹۳.

فاتحة الكتاب و عند رجليه بفاتحه البقرة (ابن عمر)۔

جب کوئی تم میں سے فوت ہو جائے تو اسے ٹھہراؤ مت بلکہ جلدی قبر کی طرف لے چلو (دفن کے بعد) اسکے سر کے پاس سورۃ الفاتحہ اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی یحی بن عبد اللہ بن ضحاک بالبتی ضعیف ہے (تقریب ص۳۷۷) اور اس کا استاذ ایوب بن نہیک بھی ضعیف ہے (ابو حاتم) متروک ہے (ازدی ☆ میزان ص۲۹۳ ج۱) اس کی ایک سند اور بھی ہے جو موقوف اور ضعیف ہے اس میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن علاء بن الجلاج مجہول ہے (مشکوۃ البانی ص۵۳۸ ج۱)۔

(۱۵۰۰) من دخل المقابر فقرأ سورة يٰس خفف عنهم يومئذ و كان له بعدد من فيها حسنات۔ (انس رضی اللہ عنہ)

قبرستان میں جو داخل ہو کر سورۃ یٰس کی تلاوت کرے تو اس دن ان قبر والوں سے قبر کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کے لئے اتنی نیکیاں ہیں جتنے اس قبرستان میں مردے دفن ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی ایوب بن مدرک کوئی شئی نہیں کذاب ہے۔ (ابن معین) متروک ہے ابو حاتم و نسائی ☆ میزان ص۲۹۳ ج۱)

قبر کا جھٹکا اور پکار

(۱۵۰۱) يضغطمه فيه المومن ضغطة تزول منها حمائله و يملاعلى الكافر ناراً (حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی قبر میں جھٹکا دیا جاتا ہے جس سے اس کے کندھے اور سینہ جدا جدا ہو جاتے ہیں اور کافر پر آگ کو بھر دیتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن جابر ضعیف ہے (مجمع ص۴۶ ج۳)۔

(۱۵۰۲) جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سخت پریشان پایا ہم آپ سے

۱۵۰۰– دیلمی ص۱۰۸ ج٤ ح۵۸۳٤۔

۱۵۰۱– مسند أحمد ص٤٠٧ ج۵، تنزيه ص۳۷۱ ج۲، كتاب الموضوعات ص٤٠٦ ج۲، اللالی ص۳٦٠ ج۲، مجمع ص٤٦ ج۳۔

۱۵۰۲– طبرانی أوسط ص۳۷۹ ج٦ ح۵۸٠٦ مختصرا، كتاب الموضوعات ص٤٠٦ ج۲، اللالی ص۳٦٠ ج۲، تنزيه ص۳۷۱ ج۲۔

کلام نہیں کر رہے تھے حتی کہ ہم قبر تک پہنچے قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی حتی کہ قبر تیار ہو گئی رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے اور پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے پھر جب آپ فارغ ہو کر قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے سے پریشانی دور ہو چکی تھی اور آپ مسکرا رہے تھے ہم نے پوچھا اللہ کے رسول آپ پہلے تو اس قدر پریشان تھے کہ ہم آپ سے کلام کرنے کی جرأت بھی نہیں کر رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کی پریشانی دور ہو گئی ہے فرمایا میں قبر کی تنگی کو اور زینب کی کمزوری کو یاد کر رہا تھا تو یہ مجھ پر سخت گراں تھی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ زینب سے تخفیف کر دے اس نے دعا کو قبول فرما لیا اور قبر نے بالکل ہلکا سا جھٹکا دیا ہے جس کو سوائے جنوں اور انسانوں کے ہر دو کناروں والوں نے سنا ہے (انس)۔☆

ضعیف ہے راوی حبیب بن خالد اسدی قوی نہیں (میزان ص۴۵۴ ج۱)

(۱۵۰۳) ابن شاہین و ابوبکر بن ابی داؤد نے یہی روایت عن الاعمش عن انس روایت کی ہے جو منقطع ہے کیونکہ اعمش کا حضرت انس سے سماع نہیں۔

(۱۵۰۴) جب حضرت سعد بن معاذ کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''قبر ہر شخص کو جھٹکا دیتی'' ہے اگر کسی نے اس جھٹکے سے محفوظ رہنا ہوتا تو سعد محفوظ رہتے پھر فرمایا بقسم میں نے سعد کے رونے کی آواز سنی ہے اور قبر میں اس کی پسلیوں کو ایک دوسرے میں داخل ہوتے دیکھا ہے (ابن عباس)۔☆

مذکورہ متن سے غیر صحیح ہے راوی قاسم بن عبد الرحمٰن منکر الحدیث ہے (احمد) اصحاب رسول سے معضل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۴۰۸ ج۲)۔

(۱۵۰۵) رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کی قبر میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر اور لا الا اللہ سبحان اللہ فرمایا جب آپ قبر سے باہر آئے تو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ جو آپ نے آج کیا ہے پہلے ایسے نہیں کرتے تھے فرمایا قبر نے اسے اپنی طرف ملایا ہے میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ اس سے نرمی کرے یہ اس لیے کہ وہ پیشاب سے

۱۵۰۳– اللالی المصنوعه ص ٣٦٠ ج ٢

١٥٠٤– كتاب الموضوعات ص٤٠٨ ج٢، اللالی ص٣٦١ ج٢.

١٥٠٥– كتاب الموضوعات ص٤٠٨ ج٢، اللالی ص٣٦٢ ج٢.

پرہیز نہیں کرتے تھے ☆ (حسن بصری)۔

مذکورہ طریق اور متن سے بے اصل ہے اولاً حسن بصری کی مرسل ہے جو قابل حجت نہیں ثانیاً ان کا شاگرد ابوسفیان طریف بن شہاب صفدی کوئی شئی نہیں (احمد و ابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) غفلت کا شکار تھا احادیث کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا جو ان کی حدیث کے مشابہ نہ ہوتیں (کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲)۔

(۱۵۰۶) میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تجھ پر افسوس کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں رکھا کیا تجھے معلوم نہیں تھا میں فتنے اور تاریکی کا گھر ہوں الحدیث ☆ (ابو المجاج یمانی)۔

ضعیف ہے راوی ابوبکر بن ابی مریم مختلط ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳)۔

(۱۵۰۷) قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ آواز دیتی ہے ابن آدم تو مجھے کیوں بھول گیا کیا تجھے پتہ نہیں میں تنہائی، غربت وحشت، تنگی، اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں مگر جس پر اللہ تعالیٰ مجھے کشادہ کر دے پھر فرمایا قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ ☆ (ابو ہریرہ)

ضعیف ہے راوی محمد بن ایوب بن سوید ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳) متروک متہم ہے اس نے اپنے باپ کی کتاب میں چند من گھڑت چیزیں شامل کر دی تھیں (کتاب المجروحین ص ۲۰۰ ج ۲)۔

(۱۵۰۸) یہی روایت امام ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کی ہے وہ بھی ضعیف ہے اس کا راوی عبید اللہ بن ولید وصافی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۲۸) اور اس کا استاذ عطیہ عوفی بھی ضعیف ہے (میزان ص ۸۰ ج ۳)۔

عذاب قبر

(۱۵۰۹) عذاب القبر حق من لم یومن به عذب فیه (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۶ – طبرانی ص۳۷۷ج۲۲، ح۹۴۲، أبو یعلی ص۲۲۹ج۶ ح۶۸۳۵، أسد الغابة ص۱۶۹ج۵.

۱۵۰۷ – طبرانی أوسط ص۲۷۴ج۷ ح۸۶۰۸.

۱۵۰۸ – ترمذی کتاب صفة القیامة ح۲۴۶۰، شعب الایمان ص۴۹۸ج۱ ح۸۲۸.

۱۵۰۹ – دیلمی ص۸۴ج۳ ح۳۹۷۳. کنز العمال ص ۶۴۰ ج ۱۵.

قبر کا عذاب حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے اسے عذاب دیا جائے گا۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۵۱۰) عذاب القبر من اثر البول (میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا)

پیشاب کے اثر (چھینٹے وغیرہ) سے قبر کا عذاب ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کچھ ضعیف اور کچھ مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۰۹ ج ۱)

(۱۵۱۱) ان عامة عذاب القبر من البول (معاذ رضی اللہ عنہ)

قبر کا عذاب عموماً پیشاب سے ہے ☆

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد نیک تھا صالحین کی طرح غفلت کا شکار ہو گیا تھا اور حدیث میں مختلط ہو گیا (ابن یونس) ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۳)

(۱۵۱۲) سالنا رسول اللہ ﷺ عن البول فقال اذا مسکم شئی فاغسلوہ فانی اظن ان منہ عذاب القبر (عبادة رضی اللہ عنہ)

ہم نے رسول اللہؐ سے پیشاب کے بارہ میں پوچھا آپؐ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھو ڈالا کرو میرا خیال ہے کہ قبر کا عذاب اسی سے ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۴۶۴ ج ۴ دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۱۵۱۳) رسول اللہ ﷺ ایک روز سخت گرمی میں بقیع الغرقد کی طرف جا رہے تھے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپ نے جب ان کے پاؤں کی آہٹ سنی تو آپ بیٹھ گئے حتی کہ لوگوں کو اپنے آگے کیا تا کہ آپ کے نفس میں کوئی تکبر پیدا نہ ہو جب آپ بقیع الغرقد میں پہنچے تو دو قبریں دیکھیں جن میں دو مرد دفن تھے

۱۵۱۰ — طبرانی کبیر ص ۳۹ ج ۲۵ ح ۶۸۔

۱۵۱۱ — طبرانی کبیر ص ۱۲۴ ج ۲۰ ح ۲۴۸۔

۱۵۱۲ — کشف الاستار ح ؟؟؟، مجمع ص ۲۰۸ ج ۱۔

۱۵۱۳ — مسند أحمد ص ۲۶۶ ج ۵۔

آپ ان کے پاس ٹھہر گئے اور پوچھا تم نے ان قبروں میں کس کس کو دفن کیا ہے لوگ کہنے لگے فلاں اور فلاں کو پھر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا، کیا معاملہ ہے (آپ اس بارہ میں کیوں پوچھ رہے ہیں) آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ الحدیث ☆ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی علی بن یزید الہامی منکر الحدیث ہے۔ (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) قوی نہیں (ابو زرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۶۱ ج ۳)

(۱۵۱٤) مر النبی بقبرین لبنی النجار یعذبان بالنمیمة والبول الحدیث۔ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کا بنی نجار کی دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا جن کو چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید بن عبد الرحمٰن ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۱)

(۱۵۱۵) فتنة القبر فی فاذا سئلتم عنی فلاتشکوا (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

میرے بارہ میں قبر کا فتنہ (سوال) ہے جب تم سے میرے بارہ میں پوچھا جائے تو شک نہ کرنا۔ ☆

ضعیف ہے امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں راوی محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر کے ضعف پر اجماع ہے (تلخیص المستدرک ص ۳۸۲ ج ۲)

(۱۵۱٦) لیسلط علی الکافر فی قبرہ تسعة و تسعون تنینا تلدغه حتی تقوم الساعة ولو ان تنینا منها نفخ فی الارض ما انبتت خضراء۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

کافر پر اس کی قبر میں ننانوے (۹۹) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہتے رہیں گے ان سانپوں میں اگر ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو سبزہ پیدا ہی نہ ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی دراج اپنے شیخ ابو الہیثم سے روایت کرنے میں ضعیف ہے (تقریب ص ۹۷) مذکورہ

۱۵۱٤ — المستدرك ص۳۳۲ج۸ ح۷٦۷٦.

۱۵۱۵ — المستدرك ص۳۸۲ج۲، كنز العمال ص٦۳۵ج۱۵.

۱۵۱٦ — مسند أحمد ص۳۸ج۳، دارمي ص۲۳۸ج۲ ح۲۸۱۸، ترمذي ح۲٤٦۰ نحوه مفصلا، أبويعلى ص۱۱۲ج۲ ح۱۳۲٤، ابن حبان ص٤۹ج٦ ح۳۱۱۱.

حدیث بھی اس نے ابوالہیثم سے روایت کی ہے۔

(۱۵۱۷) یسلط علیهم تسعة و تسعون تنینا اتدرون ما التنین قال تسع و تسعون حیة لکل حیة سبعة رؤوس ینفخون فی جسمه ویلسعونه ویخدشونه۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

کافروں پر ننانوے تنین مسلط کر دیئے جاتے ہیں تمہیں معلوم ہے تنین کیا ہے یہ ننانوے سانپ ہیں اور ہر ایک سانپ کے سات سات سر ہیں وہ کافر کے جسم میں پھونکتے ہیں اور اسے زخمی کرتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی دراج ضعیف ہے۔ (دیکھئے اوپر والی روایت)

(۱۵۱۸) میں بدر کے کھنڈرات میں چل رہا تھا تو دیکھا قبر سے اچانک ایک آدمی نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی اس نے مجھے عبداللہ کہہ کر آواز دی مجھے معلوم نہیں کہ اسے میرے نام کا علم تھا یا عربوں کی عام عادت کے مطابق اس نے مجھے اے اللہ کے بندے کہا وہ کہنے لگا مجھے پانی پلاؤ معاً دیکھا کہ اسی قبر سے ایک اور آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اس نے پہلے آدمی کو کوڑا مارا حتی کہ وہ دوبارہ اپنی قبر میں لوٹ گیا میں دوڑتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو تمام واقعہ سنا دیا آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا اور یہ اس کا عذاب ہے جو اسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔☆ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن محمد بن مغیرہ ضعیف ہے۔ (مجمع ص ۵۷ ج ۳)

(۱۵۱۹) اذا قبض العبد المومن صعد ملکاه الی السماء فقال الله لهما ارجعا الی قبره و احمدانی وهللانی الی یوم القیامة الحدیث (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔

جب مومن بندہ فوت ہوتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو فرماتا ہے تم اس بندے کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ۔ اور تم قیامت تک میری حمد و تہلیل کرو میں نے اپنے اس بندے کے

۱۵۱۷– أبویعلی ص۱۲۲ ج۶، ح۶۶۱۳، ابن حبان ص۴۹ ج۶ ح۳۱۱۔

۱۵۱۸– طبرانی أوسط ص۲۸۷ ج۷ ۶۶۵۶۔

۱۵۱۹– کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲، اللآلی ص۳۵۹ ج۲، تنزیه ص ۳۷۰ ج۲۔

لئے تمہاری تسبیح۔ تہلیل اور تحمید کے برابر اجر لکھ دیا ہے۔ یہ میری طرف سے اسے ثواب اور بدلہ ہے۔ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہتے ہیں تمہیں کون لے آیا۔ فرشتے کہتے ہیں اللہ تو نے اپنے بندے کو فوت کیا ہم تیرے پاس آئے ہیں اللہ فرماتے ہیں تم اس کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنتیں بھیجو۔ اس نے مجھے جھٹلایا اور میرا انکار کیا ہے میں اس لعنت پر جو تم اس پر بھیجو قیامت تک اسے عذاب دوں گا۔☆

(۱۵۲۰) یہ روایت حضرت ابو سعید خدری سے بھی قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ جب بندے کی روح قبض کرتا ہے تو دو فرشتے اس کو آسمان کی طرف سے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تو نے ہماری اپنے بندے کے عمل لکھنے پر ڈیوٹی لگائی تھی تو نے اسے فوت کر لیا ہے رب ہمیں حکم کر کہ ہم آسمان پر ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آسمان تو میرے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں وہ فرشتے کہتے ہیں پھر اجازت دیجئے کہ ہم زمین میں ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری زمین میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں۔ لیکن تم دونوں اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ۔ میری حمد تسبیح اور تہلیل کہو اور اس کو میرے بندے کے نام لکھ دو☆

دونوں روایتیں باطل ہیں دونوں کا راوی اسماعیل بن یحیی بن عبید اللہ بن طلحہ تیمی حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزرہ جھوٹ کا ایک رکن تھا اس سے روایت لینا حلال نہیں (ازدی) کذاب ہے (ابوعلی نیشا بوری۔ دارقطنی۔ حاکم)۔ اس کے ترک پر اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۲۵۳ ج۱)۔

(۱۵۲۱) اور یہی روایت حضرت انس سے بھی روایت کی جاتی ہے اس میں ہے فرشتے کہتے ہیں ہم کہاں سکونت اختیار کریں تو اللہ فرماتا ہے تم اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ☆

یہ بھی باطل ہے راوی عثمان بن مطر کی تضعیف پر اجماع ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر موضوع حدیثیں روایات کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲)۔

۱۵۲۰ — کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲، اللآلی ص۳۵۹ ج۲۔

۱۵۲۱ — کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲، اللآلی ص۳۵۹ ج۲، کنز العمال ص۷۴۸ ج۱۵، میزان ص۳۱۹ ج۴۔

اس روایت کو ذہبی نے میزان ص۳۱۹ ج۴ میں عثمان کے علاوہ ہیثم بن حماد کے طریق سے روایت کیا ہے ہیثم ضعیف ہے (ابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) اس کی حدیث کو رد کر دیا گیا تھا (احمد میزان ص۳۱۹ ج۴)

(۱۵۲۲) یا من الموت غایته ویامن القبر منزله و یامن الکفن ستره و یامن التراب و ساده ویامن الدود جیرانه و یامن المنکر والنکیر زواره۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اے وہ شخص موت جس کی انتہا ہے، قبر اس کی منزل ہے، کفن اس کا پردہ ہے، مٹی اس کا تکیہ ہے، کیڑے مکوڑے اس کے پڑوسی ہیں، اور منکر ونکیر اس کی زیارت کرنے والے ہیں۔ ☆

منکر ہے راوی حسن بن احمد کو دارقطنی نے سخت ضعیف کہا ہے اور دوسرے راوی نوفل کو بھی ائمہ کرام نے ضعیف بلکہ متہم کیا ہے اس کی حدیثیں ضعف پر دلالت کرتی ہیں اس حدیث میں الفاظ نبوی کی حلاوت اور چاشنی نہیں پائی جاتی اور یہ حدیث منکر ہے۔ (تعلیق بر فردوس الاخبار ص۳۹۴ ج۵)

(۱۵۲۳) اذا دخل المومن قبره وهو مختضب بالحناء اتاه منکر و نکیر فقالا له من ربك وما دینك فیقول منکر لنکیر ارفق بالمومن اما تری نورا الایمان (انس رضی اللہ عنہ)

مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے درانحالیکہ اس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا ہوتا ہے اس سے منکر اور نکیر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو منکر فرشتہ نکیر فرشتہ کو کہتا ہے مومن سے نرمی کرو کیا تم نور ایمان نہیں دیکھ رہے ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے اس کی مثل نیچے والی روایت ہے۔

(۱۵۲٤) ماما ت مخضوب ولا دخل القبر الا و منکر و نکیر لا یسأ لانه یقول منکر یا نکیر سائله قال کیف اساله و نور الاسلام علیه (انس رضی اللہ عنہ)۔

خضاب لگا ہوا نہیں کوئی مرتا اور قبر میں داخل نہیں ہوتا مگر منکر اور نکیر اس سے سوال نہیں کرتے منکر نکیر سے کہتا ہے اس سے سوال کر نکیر کہتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں اس پر تو اسلام کا نور ہے۔ ☆

۱۵۲۲ — دیلمی ص۳۹٤ ج۵ ح۸۲٦۷، مسند الشهاب ص۳٤۵ ج۱۔

۱۵۲۳ — دیلمی ص۳۸۷ ج۱ ح۱۲٦٤، تنزیه ص۲٦۹ ج۲۔

۱۵۲٤ — کتاب الموضوعات ص۲۵۱ ج۲، اللالی ص۲۲۸ ج۲، تنزیه ص۲۲٦۹۔

(١٥٢٥) اذا ما تدلى الرجل فى القبر يدخل عليه منكر و نكير يقول احدهما لصاحبه سله فيقول كيف اسئل و معه حجة الاسلام يعنى الخضاب (انس رضی اللہ عنہ)۔

خضاب والے آدمی کو جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں دونوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے اس سے سوال کر دوسرا جواب دیتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں؟ اس کے پاس تو اسلام کی دلیل یعنی خضاب ہے☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں ثابت نہیں ہیں پہلی روایت میں راوی داؤد بن صغیر منکر الحدیث ہے اور دوسری روایت کا راوی یحیٰ بن شبیب کذاب ہے اور یحیٰ کا استاذ دینار حضرت انس سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جس کا بغیر قدح کے کتابوں میں ذکر حلال نہیں (ابن حبان☆ کتاب الموضوعات ص۲۵۲ ج ۲)۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہء قدیم کے مدفون

(١٥٢٥ب) طول قيام امتى فى قبورهم تمحيص لذنوبهم۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

میری امت کا لمبی دیر تک قبروں میں ٹھہرنا ان کا گناہوں سے صاف ہونا ہے۔☆

باطل ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابی غسان اس روایت میں منفرد ہے اور یہ روایت باطل ہے۔ (لسان ص۳۲۵ ج ۳)

مصیبت کا چھپانا اور تعزیت

(١٥٢٦) من اصيب بمصيبة فى ماله او جسده و كتمها ولم يشكها الى الناس

١٥٢٥أ— كتاب الموضوعات ص٢٥٢ ج٢، اللآلى ص٢٢٩ ج٢، تنزيه ص٢٧٠ ج٢، الفوائد المجموعة ص١٩٥.

١٥٢٥(ب)— لسان ص٣٢٥ ج٣.

١٥٢٦— طبرانى كبير ص١٤٨ ج١١ ح١٤٣٨، كنز العمال ص٣٠٩ ج٣، علل الحديث ص١٢٦ وص١٧٨ وص٢٩٥ ج٢، كتاب الموضوعات ص٣٩٨ ج٢، اللآلى ص٣٣٠ ج٢.

کان حق علی اللہ ان یغفر له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس کو مال یا جان میں کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کو چھپائے اور لوگوں سے شکوہ نہ کرے اللہ پر حق ہے کہ اس کو بخشش دے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۵۲۷) یہ روایت حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن عبید اللہ عزرمی متروک الحدیث ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج۲)۔

(۱۰۲۸) من عزی مصابا فله مثل اجره (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اس کے لئے مصیبت زدہ کے برابر اجر ہے۔ ☆

غیر صحیح ہے اس کی چار سندیں ہیں پہلی سند میں حماد بن ولید حدیث چور اور ثقہ راویوں کے ذمے ایسی روایات لگاتا تھا جو ان کی حدیث میں سے نہیں کسی صورت بھی قابل احتجاج نہیں۔ دوسری سند میں نصر بن عاصم ہے جس کی شعبہ، ہارون اور ابن معین نے تکذیب کی ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج۲)۔ تیسری سند میں علی بن عاصم ہے جو ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین) علی بن عاصم کے بارہ میں دو طرح کی اراء ہیں ایک رائے تو یہ ہے کہ بذات خود اچھا آدمی تھا مگر یہ کثیر الخطأ تھا اور دوسری رائے یہ ہے کہ بذات خود اہل صدق سے تھا مگر اس میں ضعف ہے (فلاس) یزید بن ہارون کہتے ہیں ہم اس کو جھوٹ سے پہچانتے ہیں ابن معین کہتے ہیں متروک الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں قوی نہیں لوگ اس کے بارہ میں کلام کرتے ہیں (میزان ص۱۳۷ ج۳) یہ مذکورہ حدیث کی وجہ سے آزمائش میں گرفتار ہوا ہے (ترمذی مع تحفہ ص۱۶۴ ج۲) چوتھی سند میں قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہو گیا تو متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص۲۷۳)۔

(۱۰۲۹) ما من مومن یعز اخاه بمصیبة الا کساه اللہ من حلل الکرامة یوم

۱۰۲۷ – الکامل ص۱۸۳۸ ج۵، کتاب الموضوعات ص۳۹۹/۲، اللالی ص۳۵۱ ج۲، تنزیه ص۳۶۷ ج۱۔

۱۰۲۸ – ابن ماجه باب ما جاء فی الثواب من غزی مصاباً ح ۱۶۰۲ ،ترمذی من عزی مصاباً ح ۱۰۷۳

۱۰۲۹ – ابن ماجه باب ما جاء فی الثواب من غزی مصاباً ح ۱۶۰۱' تلخیص ص ۱۳۸ ج ۲

القیامة (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

جو ایماندار اپنے بھائی کو مصیبت پر تسلی دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عزت کا لباس پہنائے گا۔☆

ضعیف ہے راوی ابو عمارہ قیس الفارسی میں نظر ہے (بخاری میزان ص ۳۹۸ ج ۳) اس میں نرمی ہے (تقریب ص ۲۸۴)، عقیلی نے ضعفاء میں اس کی دو روایتیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے ان دونوں پر متابعت نہیں ہے ان میں ایک ابن ماجہ کی روایت کی ہے جو تعزیت کے بارہ میں ہے (تہذیب ص ۴۰۶ ج ۸)۔

(۱۵۳۰) یہی روایت حضرت انس سے کچھ زائد الفاظ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سبز لباس پہنائے گا۔جس پر وہ خوشی کا اظہار کرے گا اس کا راوی قدامہ بن محمد نا معلوم ہے البتہ یہ روایت موقوفا صحیح ہے۔(ارواء الغلیل ص ۲۱۷ ج ۳)

(۱۵۳۱) من عزی حزینا البسه الله التقوی وصلی علی روحه فی الارواح ومن عزی مصابا کساه الله حلتین من حلل الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)

جو پریشان حال کو تسلی دے اللہ اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دو لباس پہنائے گا۔ضعیف ہے راوی خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (میزان ص ۶۶۸ ج ۱)۔

(۱۵۳۲) (من عزی ثکلی کسی بردا فی الجنة (ابو برزہ)

جو مصیبت (بچے کو گم پانے والی) کو تسلی دے اسے جنت میں لباس پہنایا جائے گا۔ضعیف ہے اس کی راویہ منیہ بنت عبید مجہولہ ہے اور یہ حدیث غریب ہے اس کی سند قوی نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۱۶۵ ج ۲)۔

(۱۵۳۳) حضرت معاذ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔جس پر حضرت معاذ بہت افسردہ اور غمگین ہوئے۔رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے حضرت معاذ کی طرف خط لکھا جس کا متن یہ تھا۔

۱۵۳۰ – تاریخ بغداد ص ۳۹۷ ج ۷۔

۱۵۳۱ – طبرانی أوسط ص ۱۲۳ ج ۱۰ ح ۹۲۸۸، کنز العمال ص ۶۶۲ ج ۱۵۔

۱۵۳۲ – ترمذی کتاب الجنائز ح ۱۰۷۶، اللآلی ص ۳۵۳ ج ۲۔

۱۵۳۳ – کتاب الموضوعات ص ۴۱۵ ج ۲، اللآلی ص ۳۵۴ ج ۲، تنزیه ص ۳۶۸ ج ۲، کنز العمال ص ۶۶۱ ج ۱۵۔

محمد رسول اللہ کی طرف معاذ بن جبل کی طرف ۔السلام علیک ۔میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الہ نہیں ۔

اما بعد اللہ تیرے اجر کو بڑا کرے ۔اور صبر کا الہام کرے ۔ہمیں اور آپ کو شکر کا رزق عطا کرے۔ ہمارے نفس ۔اہل اموال اور اولاد اللہ کی طرف سے ہبہ اور مستعار ہیں ہم ایک مقررہ مدت تک ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔پھر اللہ تعالی وقت مقرر پر واپس لے لیتا ہے جو وہ دیتا ہے اس پر اس نے ہم پر شکر واجب کیا ہے اور جب آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس پر صبر واجب کیا ہے آپ کا بیٹا بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہبہ اور ودیعت تھا اللہ تعالی نے آپ کو اس کی وجہ سے سور اور خوشی عطا کی اور اس نے اسے آپ سے واپس لے لیا اور اگر صبر کریں تو آپ کے لیے اللہ اس بچے کو رحمت اور اجر بنائے گا اے معاذ! دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہ کہ آپ کا رونا پیٹنا اجر کو ضائع کر دے تو اب جو ہاتھ سے نکل چکا ہے اس پر نادم ہوں اگر آپ مصیبت سے ثواب کے کم ہونے پر نادم ہوں اور اللہ کے وعدے کو پورا کریں تو مصیبت کم ہو جائے گی معاذ یاد رکھئے جزع فزع کسی شئی کو رد نہیں کرتا اور نہ پریشانی دور کرتا ہے آپ تسلی اچھی طرح رکھیں اور وعدہ کو پورا کریں تو آپ کا افسوس اس مصیبت کو دور کر دے گا جو آپ پر آنے والی ہے والسلام (عبد الرحمٰن بن غنم)

بلا شبہ من گھڑت ہے راوی محمد بن سعید مشہور کذاب اور وضاع ہے جس کو اس کی بے دینی اور زندیقی کی وجہ سے سولی دی گئی تھی اس روایت کو مجاشع بن عمرو بن حسان نے بھی اپنی سند سے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے مجاشع بھی حدیث وضع کرتا تھا

(۱۵۳۴) یہ روایت مختصرا ابن عباس سے مروی ہے جس کا راوی اسحاق بن نجیح کذب اور وضع حدیث میں معروف تھا اور یہ تینوں روایات باطل ہیں حضرت معاذ کے لڑکے کی وفات طاعون کے سال ۱۸ھ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سات سال بعد ہوئی ہے ہاں بعض صحابہ نے حضرت معاذ طرف تعزیت کا خط لکھا تھا (کتاب الموضوعات ص ۴۱۶ ج ۲)

۱۵۳٤ — كتاب الموضوعات ص ٤١٦ ج ٢ اللالی ص ٣٥٤ ج ٢، تنزيه ص ٣٦٨ ج ٢۔

مصیبت پر خوش ہونا

(١٠٣٥) لاتظهر الشماتة لا خيك فيرحمه الله ويبتليك (واثلہ رضی اللہ عنہ)

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر اللہ اس پر رحم کرے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ من گھڑت ہے راوی عمر بن اسماعیل کوئی شئی نہیں جھوٹا خبیث ہے (ابن معین) متروک ہے (دار قطنی ۔کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج۲)۔

اس روایت کی اور ایک سند بھی ہے جس میں راوی قاسم بن امیہ حفص بن غیاث سے کثرت کے ساتھ منکر حدیثیں روایت کرتا تھا جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ حدیث اصلا رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ نہیں (کتاب المجروحین ص۲۱۴ ج۲)

ایصال ثواب

(١٠٣٦) مامن اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهداها له جبريل على طبق من نور (الحديث انس رضی اللہ عنہ)

جس گھر والوں کی میت فوت ہو جائے وہ اس کی طرف صدقہ کریں تو جبریل اس میت کو نور کا ایک طبق بطور ہدیہ تحفہ دیتا ہے پھر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے اے قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تجھے دیا ہے پھر جبریل اس کے پاس داخل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی جن کے پچھلے قریبی رشتہ دار ہدیہ نہیں بھیجتے پریشان ہو جاتے ہیں۔ من گھڑت ہے راوی ابو محمد شامی کذاب ہے (ازدی، میزان ص۵۷۰ ج۴ ومجمع ص۱۳۹ ج۳)، نیز امام طبرانی کا استاذ محمد بن داود مجہول ہے۔ آجکل اہل بدعت اس روایت کو مروجہ ختم کے جواز پر پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جیسی من گھڑت روایت سے احتجاج اہل بدعت ہی پکڑ سکتے ہیں ورنہ ائمہ حدیث کے نزدیک تو اس جیسی من گھڑت روایت پر عمل کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

١٠٣٥ – ترمذی کتاب صفة القيامة ح٢٥٠٦، طبرانی کبير ص٥٣ ج٢٢ ح١٤٧، کتاب المجروحين ص٢١٤ ج٢، مسند الشاميين ح٣٨٤ و٣٣٧٤، حلية الأولياء ص١٨٦ ج٥، شرح السنة ص١٤١ ج١٣.

١٠٣٦ – طبرانی أوسط ص٢٦٠ ج٧ ح٦٥٠٠.

(١٥٣٧) مامن مؤمن ومؤمنة يقرأ آية الكرسي ويجعل ثوابها لاهل القبور الحديث (علی رضی اللہ عنہ)

جو مومن مرد یا عورت آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کے لیے کر دیتا ہے تو زمین پر کوئی قبر باقی نہیں رہتی مگر اللہ تعالیٰ اس قبر میں نور داخل کر دیتا ہے اور اس کی قبر کو مشرق سے لے کر مغرب تک کشادہ کر دیتا ہے اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں ان کے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور پڑھنے والے کو ستر (٧٠) شہیدوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔☆

من گھڑت ہے ایک راوی ابو محمد جعفر بن محمد ابھری کا دماغ چلہ کشی کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا اور عقل میں فتور آ گیا تھا وہ (خشکی کی وجہ سے) ایسی باتیں سنتا جن کا وجود تک نہ ہوتا تھا (سیر اعلام النبلاء ص٥٧٧ ج١٧) دوسرا راوی علی بن عثمان بن خطاب مغربی ہے اس کے کئی نام ہیں عام طور پر عثمان بن خطاب کے نام سے معروف تھا لوگ اسے علی بن عثمان سے پہچانتے تھے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے تمام صحابہ کو پایا ہے یہ چوتھی صدی ہجری میں بھی حضرت علی سے براہ راست روایت کا دعویٰ کرتا تھا اس کا خیال تھا کہ حضرت علی نے میرے حق میں طوالت عمر کی دعا فرمائی تھی حالانکہ یہ ٣٥١ھ کو زندہ تھا اور یہ خود کہتا تھا کہ میری عمر تین سو پانچ سال ہے اور میں نے حضرت علی سے سنا ہے۔ یہ مغرب سے مصر کو ٣١٥ھ میں گیا اور اس نے حضرت علی اور معاویہ کی رؤیت کا دعویٰ کیا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کے بارہ میں روایات پر اگر آپ غور و فکر کریں تو اس آدمی کے نام، نسب، پیدائش اور عمر کے بارہ میں تخلیط ظاہر ہو جائے گی کیونکہ یہ خود ایک بات پر قائم نہیں رہا جن لوگوں نے اس پر حسن ظن کیا ہے آپ ان سے دھوکہ میں نہ آ جائیں (مکمل تفصیل لسان المیزان ص١٣٤ تا ١٤٠ ج٤) میں ملاحظہ فرمائیں) ذہبی فرماتے ہیں اس نے قلت حیاء کی بناء پر تیسری صدی ہجری کے بعد حضرت علی سے روایتیں بیان کیں جس کی وجہ سے رسوا ہو گیا اور ائمہ نقاد نے اس کی تکذیب کی ہے خطیب فرماتے ہیں علماء نقل اس کے مذکورہ دعویٰ (حضرت علی سے روایت) کو ثابت نہیں جانتے (میزان ص١٣٣ ج٣)۔

١٥٣٧– ديلمی ص٣٢٤ ج٤ ح٦٤٨٥، تنزيه ٣٠١ ج١۔

قبرستان کی زیارت

(۱۰۳۸) (ان اطأ علی جمرة احب الی من ان اطأ علی قبر۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا)

میں کسی انگارے کو روندوں یہ میری طرف زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کو روندوں۔☆

ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۹) مرفوع روایت میں مسلمان کی قبر کا جملہ نہیں ہے۔

(۱۰۳۹) من زار قبر ابویه او احدهما کل جمعة غفرله و کتب برا (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور نیک اور صالح لکھا جاتا ہے۔ ضعیف ہے راوی عبدالکریم ابوامیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۶۰ ج ۳)

اس کی طبرانی میں ایک اور سند بھی ہے جو معضل ہے اور اس کا ایک راوی یحی بن علاء بجلی پر وضع کا الزام ہے (تقریب ص ۳۷۸)

(۱۰۴۰) من زار قبر والدیه او احدهما فی یوم الجمعة فقرأ یس غفر الله له (ابو بکرة رضی اللہ عنہ)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین کی یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور سورۃ یس پڑھے تو اللہ تعالی اس کو بخش دیتا ہے۔☆

باطل ہے راوی عمرو بن زیاد بن عبد الرحمن الثوبانی حدیث چور باطل روایات کرتا تھا (ابن عدی) حدیث وضع کرتا تھا (دارقطنی۔ میزان ص ۲۶۰ ج ۲)۔

۱۰۳۸– طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۹ ح ۸۴۶۶ وص ۳۲۱ ج ۹ ح ۹۶۰۵۔

۱۰۳۹– طبرانی أوسط ص ۶۹ ج ۷ ح ۶۱۱۰، احیاء العلوم ص ۲۲۷ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج ۲، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۶۰ ج ۲ ح ۹۵۵، تذکرة الموضوعات ص ۲۱۹، اللالی ص ۳۶۶ ج ۲۔

۱۰۴۰– الکامل ص ۱۸۰۱ ج ۵، دیلمی ص ۱۴۰ ج ۴ ح ۵۹۴۵، کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲، اللالی ص ۳۶۵ ج ۲، تنزیه ص ۳۷۳ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۲۷۱، میزان ص ۲۶۱ ج ۳، تاریخ اصفهان ص ۲۵۰ ج ۱۔

(١٠٤١) من زار قبر ابيه او قبر امه او قبر احد من قرابته كتب له كحجة مبرورة ومن كان زوارالهم حتى يموت زارت الملائكة قبره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو اپنے باپ یا ماں یا کسی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو تاحیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے ☆ باطل ہے۔

(١٠٤٢) من زار قبرابيه او امه او عمته او خالته او احد من قراباته كانت له حجة مبرورة الحديث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو اپنے باپ یا ماں یا پھوپھی یا خالہ یا کسی بھی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لیے مقبول حج کا ثواب ہوتا ہے اور اگر وہ تاحیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے ☆۔ باطل ہے

(١٠٤٣) من زار قبر امه كان كعمرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

"جس نے ماں کی قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے عمرہ کیا۔" باطل ہے۔☆

تینوں روایتوں کا راوی ابو مقاتل حفص بن سلم سمرقندی سخت ضعیف ہے (قتیبہ) حدیث وضع کرتا تھا (سلیمانی) ابن مہدی نے اس کی تکذیب کی ہے (میزان ص٢٥٦ج١) اس حدیث کا اصل کچھ نہیں (کتاب المجروحین ص٢٥٦ج١)

(١٠٤٤) ان الرجل يموت والداه وهو عاق لهما فيدعوا الله لهما من بعدهما فيكتبه الله من البارين (انس رضی اللہ عنہ)

آدمی کے والدین فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے پھر وہ ان کے حق میں دعا کرتا رہتا ہے تو

١٠٤١ — الكامل ص١٠٨٠ج٢، كتاب الموضوعات ص٤١٣ج٢، اللالى ص٣٦٦ج٢، تنزيه ص٣٧٣ج٢۔

١٠٤٢ — كتاب الموضوعات ص٤١٤ج٢، اللالى ص٣٦٦ج٢۔

١٠٤٣ — كتاب المجروحين ص٢٥٧ج١، تذكرة الموضوعات قيسرانى ص١٢٠۔

١٠٤٤ — احياء العلوم ص١٢٧ج٦، المغنى عن حمل الاسفار ص١٢٢٨ج٢، كنز العمال ص٤٧٧ج١٦، مجمع الجوامع ح٥٥٠٠، اتحاف ص٣٦٠ج١٠۔

اللہ تعالی اس کو نیکوں کاروں میں سے لکھ دیتا ہے۔ اس کی تین سندیں ہیں ایک سند صحیح ہے مگر وہ مرسل ہے باقی دو سندوں میں صلت بن حجاج اور یحی بن عتبہ دونوں ضعیف ہیں۔ (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۸ ج۲)۔

(۱۰۴۵) (ما المیت فی قبره الا کالغریق المغوث ینتظر دعوة تلحقه من ابیه او من اخیه او صدیق له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ایسے ہوتی ہے جیسا کہ پانی میں ڈوبنے والا ہوتا ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہوتا ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ میرے باپ، بھائی، یا دوست کی دعا میرے تک پہنچے۔☆

باطل ہے راوی حسن بن علی بن عبدالواحد نے ہشام بن عمار سے باطل خبر روایت کی ہے (میزان ص۵۰۹ ج۱ والمغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۹ ج۲) ابن ناصر فرماتے ہیں متہم ہے اس نے ورد میں بے اصل حدیث روایت کی ہے (لسان ص۲۳۱ ج۲)

(۱۰۴۶) زار رسول الله ﷺ قبر امه فی الف مقنع فلم یربا کیا اکثر من یومئذ (بریره)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی ایک ہزار مسلح آدمیوں کے ساتھ کی جتنا آپ کو روتے ہوئے اس دن دیکھا گیا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی احمد بن عمران اخلسی متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۷ ج۲) محدثین نے اس بارہ میں کلام کیا ہے (بخاری) اس کو محدثین نے چھوڑ دیا ہے (ابو زرعہ۔ میزان ص۱۲۳ ج۱)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ متن غیر صحیح ہے (واللہ اعلم)

(۱۰۴۷) ما من رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استانس به ورد

۱۰۴۵ – شعب الایمان ص۱٦ ج۷ ح۹۲۹۵، دیلمی ص۳۹۱ ج٤ ح٦٦٦٤، کنز العمال ص۲۸۳ ج٦، لسان ص۹۹ ج۵، اتحاف ص۳٦۷ ج۱۰، ضعیفة ص٤۷٦ ج٤، احیاء العلوم ص۱۲۸ ج٦، المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۹ ج۲۔

۱۰٤٦ – التمهید ص۲۳۰ ج۳، احیاء العلوم ص۱۲٦ ج٦، المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۷ ج۲۔

۱۰٤۷ – احیاء العلوم ص۱۲۷ ج٦، المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۹ ج۲، اتحاف ص۳٦۵ ج۱۰۔

علیه حتی یقوم (عائشه رضی اللہ عنہا)

جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کی بات کا جواب لوٹاتا ہے حتی کہ وہ وہاں سے کھڑا ہو جاتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن سمعان نامعلوم ہے۔

سلام کہنا

(۱۰۴۸)لا یسلم علیهم احد الا ردوا الیه یوم القیامة (عمر رضی اللہ عنہ)

مردوں پر جو بھی سلام کہتا ہے قیامت کے روز مردے اس کا جواب لوٹائیں گے۔☆

(ضعیف ہے راوی ابو بلال اشعری ضعیف ہے۔ دار قطنی۔ مجمع ص۶۰ ج۳)

(۱۰۴۹)دخلت علی جابر وهو یموت فقلت اقرا علی رسول الله ﷺ السلام (محمد بن المنذر رضی اللہ عنہ)

میں حضرت جابر پر ان کی موت کے وقت داخل ہوا اور عرض کیا آپ رسول اللہ کو میرا سلام پہنچا دیں۔☆

ضعیف ہے راوی احمد بن ازہر ثقہ ہے مگر ابن حبان فرماتے ہیں خطا کر جاتا تھا احمد حاکم فرماتے ہیں جب بوڑھا ہو گیا تو بسا اوقات تلقین قبول کر لیتا تھا (مشکوۃ البانی ص۵۱۶ ج۱)

انبیاء علیہم السلام کی ارواح

(۱۰۵۰) ما من نبی یموت فیقیم فی قبره الا أربعین صباحا حیی ترد الیه روحه (انس)

۱۰۴۸ – مجمع الزوائد ص۶۰ ج۳ بحوالة طبرانی کبیر۔

۱۰۴۹ – ابن ماجة باب فیما یقال عند المریض اذا حضر ح ۱۴۵۰۔

۱۰۵۰ – کتاب المجروحین ص۲۳۵ ج۱، کتاب الموضوعات ص۴۱۳ ج۲، اللالی ص۲۶۰ ج۱، تنزیه ص۳۳۵ ج۱، الفوائد ۳۲۵، میزان ص۵۲۵ ج۱، حلیة الأولیاء ص۳۳۳ ج۸، کنز العمال ص۴۷۵ ج۱۱، ضعیفة ۲۳۵ ج۱۔

نبی فوت ہونے کے بعد صرف چالیس دن تک اپنی قبر میں ٹھہرتا ہے پھر اس کی طرف اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی حسن بن یحیٰی الخشنی ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جن کا اصل کوئی نہیں ہوتا تھا (ابن معین) متروک ہے (دارقطنی۔ کتاب الموضوعات ص۳۰۳ ج۲)۔

قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

(۱۵۵۱) انه كان ياتي القبر يسلم على النبي صلی اللہ علیہ وسلم و على إلى بكر وعمر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر پر سلام کہتے۔☆

ضعیف ہے راوی یحیٰی بابلتی نے ابن عمر کا عمل بتا دیا ہے درست یہ ہے کہ یہ ابن دینار کا عمل ہے (میزان ص۳۹۱ ج۴)۔

(۱۵۵۲) من زار قبرى وجبت له شفاعتي (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔☆

منکر ہے اولا راوی موسیٰ بن ھلال عبدی مجہول ہے (ابو حاتم) اس کی حدیث پر متابعت نہیں (عقیلی) اس کی مذکورہ حدیث جو اس نے عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر سے روایت کی ہے کا انکار کیا گیا ہے (میزان ص۲۲۶ ج۴) اس کے استاذ عبد اللہ بن عمر العمری پر عبادت اور صلاح غالب آ گئی تھی حتی کہ یہ اخبار کے ضبط کرنے سے غافل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایت میں منکر روایتیں داخل ہو گئی تھیں جب ان کی کثرت ہو گئی تو یہ ترک کے مستحق ہو گئے (کتاب المجروحین ص۷ ج۲) بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (الصارم المنکی ص۳۱)۔

۱۵۵۱— ميزان ص۳۹۱ ج٤، بيهقى ص۲٤٥ ج٥۔

۱۵۵۲— دارقطنى ص۲۷۸ ج۲، الكامل ص۲۳٥۰ ج٦، شعب الايمان ص٤٩۰ ج۳ ح٤١٥٩، درمنثور ص۲۳۷ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۷٥، المقاصد الحسنة ص٤١۳، كشف الخفاء ص۲٥۰ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۱۷، الصارم المنكى ص۷۸، فتاوى ابن تيمية ص۲٥ وص۲۹ ج۲۷، المغنى عن حمل الاسفار ص۱۲۲۸ ج۲، احياء العلوم ص۱۲۷ ج٦، كنز العمال ص٦٥۰ ج۱٥، عقيلى ص۱۷۰ ج٤۔

نوٹ: بعض اسناد میں عبداللہ کی بجائے عبیداللہ ہے جو غلط ہے صحیح عبداللہ ہے (الکامل ص۲۳۵۰ ج۶)۔

(۱۵۵۳) من زار قبری حلت له شفاعتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ).

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔☆

بے اصل ہے راوی عبداللہ بن ابراہیم بن عمرو غفاری موضوع روایات روایت کرتا تھا (حاکم) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیث منکر ہے (دارقطنی۔ میزان ص۳۸۹ ج۲) اس کا استاذ عبدالرحمٰن بن زید متروک نا قابل حجت بلکہ موضوع روایات روایت کرتا تھا (المدخل للحاکم ص۱۵۴)

(۱۵۵٤) من زار قبری کنت له شفیعا او شهیدا یوم القیامة (عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی قیامت دن میں اس کے لیے سفارشی یا گواہ ہوں گا۔☆

ضعیف ہے سند میں ایک نا معلوم راوی ہے امام بیہقی فرماتے یہ سند مجہول ہے۔ (بیہقی ص۲۴۵ ج۵)

(۱۵۵۵) من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے مکہ کا حج کیا پھر میری ملاقات کے لیے میری مسجد کا قصد کیا اس کے لیے دو قبول شدہ حج لکھے جائیں گے۔☆

بے اصل ہے راوی اسید بن زید الجمال متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابن معین ۔ میزان ص۲۵۷ ج۱) دوسرا راوی مسلمہ یا مسلم بن سالم جہنی ثقہ نہیں (ابو داؤد ۔ میزان ص۱۰۴ ج۴)

(۱۵۵٦) من جاء نی زائراً لا تعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۱۵۵۳ — کشف الاستار ح۱۱۹۸ مجمع ص۲ ج٤۔

۱۵۵٤ — بیهقی ص۲٤٥ ج٥، درمنثور ص۲۳۷ ج۱، اللالی ص۱۰۹ ج۲، المقاصد الحسنة ص٤١٣، شعب الایمان ص٤٨٨ ج٣ ح٤١٥٣، المغنی عن حمل الاسفار ص١٢٢٨ ج٢، احیاء العلوم ص١٢٧ ج٦، فتاوی ابن تیمیة ص٢٩ ج٢٧۔

۱۵۵۵ — دیلمی ص٧٠ د٤۔ ج٥٩٠٥، کنز العمال ص١٣٥ ج٥، شعب الایمان ص٤٨٨ ج٣ ح٤١٥٢۔

۱۵۵٦ — طبرانی کبیر ص٢٢٥ ج١٢ ح١٣١٤٩، طبرانی أوسط ص٢٧٥ ج٥ ح٤٥٤٣، کنز العمال ص٢٥٦ ج١٢، درمنثور ص٢٣٧ ج١، عقیلی ص٣٦٢ ج٤۔

جو میری زیارت کے لیے آیا اسے صرف میری زیارت ہی درکار تھی مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اس کا سفارشی یا گواہ بنوں۔☆

سخت ضعیف ہے سند میں حدثنی رجل نا معلوم ہے اور دوسرا راوی سوار بن میمون بھی مجہول ہے۔

(١٥٥٧)من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی (حاطب)

جس نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

منقطع اور ضعیف ہے راوی وکیع نے اپنے استاذ ابن عون کو نہیں پایا نیز سند میں ایک مجہول راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا (ارواء ص۳۳۵ ج۴)۔

(١٥٥٨)من زارنی فی مماتی کمن زارنی فی حیاتی (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے میری زیارت میری موت کے بعد کی گویا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

غیر محفوظ ہے راوی فضالہ بن سعید بن زمیل کی حدیث غیر محفوظ ہے اور یہ صرف اسی روایت سے پہچانا جاتا ہے (عقیلی ص۴۵۷ ج۳) من گھڑت ہے (میزان ص۳۴۹ ج۳)۔

(١٥٥٩) من حج فزارقبری بعد وفاتی فکانما وارنی فی حیاتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے حج کیا اور اس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

غیر محفوظ ہے راوی حفص بن ابی داؤد اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم دونوں ضعیف ہیں (ارواء ص۳۳٦ ج۴)

١٥٥٧— دارقطنی ص٢٧٨ج٢، کنز العمال ص١٣٥ج٥، الفوائد المجموعة ص١١٧، کشف الخفاء ص٢٥٣ج٢، شعب الایمان ص٢٧٨ج٢، کنز العمال ص١٣٥ج٥، الفوائد المجموعة ص١١٧، کشف الخفاء ص٢٥٣ج٢، الدرر المنتهرة ص١٥٩، المغنی عن حمل الاسفار ص٢٠٦ج١، احیاء العلوم ص٢٤٣ج١۔

١٥٥٨— عقیلی ص٤٥٧ج٣، میزان ص٣٤٨ج٣، لسان ص٤٣٦ج٤۔

١٥٥٩— دارقطنی ص٢٧٨ج٢، شعب الایمان ص٤٨٩ج٣ ح٤١٥٤، طرانی کبیر ص٣١٠ج١٢ ح١٣٤٩٧، دیلمی ص٧١ج٤ ح٥٧٠٩، کنز العمال ص٦٥١ج١٥، در منثور ص٢٣٧ج١ الکامل ص٧٩٠ج٢، بیھقی ص٢٤٦ج٥۔

حفص بن ابی داؤد یہ حفص بن سلیمان غاضری ہے اور اس کو حفیص بھی کہتے ہیں متروک ہے (تقریب ص ۷۷) کذاب ہے (ابن معین) حدیث وضع کرتا تھا اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی - سلسلہ احادیث ضعیفہ ص ۶۲ ج ۱) اس کی روایت کی طبرانی میں ایک اور بھی سند ہے جس کے راوی سوائے مجاہد کے باقی تمام مجروح اور متکلم فیہ ہیں (۱) طبرانی کے استاذ احمد بن رشدین کی محدثین نے تکذیب کی ہے اور اس پر چند اشیاء کا انکار کیا ہے اس کا استاذ علی بن حسن بن ہارون قابل حجت نہیں لیث بن بنت اللیث اس کی استاذ اور اس کی راوی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں مجہول ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص ۶۳ ج ۱) اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم مختلط متروک ہے۔ (تقریب ص ۲۸۷)

(۱۰۶۰) (من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

جو بیت اللہ کا حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔☆

من گھڑت ہے راوی نعمان بن شبل ثقہ راویوں سے طامات لاتا تھا (ابن حبان) اس روایت کے وضع میں طعن محمد بن محمد بن نعمان پر ہے (دار قطنی ۔ کتاب الموضوعات ص ۱۲۸ ج ۲)

(۱۰۶۱) (من زارنی و ابی ابراهیم فی عام واحد دخل الجنة ۔

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیم کی ایک ہی سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔☆

من گھڑت ہے اس کی کوئی سند معلوم نہیں امام نووی ابن تیمیہ۔ سیوطی اور البانی نے اسے بے اصل اور من گھڑت قرار دیا ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۶۱ ج ۱)۔

۱۰۶۰- کتاب الموضوعات ص۱۲۸ج۲، تنزیه ص۱۷۲ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۱۸، کتاب المجروحین ص۷۳ج۳، کنز العمال ص۱۳۵ج۵، الکامل ص۲٤۸۰ج۷، کشف الخفاء ص۲٤٥ج۲، دیلمی ص۷۱ج٤ ح۵۷۰۸، المغنی عن حمل الاسفار ص۲۰۷ج۱، فتاوی ابن تیمیة ص۲٥ج۲۷۔

۱۰۶۱- موضوعات کبیر ص۱۱۹، تذکرة الموضوعات ص۷٥، الدرر المنتشرة ص۱٥۰، الأحادیث القصاص ص۲۰، فتاوی ابن تیمیة ص۲۹ج۲۷۔

(۱۵٦۲)من زارني محتسبا الى المدينة كان في جواري يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ثواب سمجھ کر میری مدینہ میں زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا۔☆

سخت ضعیف ہے اولا راوی ابوالمثنی سلیمان بن یزید الکعبی الخزاعی منکر الحدیث ہے قوی نہیں (ابو حاتم) قابل حجت نہیں (میزان ص ۲۸۵ ج ۱) ضعیف ہے (تقریب ص ۴۲۴) ثانیا ایوب بن حسن بھی منکر الحدیث ہے (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

زیارت قبر نبوی علیہ التحیۃ والسلام کے بارے میں جتنی روایات ہمارے علم میں ہے ہم نے ان تمام پر بحث کردی ہے ان روایات میں بعض روایات تو ایسی ہیں جن کا قبر مبارک کی زیارت کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ مطلق زیارت کے بارے میں ہیں ان کو بھی ہم زیارت قبر کے تحت ذکر کر یا ہے کیونکہ اہل بدعت ان روایات کو بھی اپنے غلط موقف کی دلیل بناتے ہیں اور جو زیارت قبر مبارک کے بارہ میں ہیں ان کی حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمالی ہے۔ بحمد اللہ کتاب ضعیف اور موضوع روایات کی پہلی جلد ختم ہوئی دوسری جلد کتاب الزکوۃ (حدیث نمبر ۱۵۶۳) سے شروع ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کتبہ ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

۲۴-۷-۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴-۱۱-۱۹۹۸ء

TRUEMASLAK @ INBOX.COM

۱۵٦۲– شعب الايمان ص ۴۹۰ ج ۳ ح ۴۱۵۸، در منثور ص ۵۵ ج ۲، الترغيب والترهيب ص ۲۴۴ ج ۲.

جریدہ مصادر

اعداد

فاطمہ سعدیہ گوندلوی

جریدہ مصادر

۱ اثار السنن علامہ محمد بن علی النیموی الحنفی تحقیق مولانا فیض احمد ملتانی ط کراچی

۲ الاثار المرفوعہ علامہ عبدالحی بن عبدالحلیم الکھنوی ط گرجاکھ گوجرانوالہ

۳ احادیث ضعاف (تخریج احادیث ضعاف دارقطنی) ابومحمد عبداللہ بن یحیی الجزائری تحقیق کمال یوسف الحوت ط بیروت

۴ الاحکام فی اصول الاحکام ابومحمد ابن حزم تحقیق احمد بن محمد بن شاکر ط بیروت

۵ احیاء العلوم الدین علامہ محمد حامد الغزالی مع تخریج حافظ عراقی ط بیروت

۶ الادب المفرد امام المحدثین محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بخاری تعلیق محمد فواد عبدالباقی ط سانگلہ ہل

۷ الاذکار ابوزکریا یحیی بن شرف النواوی ط بیروت

۸ ارواء الغلیل محدث جلیل محمد ناصر البانی باشراف زہیر الشاویش ط المکتب الاسلامی

۹ الاسماء والصفات امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی تحقیق عماد الدین احمد حیدر ط سانگلہ ہل

۱۰ اسد الغابۃ علامہ عز الدین ابوالحسن علی بن ابی الکرم المعروف ابن اثیر ط بیروت

۱۱ الاستیعاب برحاشیہ الاصابہ امام ابوعمر ابن عبدالبر الاندلسی

۱۲ الاصابہ حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی ط دار الفکر ط بیروت

۱۳ اعلام اہل العصر محدث جلیل ابوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد

۱۴ اقتضاء صراط المستقیم شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق محمد حامد الفقی ط بیروت

۱۵ الالماع الی معرفۃ اصول روایۃ وتقیید السماع قاضی عیاض الیحصبی تحقیق محمد عبدالغنی ط کراچی

۱۶ انجیل مترجم اردو ط کاتھولیکیہ

۱۷ ایضاح الادلۃ مولانا محمود حسن دیوبندی ط پاکستان

۱۸ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث حافظ عماد الدین بن کثیر تحقیق احمد محمد شاکر

۱۹ البحر الرائق شرح کنز الدقائق زین الدین ابن نجیم الحنفی ط کوئٹہ

۲۰ بدائع الصنائع علامہ الکاسانی الحنفی ط پاکستان

۲۱ البدایہ والنہایہ حافظ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر ط بیروت

۲۲ تاریخ اصفہان حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی ط لندن

۲۳ تاریخ بغداد حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی دارالفکر بیروت

۲۴ تاریخ الخلفاء حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی ط کراچی

۲۵ التاریخ الصغیر امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط سانگلہ ہل

۲۶ تاریخ طبری امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری ط مطبعۃ الاستقامۃ القاہرہ

۲۷ تحفۃ الاخوذی شرح ترمذی تحقیق علی محمد معوض و عادل احمد الموجود ط بیروت ۲۰۰۱

۲۸ تحفۃ الاخوذی شرح ترمذی الامام عبدالرحمان مبارکفوری ط فیصل آباد

۲۹ تحقیق مسئلہ آمین ابو معاویہ صفدر جالندھری ط اول

۳۰ تدریب الراوی حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی ط قدیمی کراچی

۳۱ تذکرۃ الحفاظ امام ابوعبداللہ محمد بن حمد بن عثمان الذہبی ط بیروت

۳۲ تذکرۃ الموضوعات علامہ محمد طاہر بن علی الہندی ط بیروت ۱۹۹۵ء

۳۳ تذکرۃ الموضوعات برحاشیہ الموضوعات الکبیر ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی ط کراچی

۳۴ الترغیب والترہیب امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری تحقیق محقفی محمد عمارہ ط بیروت

۳۵ تعلیق بر تعریف اہل التقدیس دکتور عبدالغفار سلیمان البغدادی موحمد احمد عبدالغزیز ط بیروت ۱۹۸۴ء

۳۶ تعلیق بر مسند فردوس فواز احمد الزہری والمعتصم باللہ البغدادی ط بیروت

۳۷ تعلیق بر معجم کبیر حمدی عبدالحمید سلفی ط ثالثہ

۳۸ تعلیق المغنی برحاشیہ سنن دارقطنی محدث الجلیل ابوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی ط ملتان

۳۹ تفسیر ابن کثیر امام ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی تخریج حسین بن ابراہیم زہران ط پشاور

۴۰ تفسیر قرطبی امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی تحقیق صدقی محمد جمیل و شیخ عرفان العساء ط بیروت

۴۱ تقریب التہذیب حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط گوجرانوالہ

۴۲ تقریب مع التدریب ابوزکریا یحییٰ بن شرف النواوی ط قدیمی کراچی

۴۳ التلخیص الحبیر حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی تحقیق سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی ط سانگلہ ہل

۴۴ تلخیص المستدرک حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی ط دار الفکر ط بیروت

۴۵ التمہید لما فی الموطا من معانی والاسانید ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمر ی الاندلسی تحقیق مصطفیٰ بن محمد العلوی و محمد عبدکبیر کبری ط لاہور ۱۹۸۳ء

۴۶ تنزیہ الشریعہ حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی مراجعت عبدالوہاب عبداللطیف و عبداللہ محمد الصدی ط بیروت

۴۷ التوصل الی حقیقۃ الوسل المشروع والممنوع الشیخ محمد نسیب الرفاعی ط بیروت ۱۹۷۴ء

۴۸ توضیح الکلام الاستاذ المحقق ارشاد الحق الاثری ط فیصل آباد

۴۹ تہذیب الاسماء ابوزکریا یحییٰ بن شرف النواوی ط بیروت

۵۰ تہذیب التہذیب حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط حیدر آباد دکن

۵۱ جزء رفع الیدین مع تنویر العینین لامام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری تحقیق ابوبدیع الدین سندھی ط فیصل آباد

۵۲ جامع بیان العلم حافظ ابوعمر عبدالبر الاندلسی ط بیروت

۵۳ الجامع الصغیر مع فیض القدیر حافظ جلال الدین السیوطی ط بیروت

۵۴ جامع المسانید ابوالموائد محمد بن محمود الاخوارمی ط سمندری فیصل آباد

۵۵ الحاوی فی تخریج الطحاوی حافظ محی الدین ابومحمد عبدالقادر القرشی الحنفی تحقیق سید یوسف احمد ط بیروت ۱۹۹۹

۵۶ الحاوی للفتاوی حافظ جلال الدین ابن عبدالرحمان السیوطی ط لائل پور (فیصل آباد)

۵۷ حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی ط بیروت

۵۸ حملۃ الرسالۃ الاسلام الاولون السید محب الدین الخطیب (پاکٹ سائز) ط کویت

۵۹ خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط گوجرانوالہ

۶۰ خیر البراہین ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط جامعہ رحمانیہ فاروق آباد

۶۱ داستان حنفیہ ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

۶۲ دراسات فی الجرح والتعدیل دکتور ضیاء الرحمان اعظمی ط جامعہ سلفیہ ہند

۶۳ الدار المختار مع رد المختار محمد علاء الدین الحصکفی الحنفی ط بیروت

۶۴ الدرالمنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ حافظ جلال الدین ابن عبدالرحمان السیوطی ط بیروت

۶۵ دلائل النبوہ حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق عبداللہ المعطی قلعجی ط بیروت

۶۶ دلائل النبوہ حافظ احمد بن عبداللہ ابونعیم اصفہانی تحقیق محمد رواس قلعجی وعبدالبر عباس ط دار النفائس

۶۷ دین تصوف ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط قلعہ دیدار سنگھ و ساہووالہ

۶۸ ذم الکلام واھلہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری تحقیق ابو جابر انصاری ط مکتبہ الغرباء

۶۹ زادالمعاد حافظ ابوعبداللہ بن القیم الجوزی ط بیروت ۱۹۷۳ھ

۷۰ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ علامہ ناصر الدین البانی ط الریاض

۷۱ سنن امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ط سرگودھا

۷۲ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط کراچی

۷۳ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط دارالسلام الریاض

۷۴ سنن ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط کراچی

۷۵ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی امام الکبیر امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط بیروت

۷۶ سنن ترمذی مترجم ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

۷۷ سنن حافظ ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی تحقیق سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی ط ملتان

۷۸ سنن دارقطنی مع تعلیق المغنی امام علی بن عمر الدارقطنی ط ملتان

۷۹ سنن الکبریٰ حافظ ابوبکر احمد بن حسنین البیہقی مع الجوہر النقی ط ملتان

۸۰ السنۃ الابن ابی عاصم

۸۱ سیر اعلام النبلاء حافظ ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی تحقیق شعیب الارنوط وحسین الاساط موسستہ الرسالہ ۱۹۹۰ء

۸۲ شرح السنۃ امام حسین بن مسعود البغوی تحقیق شعیب الارنوط ومحمد زہیر شاویش ط المکتب الاسلامی ۱۹۸۳

۸۳ شرح علل الترمذی زین الدین ابوالفراج عبدالرحمان بن احمد البغدادی المعروف ابن رجب الحنبلی

۸۴ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید الشیعی ط بیروت

۸۵ شرح معنی الاثار طحاوی امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی تحقیق محمد الزہری النجار ط بیروت ۱۹۷۸ء

۸۶ شرف اصحاب الحدیث حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی ط گرجاکھ گوجرانوالہ

۸۷ شعب الایمان حافظ ابو بکر بیہقی تحقیق ابو ہاجر محمد سعید بسیونی زغلول ط بیروت ۱۹۹۰

۸۸ شمائل ترمذی مع شرح خصائل محمدی اردو امام محمد بن عیسیٰ الترمذی ط گوجرانوالہ

۸۹ الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالهادی ط فیصل آباد

۹۰ صحیح امام ابو بکر بن اسحاق بن خزیمہ اسلمی تحقیق مصطفیٰ الاعظمی المکتب الاسلامی

۹۱ صحیح ابو حاتم محمد بن حبان البستی ترتیب امیر علاء الدین الفارسی تخریج شعیب ارنوط و حسین اسد

۹۲ صحیح امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط کراچی

۹۳ صحیح امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط دارالسلام

۹۴ صحیح امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط دارالسلام

۹۵ صحیح مسلم مع شرح النواوی امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط کراچی

۹۶ ضعیف الجامع الصغیر محدث ناصر الدین البانی ط الکتب الاسلامی ۱۹۹۰

۹۷ الطبقات الکبیر محمد بن سعید الغدادی کاتب الواقدی ط بیروت

۹۸ طبقات المدلسین حافظ ابن حجر عسقلانی تحقیق عبدالغفار سلیمان البغدادی و محمد احمد عبدالعزیز ط بیروت ۱۹۸۴

۹۹ عقیدہ اہلحدیث ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

۱۰۰ علل المتناہیہ ابو الفراج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی تخریج ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد ۱۹۸۱ء

۱۰۱ علل الحدیث امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ط سانگلہ ہل

۱۰۲ عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی ط بیروت

۱۰۳ عمل الیوم واللیلہ حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری معروف ابن السنی تحقیق ابو محمد کوثر ط جدہ

۱۰۴ عون المعبود شرح ابی داؤد محدث جلیل ابو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی ط ملتانی

۱۰۵ فتح الباری شیخ الاسلام احمد بن علی بن حجر عسقلانی تحقیق ابن باز ط بیروت

١٠٦ الفوائد البھیہ علامہ محمد الحی الکھنوی ط کراچی

١٠٧ الفوائد مجموعہ شیخ السلام محمد بن علی الشوکانی تحقیق عبدالرحمٰن بن یحیی المعلمی ط السنۃ المحمدیہ

١٠٨ القاعدۃ الجلیۃ فی التوسل والوسیلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق سید جمیلی ط بیروت

١٠٩ قواعد التحدیث علامہ محمد جمال الدین قاسمی ط دار الاحیاء السنۃ النبویہ

١١٠ قیام اللیل امام ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی لحضہ المقریزی تعلیق علامہ عبدالوہاب ملتانی تخریج سید عبدالشکور شاہ ط سانگلہ ہل ١٩٦٩

١١١ الکاشف لامام ابو عبداللہ شمس الدین الذہبی ط بیروت ١٩٨٣

١١٢ الکفایہ حافظ ابوبکر خطیب البغدادی ط بیروت

١١٣ الکامل فی ضعفاء الرجال امام ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی ط بیروت

١١٤ کتاب الاثار محمد بن حسن الشیبانی ط کراچی

١١٥ کتاب الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الاثار حافظ محمد بن موسیٰ الحازمی الصمدانی ط ثانیہ حیدر آباد دکن

١١٦ کتاب الضعفاء الکبیر حافظ ابوجعفر محمد بن عمرو عقیلی تحقیق امین قلعجی

١١٧ کتاب القصاص والمذکرین امام ابوالفراج عبدالرحمان بن الجوزی تحقیق مارلین سوارتز ط ثانیہ لاہور ١٩٧٦

١١٨ کتاب القرأۃ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ط گرجاکھ گوجرانوالہ

١١٩ کتاب المجروحین امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی تحقیق محمود ابراہیم زائد ط حلب ١٣٩٦ھ

١٢٠ کتاب المراسیل امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط کراچی

١٢١ کتاب المراسیل ابوعبدالرحمان بن ابی حاتم الرازی ط سانگلہ ہل

١٢٢ کتاب الموضوعات امام ابوالفراج عبدالرحمٰن الجوزی تحقیق توفیق حمدان ط دارالباز مکہ مکرمہ

١٢٣ کشف الاستار عن زوائد مسند البزار امام ابونور الدین الہیثمی تحقیق حبیب الرحمٰن الاعظمی

١٢٤ کشف الخفاء ومزیل الالباس علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی ط دمشق و بیروت

١٢٥ کنز العمال علامہ علاء الدین علی المتقی الہندی ط موسستۃ الرسالہ ١٩٨٩ء

١٢٦ اللآلی المصنوعہ علامہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی تخریج ابوعبدالرحمان صلاح بن محمد بن عویضہ ط بیروت ١٩٩٦

۱۲۷ لسان المیزان امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی ط موسستہ العالمی بیروت

۱۲۸ المنتقی من السنن المسندۃ امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود نیشاپوری ط سانگلہ ہل

۱۲۹ مجمع البحرین فی زوائد المعجمین امام نور الدین الہیثمی تحقیق شعیب الارنوط تحقیق عبدالقدوس بن محمد نذیر مکتبہ ارشد الریاض

۱۳۰ مجمع الزوائد امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی ط بیروت ۱۹۸۸ء

۱۳۱ مجموع الفتاوی ابن تیمیہ جمع و ترتیب عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم وابنہ محمد ط الریاض

۱۳۲ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی امام حسن بن عبدالرحمان بن خلاد الفارسی الرامھر مزی

۱۳۳ المحلی امام ابو محمد علی بن حزم الاندلسی تحقیق محمد خلیل ھراس ط مصر

۱۳۴ مختصر ابی داؤد مع معالم السنن حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی ابو محمد منذری ط سانگلہ ہل ۱۹۷۹ء

۱۳۵ المدخل الی السنن الکبری امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق ضیاء الرحمان الاعظمی ط ثانی

۱۳۶ المدخل الی الصحیح امام ابو حاکم النیشاپوری تحقیق الشیخ بن ہادی ط موسستہ الرسالہ

۱۳۷ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح الشیخ ابو الحسن عبداللہ بن عبدالسلام مبارکپوری ط مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۶۱

۱۳۸ مرقاۃ شرح مشکوہ علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۹۷۲ء

۱۳۹ مسند امام الفقہاء احمد بن حنبل الشیبانی ط دار الصادر بیروت

۱۴۰ مسند امام ابو بکر عبداللہ بن زبیر حمیدی تحقیق خالد سلفی گرجاکھی ط کراچی

۱۴۱ مسند ابی یعلی امام ابو یعلی احمد بن علی الموصلی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط جدہ ۱۹۸۸ء

۱۴۲ مسند الشامیین حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی

۱۴۳ المستدرک علی الصحیحین امام ابو حاکم نیشاپوری ط دار المعرفۃ بیروت

۱۴۵ مشکاۃ المصابیح محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی تحقیق ناصر الدین البانی ط المکتب الاسلامی ۱۹۸۵ء

۱۴۶ المصنف امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی تحقیق حبیب الرحمٰن اعظمی ط المجلس العلمی

۱۴۷ المصنف مام ابو بکر عبداللہ بن محمد ین ابی شیبہ الکوفی تحقیق کمال یوسف الحوت ط ۱۹۸۹ء

۱۴۸ المعجم الاوسط حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق محمود الطحان ط الریاض ۱۹۸۶ء

۱۴۹ المعجم الصغیر مع الریاض الدانی امام ابو القاسم طبرانی تحقیق شکور محمود الحاج ط دار عمار عمان ۱۹۸۵ء

۱۵۰	المعجم الکبیر	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق حمدی عبدالحمید السّلفی ط ثانیہ بیروت
۱۵۱	المغنی عن حمل الاسفار	حافظ ابو الفضل زین الدین عبدالرحیم العراقی تحقیق ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود ط بیروت ۹۹۵ء
۱۵۲	المغنی من الضعفاء	حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی تحقیق نور الدین عتر ط اولی
۱۵۳	مفتاح الجنۃ	حافظ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی ط کویت
۱۵۴	المقاصد الحسنۃ	امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبدالرحمان السخاوی ط دار العجرۃ بیروت ۱۹۸۶ھ
۱۵۵	المنار المنیف	امام محمد بن ابی بکر المعروف ابن القیم الجوزیہ تحقیق ابو الفتاح عدہ ط بیروت ۱۹۸۲ء
۱۵۶	منہاج السنۃ	شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ط بیروت
۱۵۷	موارد الظمان الی زوائد ابن حبان	حافظ نور الدین الہیثمی تحقیق شعیب الانوط و محمد رضوان العرقسوسی
۱۵۸	موسوعۃ الاطراف الحدیث	ابو ہاجر السعید بن بستونی زغلول ط بیروت ۱۹۹۴
۱۵۹	الموضح لاوھام الجمع والتفریق	امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی تحقیق عبدالرحمان بن یحیی المعلمی ط ثانیہ ۱۹۸۵
۱۶۰	الموضوعات الکبیر	علامہ نور الدین علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط نور محمد کراچی
۱۶۱	موطا مع تعلیق الممجد	محمد بن حسن الشیبانی ط قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۶۱ء
۱۶۲	موطا مع ضوء السالک	امام الائمہ مالک بن انس الاصبحی المدنی ط ملتان
۱۶۳	میزان الاعتدال	امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی تحقیق علی محمد بجاوی ط سانگلہ ہل
۱۶۴	نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ	حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی ط لاہور ۱۹۳۸
۱۶۵	نہایہ الاغتباط	علاء الدین علی رضا دار الحدیث القاہرہ ۱۴۸۸ھ
۱۶۶	ہدایہ	برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی ط ملتان
۱۶۸	ہدی الساری	ابو الفضل ابن حجر عسقلانی ابن باز ط بیروت والریاض

☆☆☆☆☆☆

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث رجسٹرڈ ساہووالہ۔ سیالکوٹ

۞ جامعہ ہذا کی بنیاد 1980ء کو بدست الحاج ملک محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ رکھی گئی اس وقت سے لے کر آج تک جامعہ بحمداللہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے تعلیمی و تربیتی منازل طے کر رہا ہے۔

۞ جامعہ میں درس نظامی، تحفیظ القرآن اور ناظرہ قرآن کا مکمل انتظام ہے۔

۞ جامعہ میں 1992ء سے ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن الکریم کرایا جاتا ہے۔

۞ جامعہ میں وفاق المدارس السلفیہ کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

۞ جامعہ بیرونی طلباء کی رہائش، خوراک، علاج اور دیگر ضروریات کا کفیل ہے۔

۞ جامعہ میں بحمداللہ دارالافتاء موجود ہے جس سے سائلین کے لئے فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔

۞ جامعہ میں شعبہ تصنیف قائم ہے جس سے ابھی تک درجن بھر مختلف موضوعات پر کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں عقیدہ اہلحدیث، داستان حنفیہ اور مقلدین ائمہ کی عدالت میں وغیرہ شامل ہیں۔

علم حدیث کا شعبہ

۞ جامعہ کی خصوصیت ہے کہ اس میں علم حدیث پر بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے جس کے تحت بحمداللہ صحیح سنن ترمذی کی شرح اور خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی شائع ہو چکی ہیں اور سنن ابن ماجہ پر کام مکمل ہو چکا ہے جو بہت جلد شائع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

علاوہ ازیں منکرین حدیث کے رد میں متعدد رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

۞ جامعہ ساہووالہ کی مرکزی جامعہ مسجد اہلحدیث میں قائم ہے جگہ کی کمی کے باعث آئندہ منصوبہ میں جامعہ کے لئے الگ جگہ درکار ہے۔

۞ جامعہ کے تحت فری ڈسپنسری بھی زیر غور ہے۔

۞ احباب سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے۔

منجانب:۔ الحاج ملک محمد فیاض مہتمم۔ الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث رجسٹرڈ ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

P.C 51060* Mob:0300-6126421* Ph:052-3510090

TRUEMASLAK@INBOX.COM